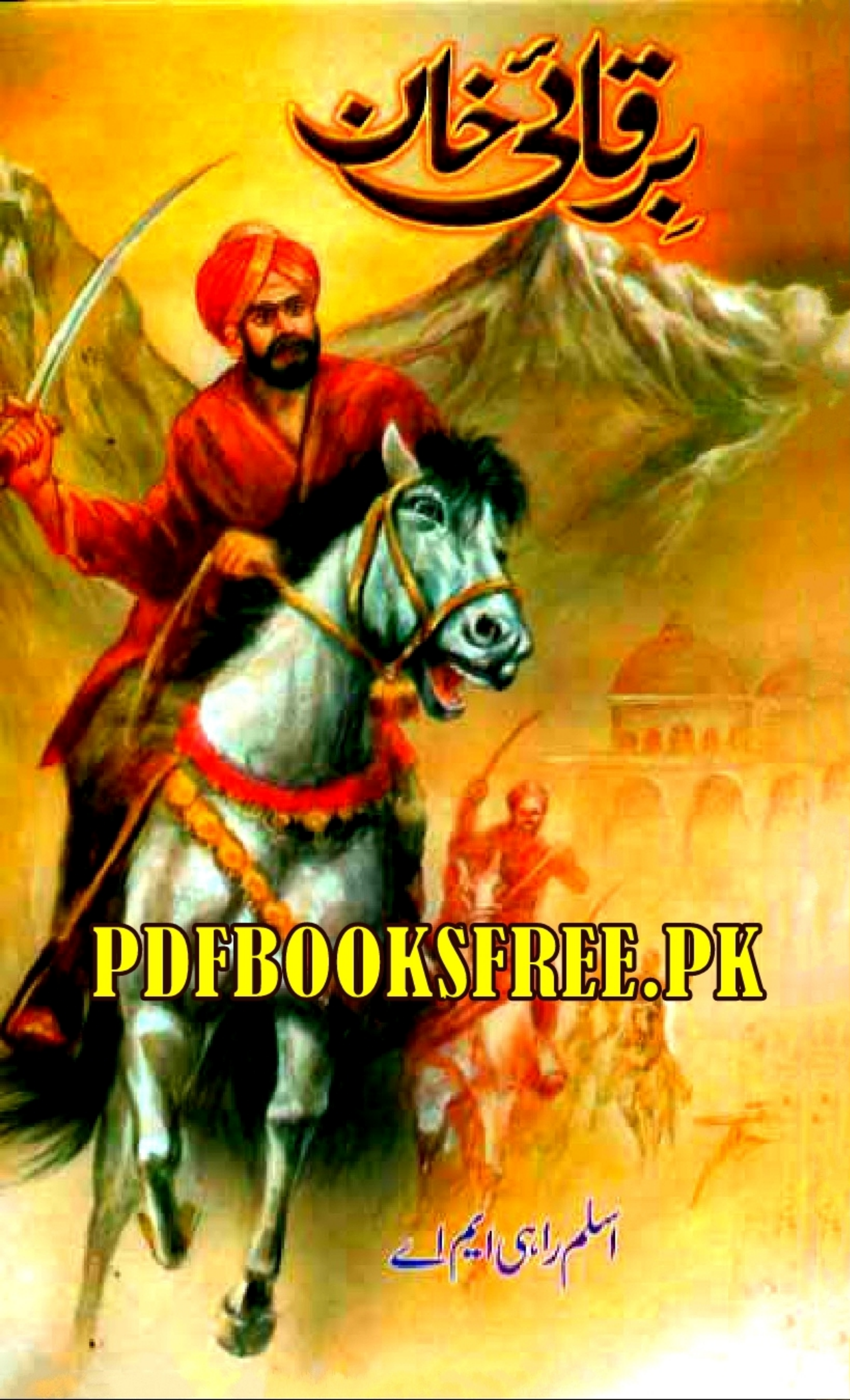
برقائی خان
PDFBOOKSFREE.PK
اسلم راہی ایم اے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

برقانی خان

اسلم راہی ایم۔اے

www.pdfbooksfree.pk

اسلامی تاریخی ناول

برقائی خان

اسلم راہی ایم۔ اے

خوبصورت لوگوں کی سرزمین

ناشر مکتبہ القریش، قذافی مارکیٹ،
اُردو بازار، لاہور۔ فون: 7231595

www.pdfbooksfree.pk

پیش لفظ

برقائی خان.....چنگیز خان کا پوتا۔
جس نے منگولوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ جو عالم اسلام کی حمایت میں ہلاکو خان سے ٹکرایا۔
برقائی خان ایک ناول ہی نہیں منگولوں کے یورپ پر حملہ آور ہونے کی ایک مستند تاریخ بھی ہے۔ اس میں آپ کو مکیار، کرغیز اور باشکیری مسلمان دریائے وولگا، دریائے ویاتکا، دریائے کاما، دریائے بیلایا کی وادیوں میں معرکہ آرا ہوتے نظر آئیں گے۔
اس میں ان سورماؤں کی داستانیں بھی ملیں گی جنہوں نے ماسکو کی اینٹ سے اینٹ بجائی۔ دریائے نیپر اور دریائے وچولا کے اس پار ہنگری اور پولینڈ کے دروازوں پر دستک دی۔ جن کے گھوڑوں نے دریائے ڈینیوب کا پانی پیا اور یورپ کے اندر آندھی اور طوفان بن کر داخل ہوئے۔
یہ ناول ایک ایسے موضوع پر مبنی ہے جس پر اس سے قبل تاریخی ناول نہیں لکھا گیا۔

اسلم راہی ایم۔اے

جملہ حقوق محفوظ ہیں

ناشر	:	عبدالحفیظ قریشی
مطبع	:	نیر اسد پرنٹرز لاہور
کمپوزنگ	:	وسیم احمد قریشی
تعداد	:	600
سن اشاعت	:	2003ء
قیمت	:	250/- روپے

فون: 7231595

مکتبہ القریش اردو بازار لاہور

www.pdfbooksfree.pk

انتساب

عالمِ اسلام کے اس عظیم فرزند کی

روح کے نام جس کے ہاتھ پر

برقائی خان نے اسلام قبول کیا

اسلم راہی ایم اے

سرما اپنے عروج پر تھا۔ برف باری زوروں سے جاری تھی ایسے میں کوہستانِ یورال کی ایک چوٹی پر آگے پیچھے دو گھوڑے نمودار ہوئے۔ اگلے گھوڑے پر ایک ایسا نوجوان جس کا بچپنا جوانی میں ڈھل چکا تھا اپنے سامنے ایک انتہائی لاغر بوڑھے کو سمیٹے ہوئے تھا۔ پچھلے گھوڑے پر بچپنے کی منزلیں طے کر کے جوانی میں داخل ہوتا ایک لڑکا گھوڑے کو ایڑ پر ایڑ لگاتے ہوئے اگلے گھوڑے سے قریب رکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

کوہستانِ یورال کی اس چوٹی پر نمودار ہونے کے بعد دونوں لڑکوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا، کوئی فیصلہ کرنا چاہتے تھے کہ کوہستانی سلسلے سے ذرا نیچے فاصلے پر انہیں عصر کی اذان سنائی دی تھی۔

اذان دینے والے کی آواز اور انداز ایسا تھا گویا وہ صدف صدف ابرِ نیساں کی بارش، نظر نظر میں لاکھوں چراغ روشن اور نفس نفس میں نا آشنا انوکھے سخن کھڑے کر دے گا۔ اذان کی آواز کا اتار چڑھاؤ ایسا تھا جیسے لمحوں کے اندر وہ کوہستانوں کے بطن کی گوہر یابی، دشت و دمن کی خوش تابی، جواں ارض کی شادابی میں اضافہ کرتا چلا جائے گا۔ اذان کی آواز کی لہریں یوں چار سو بکھرنا شروع ہو گئی تھیں گویا وہ کفر کی اندھی یلغار کے مقابلے میں قدم قدم پر زندگی کی معراج کھڑی کر رہی ہوں۔ اذان کی آواز روح بن کر رگ و پے میں سرایت کرنے لگی تھی۔ فطرت کے دستورِ کہن میں تجلیوں کے سیل رنگ و بو کے کاروانوں کی طرح صحراؤں کو چمن چمن میں نفس کو بوئے گل اور نظروں کو ہنستے پھولوں میں تبدیل کرنے لگی تھی۔ جب تک اذان ہوتی رہی دونوں لڑکے چپ چاپ اپنے گھوڑوں پر بیٹھے رہے۔ جو لڑکا بچپن کی منزلیں طے کر کے جوانی کی حدود میں داخل ہوا تھا اُس نے اپنے سامنے جس بوڑھے کو گود میں سمیٹ رکھا تھا وہ بوڑھا بھی جب تک اذان ہوتی رہی، بے حس و حرکت پڑا رہا۔ جب اذان ختم ہو گئی تب اُس نے اپنے بدن کو حرکت دی۔ پھر جس لڑکے نے اُسے اپنی گود میں سمیٹ رکھا تھا، اُسے مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

''خریم میرے بیٹے! مجھے نیچے اتارو۔ یہیں عصر کی نماز ادا کر لیتے ہیں۔''

www.pdfbooksfree.pk

بوڑھے نے جس لڑکے کو خریم کہہ کر پکارا تھا اُس نے بوڑھے کے شانے پر بڑے پیار سے ہاتھ پھیرا، پھر بڑی عاجزی اور بڑی انکساری اور انتہائی میٹھی آواز میں اس بوڑھے کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

''اے پدر مہربان! عصر کی اذان ابھی ہوئی ہے۔ آپ دیکھتے ہیں برف باری زوروں سے جاری ہے۔ سامنے بستی دکھائی دے رہی ہے۔ میرے خیال میں اسی بستی میں جا کے عصر کی نماز ادا کرتے ہیں۔ اذان کی آواز بھی وہیں سے آئی ہے جس کا مطلب ہے وہ بستی مسلمانوں کی ہے۔''

اس پر بوڑھے نے ہمت کی، سیدھا ہو کر بیٹھا، پھر دوبارہ بول اُٹھا۔

''میرے بچے! کوہستانی سلسلے کی اِس چوٹی سے وہ بستی نزدیک ہی دکھائی دیتی ہے لیکن جب تم کوہستانی راستوں کی بھول بھلیوں سے ہوتے ہوئے وہاں پہنچو گے تو یاد رکھنا مغرب کا وقت ہو چکا ہوگا۔۔۔۔ آؤ گھوڑے سے اُتریں اور تینوں باپ بیٹا یہیں نماز ادا کریں۔ اس کے بعد اپنے سفر کو جاری رکھتے ہیں۔ میرے بچے، جس مہم پر ہم نکلے ہیں وہ مہم زور سے پڑنے والی اس برف باری سے بھی زیادہ کڑی اور ہول ناک ہے۔۔۔۔''

خریم نے اس بار اپنے باپ کے اس مشورے پر کوئی حجت نہیں کی۔ پیچھے مڑا اور اپنے چھوٹے بھائی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''قریض میرے بھائی! نیچے اُترو۔ بابا کو سہارا دے کر نیچے اتارتے ہیں۔ بابا یہیں عصر کی نماز ادا کرنے کے بعد آگے بڑھنا چاہتے ہیں۔''

اس کے ساتھ ہی وہ خود بھی چھلانگ لگا کر گھوڑے سے نیچے اُتر گیا۔ پھر سہارا دے کر اُس نے اپنے باپ کو گھوڑے سے اتارا۔ اتنی دیر تک اس کا چھوٹا بھائی بھی اپنے گھوڑے سے اتر چکا تھا۔

تینوں میں سے بوڑھے کا نام مقردم تھا۔ بڑے لڑکے کا نام خریم بن مقردم اور چھوٹے کا نام قریض بن مقرزم تھا۔

گھوڑے سے اُترنے کے بعد بوڑھا لڑکھڑانے لگا تھا۔ خریم نے اُسے سہارا دے رکھا تھا۔ بوڑھے نے ایک نگاہ اپنے چاروں طرف دوڑائی، پھر برف پر ہاتھ پھیر کر اُس نے تیمم لڑکوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ پھر وہ تینوں باپ بیٹا فرش کی چادر پر نماز ادا کرنے لگے تھے۔ کر گھوڑے لگتا تھا تربیت یافتہ تھے اس لئے کہ جب وہ نماز ادا کرنے لگے تو دونوں کے نیچے دب جانے والی گھاس کو اپنے سموں سے ننگا کرنے کے بعد گھاس

چرنے لگے تھے۔

نماز ادا کرنے کے بعد بوڑھا مقردم کچھ دیر سوچتا رہا پھر اُس نے دُعائیہ انداز میں اپنے ہاتھ اپنے سامنے کھڑے کئے۔ اُس کی طرف دیکھتے ہوئے دونوں بیٹوں خریم اور قریض نے بھی دُعا کے لئے اپنے ہاتھ بلند کئے تھے۔ پھر انتہائی عاجزی، انکساری اور ڈوبتی کپکپاتی آواز میں بوڑھا بیمار مقردم دُعا مانگ رہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا۔

''اے خدائے مہربان! تو ہی صحراؤں میں سایہ دار درخت کھڑے کرتا ہے۔ ظلموں کے ہجوم میں قندیلوں کو روشن کرتا ہے۔ تو ہی ستاروں کو بھولے بھٹکوں کے لئے خضرِ راہ بناتا ہے۔ آسمان کے خرد کو تو ہی دانش و آگاہی کے ستاروں کا گہوارہ بناتا ہے۔

الٰہی سامری کے مقابل میں عصائے کلیم، تیرہ سیاہ ذہنوں کے لئے روشنی، جانوں کے لئے زندگی کے نشان، پژمردہ گلوں کے لئے شبنم اور خون سے لالہ کاری کرتے زخموں کے لئے مرہم تو ہی فراہم کرتا ہے۔

میرے مالک! تیرے حکم سے یہ اندھی زمین زرد جواہر اُگلتی ہے۔ تیرے ہی حکم سے گزرتے وقت کے پیمانے اور وقت کے امکان میں ہست و بود کی ایک ایک خشت پر تقدیر رقم ہوتی ہے۔ صبح ازل سے شام ابد تک تو ہی بزم شہود کی رونقوں کو برقرار رکھنے والا ہے۔

تو ہی طلسمی جزیروں کو حسن کا گہوارہ، خیالات کی وادیوں کو شفق کا نظارہ، شوریدہ سری کو شنگرفی صبحوں کا گہرا تبسم اور سرمئی شاموں کی فضاؤں کو تو ہی حسن و ماہتاب کی ضو عطا کرتا ہے۔ تو ہی بہاروں کے نوخیز خوابوں کو چشم خورشید کی سی تجلی، وقت کی مسافت میں سمٹے فاصلوں کے لئے تو ہی وجدان کے گم گشتہ گوہر عیاں کرنے والا ہے۔

میرے اللہ! بنی نوع انسان کی سرشت میں تو ہی ہوش و دانش، جوش و جذبے، برودت و حرارت، ذکاوت و ذہانت، زیست کی دانائی و فراست بھرتا ہے۔ میرے اللہ! تو ہی حلیم و کریم ہے۔ رؤف و رحیم ہے۔ ہم تینوں باپ بیٹا سرابوں کے فاصلوں اور حروف کی طرح بند قفل جیسی کٹھن مہم پر نکلے ہیں۔ الٰہی اس میں ہم تینوں کو کامیاب و کامران رکھنا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد بوڑھا زیرلب دُعا مانگ رہا تھا۔ دُعا کے لئے اُس کے اور اُس کے دونوں بیٹوں کے اُٹھے ہاتھ برف سے بھر گئے تھے اس لئے کہ برف باری تیزی سے جاری تھی۔ وہ دُعا مانگ رہا تھا اور اُس کے پیچھے اُس کے دونوں بیٹے خریم اور قریض دونوں دُعا کے لئے ہاتھ بلند کئے اپنے باپ کے الفاظ سن کر رو، سسک رہے تھے۔

پھر مقردم نے دعا کے لئے اٹھے ہاتھ گرا دیئے، اپنی نم آلود آنکھیں خشک کیں۔ یہ صورت

www.pdfbooksfree.pk

حال دیکھتے ہوئے اُس کے پیچھے بیٹھے خریم اور قریض نے بھی ہاتھ گرا کر آنکھیں خشک کرنا شروع کر دی تھیں۔ پھر نحیف سی آواز میں مقردم نے اپنے بڑے بیٹے کو مخاطب کیا۔

''خریم میرے بیٹے! نماز تو ہم ادا کر چکے ہیں بیٹے! تھوڑی دیر تک سورج غروب ہو جائے گا اور فضاؤں کے اندر تاریکیاں پھیل جائیں گی۔ آؤ یہاں سے کوچ کریں اور وہ جو نیچے بستی دکھائی دے رہی ہے رات اُسی بستی میں بسر کرتے ہیں۔ اس کے بعد دوبارہ اپنی منزل پر روانہ ہوں گے۔ ہوسکتا ہے اتنی دیر تک برف باری تھم جائے اور ہمارا سفر آسان ہو جائے۔''

اپنے باپ کے ان الفاظ پر خریم بن مقردم اُٹھ کھڑا ہوا۔ کہنے لگا۔

''اے میرے محترم باپ! آپ نے درست کہا۔''

پھر اُس نے اپنے باپ کو اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھایا اور گھوڑے پر بٹھا دیا۔ اتنی دیر تک قریض نے بھاگ کر اُس گھوڑے کی باگ پکڑ لی تھی جس پر خریم نے اپنے باپ مقردم کو بٹھایا تھا۔ پھر خریم نے اپنے چھوٹے بھائی قریض کو مخاطب کیا۔

''گھوڑے کی باگ مجھے دے دو اور تم اپنے گھوڑے پر سوار ہو جاؤ۔''

قریض نے فی الفور گھوڑے کی باگ خریم کو تھمائی۔ خریم نے ایک ہاتھ سے گھوڑے پر بیٹھے اپنے باپ کو تھامے رکھا اور دوسرا ہاتھ زین پر رکھنے کے بعد اُس نے ایک جست لگائی اور اپنے باپ کے پیچھے گھوڑے پر سوار ہو گیا تھا۔ اتنی دیر تک قریض بھی اپنے گھوڑے پر بیٹھ گیا تھا۔ پھر گھوڑوں کو ہانکتے ہوئے دونوں بھائی کوہستانوں کی تجریدی ڈھلانوں سے اُترتے ہوئے سامنے دکھائی دینے والی بستی کا رُخ کر رہے تھے۔

بستی تک پہنچنے کے لئے انہیں کوہستانی سلسلے کی بھول بھلیوں میں سے ہو کر گزرنا پڑ رہا تھا۔ پھر ڈھلان ایسی تھی کہ آگے بڑھنے کی رفتار بھی خاصی سست تھی۔ لہٰذا وہ بستی کے قریب اُس وقت پہنچے جس وقت فضاؤں کے اندر تاریکی پھیلنا شروع ہو گئی تھی جو اس بات کی نشاندہی تھی کہ سورج غروب ہو رہا تھا۔ برف باری اب بھی جاری تھی۔

خریم اور قریض دونوں بھائی اپنے گھوڑوں کو ہانکتے ہوئے جس وقت اس بستی میں داخل ہوئے تو بستی میں عین اسی لمحہ مغرب کی اذان سنائی دی تھی۔ اذان کی آواز کو ذہن میں رکھتے ہوئے انہوں نے مسجد کا رُخ کیا تھا۔

نوں بھائیوں نے اپنے گھوڑوں کو مسجد کے باہر آن روکا۔ خریم اپنے گھوڑے سے اُترا۔ نے اپنے باپ مقردم کو اپنے دونوں ہاتھوں میں سمیٹ کر گھوڑے سے نیچے اتارنا چاہا کراہتے ہوئے بول اُٹھا۔

''خریم میرے بیٹے! لگتا ہے جس مہم پر ہم تینوں باپ بیٹا نکلے ہیں میں اس مہم کی ابتداء اس کا انجام دیکھ نہ سکوں گا۔ بیٹے! میری تکلیف زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اب تو گھوڑے سے اُترا بھی نہیں جاتا۔''

اتنی دیر تک چھوٹا بھائی قریض بھی اپنے گھوڑے سے اُتر کر خریم کے پاس آن کھڑا ہوا تھا۔ اپنے باپ کے ان الفاظ پر وہ اُداس اور افسردہ ہو گیا تھا۔

چھوٹے بھائی کی موجودگی کا احساس کرتے ہوئے خریم نے فوراً اپنے آپ کو سنبھالا اور پھر مقردم کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ ''اے میرے باپ! میں دیکھتا ہوں آپ کو تیز بخار بھی ہے۔ لاغر بھی ہو چکے ہیں۔ سردی بہت زیادہ ہے۔ اس وقت ہم بستی کی مسجد کے سامنے کھڑے ہیں۔ اے میرے باپ! بستی کافی بڑی لگتی ہے۔ کوئی نہ کوئی طبیب ہو گا جس سے ہم دونوں بھائی آپ کا علاج کرائیں گے۔ بستی میں کوئی نہ کوئی سرائے یا بھٹیار خانہ ضرور ہو گا جہاں ہم سستے معاوضے پر رات بھی بسر کر سکیں گے......''

خریم کو کہتے کہتے رُک جانا پڑا۔ اس لئے کہ عین اسی لمحہ ایک معمر شخص اُس کے قریب آیا اور اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔ ''نوجوان! تو کون ہے...... تیری گفتگو میں نے اس بوڑھے کے ساتھ ساری تو سنی ہے اس سے میں نے اندازہ لگایا ہے کہ تم تینوں اس بستی میں اجنبی ہو اور تینوں شاید باپ بیٹے بھی ہو۔''

خریم نے غور سے اُس کی طرف دیکھا پھر دھیمے سے لہجے میں کہنے لگا۔ ''آپ کا اندازہ درست ہے۔ ہم تینوں باپ بیٹے ہیں۔ میرا نام خریم ہے۔ میرے باپ کا نام مقردم اور یہ میرا چھوٹا بھائی ہے اس کا نام قریض ہے۔ ہم تینوں ایک ایسی مہم پر نکلے ہیں جہاں زندگی ہمارا استقبال بھی کر سکتی ہے، موت ہم سے بغل گیر بھی ہو سکتی ہے۔ راستے میں ہمارا باپ بیمار ہو گیا تھا۔ ہم نے یہ سفر بڑی مشکل سے کیا ہے اور اب بھی ہم نے بہت آگے جانا ہے۔''

قبل اس کے کہ وہ بوڑھا مزید کچھ پوچھتا، خریم کا باپ مقردم بول اُٹھا۔

''خریم میرے بیٹے! مجھے سہارا دے کر نیچے اتارو...... میں چاہتا ہوں اس بستی کی مسجد میں نماز ادا کروں۔ شاید یہ میری زندگی کی آخری نماز ہو۔ وضو نہیں کر سکوں گا تیمّم کر لوں گا۔ میرے بچے مجھے اُٹھا کر مسجد کے اندر لے چلو۔''

جس وقت خریم اپنے باپ کو اپنے دونوں ہاتھوں میں سمیٹ کر نیچے اُتارنے لگا تھا وہ بوڑھا آگے آیا اور خریم کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''عزیز بیٹے! میرا نام غلزئی ہے۔ میں الحمد للہ مسلمان ہوں اور اس بستی کے زیادہ تر لوگ

www.pdfbooksfree.pk

قپچاق ترک اور مسلمان ہیں۔ دیکھو! تمہیں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر تم تینوں اجنبی ہو اور ایک خطرناک مہم پر نکلے ہو تو پھر تم تینوں کو فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم تینوں کسی سرائے نہ ہی کسی بھٹیار خانے میں قیام کرو گے...... آؤ پہلے نماز ادا کرتے ہیں پھر میں تمہیں اپنے ساتھ اپنے گھر لے جاؤں گا۔ تم تینوں کی حیثیت میرے ہاں معزز مہمان کی ہو گی...... آؤ جماعت کھڑی ہونے والی ہے۔ پہلے خدائے قدوس کو یاد کریں اس کے بعد کوئی اور کام کریں گے۔“

خریم نے فوراً اپنے باپ کو اپنے دونوں ہاتھوں میں سمیٹ کر نیچے اُتارا۔ دونوں گھوڑوں کو وہیں چھوڑ دیا گیا۔ پھر وہ مسجد میں داخل ہو کر نماز ادا کر رہے تھے۔

نماز ادا کرنے کے بعد وہ نکلے۔ خریم نے پہلے کی طرح اپنے باپ کو گھوڑے پر بٹھایا، پھر خود اس کو سہارا دینے کے لئے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ پھر وہ بوڑھا جس نے اپنا نام غلزئی بتایا تھا جوان کی مہمان داری کے لئے تیار ہوا تھا اس کو مخاطب کر کے خریم کہنے لگا۔

”میرے محترم! آپ دوسرے گھوڑے پر سوار ہو جائیں۔“

اس پر بوڑھا مسکرایا۔ کہنے لگا۔ ”بچے! فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میری حویلی یہاں قریب ہی ہے۔ تم دونوں بھائی گھوڑوں کو لے کر میرے پیچھے پیچھے آؤ۔“

قریض اپنے گھوڑے پر سوار نہیں ہوا بلکہ بھائی کے پیچھے پیچھے اپنے گھوڑے کی باگ پکڑ کر چلنے لگا تھا۔

غلزئی ایک کافی بڑی حویلی کے سامنے رُکا۔ دروازے پر اُس نے دستک دی۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا۔ دروازہ کھولنے والا ایک لڑکا تھا۔ اُس لڑکے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے غلزئی نے خریم کو مخاطب کیا۔

”اجنبی بیٹے! یہ میرا بیٹا ہے۔ نام اس کا کبیر ہے۔“

اِس موقع پر خریم نے اپنے گھوڑے سے نیچے اُترنا چاہا تو غلزئی نے تڑپ کر اپنا ہاتھ اُس کی ران پر رکھ دیا اور کہنے لگا۔ ”نیچے مت اُترنا۔ جس طرح گھوڑے پر بیٹھے ہو اسی طرح بیٹھے رہو۔ اپنے باپ کو سہارا دیئے رہو۔ اسی حالت میں حویلی میں داخل ہو۔“

پھر غلزئی کے اشارے پر کبیر نام کے لڑکے نے پورا دروازہ کھول دیا تھا۔ خریم اور قریض حویلی میں داخل ہوئے۔ کبیر نام کا وہ لڑکا جس نے دروازہ کھولا تھا وہ حویلی کے سکونتی بھاگا۔ شاید وہ مہمانوں کے آنے کی اطلاع گھر پر کرنے لگا تھا کہ بوڑھے غلزئی

”کبیر...... کبیر میرے بیٹے بھاگ کر میرے پاس آؤ۔“

لڑکا مڑا اور بھاگتا ہوا غلزئی کے پاس آیا۔ غلزئی نے اُس کا گال تھپتھپایا اور پیشانی چومی۔ کہنے لگا۔ ”بیٹے! بھاگ کر جاؤ۔ طبیب کو بلاؤ۔ یہ جو ہمارے مہمان آئے ہیں یہ دو بھائی ہیں اور ان کے ساتھ ان کا باپ ہے جو سخت بیمار ہے۔ بیٹے جلدی کرو......“

لڑکے نے جواب میں کسی ردِعمل کا اظہار نہ کیا بلکہ فکرمند ہو کر بھاگتا ہوا حویلی سے باہر نکل گیا تھا۔

غلزئی ان دونوں بھائیوں کو حویلی کے دائیں جانب اصطبل میں لے گیا۔ اُس کے کہنے پر خریم نے اپنے باپ کو گھوڑے سے اتار کر ایک شہ نشین طرز کی اُونچی جگہ لٹا دیا۔

مقروم انتہائی لاغر ہو رہا تھا۔ جسم اُس کا کپکپا رہا تھا اور تیز بخار میں وہ تپ رہا تھا۔

پھر غلزئی کے کہنے پر دونوں بھائیوں نے اپنے گھوڑوں کے ساتھ بندھے ہوئے بستر اتار کر اس شہ نشین پر رکھ دیئے۔ گھوڑوں کی زینیں بھی اتار لی تھیں۔ اس دوران غلزئی آگے بڑھا، دونوں گھوڑوں کو کھونٹے کے ساتھ باندھنے کے بعد اُس نے پہلے انہیں پانی پلایا پھر ان کے سامنے چارہ ڈال دیا تھا۔

ایسا کرنے کے بعد وہ خریم کے پاس آیا اور اصطبل کے ایک کونے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

”بچے! وہ سامنے دیکھو موٹے موٹے نمدہ نما کمبل پڑے ہوئے ہیں۔ ان میں سے کچھ اٹھاؤ اور اپنے گھوڑوں پر ڈال دو۔ گھوڑے جب پیٹ بھر کر کھانا کھائیں گے اور ان کمبلوں سے ڈھکے رہیں گے تو برف باری میں انہیں سردی سے نقصان بھی نہیں ہو گا اور اُن کی تھکاوٹ بھی دُور ہو جائے گی۔“

خریم اور قریض دونوں آگے بڑھے۔ دونوں گھوڑوں پر انہوں نے کمبل ڈال دیئے تھے۔ پھر دوبارہ خریم کو غلزئی نے مخاطب کیا۔

”گھوڑوں کی زینوں کے ساتھ جو بستر تم نے اتارے ہیں انہیں یہیں پڑے رہنے دو۔ خرجینیں بھی زین کے ساتھ ہی رہنے دو۔ اپنے باپ کو اٹھاؤ اور میرے ساتھ آؤ۔“

خریم آگے بڑھا، اپنے باپ کو اُس نے اپنی پیٹھ پر اُٹھایا، پھر دونوں بھائی غلزئی کے پیچھے ہو لئے تھے۔

جب وہ سکونتی حصے کے سامنے برآمدے میں آئے تو اچانک اسی سکونتی حصے سے ایک ڈھلی ہوئی عمر کی عورت اور اس کے ساتھ ایک انتہائی خوبصورت لڑکی نکلی۔ دونوں برآمدے میں آن

www.pdfbooksfree.pk

کھڑی ہوئیں۔ ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے غلوئی مسکراتے ہوئے بول اُٹھا۔ ''خریم میرے بیٹے! یہ میری بیوی ہے۔ نام اس کا لبید ہے۔ اس کے ساتھ میری بیٹی حرمہ ہے۔''

پھر اپنی بیوی اور بیٹی سے اُس نے مقردم، خریم اور قریض کا تعارف اور ان کے آنے کی وجہ تفصیل سے کہہ ڈالی تھی۔

اس موقع پر غلوئی کی بیوی لبید بولی اور کہنے لگی۔ ''اتنی تفصیل بتانے کی ضرورت نہیں۔ مہمانوں کو اتنی سردی میں برآمدے میں روکنا اچھا نہیں ہے۔ انہیں بائیں طرف والے کمرے کی طرف لے کر آئیں۔''

پھر وہ تینوں خریم اور قریض کو حویلی کے بائیں طرف والے کمرے میں لے کر داخل ہوئے۔ اندر کمرے میں کچھ مسہریاں لگی ہوئی تھیں۔ غلوئی کے کہنے پر خریم نے اپنے باپ کو ایک مسہری پر لٹا دیا۔ مسہری پر لیٹنے کے بعد مقردم بری طرح کراہنے لگا تھا۔ اپنے باپ پر خریم نے ایک فکرمندی سی نگاہ ڈالی۔ اتنی دیر تک حرمہ جو ابھی بچپن سے جوانی میں داخل نہ ہوئی تھی اپنے باپ غلوئی کا اشارہ پا کر بھاگتی ہوئی گئی اور جلد ہی لوٹ آئی۔ وہ ایک کافی موٹا لحاف اٹھائے ہوئے تھی جو اُس نے مسہری پر لیٹے مقردم پر ڈال دیا تھا۔

کمرہ خوب گرم ہو رہا تھا۔ اس لئے کہ کمرے کے اندر آتش دان میں آگ خوب بھڑک رہی تھی۔ اس موقع پر خریم کچھ دیر تک بڑے افسوس، بڑے دُکھ بھرے انداز میں اپنے باپ کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اُس نے ایک گہری نگاہ اپنے قریب کھڑے غلوئی پر ڈالی اور اُسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے محترم! میرے پاس الفاظ نہیں ہیں جنہیں میں ادا کر کے آپ کا شکریہ ادا کر سکوں۔ میں جانتا ہوں زمین کے اس پست و بلند اور خیر و شر کی جولان گاہ میں کوئی کسی کے کام نہیں آتا۔ یہاں سرمایہ داروں کے وقار مفلسوں کی بے زری کے درمیان تعمیر و تخریب اور من و تو کی تفریق جیسی اضطراب و کرب بھری کشمکش جاری ہے۔ میرے محترم! جس مہم پر ہم نکلے ہیں وہ محرامیوں کے ساتھیوں اور دل نگاری و دل خراشی سے اٹی ہوئی ہے۔ اگر اس مہم سے کبھی نجات ملی تو آپ کے اس احسان کا بدلہ ضرور چکاؤں گا۔''

غلوئی آگے بڑھا۔ خریم کو اُس نے اپنے ساتھ لپٹا لیا۔ کہنے لگا۔ ''بیٹے! مسجد کے سامنے میں نے تمہیں بیٹا کہا تھا۔ یہ بڑا عظیم بڑا محترم رشتہ ہے۔ اس رشتے کو سامنے رکھتے ہوئے جو الفاظ تم نے کہے ہیں وہ ادا نہیں کرنے چاہئیں تھے۔ بیٹے! تمہارے ساتھ سب سے بڑا میرا دینی نسبت کا رشتہ ہے اور پھر انسان، انسان کے کام نہیں آئے گا تو یہ کام حیوان تو

نہیں کریں گے۔ جن حالات میں تم ہماری بستی میں داخل ہوئے ہو ان حالات میں اگر میں تمہارے کام نہ آتا تو اس بستی کا کوئی اور اللہ کا بندہ اس فرض کو ادا کر دیتا۔ میری خوش قسمتی ہے کہ یہ کام خداوند قدوس نے مجھے سونپا ہے۔ ہو سکتا ہے اس طرح میرے اعمال میں چند نیکیاں ہی لکھی جائیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد غلوئی رُکا۔ پھر وہ کہنے لگا۔

''ہم گھر کے چار افراد ہیں...... میں، میری بیوی لبید، میری بیٹی حرمہ اور بیٹا کبیر...... حرمہ اور کبیر دونوں آگے پیچھے کے ہیں۔ دونوں میں دو سال کا ہی فرق ہو گا۔ بیٹے، تمہاری یہاں آمد میرے لئے خوشی کا باعث ہے۔ میں سمجھوں گا میرا ایک بیٹا اور ایک بیٹی نہیں، بلکہ ایک بیٹی، اور تین بیٹے ہیں۔''

غلوئی کی اس گفتگو کے جواب میں خریم کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ عین اسی لمحہ کبیر طبیب کو لے کر اس کمرے میں داخل ہوا۔ بڑی خوش طبعی سے غلوئی نے طبیب کا استقبال کیا، پھر آگے بڑھ کر اُس نے مقردم کے اوپر سے تھوڑی سی رضائی ہٹائی اور طبیب کو اُسے دیکھنے کے لئے کہا۔

طبیب آگے بڑھا۔ تھوڑی دیر تک وہ نبض دیکھتا رہا۔ اُس کے چہرے پر فکرمندی کے سائے تھے۔ اُس کی اس حالت کو صرف غلوئی نے بھانپا تھا اس لئے کہ وہ اُس کے برابر کھڑا تھا۔ جبکہ خریم اور قریض اور دوسرے افراد طبیب کے پیچھے کھڑے تھے۔

اس موقع پر غلوئی نے طبیب کے تاثرات دیکھتے ہوئے اُسے مخصوص اشارہ کیا جس پر وہ طبیب نبض دیکھنے کے بعد کہنے لگا۔

''انہیں تیز اور سخت بخار ہے۔ لاغر بھی ہو چکے ہیں۔ میں دوا دیتا ہوں۔ سردی سے انہیں بچا کے رکھیے گا۔ ان کا خیال بھی رکھیے گا۔''

اس کے ساتھ ہی اپنے چرمی تھیلے سے کچھ دوائیاں نکال کر طبیب نے غلوئی کو تھما دیں۔ غلوئی نے اپنے لباس کے اندر سے چند سکے نکال کر طبیب کو پیش کیے۔ اس موقع پر خریم فوراً آگے بڑھا۔ اپنے لباس کے اندر سے اُس نے کچھ سکے نکالے اور غلوئی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''آپ جو زحمت کر چکے ہیں میرے خیال میں اس قدر ہی کافی ہے۔ آپ طبیب کو کچھ نہ دیجئے گا۔ میں......''

غلوئی نے فوراً اُس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور کہنے لگا۔ ''بیٹے! میزبان کے سامنے مہمان

www.pdfbooksfree.pk

اس طرح نہیں بولتے۔ چپ چاپ بیٹھے رہو۔'' پھر طبیب کو غلزئی نے اپنے ساتھ آنے کے لئے کہا۔ طبیب غلزئی کے ساتھ باہر نکلا۔ حویلی سے باہر نکل کر سوالیہ انداز میں طبیب کی طرف دیکھتے ہوئے غلزئی نے پوچھ لیا۔

''خیریت تو ہے...... مریض کی نبض دیکھتے وقت تمہارے چہرے پر مایوسی تھی۔ اس نے مجھے فکرمند کر دیا ہے۔''

اس پر طبیب کہنے لگا۔ ''کیا یہ آپ کے گھر میں مہمان ہیں......؟''

غلزئی نے فکرمندی سے طبیب کی طرف دیکھا، کہنے لگا۔ ''تمہارا اندازہ درست ہے۔ یہ مہمان ہیں اور تھوڑی دیر پہلے یہاں آئے ہیں۔''

اس پر طبیب کہنے لگا۔ ''اگر یہ معاملہ ہے تو پھر یہ شخص بچ نہیں سکے گا۔ ایک تو اس کی بیماری ایسی ہی جس سے اس کو نجات نہیں ملے گی۔ دوسرے اسے سرسام ہو چکا ہے جس کا کوئی علاج نہیں ہے۔ میرے خیال میں آج رات یہ بمشکل ہی نکالے گا۔''

غلزئی فکرمند ہو گیا تھا۔ طبیب چلا گیا تھا۔ غلزئی تھوڑی دیر تک وہاں سر جھکائے کھڑا رہا، پھر حویلی کے اندر داخل ہوا۔ اپنے آپ کو اُس نے سنبھال لیا تھا۔ دوبارہ اس کمرے میں آیا۔ ابھی تک سب وہاں کھڑے تھے۔ اپنے چہرے پر خوش طبعی کے آثار پیدا کرتے ہوئے اُس نے خریم کو مخاطب کیا۔

''تم دونوں بھائی یہاں اجنبیوں کی طرح کیوں کھڑے ہو؟ بیٹھ جاؤ۔ کہانا، اب میرا ایک نہیں تین بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ پھر بھی تم اجنبیت برت رہے ہو۔''

خریم، کبیر اور قریفض ایک نشست پر بیٹھ گئے۔ سامنے والی نشست پر لبید اور حرمہ بیٹھنے لگی تھیں کہ غلزئی نے ان دونوں کو مخاطب کیا۔

''تم دونوں ماں بیٹی یہاں نہ بیٹھو۔ میرے ساتھ آؤ، کھانے کا اہتمام کرو۔ مگر جلدی...... ایک لمبا سفر طے کر کے آئے ہیں۔ انہیں بھوک لگی ہو گی۔''

اس کے ساتھ ہی ان دونوں کو وہ باہر لے گیا تھا۔

غلزئی انہیں مطبخ میں لے گیا اور بڑی رازداری سے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''طبیب مایوس ہو گیا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ ان دونوں لڑکوں کا باپ بچ نہیں سکے گا۔ میں چاہتا ہوں تم دونوں ماں بیٹی جلدی جلدی کھانا تیار کرو، اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں۔ اس طرح انہیں کچھ ڈھارس ہو گی۔''

لبید کہنے لگی۔ ''آپ کبیر کو میرے پاس بھیجیں، کھانا تیار ہے۔ آپ چاروں اس

کمرے میں جا کے بیٹھ کے کھائیں۔ ساتھ ہی ان کے بوڑھے بیمار باپ کو بھی کھلائیں۔ ہم دونوں ماں بیٹی اپنے لئے کھانا تیار کر کے یہیں کھا لیتی ہیں۔''

غلزئی نے اُس سے اتفاق کیا۔ پھر کبیر کھانے کے برتن اٹھا کر اسی کمرے میں لے گیا تھا۔

کھانا اُس کمرے میں جب آیا تو سب سے پہلے خریم اُٹھ کر اپنے باپ کے پاس گیا اور بڑی محبت بڑے احترام میں اُسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''پدرِ محترم! ہمارے ان نیک دل مہمانوں نے کھانا تیار کر دیا ہے۔ میں آپ کو اُٹھا کر آپ کے پیچھے بیٹھتا ہوں۔ آپ کو کھانا کھلاتا ہوں۔''

مقردم منہ سے کچھ نہ بولا۔ وہ اس طرح ہانپ رہا تھا جیسے کوئی لمبی مسافت طے کر کے آیا ہو۔ ساتھ ہی اُس نے ہاتھ کے اشارے سے خریم کو کھانا لانے سے منع کر دیا تھا۔

خریم نے پھر اپنے باپ کو مخاطب کیا۔ ''اے میرے محترم باپ! بھوکا رہنے سے آپ کی بیماری زیادہ زور کر جائے گی۔ کچھ کھائیں، تا کہ آپ کے اندر توانائی آئے اور آپ......''

بڑی مشکل سے اپنے ہاتھ کو بلند کرتے ہوئے مقردم نے خریم کے منہ پر اپنا ہاتھ رکھا، پھر دوبارہ اُس نے نفی میں ہاتھ ہلاتے ہوئے کھانا کھانے سے انکار کر دیا تھا۔

پھر انتہائی نحیف آواز میں مقردم نے خریم کو مخاطب کیا۔ ''میرے عزیز بیٹے! اپنے میزبانوں کے ساتھ قریفض کو لے کر بیٹھو۔ دونوں بھائی کھانا کھاؤ۔ ان میزبانوں کی مہربانی کہ یہ ہمارا اس قدر خیال کر رہے ہیں...... مجھے بھوک نہیں، تم کھاؤ۔ اگر تم دونوں بھائی بیٹھ کر میزبانوں کے ساتھ کھاتے ہو تو اس میں میری خوشی، میرا ذہنی سکون ہے۔ اب جاؤ......''

خریم پیچھے ہٹ گیا۔ پھر دونوں بھائی غلزئی اور کبیر کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے لگے تھے۔

کھانے کے بعد حرمہ آ کر کھانے کے برتن اٹھا کر لے گئی۔ پھر دونوں ماں بیٹی بھی ان کے پاس آ کر بیٹھ گئیں۔ اس موقع پر غلزئی کی بیوی لبید نے خریم کو مخاطب کیا۔

''بیٹے! میں تمہارے متعلق تمہارے آنے کے ساتھ ہی پوچھنا چاہتی تھی لیکن میں تم دونوں کے متعلق فکرمند بھی تھی کہ تم لوگ بھوکے پیاسے بھی ہو، لمبی مسافت طے کر کے آئے ہو۔ اب جبکہ تم کھانا کھا چکے ہو تو بیٹے کیا تم بتاؤ گے کہاں سے آئے ہو...... کس مہم پر نکلے ہو؟''

جواب میں خریم نے کچھ سوچا، پھر وہ کہہ رہا تھا۔

''خاتونِ محترم! کیا کہوں...... میرا باپ ترک خانہ بدوش قبیلے گلیاز سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ ترکوں کا ایک انتہائی اہم قبیلہ ہے۔ اور اب بھی اس قبیلے کے لوگ اکثر و بیشتر خانہ بدوشی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔

www.pdfbooksfree.pk

خانہ بدوشی کی زندگی بسر کرتے ہوئے میرا باپ، میرا دادا، میرے چچا مسلمانوں کے علاقوں کی طرف نکل گئے تھے۔ وہیں ہمارے قبیلے نے اسلام قبول کیا۔ پھر ہمارے دادا کا عرب تاجروں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ہوا جو خانہ بدوشوں کی طرح مال ایک شہر سے دوسرے شہر لے جا کر فروخت کیا کرتے تھے اور خوب نفع کماتے تھے۔

میرے دادا، میرے باپ اور میرے باپ کے بھائیوں نے بھی یہی کام شروع کر دیا۔ میرے دادا کے ایک عرب تاجر کے ساتھ انتہائی گہرے مراسم ہو گئے۔ دونوں ایک دوسرے کی دیانت داری اور وفا شعاری پر بھروسہ کرتے ہوئے ایک دوسرے سے تعاون کرنے لگے اور خوب منافع بھی کمانے لگے۔

وہ عرب تاجر میرے دادا، میرے باپ اور میرے باپ کے بھائیوں سے بے حد خوش ہوا۔ اُس عرب تاجر کی دو بیٹیاں تھیں۔ ایک کی شادی اُس نے اپنے بھتیجے سے کر دی اور ایک کی میرے باپ سے۔ ہمارا باپ گلیار ترک ہے لیکن ہماری ماں عرب تھی۔ اس طرح ہم ہنسی خوشی زندگی بسر کرنے لگے۔

لیکن برا ہو حالات کا۔ چند سال پیشتر ہمارے ساتھ ایک بہت بڑا المیہ اور سانحہ پیش آیا۔ وہ کچھ اس طرح کہ دریائے دولگا کے انتہائی شمال میں جہاں دریائے دولگا سائبیریا کے برفستانوں کی طرف سے آتا ہے، ان علاقوں کے رہنے والے سلاف قوم کے خانہ بدوش تھے۔ وہ بھی ہمارے گلیار قبیلے کی طرح اپنے جانوروں کے لئے چراگاہوں کی تلاش میں رہتے تھے اور ہماری طرح وہ بھی اپنے جانوروں، بھیڑ بکریوں کے ساتھ دریائے ڈان سے لے کر دریائے امبا تک پھیلی چراگاہوں سے مستفید ہوتے تھے۔ مشرق میں صرف وہ بخارا تک آتے تھے۔ اس کے بعد یہاں سے لوٹ جاتے تھے۔

یہ سلاف قبیلہ جو خانہ بدوش تھا، مذہب کے لحاظ سے وہ بدھ مت تھے۔ ہمارے دادا کا اُن سے خوب ملنا جلنا تھا۔ اُس کا سردار میرے دادا کی خوب قدر کرتا تھا۔ اکثر و بیشتر ان کے مذہبی نمائندے گلیار ترکوں کے پاس آتے اور گلیاروں کو بدھ مت قبول کرنے کی ترغیب دیتے اور اُکساتے۔ مگر ہمارے گلیاروں میں سے کسی نے بھی بدھ مت قبول نہیں کیا۔

جب سلاف قبیلے والوں کو خبر ہوئی کہ گلیار ترکوں نے اسلام قبول کر لیا ہے تب انہیں بے حد دُکھ اور صدمہ ہوا اور وہ گھات میں رہے۔ پھر ایک موقع پر وہ ہمارے قبیلے پر شب خون کے انداز میں حملہ آور ہوئے۔ انہوں نے میرے دادا، میرے باپ کے سارے علاوہ میرے نانا، میری ماں، میرے خالو، میری خالہ اور دوسرے بہت سے عزیز

اقارب ترکوں اور عربوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ میرا باپ ہمیں اور میرے ایک خالہ زاد کو کسی نہ کسی طرح بچانے میں کامیاب ہو گیا۔

ہمارا ترک قبیلہ جس عرب قبیلے کے ساتھ تجارت کرتا تھا ان دونوں کا بڑا نقصان ہوا لیکن جلد ہی تجارت دوبارہ شروع کر کے اپنے حالات کو استوار کرنا شروع کر دیا۔ ساتھ ہی یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ سلاف خانہ بدوشوں سے انتقام ضرور لینا چاہئے۔ ہم جلد انتقام نہ لے سکے۔ اس لئے کہ ہمارے اور عرب قبیلے کے جس قدر جوان اور باہمت افراد تھے سب کو سلافوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ اس طرح انہوں نے اپنے مقابلے میں ہمیں کمزور کر دیا۔

میں اس سے پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ میری ماں عرب تھی، باپ گلیار ترک۔ ہم دو ہی بھائی ہیں، ایک میں اور ایک یہ میرے سامنے بیٹھا ہے۔ اس کا نام قریض ہے۔ ہماری خالہ کا صرف ایک ہی بیٹا ہے وہ ہمارے ساتھ آنا چاہتا تھا لیکن ہمارے باپ نے اُسے سمجھا کر اسی عرب قبیلے میں رکھا جو مال کا لین دین کرتا ہے۔ اس کا نام عمیر بن نصر ہے۔ ہم اُسے قبیلے میں چھوڑ کر یہاں آ گئے ہیں اور میں جانتا ہوں وہ بڑی بے چینی، بڑی اذیت میں رہتے ہوئے ہمارا انتظار کرتا ہو گا۔ اس لئے کہ ہم دونوں بھائیوں کو وہ سگے بھائیوں کی طرح چاہتا ہے۔ کبھی اُس نے یہ کہا ہے نہ سوچا ہے کہ ہم دونوں اس کے خالہ زاد ہیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد دم لینے کے لئے جب خریم رُکا تو اُسے مخاطب کرتے ہوئے غلوئی بول اُٹھا۔ "بیٹے! خانہ بدوش سلاف بڑے طاقتور، بڑے خونخوار ہیں۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی کہ تم تینوں باپ بیٹا اُن سے انتقام لینے کے لئے کیسے چل پڑے؟ تم تینوں کی ان کے سامنے کیا وقعت ہے......؟"

جواب میں خریم مسکرایا، پھر وہ غلوئی کو مخاطب کرتے ہوئے دوبارہ کہہ رہا تھا۔

"میرے محترم! ابھی میں نے اپنی گفتگو تمام نہیں کی۔ دم لینے کے لئے رُکا ہوں تو بیچ میں آپ نے یہ سوال کھڑا کیا ہے۔ آپ کے اس سوال کا جواب بھی میں دیتا ہوں۔

جیسا کہ میں بتا چکا ہوں کہ ہم خانہ بدوشی ترک کر کے تجارت کا پیشہ اختیار کر چکے تھے۔ یہ کام ہمارا باپ، ہمارا دادا کرتا رہا ہے اور ہم اُن کے ساتھ اس کام میں مدد کرتے رہے ہیں۔ گو ہم چھوٹے ہی تھے لیکن مال کے اس لین دین کے سلسلے میں ہمارا آنا جانا دریائے دولگا کے کنارے سرائے باتو کی طرف بھی تھا جہاں چنگیز خان کا پوتا باتو رہتا ہے۔ تاتاری اور یہ منگول ہم سے اچھی خاصی قیمت پر ضرورت کا سامان خرید لیا کرتے تھے اور ان سے ہمیں کافی منافع ہوتا تھا۔ تجارت کے اس لین دین کے سلسلے میں ہماری اور ہمارے باپ کی واقفیت باتو کے

www.pdfbooksfree.pk

چھوٹے بھائی برقائی خان کے ساتھ بھی ہوگئی۔ برقائی ہماری بڑی قدر کرنے لگا۔ ہماری بڑی عزت، بڑا احترام کرتا تھا۔ اس لئے کہ منگولوں کے اندر وہ پہلا شخص ہے جس نے اسلام قبول کیا اس لحاظ سے وہ مسلمانوں کا بڑا احترام، ان کی بڑی عزت کرتا ہے۔

اب ہم تینوں باپ بیٹا ان علاقوں کی طرف اس لئے آئے ہیں کہ یہاں سے ہم دریائے دولگا کے کنارے کنارے شمال کی طرف جائیں گے۔ سرائے باتو میں داخل ہوں گے۔ وہاں چنگیز خان کے پوتے برقائی خان سے ملیں گے اور اس سے التماس کریں گے کہ سلافوں سے انتقام لینے کے لئے وہ ہماری مدد ہماری حمایت کرے۔ میرے باپ اور مجھے پورا یقین اور اعتماد ہے کہ اس سلسلے میں برقائی خان ہماری مدد ضرور کرے گا۔ برقائی خان نہ صرف ہمارے باپ کو جانتا ہے بلکہ مجھے، میرے اس چھوٹے بھائی اور ہمارے خالہ زاد عمیر بن نصر کو بھی خوب جانتا ہے۔ تو اے محترم میزبانو! ان علاقوں کی طرف آنے کے لئے یہ ہے ہماری داستان۔''

خریم جب خاموش ہوا تو اُسے مخاطب کرتے ہوئے غلوئی بول اٹھا۔

''میرے عزیز! اپنے جس خالہ زاد کا تو نے ذکر کیا ہے اور جس کا نام عمیر بن نصر بتایا ہے اگر تمہارے اہل خانہ خونخوار سلافوں نے مار دیئے ہیں تو پھر وہ کس کے پاس رہتا ہے......؟''

اس پر دُکھ بھرے انداز میں خریم کہنے لگا۔ ''عرب تاجروں میں سے ہمارے ننھیال کی طرف سے کچھ عزیز واقارب ہیں۔ میرا باپ، ہم دونوں بھائی اور ہمارا وہ خالہ زاد عمیر بن نصر انہی کے ساتھ رہ کر تجارت کا کام کرتے تھے۔ اب ہمارے ادھر آنے کے بعد وہ انہی تاجروں کے اندر رہتے ہوئے کام کرتا ہے۔ گو عمر میں وہ مجھ سے چھوٹا اور میرے بھائی قریض سے بڑا ہے لیکن تجارتی مال کے لین دین میں بڑا ماہر ہے اور یہ کہ تیغ زنی اور دوسرے حربی معاملات میں بڑی مہارت رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ......''

یہاں تک کہتے کہتے خریم بن مقردم اچانک خاموش ہوگیا۔ اس لئے کہ اُس کے باپ نے کراہتے ہوئے اُسے پکارا تھا۔ اس پر وہ اُٹھ کھڑا ہوا، بھاگتا ہوا اپنے باپ کی طرف گیا۔ اُس کے پیچھے پیچھے قریض اور دوسرے سب لوگ بھی مقردم کی طرف ہو لئے۔

خریم آگے بڑھا۔ مسہری کے قریب وہ فرش پر بیٹھ گیا۔ اپنے باپ کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر اُس نے بوسہ دیا، پھر بڑی عقیدت اور ارادت بھری آواز میں کہنے لگا۔

''اے میرے محترم باپ! کیا بات ہے......؟''

اس پر مقردم تھوڑی دیر تک ہونٹ کاٹتا رہا۔ اُس کی آنکھیں اس وقت نمی سے بھری ہوئی اُس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے خریم اور قریض دونوں رو دینے والے ہو رہے تھے۔ پھر

مقردم کی دُکھ بھری آواز سنائی دی۔

''خریم میرے بیٹے! ہر انسان کو ایک نہ ایک روز اس فانی جہان سے کوچ کرنا ہے۔ سنو! میری آخری سانسیں میرے حواس پر لہرا رہی ہیں۔''

خریم بن مقردم نے تڑپ کر اپنا ہاتھ اپنے باپ کے منہ پر رکھ دیا اور کہنے لگا۔

''اے میرے باپ ایسی گفتگو نہ کریں۔'' ساتھ ہی وہ رو بھی دیا تھا۔ قریض مسہری پر سر رکھ کر رونے لگا تھا۔ جب خریم نے ہاتھ ہٹایا تب کپکپاتی آواز میں مقردم پھر کہہ رہا تھا۔

''میرے منہ پر ہاتھ نہ رکھو۔ جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ غور سے سنو! اور اسے میری آخری نصیحت جان کر اپنے ذہن کے قرطاس پر لکھتے جانا۔ سنو میرے بچے......

اس کائنات کے شب و روز بھی عجیب وغریب ہیں۔ یہاں کہیں سراب ہونٹوں کے سائکین میں قطرہ قطرہ زہر برساتا ہے، کہیں نور کے جال بنتی کرنیں ریزہ ریزہ اپنے ملبوس سے دُکھ کے شگوفے بنتی ہیں۔ کہیں خزاں کے طوفانی جھونکے چیختے ہیں کہیں سرما کے ابتدائی چاند کی وحشی روشنی رقص کناں ہوتی ہے۔ کہیں ضوفشاں خواب آمیز مناظر کو لالہ گوں روشنیاں ساقط کرتی ہیں اور کہیں سیاہ پوش فضاؤں اور نیلگوں وسعتوں میں شاخساروں سے اُبھرتے نوحے جنم لیتے ہیں۔

بچے! یہ کائنات بڑا احلون مزاج رکھتی ہے۔ اس میں کہیں ٹوٹتے ستاروں کا غبار ہے کہیں درد کے لمحوں کی آبشاریں ہیں۔ کہیں نفرت کے رنگ اور حقارت کے سنگ کے سامنے صبر کے نشانات مٹتے ہیں۔ رفاقت کے شیشے کٹتے ہیں۔ کہیں ستم کی آندھیاں اور لہو کی بارش انسان کے شیشہ جاں کو ریزہ ریزہ کر جاتی ہیں۔

میرے بچے! ان حالات میں کامیاب انسان وہی ہے جو وقت کو اپنی گرفت میں رکھتا ہے۔ یاد رکھنا، وقت زمین کے لئے نقش گر شب و روز بھی ہے اور صورت گر تبسم فروش بھی۔ وقت دہر کی رسوم کی قیود سے آزاد رہ کر بقا آفریں منزلوں کا تعین بھی کرتا ہے اور کبھی کبھی بصیرت کی راہیں مسدود بھی کر دیتا ہے۔ میرے بچے! میں جانتا ہوں تو ابھی بالغ نہیں ہوا۔ تیرا بچپنا تیری جوانی گلے ملنے کی کوشش میں ہیں۔ میرے عزیز فرزند! میرے بعد لوگ شباب کے چھلکتے ساغر لئے تجھے بدی کے رُکے رُکے زیرلب پیغام دیں گے۔ مستی کے مے کدوں میں تجھے سرشار کرنے کے لئے تجھ پر دوشیزاؤں کے عہد شباب کی بارش کریں گے۔ بہت سے لوگ تیرے سامنے جوانیوں کا روپ انوپ، جوبن کا سندر بن، مدھر بدلوں کا لوچ اور شباب کے اُمڈتے طوفانوں کو سجا کر تیرے سامنے آتش عصیاں بھڑکانے کی کوشش کریں گے۔ تیرے

www.pdfbooksfree.pk

قدموں کو لغزش شدہ کرنے کی کوشش کریں گے۔ میرے بچے ایسے لوگوں کی راہ پر نہ چلنا۔ اگر تو ایسا کرے گا تو یاد رکھنا یہ لوگ اپنے مکروہ و دل آزار ارادوں سے تجھے شب و روز کا بے منزل اسیر کر دیں گے۔ تیرے دل میں عظمت کی کوئی خواہش نہ رہنے دیں گے اور وقت تمہیں اپنے پاؤں تلے کچلتا ہوا نکل جائے گا۔

میرے بچے! میرے بعد اپنے چھوٹے بھائی کا خیال بھی رکھنا۔ اپنی ذات کی بھی حفاظت کرنا۔ یاد رکھنا جہالت کے پتلے، بدی کے گماشتے نیک انسانوں کو دھول میں بکھری شام جیسا کر کے رکھ دیتے ہیں۔ یہ لوگ بدی کی یلغار کرتے ہوئے جسموں کو ریزہ ریزہ، رُوح کو لخت لخت، ہر انسان کو قلب دریدہ و غم گزیدہ بنا کے رکھ دیتے ہیں۔ جب انسان اس حالت کو پہنچتا ہے تو پھر لکھ رکھنا نہ اُسے اپنی حرکت پر قابو نہ اپنی گویائی پر چارہ رہتا ہے۔

شاید تو سمجھے گا کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور اس لئے تم سے یہ باتیں کر رہا ہوں۔ یاد رکھنا، بڑھاپا اپنے دامن میں وسیع و عریض تجربہ رکھتا ہے اور پھر بڑھاپے جوانی اور بچپنے میں بڑا عظیم فرق ہے۔ میرے بچے! بڑھاپا ایک کرب ناک بیداری، جوانی بچپنا ایک سہانا خواب ہے۔ بڑھاپا تجربے کی آنکھ سے آنے والے منڈلاتے خطرات جھانک لیتا ہے جبکہ بچپنا اور جوانی موت کی منتظر زندگی کے قفس میں مکتب میں زیرِ تربیت انجان شاگرد کی حیثیت رکھتا ہے۔ نظرت جن کی مصلحہ ہوتی ہے۔

میرے بچے! قریض چھوٹا ہے۔ میرے بعد خداوند قدوس اور اس کے بعد تو ہی اس کا رکھوالا، تو ہی اس کا نگہہ دار ہے۔ تو بڑا ہے، اس سے سمجھدار بھی ہے۔ میرے بعد میرے گم گشتہ ماہ و سال کا تو ہی ساحل ہو گا۔ میرے کردہ ناکردہ گناہوں کا تو ہی جراح بنے گا۔ میری خواہشوں کے ان گمشتہ اوراق کا تو ہی محافظ ہو گا۔ میرے بیٹے! جس مہم پر ہم نکلے ہیں اس سے آنکھیں مت پھیرنا۔ برقانی خان کے پاس جانا، وہاں تجھے اپنا تعارف کرانے کی ضرورت ہے نہ ہی میرا حوالہ دینے کی ضرورت ہے اس لئے کہ وہ تجھے جانتا ہے۔ تو اُسے پہچانتا ہے۔ وہ تجھے چاہتا بھی ہے، تجھ سے محبت بھی کرتا ہے۔ اُس سے مل کر اپنے دشمنوں کی ہر گلی ہر کوچہ و بازار کو خونی دلدل میں بدل دینا۔ اس لئے کہ میرے اعمال کے دھبوں کا میرے بعد تو ہی دھونے والا ہے۔ میرے بیٹے! جن لوگوں کے خلاف ہم نکلے ہیں، وہ سوختہ بستیوں میں تشدد لغار کرنے والے تنگ و تاریک گلیوں میں لاشوں کے انبار لگانے والے ہیں۔ ان کے ت کے زہر، جبر کے شکنجوں اور نا اُمیدی کے صحراؤں میں ان کے خلاف بھوک و بے چارگی کی طرح حرکت میں آنا اور ان کی حالت اپنے سامنے مجروح و

مظلوم اُجڑتے قافلوں سے بھی بدتر بنا کے رکھنا۔

میرے بیٹے! میرے بعد تو ہی اپنی نسلوں کا راہبر ہو گا۔ دشمن سے ٹکرانا، رجز خواں حشر سامانیوں اور کرچی کرچی کر دینے والی صداؤں کی طرح انہیں اپنے سامنے زیر کرنے کی کوشش کرنا۔ میرے فرزند! ایک بات یاد رکھنا، قدم قدم پر مظلوم کے لئے چارہ گر ثابت ہونا اور کبھی بھی ظالم سے رعایت برتنے کی کوشش نہ کرنا۔

سن میرے فرزند! یہ زندگی......"

یہاں تک کہتے کہتے مقروم خاموش ہو گیا...... اُس کی زبان لڑکھڑا گئی تھی۔ بدن کانپ اُٹھا تھا۔ اُس کے خاموش ہو جانے پر حریم اور قریض دونوں تڑپ اُٹھے تھے۔ مقروم اُونچے اُونچے سانس لینے لگا تھا۔ ہلکے ہلکے اُس کا چہرہ ہلاتے ہوئے خریم اُسے پکارنے لگا تھا لیکن وہ اُس کی پکار کا جواب نہیں دے رہا تھا۔ اُس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے قریض پھوٹ پھوٹ کر رو دیا تھا۔ پھر ان دونوں بھائیوں کے سامنے اُن کے باپ مقروم نے آخری ہچکی لی، پھر وہ دم توڑ گیا تھا۔ دونوں بھائیوں نے جب دیکھا کہ اُن کا باپ مر گیا ہے تب وہ ہچکیوں اور سسکیوں میں پھوٹ پھوٹ کر رو دیے تھے۔ ان کے ساتھ بیٹھے اُن کے سارے میزبان بھی رو دیئے تھے۔

اگلے روز مقروم کو دریائے دولگا کے کنارے ایک ایسے قبرستان میں دفن کر دیا گیا جس کے چاروں طرف دُور دُور تک کھلے میدانوں پر بنی چراگاہیں تھیں۔ باپ کی تدفین کے بعد دونوں بھائی جب غلزئی اور اس کے بیٹے کبیر کے ساتھ ان کی حویلی میں داخل ہوئے تو صحن میں آ کر خریم رُک گیا اور غلزئی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"محترم غلزئی! قسمت کے بے رحم ہاتھوں نے ہمارے ساتھ جو کرنا تھا وہ کر لیا۔ میری اور میرے چھوٹے بھائی کی دلی خواہش تھی کہ ہمارا باپ صحت یاب ہو کر ہمارے ساتھ ہماری منزل تک پہنچے۔ لیکن خداوند قدوس کو شاید ایسا منظور نہیں تھا۔ آپ نے جو ہمیں رات بھر اپنے ہاں رکھا، ہمارے باپ کی دیکھ بھال کی، طبیب بلایا، ہماری بہترین تواضع کی اس کے لئے میں اور میرا چھوٹا بھائی اپنی زندگی کے آخری دم تک آپ کے شکر گزار رہیں گے۔ ہمارا باپ مر چکا ہے۔ ہم آپ کی حویلی میں جب داخل ہوئے تھے تو آپ نے ہم دونوں کو بیٹا کہہ کر پکارا تھا اور یہ بھی کہا تھا کہ اب آپ کا ایک بیٹا کبیر نہیں تین بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ میں یہاں سے ابھی اور اسی وقت اپنے بھائی کے ساتھ رخصت ہونا چاہتا ہوں اور رخصت ہونے سے پہلے میں آپ پر یہ انکشاف کرتا ہوں کہ آج کے بعد ہمارے شعور و لاشعور دونوں میں آپ کی

www.pdfbooksfree.pk

حیثیت ایک محترم، رحم دل باپ کی، لبید خاتون کی ایک شفیق ماں کی۔ حرمہ ایک پیار کرنے والی بہن اور کبیر کی حیثیت ایک عزیز و پیارے بھائی کی سی ہے۔ جس مہم پر ہم جا رہے ہیں اگر اس سے ہم دونوں بھائی زندہ لوٹے تو آپ کے ہاں آئیں گے ضرور۔ اس لئے کہ آپ کے ساتھ ایک رشتہ قائم ہو چکا ہے۔ یہ رشتہ ایک شب کا ہی سہی لیکن ایسا مضبوط اور مستحکم ہے کہ ہم دونوں بھائی اسے فراموش نہ کر سکیں گے۔''

جس وقت صحن میں کھڑے ہو کر خریم یہ گفتگو کر رہا تھا حویلی کے اندر سے لبید اور حرمہ بھی نکل آئی تھیں۔ دونوں خریم کی اس گفتگو سے بے حد متاثر ہوئی تھیں۔ اس موقع پر پہلی بار حرمہ نے خریم کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

میرے عزیز و محترم بھائی! آپ نے مجھے بہن کہا ہے۔ مجھے فخر ہے کہ میں اب ایک نہیں تین بھائیوں کی اکلوتی بہن ہوں۔ میں نہیں جانتی جو کچھ گفتگو آپ نے کی ہے اس کا جواب میرے باپ آپ کو کیا دیتے ہیں اس لئے کہ جواب دینے کے وہی مجاز ہیں۔ لیکن میں ایک بہن کی حیثیت سے رخصت ہونے والے اپنے دونوں بھائیوں کا بڑی بے چینی سے انتظار کیا کروں گی۔''

حرمہ کی اس گفتگو سے خریم بڑا متاثر ہوا۔ آگے بڑھ کر بڑے پیار بھرے انداز میں اُس نے حرمہ کا سر تھپتھپایا، کہنے لگا۔ ''میری بہن! جو الفاظ تو نے کہے ہیں اگر میرے بس میں ہوتا تو قسم خداوند قدوس کی ان الفاظ کو سنہری حروف میں لکھ کر اپنی زندگی کا سرمایہ بنا لیتا۔ میری بہن، ہم دونوں بھائی اس وقت رخصت ہو رہے ہیں اس لئے کہ ہم دونوں بھائیوں کے ذمے جو کام ہے وہ ہم دونوں کی زندگیوں سے بھی زیادہ اہم ہے۔ ہم نے ان لوگوں سے انتقام لینا ہے جو ہماری ایک نسل کے قاتل ہیں۔ وہ کہیں بھی چلے جائیں، میرے خداوند کو منظور ہوا تو ایک نہ ایک روز ہم ان پر وارد ضرور ہوں گے۔''

خریم جب خاموش ہوا تو غلوئی نے اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''میں جانتا ہوں تمہیں اپنے باپ کے مرنے کا بے حد دُکھ اور غم ہے۔ تم نے اپنے باپ کے ساتھ ایک طویل سفر کیا تھا۔ گزشتہ شب بھی تم بھائیوں نے نہ آرام کیا ہے نہ سوئے ہو۔ ایک دن اور ایک شب آرام کر لو۔ پھر میرے بیٹے یہاں سے بے شک کوچ کر جانا۔''

غلوئی کے ان الفاظ کے جواب میں بڑے دُکھ بھرے انداز میں خریم بن مقرودم کہہ رہا تھا۔

''میرے محترم! آرام اور سکون اب ہم دونوں بھائیوں کے مقدر میں نہیں ہے۔ قریض ال چھوٹا ہے۔ میں جانتا ہوں یہ ابھی بچپنے کی آخری حدود میں ہے لیکن اپنے

خلوص، اپنی جانثاری کی وجہ سے یہ بالغ ہو جانے والے جوانوں سے بھی زیادہ سنجیدہ اور عقلمند ہے۔ اور پھر آپ جانتے ہیں مرنے سے پہلے میرا باپ مجھے اپنا بڑا بیٹا ہونے کی وجہ سے اپنی نسلوں کا رہبر قرار دے چکا ہے۔ مجھے اپنے مرنے والے باپ کی خواہشوں کی تکمیل کے لئے ظلم و ستم کے کوہِ گراں، ہجر گزیدہ شاموں، خوف کے پہرے ہجر کے غموں سے بھرپور دلوں سے ٹکرانا ہوگا۔ وقت کی سونی دیواروں کی خاموشی سے گزر کر اپنے مقصد، اپنے آدرش کو حاصل کرنا ہوگا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد لمحہ بھر کے لئے خریم رُکا، پھر درد بھرے انداز میں وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔ ''کاش اس وقت میرا دادا زندہ ہوتا تو دیکھتا کہ بے رحم زمانے نے ہمارے سر پر تپتا آسمان، پاؤں تلے کھولتی زمین رکھ دی ہے۔ کاش ہماری ماں زندہ ہوتی تو وہ دیکھتی کہ اُس کے بوسے کی منتظر ہماری کیر طلب مضطرب نگاہوں میں حالات نے ان دیکھے پاتال کی لہو بھری کرنیں بھر دی ہیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد لمحہ بھر کے لئے خریم بن مقرودم کو رُک جانا پڑا تھا۔ اس لئے کہ اُس کا چھوٹا بھائی قریض بن مقرودم اُس سے لپٹ کر رونے لگا تھا۔ ہونٹ کاٹتے ہوئے اور نمی سے بھری آنکھیں جھپکاتے ہوئے خریم بن مقرودم پھر کہہ رہا تھا۔

''میرے باپ کے بھائی زندہ ہوتے تو دیکھتے کہ ہمارے دشمنوں نے ہمارے دل کی منڈیر، ہمارے ذہن کی کھڑکیوں میں بلائے ناگہانی سی دحشت بھری حشر سامانیاں بھر دی ہیں کاش میری ماں کے بھائی زندہ ہوتے تو وہ بھی دیکھتے کہ ہماری حالت غموں کی شاخوں کے اس پھول جیسی ہے جس کے سبز پتوں تک نے پیلاہٹیں اوڑھ لی ہوں۔

مجھے اپنے باپ کی خواہشوں کی تکمیل کرنا ہوگی۔ سرکشیدہ لپکتے لمحوں، وقت کی شوریدہ سری پر کھڑے ہو کر بھی اپنے خاندان کی یادوں کی بکھری دھنک اور وجدان کے گم گشتہ گوہر اکٹھے کرنا ہوں گے۔

میں جانتا ہوں اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے مجھے اور میرے اس بھائی کو فطرت کی ستم ظریفیوں، اعتبار کی گرتی برق، بے آباد روحوں کے کاروانوں اور ظلم و مقتل کے بازاروں میں سے گزرنا ہوگا۔

لیکن اس ریاضِ دہر میں اپنے خاندان کے گلستان کی آبرو رکھنے کے لئے مجھے جاں گل اور سیل بلا انگیز کی طرح اپنے دشمنوں پر وارد ہونا ہوگا۔ ان سے اپنے خاندان کے آنسوؤں کے گوہر اور دشت فرقت کے درد کی قیمت وصول کرنا ہوگی۔ میرے خداوند نے چاہا تو میں اپنے

www.pdfbooksfree.pk

لواحقین کے چہروں کی سلوٹوں کو بھی اُمیدوں کی کلیوں میں تبدیل کروں گا اور اپنے خاندان کے بچ جانے والے افراد کی قیام گاہوں کو جگنوؤں کے شہر میں تبدیل کر کے رہوں گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد لحہ بھر کے لئے خریم بن مقردم رُکا، پھر غلوئی کی طرف دیکھتے ہوئے دوبارہ کہہ رہا تھا۔

''میرے محترم! آپ مجھے روکنے کی کوشش نہ کیجئے۔ میں ہر صورت میں آج یہاں سے کوچ کرنا چاہتا ہوں اور اپنی منزل حاصل کرنے کے لئے اپنے کام کی ابتدا کرنا چاہتا ہوں۔''

اس موقع پر غلزئی نے ایک ہمدردانہ سی نگاہ دونوں بھائیوں پر ڈالی، پھر اپنی بیوی لبید اور بیٹی حرمہ کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔

''تم دونوں جلدی جلدی ان کے لئے زادِ راہ تیار کرو۔ کچھ خشک پھل، کھانے پینے کی دوسری اشیاء بھی رکھ دینا۔''

اس پر خریم فوراً بول اُٹھا۔ ''اس کی ضرورت نہیں ہے۔''

شکووں بھرے انداز میں غلوئی نے خریم کی طرف دیکھا، پھر کہنے لگا۔

''بیٹا ہو کر کہتے ہو کہ ہمیں زحمت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ دیکھ خریم میرے بچے......''

یہاں تک کہتے کہتے غلوئی کو رُک جانا پڑا اس لئے کہ بیچ میں حرمہ بول پڑی۔

''بھائی! آپ فکر نہ کریں۔ میں آپ دونوں بھائیوں کے گھوڑوں کی خرجینیں دیکھ چکی ہوں۔ ان میں جو کھانے پینے کی اشیاء ہیں ان کا بھی جائزہ لے چکی ہوں۔ دونوں خرجینوں میں ستو ہیں، شکر ہے، خشک گوشت ہے۔ اس کے علاوہ کچھ نہیں۔''

اس پر خریم کہنے لگا۔ ''میری بہن! جن حالات سے ہم گزر رہے ہیں ان حالات میں ہمارے لئے یہ خوراک بھی نعمت عظمیٰ سے کم نہیں۔''

خریم کی اس گفتگو کا جواب حرمہ دینا چاہتی تھی کہ غلوئی بول پڑا۔

''بیٹے! تم جلدی کرو۔ کھانے پینے کی اشیاء کا اہتمام کرو۔ دونوں بھائیوں کی خرجینوں میں کچھ پھل بھی رکھ دو۔ اتنی دیر تک میں ان کے ساتھ ان کے گھوڑوں کی تیاری کراتا ہوں۔''

اس پر لبید اور حرمہ مڑیں اور حویلی کے اندر چلی گئی تھیں۔ غلزئی اور کبیر دونوں باپ بیٹا خریم اور قریض کے ساتھ اصطبل کی طرف چلے گئے تھے۔

تھوڑی دیر بعد لبید اور حرمہ دونوں ماں بیٹی خریم اور قریض کی خرجینوں میں خورد و نوش کا بھر کے لے آئی تھیں۔ حرمہ نے پانی کے دو مشکیزے بھی اٹھا رکھے تھے۔

تع پر بڑی تیزی سے خریم اور قریض دونوں بھائی آگے بڑھے۔ خرجینیں اور

مشکیزے لے کر انہوں نے اپنے گھوڑوں کی زینوں سے باندھ دیئے تھے۔ گھوڑوں پر زینیں ڈالی جا چکی تھیں اور وہ دونوں بھائی کوچ کے لئے تیار تھے کہ اس موقع پر بوڑھے مہربان غلوئی نے پھر خریم کو مخاطب کیا۔

''بیٹے! میں اس دُکھ اور کرب کو تو زندگی بھر نہ بھلا سکوں گا کہ تم دونوں بھائی اتنا لمبا سفر طے کر کے آئے، ہمارے ہاں قیام کیا۔ اب تم دونوں دریائے دولگا کے کنارے کنارے شمال کی طرف جاؤ گے اور سرائے باتو کا رُخ کرو گے۔ اب تمہارے پیچھے جو تمہارے لواحقین ہیں، انہیں کیسے خبر ہو گی کہ تمہارا باپ فوت ہو چکا ہے؟''

اس پر خریم تھوڑی دیر سوچتا رہا، پھر دُکھ بھرے انداز میں کہنے لگا۔

''سرائے باتو پہنچ کر میں پورے حالات برقائی خان سے کہوں گا۔ اپنے دشمنوں کے خلاف حرکت میں آنے کے لئے اُس نے جب میری مدد کی اور میں دشمنوں کے خلاف نکلا تو کوچ کرنے سے پہلے برقائی خان سے کہوں گا کہ ہماری غیر موجودگی میں ہمارا خالہ زاد بھائی عرب تاجروں کے ساتھ سرائے باتو میں آئے تو اسے ہمارے باپ کے مرنے کی اطلاع کر دی جائے۔ اور اگر ان حالات میں کوئی تبدیلی ہوئی تب بھی فکرمندی کی کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ عرب تاجر جن کے ساتھ ہم کام کرتے ہیں اور جن میں اب ہمارا خالہ زاد بھائی عمیر بن نصر اکیلا ہے وہ گرجستان کا بھی رُخ کرتے ہیں۔ گرجستان کی ملکہ روسودان اور اس کی بیٹی تھمر عرب تاجروں پر بڑی مہربان ہے اور وہ مال کے لین دین کے سلسلے میں ہمارے ساتھ وسیع القلبی اور فراخ دلی کا مظاہرہ کرتی ہیں۔ اگر وہ گرجستان کی طرف بھی آتا ہے تب بھی اُسے خبر ہو گی کہ ہم نے کدھر کا رُخ کیا ہے۔ میرا دل کہتا ہے کہ گرجستان یا سرائے باتو سے ہو کر وہ ایک روز آپ کے ہاں ضرور آئے گا۔ اس لئے کہ ہمارے باپ سے وہ اپنے سگے باپ جیسا ہی پیار کرتا تھا۔''

اس کے ساتھ ہی تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد خریم اور قریض دونوں نے ایک دوسرے کی طرف معنی خیز انداز میں دیکھتے ہوئے انہیں الوداع کہا تھا۔ حویلی سے باہر نکلے، صدر دروازے تک غلوئی، لبید، کبیر اور حرمہ نے اُنہیں الوداع کہا۔ پھر وہ دونوں بھائی اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور وہاں سے کوچ کر گئے تھے......!

○......○

دریائے دولگا کے کنارے کنارے شمال کی طرف سفر کرتے ہوئے دوپہر کے قریب دونوں بھائی سرائے باتو کے سامنے نمودار ہوئے۔

www.pdfbooksfree.pk

یہ ایک عجیب و غریب شہر تھا۔ گول دائرے کی شکل میں بڑے وسیع و عریض رقبے میں کافی بلند اور کافی چوڑی کچی مٹی کی فصیل تھی۔ اس کے اندر خیموں کا شہر آباد تھا۔ یہی وہ شہر تھا جسے سرائے باتو کہتے تھے۔ جب دونوں بھائی کچی مٹی کی اس فصیل کے ایک دروازے پر آئے تب ایک منگول بھاگ کر ان کے قریب آیا۔ شاید وہ دونوں بھائیوں کا پہلے سے جاننے والا تھا۔ اُسے دیکھتے ہی دونوں بھائی اپنے گھوڑوں سے اُتر گئے۔ بھاگ کر وہ باری باری دونوں سے گلے ملا پھر خریم کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''ابن مقروم! عجیب معاملہ ہے۔ میں دیکھتا ہوں آج تم دونوں بھائی اکیلے ہو۔ کیا تم اپنے کسی تجارتی قافلے کے ساتھ نہیں آئے؟ اگر نہیں آئے تو اچھا ہے۔ اس لئے کہ سرائے باتو میں ان دنوں تجارتی رونق نہیں ہے۔''

اس موقع پر خریم نے اُس منگول کی طرف ذومعنی انداز میں دیکھا پھر اپنے گھوڑے کی گردن تھپتھپاتے ہوئے پوچھ لیا۔

''کیوں کیا ہوا...... کیا کوئی مہم درپیش ہے اور شہر خالی ہے؟''

اس پر منگول نے ہلکا سا قہقہہ لگایا اور کہنے لگا۔ ''شہر خالی تو نہیں ہو سکتا۔ اس طرح تو شہر کی حفاظت کا سامان ہی بے کار ہو جاتا ہے۔ دراصل ہم منگولوں نے یورپ پر یلغار کی ہے اور یہ یلغار اکیلے سائیں خاں باتو اور برقائی خان نے نہیں کی بلکہ صحرائے گوبی اور قراقرم سے منگولوں کے بڑے خان اوغدائی خان کی طرف سے ایک لشکر بھی آیا ہے۔ اس لشکر کے ساتھ مل کر یورپ پر یلغار کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔''

اس منگول کے اس انکشاف پر تجسّس بھرے انداز میں خریم نے پوچھ لیا۔

''صحرائے گوبی اور قراقرم سے کون کون لشکر لے کر آیا ہے......؟''

اس پر وہ منگول بول اُٹھا۔

''قراقرم کی طرف سے بڑے خان خاقان چنگیز خان کا پرانا ساتھی سوبودائی، چنگیز خان کا پوتا منگو خان، قویوق، دوسرے پوتوں میں سے بائیدار، بوری، قائدو، قدآن، اس کے علاوہ اور بہت سے منگول سردار اور نویان آئے ہیں اور یورپ کے خلاف انہوں نے حملوں کی ابتدا کر رکھی ہے۔''

خریم لمحہ بھر کے لئے اُداس ہو گیا، پھر کہنے لگا۔

ارے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ باتو اور برقائی خان دونوں بھائی اپنے شہر میں موجود لشکر میں شامل ہیں جو یورپ پر حملہ آور ہوا ہے۔''

منگول مسکرا دیا۔ ''ہاں، تمہارا اندازہ درست ہے۔''

خریم نے پھر سوال کیا۔ ''کتنا عرصہ ہوا برقائی کو یہاں سے کوچ کئے ہوئے......؟''

''کئی ماہ ہو چکے ہیں۔'' منگول نے بڑے غور سے خریم کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ ''اور اب تو انہوں نے کچھ فتوحات بھی حاصل کی ہیں۔ کیا تم ان دونوں سے ملنا چاہتے ہو؟''

اس پر خریم نے پھر سوچتے ہوئے اپنے گھوڑے کی پیٹھ تھپتھپائی، کہنے لگا۔ ''تمہارا اندازہ درست ہے۔ میں برقائی خان سے ملنا چاہتا ہوں۔ مجھے اُس سے بہت ضروری کام ہے۔ لگتا ہے مجھے سرائے باتو میں داخل ہونے کی بجائے ان علاقوں کا رُخ کرنا ہو گا جدھر منگول لشکر نے رُخ کیا ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد خریم رُکا، کچھ سوچا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

''کیا تم مجھے ان علاقوں کی طرف راہ نمائی کر سکتے ہو جن علاقوں کی طرف منگول لشکر نکلا ہے تاکہ میں ان کے پیچھے جاؤں اور برقائی سے مل سکوں۔''

اس پر وہ منگول مسکرایا اور کہنے لگا۔ ''میرے عزیز! تجھے ایسا کرنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئے گی۔ برقائی کا دست راست اور اُس کا رازدان تورائی خان چند ضروری کام نمٹانے کے لئے یہاں آیا ہوا ہے۔ وہ تمہارا بہترین جاننے والا ہے۔ میرے خیال میں آج تو نہیں شاید کل وہ ان لشکریوں کے ساتھ یہاں سے روانہ ہو جن کو لے کر وہ محاذِ جنگ سے لوٹا ہے۔''

اس کے ساتھ ہی اُس منگول نے اشارے سے ایک دوسرے منگول کو بلایا اور اُس کے کان میں کھسر پھسر کی جسے سن کر وہ بھاگتا ہوا وہاں سے چلا گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد سرائے باتو کے اندرونی حصے سے ایک ہٹا کٹا خوب جوان اور توانا منگول اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا آیا۔ اُسے دیکھتے ہی خریم اور قریض دونوں کے چہروں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ قریب آ کر وہ جست لگانے کے انداز میں اپنے گھوڑے سے اُترا، بھاگ کر خریم اور قریض سے باری باری ملا، پھر مخاطب کرنے میں خریم نے پہل کی۔

''تورائی خان...... میرے بھائی! تم کیسے ہو......؟''

تورائی خان نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے پھر خریم کو اپنے ساتھ لپٹا لیا۔ کہنے لگا۔ ''یہ مت پوچھو کہ میں کیسا ہوں...... یہ بتاؤ کہ تم دونوں بھائی کیسے ہو......؟''

اس پر دُکھ بھرے انداز میں خریم کہنے لگا۔ ''میرے حالات بڑے خراب ہو گئے ہیں۔ کہیں بیٹھ کر تفصیل کے ساتھ تمہیں بتاؤں گا۔ پہلے یہ کہو کہ میں برقائی خان سے ملنا چاہتا ہوں

www.pdfbooksfree.pk

اس سلسلے میں کیا کروں......؟"

تورائی خان نے پھر خریم کو اپنے ساتھ لپٹا لیا، کہنے لگا۔ "تم فکر مند کیوں ہوتے ہو؟ آج رات تینوں بھائی اکٹھے قیام کرتے ہیں۔ کل میں نے کچھ لشکریوں کے ساتھ برقائی کی طرف کوچ کرنا ہے۔ تینوں بھائی اکٹھے کوچ کریں گے۔"

خریم اور قریض دونوں بھائیوں نے تورائی خان کی تجویز سے اتفاق کیا۔ پھر تورائی خان کے ساتھ خریم اور قریض دونوں بھائی سرائے میں داخل ہو گئے تھے۔

اگلے روز تورائی خان کے ساتھ انہوں نے سرائے باتو سے بھی کوچ کر لیا تھا۔

۞......۞

باتو خان اور اس کے بھائی برقائی خان نے عجیب و غریب انداز میں یورپ پر چڑھائی شروع کی تھی۔ اپنے آبائی دشت سے چنگیز خان کے مانے ہوئے سالار سوبودائی اور دوسرے سالاروں اور نویانوں کے پہنچ جانے کے بعد یورپ کے خلاف حملوں کی ابتدا کی گئی تھی۔

منگولوں کے حملوں اور ان کی پیش قدمی بھی عجیب و غریب تھی۔ ان کے لشکر کے آگے ہر اول کے قاصد ہوتے تھے جو لشکر کے راستے میں مویشی اکٹھے کرتے جاتے تھے۔ شاہراہ سے تمام رُکاوٹیں صاف کر دی جاتی تھیں۔ تیز ندیوں پر پُل بنا دیئے جاتے تھے۔ تھوڑی تھوڑی دُور گھوڑوں کے لئے چارے کے گودام بنا دیئے جاتے تھے۔ شاہراہ کے کنارے جہاں اچھی اچھی چراگاہیں ہوتی تھیں انہیں اس لئے محفوظ کر دیا جاتا تھا کہ جب لشکر وہاں پہنچے گا تو لشکر کے گھوڑے ان چراگاہوں سے مستفید ہو سکیں گے۔

پھر ان ہر اول دستوں کے پیچھے پیچھے منگولوں کی بیل گاڑیاں چرچراتی ہوئی چلتی تھیں جن پر منجنیق اور آتش بار بارود لدا ہوتا تھا۔ ان لوگوں کے ساتھ منجنیقیں چلانے والے ہوتے تھے۔ جہاں ضرورت پڑتی تھی وہاں گندھک اور دوسرے آتش گیر مادوں کو ملا کر کام لیا جاتا تھا۔

منگولوں کا طریقہ جنگ دوسری اقوام سے کافی حد تک مختلف تھا۔ ہر منگول لشکری کے ساتھ لگ بھگ ضروری استعمال کا سامان ہوتا تھا۔ ہر ایک کے پاس ایک یا زیادہ گھوڑے ہوتے تھے۔ سر پر سمور کی ٹوپی ہوتی تھی۔ ہر شخص سردی سے بچنے کے لئے سمور کی صدری پہنتا تھا جس پر بھیڑ کے چمڑے کا استر لگا ہوتا تھا۔ گھوڑوں کے ساتھ ساتھ کمندیں اور رسیاں ہوتی تھیں۔ دلدلی علاقے سے گزرنے یا چڑھائی پر یہ رسیاں گاڑیاں اوپر کھینچنے کے لئے باندھ دی جاتی تھیں۔ ہر سوار کے ساتھ جو کے تھیلے ہوتے تھے۔ ایک پیالہ اور پکانے کا سامان، ایک چھوٹی سی کلہاڑی، نمک کی تھیلی، سوئی اور دھاگہ تک ہر لشکری کے پاس ہوا کرتا تھا۔

منگولوں کے خاقانِ اعظم چنگیز خان نے تحریری طور پر حکم جاری کر رکھا تھا کہ ہر سالار کا فرض ہے کہ وہ دیکھ لے کہ اس کے تحت کام کرنے والے لشکریوں کے پاس اپنی ضرورت کی ہر شے موجود ہے۔ سوئی دھاگے تک وہ ہر شے کا اطمینان کر لیں اور معائنے کے دوران اگر انہیں

www.pdfbooksfree.pk

کوئی لشکری ایسا ملے جس کے پاس ضرورت کی تمام چیزیں نہیں ہیں تو وہ اُسے سزا دیں۔

لگاتار طویل جنگوں میں حصہ لینے کے لئے لشکریوں کو کیل کانٹے تک درست کر کے رکھا جاتا تھا۔ طوفانوں سے پناہ لینے کے لئے بھاری خیمے ہوتے تھے جو چھکڑوں میں قطار در قطار لدے ہوتے تھے۔ منگول سردیوں کے آرام دہ پڑاؤ کے تصور سے نا آشنا ہوا کرتے تھے کیونکہ ان سے توقع کی جاتی تھی کہ وہ سخت سردی اور برف باری میں لڑائی کے جوہر دکھائیں۔ ان کے آبائی دشت کے پلے ہوئے گھوڑے سردیوں میں اپنے لئے چارہ ڈھونڈنا جانتے تھے۔ وہ ہلکی برف کو اپنے سموں سے کھرچ کر گھاس یا کائی یا جو چیز ملتی چر لیتے تھے۔

منگولوں کا بوڑھا پرانا سالار سوبودائی چنگیز خان کا دست راست ہوا کرتا تھا لیکن یورپ پر چڑھائی کے وقت اُس نے منگولوں کے سارے لشکر کی کمان داری اپنے ہاتھ میں نہیں لی۔ باتو خان کو جسے منگول سائیں خان کہہ کر پکارا کرتے تھے اُسے متحدہ لشکر کا سالارِ اعلیٰ بنایا گیا اور سوبودائی نے خود اس کے تحت کام کرنا پسند کیا۔ اس طرح سوبودائی اور برقائی خان دونوں ایک طرح سے باتو خان کے نائب کی حیثیت سے کام کرتے تھے۔ آبائی دشت سے آنے والے دوسرے تمام بڑے بڑے سالار بھی سوبودائی، برقائی اور باتو کے تحت کام کر رہے تھے۔

برقائی خان چونکہ اسلام قبول کر چکا تھا لہٰذا یورپ پر حملہ آور ہونے سے پہلے اُس نے کچھ مسلمان قبائل کو بھی اپنے لشکر میں شامل کر لیا تھا۔ ان میں زیادہ تر ترگائی کے علاقے کے رہنے والے باشکیری اور سائبیریا کے کرغیز شامل تھے جو منگولوں ہی کی طرح جنگجو ہونے کے ساتھ ساتھ اچھے اور کٹر قسم کے مسلمان بھی تھے۔

باشکیریوں اور کرغیزوں کے علاوہ باتو اور برقائی خان کے لشکر میں کئی اور دوسرے خانہ بدوش ترکمان بھی موجود تھے۔ ان میں بھی بہت سے مسلمان تھے۔

منگول لشکر کا یہ خاصہ تھا کہ دورانِ سفر ان کے پاس بہت کم ہتھیار دکھائی دیتے تھے۔ ان کے خاص ہتھیار یعنی اُن کی بڑی کمانیں جنہیں سینگوں کے ذریعے کڑا کیا جاتا تھا اور جو بڑی طاقت ور کمانیں ہوا کرتی تھیں اور چھوٹی کمانیں جو زمین پر بیٹھے بڑی سرعت سے کھینچی جا سکتی تھیں، روغن لگا کر کمان خانے میں رکھ دی جاتی تھیں۔

کمان خانہ سوار کے بائیں جانب لٹکا ہوتا اور ترکش دائیں جانب۔ لڑائی میں لشکری بڑے حیرت انگیز انداز میں اور بڑی سرعت سے چٹکی میں تیر پکڑ پکڑ کر کمان سے چلا لیتا۔

لڑائیوں میں حصہ لینے کے لئے ہر منگول کے پاس تین قسم کے تیر ہوتے تھے۔ ایک لمبے رفتار تیر، دوسرے تین اُنگل موٹے بھاری تیر جن کے سر کو لوہا منڈھا ہوتا تھا اور جو فولاد

کی زرہ میں بھی گھس جاتے تھے۔ اس کے علاوہ تیسرے چھوٹے قسم کے تیر ہوتے تھے۔ ہر لشکری رکاب میں پاؤں جمائے ہوئے تیزی سے اپنی ترکی کمان سے یہ بھاری تیر برساتا ہوا نکل جاتا اور پیچھے مڑ کر بھی اسی آسانی سے تیر اندازی کر سکتا تھا۔

جس وقت لشکر کوچ کرتا تو یہ بھاری تیر بار برداری کے جانوروں پر لاد دیئے جاتے تھے۔ منگول لشکری اپنی عجیب و غریب لمبی تیز کسی قدر خم دار تلوار نیام میں روغن میں ڈوبی ہوئی، بائیں کاندھے پر لٹکائے ہوئے ساتھ رکھتے تھے۔

بعض منگول لشکریوں کو پرچم بردار چھوٹے چھوٹے تیر دیئے جاتے تھے جن میں برچھے کے نیچے گھوڑوں کی دُموں کے بال لٹک رہے ہوتے یا انہیں کانٹے دار کمندیں دی جاتیں جن کے ذریعے وہ دشمنوں کو گھوڑوں سے نیچے کھینچ کر گراتے۔ لیکن یہ دست بدست لڑائی کے ہتھیار بہت کم کام آتے تھے۔ جب تیر اندازی سے دشمن کی طاقت ٹوٹ جاتی تو یہ ہتھیار آخری قتل عام کے لئے استعمال ہوتے تھے۔ منگولوں کے نزدیک ان ہتھیاروں کی وہی حیثیت تھی جو بعد کے دور میں بندوق کی سنگین نے اختیار کی۔

دیگر ہتھیاروں کی طرح منگول زرہ بکتر بھی ہلکی پھلکی اور کارآمد استعمال کرتے تھے۔ بیل کے چمڑے کے ٹکڑے اُبال کر سوار کی ناف سے کندھے اور جسم پر چرمی زرہ کی شکل میں دیئے جاتے تھے اور کبھی کبھی بیچ سے کٹا ہوا زیر جامہ بھی ساتھ ملا دیا جاتا تھا جو گھٹنوں تک لٹکتا تھا۔ نمی سے بچنے کے لئے چمڑے پر خوب دباغت کی جاتی تھی۔ چرمی خود پر مضبوطی کے لئے لوہے کی پٹیاں لگا دی جاتی تھیں لیکن ان کی وجہ سے خود وزنی نہ ہونے پاتا تھا اور خود سے لٹکتا ہوا چمڑا گردن کی حفاظت کرتا تھا۔

کچھ پرچم بردار دستوں میں گھوڑوں پر بھی چرمی ساز تحفظ کے لئے پڑا ہوتا تھا۔ لیکن یہ اتنا ہلکا پھلکا ہوتا تھا کہ اس کی وجہ سے گھوڑے کی سبک رفتاری میں کوئی فرق نہ آتا تھا۔ شاذ شاذ گھوڑے کے سر کے بچاؤ کے لئے لوہے کی ہلکی پٹیاں بھی بنا دی جاتی تھیں۔

چنگیز خان کے احکام کے مطابق ہر منگول لشکری کا فرض تھا کہ جو ہتھیار اس کی تحویل میں دیئے جائیں، انہیں روغن سے ہمیشہ صاف اور چمکدار بناتا رہے۔ مجموعی طور پر اس کا سارا جنگی ساز و سامان محض حرب و جنگ کے لئے بنایا گیا تھا اور اس کا مقصد محض یہ تھا کہ تیزی سے حرکت کی جا سکے اور اس تیز حرکت کے دوران بڑے زور و شور سے حملہ کیا جائے۔

⚙......⚙

بہرحال انسانوں کے اس جم غفیر نے یورپ پر حملوں کی ابتداء کی۔ یہ عجیب سا فولادی نظم و

www.pdfbooksfree.pk

نسق رکھتے تھے۔ کوئی لشکری بغیر حکم کے میدانِ جنگ سے بھاگ نہیں سکتا تھا۔ اگر کوئی ایسا کرتا تھا تو اُس کی سزا موت تھی۔ جنگ کے دوران اپنے ساتھی کی مدد نہ کرنے کی سزا بھی موت تھی۔ ہر دستہ دس دس کی اکائیوں میں تقسیم ہوتا تھا اور ان دس دس سپاہیوں کا سالہا سال تک ساتھ رہتا تھا۔ ہر سوار جانتا تھا کہ اس کے باقی ساتھی کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں، کس طرح لڑیں گے۔ ان دس سواروں کا چھوٹا سالار جس پر باقی نو کی حفاظت کی ذمہ داری ہوتی تھی اورنگ خان کہلاتا تھا۔ پہلے دس سواروں کا افسر یک صدی دستے کا سالار بھی ہوتا جو ہزاری کے تابع ہوتا اور ہزاری، دس ہزاری تومان سالار کے ماتحت ہوتا تھا۔

اس نظم وضبط کی بنیاد تمام درجے لشکریوں کی مساوات پر تھی۔ کہیں جنگ کی ابتدا کرنا ہوتی تو شاہراہوں پر جنگی ہرکارے روانہ کر دیئے جاتے۔ جو کوہستانی اور ندی نالوں کے متعلق معلومات فراہم کرتے تھے۔ ہر ایک دستے کے یہ سالار سپاہیوں کے رشتہ دار یا برداری کے لوگ ہوتے تھے۔ ہر پرچم بردار دستہ ایک ہی قبیلے کے افراد پر مشتمل ہوتا تھا۔ اس طرح پرانی قبائلی اکائی کا سلسلہ برقرار رہتا تھا۔ سالار اپنے سپاہیوں اور لشکریوں کے ساتھ ساری عمر گزار دیتے۔ اگر کوئی سالار کسی مہم پر ناکام ہوتا تو ساری عمر کے لئے ذلیل ہو جاتا تھا اور اُس کی صفوں سے کسی اور لشکری کو اس کی جگہ ترقی دی جاتی تھی۔

منگولوں نے یورپ کے خلاف حملوں کی ابتدا کی اور کوہستانِ یورال کی نیچی چوٹیوں پر سے گزر کر منگول دستے مغربی دشت میں اُترنے لگے اور جب برف پگھلی اور گھاس پھوٹنے لگی تو بھور سے دریائے وولگا کے کنارے انہوں نے پیش قدمی شروع کی۔

پہلے منگولوں نے روسی علاقوں کو اپنا ہدف بنایا۔ دشتِ روس کی وسعت اور اس کی زرخیزی دیکھ کر ایک طرح سے منگول حیران رہ گئے۔ یہاں کی کالی مٹی سے اناج خودرو طور پر اُگ آتا تھا۔ ان خانہ بدوشوں منگولوں کے لئے یہ زمین بہشت تھی اور اب وہ سمجھے کہ کیوں چنگیز خان کا بڑا بیٹا اور باتو اور برقائی کا باپ جوچی ان علاقوں پر حکمرانی کرنے پر مُصر تھا۔

یورپ پر یلغار کرتے وقت باتو خان، برقائی خان اور سوبودائی نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک حصہ بالائی دریائے وولگا کے کنارے بسنے والے بلغاریوں کے شہر بولغار پر حملہ آور ہوا اور لمحوں کے اندر اس شہر کو تباہ و برباد کر کے اس شہر پر قبضہ کر لیا۔

دوسرا حصہ جو چنگیز خان کے پوتے منگو خان کی سرکردگی میں تھا، وہ جنوب میں دشتی قپچاقوں پر حملہ آور ہوا۔ منگو خان اور اُس کا لشکر اس شاہراہ پر روانہ ہوئے تھے جس کے کنارے اور نسل کے لوگوں نے منگولوں کو حیران کر دیا۔ پہلی بار منگولوں کو ایسے لوگوں سے پالا پڑا

جو جنوں کی پرستش کرتے تھے۔ منگول ان پر حملہ آور ہوئے۔ ان میں سے بہت سوں نے منگولوں کی اطاعت قبول کر لی اور جنہوں نے اطاعت قبول نہیں کی وہ منگولوں سے بچنے کے لئے مغرب میں دریائے نیپر کی طرف بھاگ گئے۔

اپنی ان کامیاب کارروائیوں کے بعد منگو خان بھی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ دریائے وولگا کے نواح میں باتو خان اور سوبودائی سے جا ملا۔

بلغاریوں کے شہر بولغار کو فتح اور تباہ و برباد کرنے کے بعد منگولوں کے متحدہ لشکر نے پھر پیش قدمی شروع کی اور دریائے خالقہ کے کنارے انہوں نے پڑاؤ کر لیا تھا۔ اب ان کے نزدیک ترین روسی شہر ایازان تھا اور اسی شہر کو منگولوں نے اپنا ہدف بنانے کا تہیہ کر لیا تھا۔

دریائے خالقہ کے کنارے پڑاؤ کرنے کے بعد منگولوں نے دو کام کئے۔ پہلا یہ کہ انہوں نے تیز رفتار قاصد ایازان کے حاکم کے پاس بھجوائے۔ ان قاصدوں میں سے دو منگول تھے اور ان کے ساتھ ایک منگول جادوگرنی تھی۔ جو پیغام اس جادوگرنی اور دو منگولوں کے ہاتھوں باتو خان نے بھیجا وہ کچھ اس طرح تھا۔

''ہمیں ہر چیز کا دسواں حصہ بطور خراج دو۔ دس فیصد آدمی۔ دس فیصد گھوڑے۔ گویا ہر چیز کا عُشر ادا کرو۔ قاصد بھیجنے کے بعد جو انہوں نے کیا وہ یہ کہ دریائے خالقہ کے کنارے وہ سرما کا پڑاؤ کرنے لگے تھے اس لئے کہ سرما میں دشمنوں کے خلاف یلغار کرنے کا فائدہ یہ تھا کہ یخ بستہ دریاؤں کو عبور کرنا آسان ہو جاتا تھا۔ اس زمانے میں ایک تو دریا جم جاتے تھے، ان کے اوپر سے آسانی سے گزرا جا سکتا تھا۔ دوسرے روسیوں کو سرما میں حملوں کی زیادہ توقع نہیں ہوتی تھی اور وہ شہروں میں غلے اور گوشت کے گوداموں میں جمع ہو جاتے تھے۔

ایازان میں جو روسی تھے وہ زیادہ تر سلاف قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ لوگ سردیاں گزارنے کے لئے اپنے شہروں اور گاؤں کی چوبی فصیلوں کے اندر اطمینان سے جمع ہو گئے تھے۔ گو یہ انتہا درجہ کے شورہ پشت اور جنگجو تھے۔ لیکن یہ شہر سے باہر نکل کر منگولوں کا مقابلہ نہیں کرنا چاہتے تھے۔ ایازان کے اندر شمال کے وحشی ایسے لوگ بھی تھے جو جنگ کا وسیع تجربہ رکھتے تھے اور سویڈی کہلاتے تھے۔

ایازان کے زرخیز خطے کے شہر غلاموں اور سموروں کی تجارت کی وجہ سے بڑے خوشحال تھے اور ہمیشہ آپس میں لڑتے جھگڑتے رہتے تھے۔ ان کی طویل فصیلیں ماضی میں قپچاقوں اور بلغاریوں کے حملے روکنے کے لئے کافی مضبوط ہوا کرتی تھیں۔ یہ بہترین جنگجو خیال کئے جاتے تھے۔ لوہے کی بھدی زرہیں پہنتے تھے اور ایازان میں ان سلافوں اور شمال کے سویڈیوں

www.pdfbooksfree.pk

کے ساتھ ایک اور قوم بھی آ کے آباد ہو گئی تھی۔ انہیں سمید روی کہتے تھے۔ یہ فن لینڈ کے رہنے والے لوگ تھے۔ یہ سب دست بدست تلوار چلانے کے ماہر تھے۔

بہر حال ایازان کے بڑے شہر اور اس کے اردگرد جتنے چھوٹے شہر تھے انہیں منگولوں کی آمد کی خبر ہو چکی تھی۔ ان کے مخبروں نے یہ اطلاع بھی کر دی تھی کہ منگول ان پر حملہ آور ہونے کے لئے دریائے خالقہ کے کنارے پڑاؤ کر چکے ہیں۔ ساتھ ہی یہ اطلاع بھی انہیں مل چکی تھی کہ منگولوں نے بلغاریوں پر حملہ آور ہونے کے بعد ان کے شہر بلغار کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔

یوں ایازان کے روسی حکمرانوں کی طرف اپنے قاصد بھجوانے کے بعد باتو خان، برقائی اور سوبودائی خان اپنے متحدہ لشکر کے ساتھ دریائے خالقہ کے کنارے پڑاؤ کر چکے تھے۔

۞......۞

تورائی خان جو برقائی خان کا دست راست تھا اور برقائی خان ہی کی طرح اسلام قبول کر چکا تھا ایک روز خریم اور قریض دونوں بھائیوں کے ہمراہ دریائے خالقہ کے کنارے منگولوں کے متحدہ لشکر میں داخل ہو رہا تھا۔

تورائی خان کے ساتھ جو مسلح منگول تھے انہیں ہاتھ کے اشارے سے اُس نے جانے کے لئے کہا۔ جب وہ لشکر گاہ میں اپنے خیموں کی طرف چلے گئے تب اپنے قریب ہی گھوڑے پر سوار خریم کو مخاطب کرتے ہوئے تورائی کہہ رہا تھا۔

''ابن مقردم میرے بھائی! راستے میں خانہ بدوش سلافوں کے خلاف تم نے جو میرے ساتھ گفتگو کی ہے اور اس سلسلے میں تم برقائی خان سے جو مدد حاصل کرنا چاہتے ہو اس سلسلے میں کسی کے سامنے برقائی کے ساتھ گفتگو نہ کرنا۔ یاد رکھنا، اسلام قبول کر لینے کے بعد دوسرے منگولوں کی نگاہوں میں برقائی خان کچھ زیادہ قابل اعتماد نہیں رہا لیکن اس کی ہمت و جرأت ہے کہ وہ اسلام قبول کرنے کے بعد کسی کو کوئی اہمیت نہیں دیتا، اپنے عقیدے کا پکا اور پختہ ہے۔ میں نے راستے میں تمہیں اس لشکر کی تفصیل بتا دی ہے جو برقائی خان اور اس کے بھائی باتو خان کے تحت ہے۔ ان میں دو سردار بڑے اہم ہیں۔ یہ دونوں ہی سردار مسلمان ہیں جو برقائی پر جان چھڑکتے ہیں۔ ان میں سے ایک ترگائی کے علاقے کے رہنے والے باشکیریوں کا سردار ہے۔ اس کا نام کوچمان ہے۔ بڑا شیر دل، بہادر، جرأت مند اور مخلص انسان ہے اور یہ باشکیری مسلمان ہیں۔ دوسرا سردار کوچلوک ہے۔ یہ بھی مسلمان ہے اور سائبیریا کے خونخوار کرغیزوں کا سردار ہے۔ یہ دونوں خانہ بدوش قبائل باتو اور برقائی خان کے لشکر میں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ جو اہم ترین سردار باتو اور برقائی خان کے لشکر میں شامل ہیں ان میں کچھ

تمہارے منگیار ترک ہیں اور کچھ تفقار کے رہنے والے ترک ہیں، کچھ گرجستانی ہیں، آرمینیا کے سورما ہیں، کرائت ترک ہیں۔ اس کے علاوہ تیوتانی، عیسائی نائٹ بھی شامل ہیں۔ کچھ قبرصی تیغ زن ہیں۔ ان کے ساتھ کچھ راہب بھی شامل ہیں اس لئے کہ یہ لوگ منگولوں کے اندر عیسائیت کی تبلیغ کے لئے آئے ہوئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ باتو اور برقائی عیسائیت قبول کر کے عیسائیت کو تقویت دیں۔ لیکن برقائی خان کے اسلام قبول کرنے سے ان کو بڑی مایوسی ہوئی ہے۔ اب یہ لوگ باتو، اس کے بیٹے سرتاک، اس کی نوعمر بیٹی بختائی، اس کے دوسرے بیٹے نوگائی کے اردگرد منڈلا رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ کم از کم باتو اور اس کی اولاد کو ہی عیسائیت کی طرف مائل کر کے اپنا مقصد حاصل کر سکیں۔

ان تیوتانی نائٹوں کے علاوہ قبرصی تیغ زنوں اور یورپ سے آنے والے دوسرے راہبوں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے کہ منگول یورپ پر حملہ آور نہ ہوں۔ لیکن ان کی ہر کوشش ناکام ہوئی ہے اور اب منگولوں کی طرف سے یورپ پر حملوں کی ابتدا ہو چکی ہے۔ یہ تو لشکر کے اندر جو صورتحال ہے اس سے میں تمہیں آگاہ کر رہا ہوں۔''

یہاں تک کہتے کہتے تورائی خان کو رُک جانا پڑا۔ اس لئے کہ دو دیو پیکر گھڑ سوار اپنے گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے ان کے پاس آئے۔ انہیں دیکھتے ہوئے تورائی خان اپنے گھوڑے سے اُتر گیا۔ یہ صورت حال بھانپتے ہوئے خریم اور قریض دونوں بھائی بھی اپنے گھوڑوں سے اُتر گئے۔ آنے والے دونوں گھڑ سوار نزدیک آ کر اپنے گھوڑوں سے اُترے اور بڑے پُر جوش انداز میں وہ باری باری تورائی خان سے بغل گیر ہوئے۔

تورائی خان سے ملنے کے بعد خریم اور قریض سے پُر جوش مصافحہ کیا، پھر وہ سوالیہ انداز میں تورائی خان کی طرف دیکھنے لگے۔ اس پر تورائی خان مسکرایا اور کہنے لگا۔

''یہ دونوں ہمارے اجنبی مہمان ہیں۔''

اس کے بعد تورائی خان نے خریم اور قریض دونوں کے حالات تفصیل کے ساتھ کہہ دیئے تھے۔ جب وہ ان کی تفصیل کہہ چکا تو خریم کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''خریم میرے عزیز بھائی! یہ جو دو سردار آئے ہیں انہی کے متعلق میں پہلے تم سے گفتگو کر چکا تھا۔ یہ جو دائیں جانب ہیں یہ باشکیریوں کے علاقے کے سردار کوچمان ہیں اور دوسرے سائبیریا کے کرغیزوں کے سردار کوچلوک ہیں۔''

جب تورائی یہ تعارف کرا چکا تب ایک دوسرے کی طرف معنی خیز انداز میں دیکھتے ہوئے کوچمان اور کوچلوک نے ایک دوسرے کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا، پھر آگے بڑھے اور

www.pdfbooksfree.pk

بڑے پُر جوش انداز میں وہ باری باری خریم اور قریض بن مقروم سے بغل گیر ہوئے تھے۔ پھر جب وہ علیحدہ ہوئے تب بڑی شائستگی اور بڑی جانثاری اور وفاداری کا اظہار کرتے ہوئے خریم کو مخاطب کر کے باشکیریوں کا سردار کوچمان کہہ رہا تھا۔

''میرے عزیز! تورائی سے تم دونوں کی داستان سن کر مجھے بے حد دُکھ اور صدمہ ہوا ہے۔ بہر حال ہم مسلمان ہیں اور مسلمان بھی بڑے کٹر قسم کے ہیں۔ تم دونوں بھائیوں کو منگولوں کے لشکر میں خوش آمدید کہتے ہیں۔ فی الوقت تو منگولوں کا لشکر یورپ پر حملہ آور ہو رہا ہے۔ میں تمہیں یہی مشورہ دوں گا فی الحال دونوں بھائی لشکر میں شامل ہو جاؤ۔ منگولوں کی مہموں میں حصہ لو پوری جانثاری اور وفاداری کے ساتھ...... ایسا کر کے تم سارے منگول سرداروں کو اپنے اعتماد میں لے سکتے ہو۔''

یہاں تک کہنے کے بعد باشکیری سردار کوچمان رُکا تو کرغیزوں کا سردار گوچلوک، خریم کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''میرے عزیز! جہاں تک برقائی کا تعلق ہے وہ پہلے ہی تم دونوں بھائیوں کا جاننے والا ہے۔ وہ تم سے انتہا درجہ کی وفاداری کا اظہار بھی کرے گا لیکن لشکر میں تم رہتے ہوئے ہاتو کے علاوہ دوسرے منگولوں کو بھی اپنے اعتماد میں لے سکتے ہو۔ اور جب ایسا ہو جائے گا تو پھر یاد رکھنا بڑے احسن طریقے سے تم اپنے دشمن سلافوں کے خلاف حرکت میں آ سکو گے اور اس سلسلے میں ہم باشکیری اور کرغیز بھی تمہاری پوری مدد کریں گے۔ ایک بات اور یاد رکھنا، ان دنوں سلاف اکیلے نہیں ہیں اور بہت سے سائبیریا اور دوسرے علاقوں سے تعلق رکھنے والے وحشی قبائل بھی ان کے ساتھ شامل ہو چکے ہیں۔ لہٰذا ان کی طاقت اور قوت پہلے سے کئی گنا زیادہ ہے اور ان سے نمٹنا اتنا آسان نہیں ہے...... بہر حال ان سے نمٹیں گے ضرور۔''

یہاں تک کہنے کے بعد گوچلوک رُکا اور اس کی بجائے کوچمان بول پڑا۔

''تورائی خان! پہلے تم ان دونوں بھائیوں کو برقائی خان کے پاس لے کر جاؤ۔ ان سے ملانے کے بعد انہیں ہمارے پاس لاؤ اس لئے کہ یہ دونوں ہمارے معزز مہمان ہوں گے۔ کھانا یہ ہم لوگوں کے ساتھ کھائیں گے۔''

اس پر تورائی خان ان دونوں کو لے کر آگے بڑھا۔ مختلف یورتوں سے گزرتے ہوئے وہ لشکر گاہ کے وسطی حصے کی طرف جا رہا تھا۔ یہ خیمے اور یورت بھی کمال تھے۔ بیل گاڑیوں اور [illegible] سے کھینچے جانے والے چھکڑوں کے اندر بڑے بڑے اور کافی لمبے خیمے نصب تھے جن [illegible] اندان کے خاندان رہتے تھے۔ ابھی وہ یورتوں کے اندر سے گزر ہی رہے تھے کہ

تورائی خان رُک گیا۔ اس لئے کہ ایک یورت کے اندر سے برقائی خان نکلا تھا۔ اُس کے ساتھ کچھ مسلح جوان بھی تھے۔

برقائی خان نے جونہی خریم اور قریض کو دیکھا وہ دنگ رہ گیا۔ وہ ان دونوں بھائیوں کی طرف لپکا۔ اُسے اپنی طرف آتے دیکھ کر دونوں بھائی اپنے گھوڑوں سے اُتر گئے تھے۔ برقائی آگے بڑھ کر دونوں سے پُر جوش انداز میں بغل گیر ہوا، پھر انہیں اپنے یورت میں لے گیا۔ تورائی خان بھی ان کے ساتھ تھا۔ جب یورت کے اندر سب بیٹھ گئے تب برقائی کے کہنے پر خریم نے اپنے پورے حالات اُسے کہہ سنائے تھے۔

دونوں بھائیوں کے حالات اور ان کے باپ کے مرنے کی تفصیل سن کر برقائی خان تھوڑی دیر گردن جھکائے سوچتا رہا، پھر کہنے لگا۔

''میرے عزیز بھائیو! تم دونوں کے حالات سن کر مجھے بے حد دُکھ اور صدمہ ہوا ہے۔ تم دونوں کی حیثیت میرے ہاں چھوٹے بھائیوں کی سی ہے۔ یاد رکھنا میں تمہیں مایوس نہیں کروں گا۔ جو ارادے تم لے کر میرے پاس آئے ہو ان کی تکمیل ہوگی۔ میں ہر صورت میں تم دونوں بھائیوں کی مدد کروں گا۔ تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد برقائی خان جب رُکا تو تورائی نے اُسے مخاطب کیا۔

''برقائی میرے محترم! راستے میں کوچمان اور گوچلوک ان دونوں سے مل چکے ہیں۔ اس کے بعد ان دونوں سے جو گفتگو ہوئی تھی اس کی تفصیل بھی تورائی خان نے کہہ دی تھی۔

برقائی خان نے پھر کچھ سوچا اور کہنے لگا۔ ''کوچمان اور گوچلوک نے جو کچھ کہا ہے درست ہے۔ اسی پر عمل ہونا چاہئے...... تورائی خان میرے بھائی! تم ذرا جاؤ۔ یہ دونوں بھائی سفر سے تھکے ہارے آئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ابھی یہ کھانا میرے ساتھ بیٹھ کر کھائیں۔ ان کے ساتھ کھانا کھانا بھی میرے لئے اعزاز ہے۔ تم کھانے کا اہتمام کرو۔ ہم تینوں یہیں بیٹھ کر تمہارا انتظار کرتے ہیں۔''

برقائی خان کی اس گفتگو سے تورائی خان خوش ہو گیا تھا۔ پھر وہ خیمے سے نکل گیا تھا۔

⚙......⚙

دوسری جانب جب تورائی خان، خریم اور قریض دونوں بھائیوں کو لے کر برقائی خان کی طرف چلا گیا اور ان کے جانے کے بعد کرغیز سردار گوچلوک اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر اپنے یورت کی طرف جانے لگا۔ تب باشکیری سردار کوچمان نے اُسے روک لیا۔

''گوچلوک میرے عزیز بھائی! یہ خریم نام کے نوجوان کے آنے سے مجھے اُمید کی ایک

www.pdfbooksfree.pk

جھلک دکھائی دی ہے۔ میرا دل کہتا ہے کہ اس کی وجہ سے میری بیٹی درندوں کے ہاتھوں خوار و برباد ہونے سے بچ جائے گی۔''

اس موقع پر گوچلوک نے استفہامیہ سے انداز میں جب کوچان کی طرف دیکھا تب کوچان کچھ سوچتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''گوچلوک میرے عزیز بھائی! تو جانتا ہے چنگیز خان کا پوتا اور باتو، برقائی کا چچازاد بوری، بری طرح میری بیٹی بشار کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ ہر صورت میں اُسے حاصل کر کے اُس سے شادی کرنے کا خواہاں ہے۔ ابھی تک صرف اُس نے اکیلے ہی مجھ سے بات کی ہے۔ میں ڈرتا ہوں اور خوفزدہ ہوتا ہوں کہ اگر اُس نے اپنی اس پسند کا اظہار کسی موقع پر باتو، سوبودائی یا دوسرے منگول سرداروں سے کر دیا تو پھر میرے اور میری بیٹی کے بچنے کی کوئی امید نہیں رہے گی۔ اگر وہ اس بات کا اظہار برقائی سے کرتا ہے تب تو کوئی بات نہیں، میں برقائی کو سمجھا لوں گا۔ وہ میری بات مان بھی لے گا۔

اب یوں جانو میری بیٹی کی بدقسمتی کہ وہ خوبصورت ہے۔ اُس کی خوبصورتی کی وجہ سے بوری اُس کے پیچھے پڑ گیا ہے۔ میں نے بوری کو بہت سمجھایا کہ میری بیٹی ابھی نابالغ ہے، شادی کے قابل نہیں ہے۔ لیکن بوری اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر قائم ہے۔ وہ کہتا ہے کہ بشار کو حاصل کرنے کے لئے وہ دو چار سال تو کیا دس سال تک اس کا انتظار کر سکتا ہے۔ بوری چاہتا ہے کہ ان مہموں سے جو یورپ کے خلاف شروع کی ہیں فارغ ہونے کے بعد وہ میری بیٹی بشار سے شادی کر کے اُسے اپنے ساتھ مشرق کے صحرائے گوبی کی طرف اپنے مسکن میں لے جائے۔ اور میں کسی بھی صورت ایسا نہیں چاہتا۔

گوچلوک میرے بھائی! میں نے بوری کو یہ بھی کہہ کر ٹالنے کی کوشش کی ہے کہ میری بیٹی کی سگائی ایک مسلمان نوجوان سے ہو چکی ہے۔ وہ ان دنوں یہاں نہیں ہے لہٰذا میں کیسے اپنی بیٹی بشار کو اس سے بیاہ دوں۔ بوری کا کہنا تھا کہ اس نوجوان کو بلاؤ...... وہ میرے ساتھ مقابلہ کرے۔ اگر وہ مجھ سے ہار گیا تو بشار میری۔ اگر وہ جیت گیا تو پھر بشار اُس کی...... اب میں یہ سوچتا ہوں کہ میں نے اُس سے یہ تو بہانہ کر دیا تھا کہ جس نوجوان کو میری بیٹی پسند کرتی ہے، اپنی زندگی کا ساتھی بنانا چاہتی ہے وہ یہاں نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں خریم بن مقروم ہی کو کہہ دوں کہ یہی وہ نوجوان ہے جس کے حوالے میں اپنی بیٹی کرنا چاہتا ہوں۔ مگر ڈرتا ہوں جب بوری اور اس نوجوان کا مقابلہ ہو گا تو کیا بنے گا...... یہ خریم بن مقروم نہ جانے تیغ زنی اور دوسرے حربی امور میں کیسا ہے۔ میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ میری بیٹی کی وجہ سے یہ نقصان

اٹھائے۔ اگر ہار گیا تو منگولوں کے لشکر میں اس کی بڑی رُسوائی ہو گی۔''

یہاں تک کہتے کہتے کوچان کو رُک جانا پڑا۔ اس لئے کہ گوچلوک مسکراتے ہوئے بول اُٹھا۔ ''اور اگر جیت گیا تب؟''

کوچان کے چہرے پر گہری مسکراہٹ کھیل گئی۔ کہنے لگا۔ ''جیت گیا تو میں سمجھوں گا بوری کی بڑی رُسوائی ہو گی۔ اور اس خریم بن مقروم کی جیت کو میں اپنی جیت خیال کروں گا۔ اس کی جیت کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ میری بیٹی محفوظ ہو جائے گی بلکہ میں منگولوں کے لشکر میں سر اُٹھا کر چلنے کے قابل ہو جاؤں گا۔ اور پھر آنے والے دنوں میں بوری کبھی میری بیٹی کا نام نہیں لے گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد کوچان رُکا۔ پھر دوبارہ وہ کہہ رہا تھا۔ ''گوچلوک میرے بھائی! تو جانتا ہے یہ بوری ہی نہیں جس قدر چنگیز خان کے پوتے ہمارے لشکر میں شامل ہیں سب ہی سرکش، سب ہی گستاخ قسم کے نوجوان ہیں۔ اکثر مواقع پر میں نے دیکھا ہے کہ وہ باتو کے سامنے تو اُس کی بات مان جاتے ہیں لیکن باتو اور برقائی کے پیچھے ان دونوں بھائیوں کا تمسخر، مذاق اُڑاتے ہیں۔ گو سوبودائی نے یورپ کی اس مہم میں سائیں باتو خان کو لشکریوں کا سپہ سالار اعلیٰ بنایا ہوا ہے لیکن باطنی طور پر یہ جتنے بھی مغل سالار ہیں باتو کو حقیقی سپہ سالار خیال نہیں کرتے اور اپنے آپ کو اس سے اعلیٰ اور ارفع خیال کرتے ہیں۔''

کوچان پھر رُکا، اس کے بعد وہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ ''گوچلوک میرے بھائی! اگر تو مشورہ دے تو میں اس سلسلے میں برقائی خان سے جا کر بات کروں...... اس سلسلے میں مجھے اس خریم کے ارادے اور عندیے کا بھی پتہ چل جائے گا اس لئے کہ اس وقت وہ بھی برقائی خان کے ہی پاس ہو گا۔''

گوچلوک نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔

''میں تمہاری اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں۔ میں یہیں کھڑا رہ کر تمہاری واپسی کا انتظار کروں گا...... تم ابھی برقائی خان کے پاس جاؤ اور اس سلسلے میں اس کے ساتھ تفصیل سے گفتگو کرو۔ خریم بن مقروم کا بھی اس سلسلے میں فیصلہ جاننے کی کوشش کرو اور پھر واپس آ کر مجھے بتاؤ۔ اس کے بعد دونوں اپنے یورت کی طرف جائیں گے۔''

گوچلوک کے ان الفاظ سے کوچان خوش ہو گیا تھا۔ پھر اپنے گھوڑے پر وہ سوار ہوا اور اُسے ایڑ لگاتے ہوئے لشکر میں برقائی کے یورت کی طرف جا رہا تھا۔

سائبیریا کے کرغیز قبیلے کے سردار گوچلوک کو کافی دیر وہاں کھڑے ہو کر انتظار کرنا پڑا۔

www.pdfbooksfree.pk

یہاں تک کہ باشکیری سردار کوچمان اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا اُس کے پاس آیا۔ وہ مسکرا رہا تھا۔ خوش تھا۔ گوچلوک کے پاس آ کر اپنے گھوڑے سے اُترا، بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے پہلے آگے بڑھ کر گوچلوک سے گلے ملا پھر کہنے لگا۔

''گوچلوک میرے بھائی! سارا معاملہ میری خواہش کے مطابق حل ہو گیا ہے۔ اس سلسلے میں، میں نے برقائی سے تفصیل کے ساتھ گفتگو کی ہے۔ میری تجویز سے اُس نے اتفاق کیا ہے۔ اس موضوع پر میں نے خریم بن مقردم سے بھی گفتگو کی ہے وہ بھی ہمارے اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے تیار ہے اور وہ بوری کا مقابلہ کرنے کے لئے بخوشی تیار ہے۔ میں نے برقائی سے یہ بھی گزارش کی تھی کہ وہ اجازت دے کہ خریم بن مقردم اور قریقض بن مقردم دونوں بھائی لشکر گاہ کے اس حصے میں رہیں جہاں ہمارے قبیلے ہوتے ہیں۔ لہٰذا برقائی خان نے مجھے اجازت دے دی ہے کہ میں ان دونوں بھائیوں کے لئے یورت کا اہتمام کروں۔ گوچلوک میرے بھائی! آؤ...... کسی سب سے عمدہ اور اچھے چھکڑے کا اہتمام کر کے اس کے اندر بہترین خیمہ کا اہتمام کرتے ہیں جس کے اندر موٹا استر لگا ہوا ہو۔ یہ اہتمام کرنے کے بعد پھر اس کی اطلاع برقائی کو دی جائے گی۔ اس کے بعد وہ دونوں بھائی اس یورت میں منتقل ہو جائیں گے۔'' یہاں تک کہنے کے بعد کوچمان لمحہ بھر کے لئے رُکا، کچھ سوچا، پھر وہ اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''گوچلوک! برقائی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ آج اور آنے والی شب وہ دونوں بھائی آرام کریں گے۔ اس دوران برقائی اس موضوع پر باتو اور سوبودائی سے مشورہ کرے گا۔ اس کے بعد بوری کے ساتھ مقابلہ کے سلسلے میں جو فیصلہ باتو اور سوبودائی کریں گے وہی آخری ہو گا اور اس کی اطلاع برقائی ہمیں دے گا۔ اب آؤ، ان دونوں بھائیوں کے یورت کا اہتمام کریں۔''

گوچلوک بھی اپنے گھوڑے پر سوار ہوا۔ پھر وہ خیمہ گاہ کے ایک حصے کی طرف چلے گئے تھے۔

✿......✿

باشکیری قبیلے کے اندر گوچلوک اور کوچمان نے ایک خالی چھکڑے کے اندر بہترین خیمہ نصب کرنے کا اہتمام کیا جس کا اوپر کا حصہ چمڑے کا اور اس کے نیچے دبیز استر لگے ہوئے تھے تا کہ برف باری اور سردی سے محفوظ رہا جا سکے۔ جب وہ یہ سارے انتظامات مکمل کر چکے، کوچمان پھر برقائی کے پاس گیا۔ وہاں سے وہ خریم بن مقردم اور قریقض بن مقردم دونوں کو اپنے ساتھ لے کر آیا۔ اس وقت تک گوچلوک نئے تیار ہونے والے اس یورت کے

پاس ہی کھڑا تھا جس میں خریم اور قریقض کی رہائش کا اہتمام کیا گیا تھا۔

اس یورت کے پاس آ کر کوچمان اپنے گھوڑے سے اُترا۔ اس کی طرف دیکھتے ہوئے خریم اور قریقض بھی اُتر گئے۔ پھر کوچمان بڑی محبت اور شفقت میں خریم کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔ ''بیٹے! برقائی خان کے سامنے میں اچھے اور عمدہ طریقے سے تمہارا شکریہ ادا نہیں کر سکا۔ سب سے پہلے تو میں تمہارا ممنون ہوں کہ تم نے میری بات مانتے ہوئے بوری کے معاملے میں میری مدد کے لئے ہامی بھری ہے۔ بیٹے! یہ جو چھکڑے میں خیمہ لگا ہوا ہے جسے منگول یورت کہتے ہیں یہی تم دونوں بھائیوں کی رہائش گاہ ہے۔ اس کے ساتھ دائیں جانب میرا یورت ہے جہاں میں اپنی بیوی اور بیٹی کے ساتھ رہتا ہوں۔ میری کل اولاد ایک ہی بیٹی ہے۔ اور یہ سارے یورت باشکیریوں کے ہیں۔ ان کے آگے دائیں جانب کرغیزوں کی لشکر گاہ ہے اور وہ سارے یورت کرغیزوں کے ہیں۔ میرے بیٹے! یہ سب مسلمان ہیں اور یہ سارے تمہارے دست راست ثابت ہوں گے۔ میرے خیال میں اب تم دونوں بھائی آرام کرو۔ اس کے بعد دیکھتے ہیں شام تک برقائی خان کیا فیصلہ دیتا ہے۔ یہ سامنے جو دائیں جانب چھپر دیکھتے ہو اس میں اپنے گھوڑوں کو باندھ دو اور ان میں جو سامان ہے وہ اپنے یورت میں لے جاؤ۔ وہ جو چھپر بنا ہوا ہے رات کو اس کے اردگرد چٹائیوں اور سرکنڈوں کی دیوار کھڑی کر دی جاتی ہے۔ اس کے باعث سردی اور برف باری میں گھوڑے محفوظ رہتے ہیں...... اب تم دونوں بھائی آرام کرو۔''

اس کے ساتھ ہی گوچلوک اور کوچمان وہاں سے ہٹ گئے تھے۔ خریم اور قریقض دونوں بھائی بھی حرکت میں آئے۔ اپنے گھوڑوں کو وہ اس چھپر نما اصطبل میں لے گئے۔ وہاں پانی اور چارے کا بہترین اہتمام تھا۔ گھوڑوں کو انہوں نے وہاں باندھا، گھوڑوں کی زینیں اور ان کے ساتھ بندھا تمام سامان لے کر وہ اپنے یورت کے اندر چلے گئے تھے۔

✿......✿

باشکیری سردار کوچمان ایک لمبے چھکڑے پر نصب کافی بڑے اپنے یورت میں داخل ہوا۔ یورت کے اندر اس وقت اُس کی بیوی سمنائی اور بیٹی بشار بیٹھی باہم گفتگو بھی کر رہی تھیں ساتھ ہی سمنائی کوئی کپڑا سی رہی تھی اور بشار اُس کے پاس بیٹھی اُس کی طرف دیکھتے ہوئے محو گفتگو بھی تھی۔ کوچمان کو یورت میں داخل ہوتے دیکھتے ہی دونوں ماں بیٹی کھڑی ہو گئیں۔

بشار دراز قد تھی۔ وہ بزم طرب میں رقص کرتی لفظوں کی رعنائی، رنگ بکھیرتے خوشبو کے ترانوں جیسی پری جمال، اُونچی شاخوں کے تازہ شگوفوں اور بلور کے شفاف خول کے اندر رقص

www.pdfbooksfree.pk

کرتی خواہشوں کی تتلیوں جیسی خوبصورت، لمحوں کے آئینوں کے اندر اُجالوں کے سنہری پیکر جیسی حسین، رنگوں کی پُر کیف فضا اور گلشن نو کے صحن میں لالہ وگل کی مہک جیسی پُر کشش تھی۔ اُس کی جسمانی ساخت، اُس کا حسن بتاتا تھا جیسے اس کی سانسوں کی سلوٹ میں خوشبو اور دہکتی آنکھوں میں جذب و کشش کی چھاپ بھر دی گئی ہو۔ وہ خیالوں کے گلابوں کے اندر گنگناتی شوخیوں کی دستکوں جیسی پُر کشش اور جاذب نظر تھی۔ اُس کے ریشمی بال سیمیں اور سرخ عارض، اُس کے دہکتے لب، لچکتی کمر، لمبی گردن، نازک بجیلے ہاتھ، خوبصورت نیلی نوکیلی اُنگلیاں، بلور سے تراشا اُس کا بدن، اُس کی حسین تجسیم کی زیب و زینت اُس کو قدرت کے کمال کی صناعی بتائے ہوئے تھے۔ اُس کی نیلی سلگتی آنکھیں ایسی تھیں گویا شفاف جھیل کے اندر گہرے نیلے رنگ گھول دیئے گئے ہوں۔ براق چنبیلی، ماہتاب سراپا، نگہتوں کی وہ دوشیزہ، نزہتوں کی شیرینی، ندرت کا مرقع اور فطرت کے حسن کا شاہکار لگ رہی تھی۔ اُس کی شخصیت کو دیکھتے ہوئے محسوس ہوتا تھا گویا قدرت نے اُسے پریوں کے ساتھ گنگناتے، آبشاروں کے ساتھ گانے، رومانی تصورات کو جگانے اور اپنی سحر آفریں قوت سے اوروں کے ارادوں کو سلب کر لینے کے لئے پیدا کیا ہو۔

کوچان جب یورت میں داخل ہوا تو بشار نے بھاگ کر بڑے پیارے انداز میں اُس کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے۔ بڑی محبت میں اپنا سر کوچان کے شانے پر ٹکا دیا پھر کہنے لگی۔

''بابا! آپ نے معمول سے کچھ زیادہ دیر لگا دی ہے۔ آپ کہاں چلے گئے تھے؟''

کوچان نے بڑے پیارے انداز میں بشار کی پیشانی پر بوسہ دیا، آگے بڑھ کر وہ بیٹھ گیا۔ بشار اور اُس کی ماں سمنائی دونوں اُس کے سامنے بیٹھ گئیں۔ پھر گفتگو کا آغاز سمنائی نے کیا۔ اپنے شوہر کوچان کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہہ رہی تھی۔

''آپ خلاف معمول کچھ زیادہ خوش اور آسودہ و مطمئن دکھائی دیتے ہیں۔ کیا کوئی خاص بات ہے؟''

اس پر کوچان نے ہلکا سا ایک قہقہہ لگایا، کہنے لگا۔

''سمنائی! تمہارا اندازہ، تمہارا خیال درست ہے۔ مجھے اپنی بیٹی بشار کے سلسلے میں جو فکرمندی تھی، اپنی بیٹی کے لئے مجھے چنگیز خان کے پوتے بوری کی طرف سے جو خطرہ تھا میں سمجھتا ہوں وہ خطرہ اب ٹل جائے گا۔''

اس موقع پر بشار کی آنکھوں میں خوشیوں بھری، اُمیدوں بھری ایک چمک آ گئی تھی۔ فوراً باپ کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''بابا! یہ تو پہیلیوں والی گفتگو ہے۔ آپ یہ تو بتائیں کہ یہ بوری نام کی بلا کیسے میرے سر سے اُتر جائے گی؟''

جواب میں کوچان نے خریم اور اُس کے چھوٹے بھائی قریض بن مقروم کے منگولوں کے لشکر میں آنے اور جو اس کے سلسلے میں برقائی کے ساتھ بات ہوئی تھی اس کی ساری تفصیل اس کے علاوہ خریم بن مقروم کے لگاتار سفر کرنے اور راستے میں اُس کے باپ کے مرنے اور برقائی کے پاس آنے کی وجہ کی داستان بھی کہہ سنائی تھی۔

کوچان جب خاموش ہوا تب کس قدر تفکرات کا اظہار کرتے ہوئے سمنائی کہنے لگی۔

''جیسا کہ آپ نے بتایا ہے کہ آنے والا یہ نوجوان کم عمر ہے۔ پھر یہ کیسے چنگیز خان کے پوتے بوری کا مقابلہ کرے گا؟ اگر بوری سے یہ ہار گیا تو پھر میری بیٹی تو ہمیشہ کے لئے بوری کی ہو جائے گی۔''

اس پر مسکراتے ہوئے اور بڑے غور سے اپنی بیوی سمنائی کی طرف دیکھتے ہوئے کوچان کہہ رہا تھا۔ ''سمنائی! ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ خریم بن مقروم کم عمر ضرور ہے لیکن میرا دل کہتا ہے کہ بوری کے مقابلے میں تیغ زنی میں یہ آتش کا ایک بگولا ثابت ہو گا۔ یہ عام لڑکوں جیسا نہیں ہے۔ اس کا باپ جو راستے میں مر گیا ہے اس کا تعلق خانہ بدوش منگھیار ترکوں سے تھا اور اس کی ماں عرب تھی۔ بہرحال مجھے اُمید ہے کہ یہ نوجوان بوری کو اپنے سامنے ضرور زیر کر کے رہے گا۔''

یہاں تک کہتے کہتے کوچان کو خاموش ہو جانا پڑا اس لئے کہ یورت کے باہر کسی نے آواز دے کر کوچان کو بلایا تھا۔ کوچان جب اپنے یورت کے دروازے پر آیا تو اُس کے سامنے تورائی خان کھڑا تھا۔ کوچان کو دیکھتے ہی تورائی خاں کہنے لگا۔

''برقائی خان نے سائیں باتو اور سوبودائی سے بات کر لی ہے۔ فیصلہ یہ ہوا ہے کہ کل بوری اور خریم بن مقروم کا مقابلہ ہو گا۔ برقائی نے مجھے یہی اطلاع دینے کے لئے تمہاری طرف بھیجا ہے۔''

اس پر اپنے یورت کا پردہ ایک طرف ہٹاتے ہوئے کوچان کہنے لگا۔

''اندر آؤ...... آرام سے بیٹھ کر گفتگو کرتے ہیں......''

اس پر تورائی اپنی جگہ کھڑا رہا، کہنے لگا۔

''میں اندر نہیں آؤں گا۔ جو پیغام میں نے تمہیں دینا تھا، دے دیا۔ اب میں ذرا خریم بن مقروم اور قریض بن مقروم دونوں بھائیوں کے پاس بیٹھوں گا۔ وہ میرے پرانے جانے

www.pdfbooksfree.pk

منگولوں کے لشکر میں نو وارد ہیں۔ میں کچھ دیر ان کے
والے ہیں۔ پھر مسلمان بھائی بھی ہیں۔
پاس بیٹھوں گا۔ ان کے پاس بیٹھنا، ان کی تسلی، ان کی تشفی اور ان کی آسودگی کا باعث ہو گا۔"
اس کے ساتھ ہی توراکی وہاں سے چلا گیا تھا۔ کوچمان پلٹا اور جہاں سے اٹھا تھا وہیں بیٹھ
گیا۔ اس موقع پر اس کی بیٹی بشار مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔
"بابا! آپ کو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کی جو گفتگو تورائی کے ساتھ ہوئی ہے وہ
میں نے اور ماں نے سن لی ہے۔ کل یہ مقابلہ ہو گا اور یہ مقابلہ ہم سب دیکھیں گے۔"
بشار کی اس گفتگو سے کوچمان بھی خوش ہو گیا تھا۔ پھر اپنی بیوی کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔
"اگر تم دونوں ماں بیٹی برا نہ مانو تو میں چاہتا ہوں کہ خریم اور قریض دونوں بھائی آج
رات کا کھانا ہمارے یورت میں آ کر کھائیں۔"
اس پر سنائی فوراً بول اٹھی۔ "اس میں برا ماننے کی کون سی بات ہے...... وہ ہمارے معزز
مہمان ہیں۔ ان کی دعوت کا اہتمام اپنے یورت میں کرنا ہمارا فرض ہے۔ آپ انہیں ضرور آج
شام کے کھانے پر دعوت دیجیے گا۔"
اس کے ساتھ ہی بشار اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی۔
"پہلے آپ کھانا کھائیں، اس کے بعد دونوں بھائیوں کی دعوت کا اہتمام کرتے ہیں۔"
اس کے ساتھ ہی یورت کے پچھلے حصے سے بشار کھانے کے برتن اٹھا لائی۔ تینوں اکٹھے
بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے۔

◌......◌

اگلے روز سورج طلوع ہونے کے تھوڑی دیر بعد بوری اور خریم بن مقروم کے مقابلے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ لشکر کے وسط میں جہاں چاروں طرف یورتوں والے چھکڑے کھڑے تھے۔ وہاں ان گنت لوگ جمع ہونے شروع ہو گئے تھے۔ میدان کے ایک طرف ایک کافی لمبا اور چوڑا چھکڑا خالی کر کے اسے شہہ نشین بنا دیا گیا تھا۔ اور اس کے اوپر موٹے دبیز قالین بچھانے کے بعد اس پر باتو خان، برقائی خان، سوبودائی، بوری اور ہائیدار جو دونوں بھائی تھے اور چنگیز خان کے بیٹے چغتائی کے فرزند تھے ان کے علاوہ قائدہ اور قدآن بھی اپنے اپنے منصب کے مطابق شہہ نشین پر بیٹھے تھے۔ اور یہ دونوں بھی چنگیز خان کے پوتے اور اوغدائی کے بیٹے تھے۔ ان سب کے علاوہ چھکڑے سے بنی اس شہہ نشین پر کرغیزوں کا سردار گوچلوک باشکیریوں کا سردار کوچمان، برقائی کا مسلمان دست راست تورائی خان، باتو کا دست راست انغون خان جو نصرانیت کی طرف مائل تھا۔ ان کے علاوہ کچھ دیگر منگول سردار بھی پس منظر میں بیٹھے تھے۔

ایسے میں باتو خان نے ہاتھ کے اشارے سے برقائی خان کے دست راست تورائی خان کو اپنے پاس بلایا۔ تورائی خان جب اپنی نشست سے اٹھ کر باتو خان اور سوبودائی کے سامنے جا کھڑا ہوا تب سوبودائی اور باتو نے باہم مشورہ کیا اور باتو خان نے تورائی کو مخاطب کیا۔
"تورائی خان! بوری سے مقابلہ کی خواہش رکھنے والے خریم بن مقروم کو میرے پاس لے کر آؤ۔"

اس پر تورائی خان پیچھے ہٹ گیا جب وہ برقائی خان کے قریب سے گزرنے لگا تھا تو برقائی خان نے ایک انگلی کے اشارے سے اسے قریب آنے کے لیے کہا۔ تورائی خان جب برقائی کے قریب گیا تو برقائی نے اسے مخاطب کیا۔
"خریم اور قریض دونوں بھائیوں کو شہہ نشین پر لے کر آؤ...... وہ یہاں آ کر کیوں نہیں بیٹھے۔ میرے دل میں ان دونوں بھائیوں کا عزت و احترام ان منگولوں سرداروں جیسا ہے۔"
برقائی خان کے ان الفاظ پر تورائی کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ پھر وہاں

www.pdfbooksfree.pk

سے ہٹ کر وہ شہہ نشین سے اترا۔ تھوڑی دیر بعد وہ خریم اور قریض دونوں بھائیوں کو لے کر شہہ نشین پر آیا۔ ہاتھ کے اشارے سے ایک خالی نشست پر برقائی خان نے قریض کو بیٹھنے کے لیے کہا۔ ساتھ ہی اس نے خریم کو مخاطب کیا۔

''خریم! تم جاؤ تمہیں میرے بھائی باتو خان اور سوبودائی نے بلایا ہے۔''

اس پر تورائی خان کے ساتھ خریم بن مقردم، باتو خان اور سوبودائی کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ سوبودائی چنگیز خان کا ایک مانا ہوا سالار تھا۔ عمر ڈھل چکی تھی۔ جنگ کا وسیع تجربہ رکھتا تھا۔ ایک بار اس نے بڑے غور سے سر سے لے کر پاؤں تک خریم بن مقردم کا جائزہ لیا اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ کچھ کہنا چاہتا تھا کہ باتو خان نے خریم بن مقروض کو مخاطب کیا۔

''اجنبی نوجوان! میں جانتا ہوں میرا بھائی برقائی خان تجھے پہلے سے جانتا ہے اور اس کی نگاہوں میں تیری بڑی عزت ہے۔ میں تم سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں یہ جس مقابلے کے لیے لوگ جمع ہیں کیا تو اپنی خوشی سے اس مقابلے میں حصہ لے رہا ہے۔ تو جانتا ہے تیرا مقابلہ میرے چچا زاد بھائی بوری سے ہے۔ جو انتہا درجہ کا خوفناک قسم کا تیغ زن ہے۔''

خریم بن مقروض کی چھاتی تن گئی تھی۔ کہنے لگا۔

''خان! یہ مقابلہ میں اپنی رضامندی اور اپنی خواہش سے کر رہا ہوں۔ مجھ پر کسی کا دباؤ نہیں ہے۔''

باتو خان خوش ہو گیا تھا۔ مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''اگر یہ بات ہے تو دیکھتے ہیں اس مقابلے کا انجام کیا ہوتا ہے۔''

پھر سوالیہ سے انداز میں باتو نے سوبودائی کی طرف دیکھا۔ اس پر سوبودائی نے آواز دے کر بوری کو بلایا۔ بوری اپنی جگہ سے اٹھا اور سوبودائی کے ساتھ جا کھڑا ہوا۔ پھر دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے سوبودائی کہہ رہا تھا۔

''دونوں مقابلے کے لیے میدان میں اترو گے۔ میں نے اپنے ایک منگول سردار کشلی خان کو منصف مقرر کیا ہے۔ تم دونوں کے مقابلے پر وہ نگاہ رکھے گا۔ جب کوئی کامیاب ہوتا ہے تو وہ ہارنے والے کی جان کے درپے نہیں ہو گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد سوبودائی رکا پھر وہ بوری کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''بوری! تم جانتے ہو یہ مقابلہ کس مقصد کے تحت ہو رہا ہے۔ اگر تم یہ مقابلہ جیت گئے تو تم دار کو چمان کی بیٹی بشار کے حق دار ہو گے۔ جس وقت چاہو گے اُسے اپنی بیوی بنا لو

گے۔ یہ تمہارا حق ہو گا۔ اس لیے کہ اس فیصلے کو باشکیری سردار کو چمان قبول کر چکا ہے۔''

''اور یہ نوجوان جس کا نام خریم بن مقردم ہے۔ جس کے متعلق کو چمان کا کہنا ہے کہ وہ اپنے طور پر پہلے ہی اپنی بیٹی کو اس سے منسوب کر چکا ہے۔ اور وہ اس کی بیٹی کا حق دار ہے۔ اگر تم جیت گئے تو خریم نام کا یہ نوجوان ہمیشہ کے لیے بشار سے دست بردار ہو جائے گا۔''

''بوری اگر یہ مقابلہ تم ہار گئے تو تمہیں اس امر کی پابندی کرنی ہو گی کہ تم آنکھ اٹھا کر بھی بشار کی طرف نہیں دیکھو گے۔ نہ تم اس کے حق دار ہو گے اور نہ ہی کسی بھی موقع پر اسے حاصل کرنے کی کوشش کرو گے۔ اگر تم نے اس مقابلے میں کسی بھی موقع پر زور زبردستی کرنے کی کوشش کی تو یاد رکھنا ہمارے لشکر کے اندر ایسی بغاوت اور سرکشی اٹھے گی۔ جسے روکنے سے بھی نہ روکا جا سکے گا۔''

''بوری اگر تم یہ مقابلہ ہار گئے تو بشار نام کی اس خوبصورت لڑکی کا حق دار صرف خریم بن مقردم ہو گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد سوبودائی نے اپنے ایک سردار کشلی خان کو آواز دی اس پر ایک منگول سردار اٹھا۔ سوبودائی کے سامنے آن کھڑا ہوا۔ سوبودائی نے اسے مخاطب کیا۔

''کشلی خان! اس وقت سارے لشکر کے لوگ اس میدان کے اردگرد جمع ہیں لشکر میں جس قدر عورتیں ہیں وہ بھی کچھ یورتوں سے باہر نکل کر اور کچھ یورتوں کے اندر کھڑی ہو کر اس مقابلے کو دیکھنے کا بے چینی سے انتظار کر رہی ہیں۔ اب تم دونوں کو میدان کے وسط میں لے جاؤ۔ اور مقابلے کی ابتدا کراؤ یاد رکھنا انصاف کرنا۔ کسی جانبداری سے کام مت لینا۔ جو جیتے انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ اسے ہی فتح مند قرار دینا۔ اب تم دونوں کو میدان کے وسط میں لے جاؤ اور مقابلے کی ابتدا کرا دو۔''

کشلی خان جب خریم اور بوری دونوں کو شہہ نشین سے اتار کر میدان کی طرف لے جا رہا تھا۔ تب بڑے غور سے سوبودائی کی طرف دیکھتے ہوئے بوری بول پڑا۔

''سوبودائی میرے محترم! بوری کو آپ پہلے ہی جانتے ہیں میں بھی اس سے آشنا ہوں جہاں تک خریم بن مقردم کا تعلق ہے یہ میرے لیے بھی اجنبی ہے۔ آپ کے لیے بھی گو یہ اپنے بھائی بندوں کے تجارتی قافلوں کے ساتھ ہمارے ہاں آتے رہے ہیں لیکن کبھی میرا اس سے تعارف نہیں ہوا۔ تاہم میرا بھائی برقائی ان لوگوں کو پہلے سے جانتا ہے۔ ابھی آپ نے خریم بن مقردم کو دیکھا آپ کا کیا خیال ہے کہ اس مقابلے میں کون زیر کون زبر رہے گا۔''

سوبودائی کچھ دیر خاموش رہ کر سوچتا رہا اس کی حالت سے لگتا تھا وہ کہیں دور کھو گیا ہو پھر

www.pdfbooksfree.pk

بڑی رازداری میں اپنے پہلو میں بیٹھے باتو کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''سائیں خان! میں اپنے تجربے کی بات کرتا ہوں۔ سنو! ...... یہ جو خریم بن مقروم نام کا نوجوان میرے سامنے آیا ہے۔ اس کے چہرے پر میں نے اپنے تجربے کی بنا پر ہواؤں کی سانسوں فضا کی نبض زمین کی تیرہ شبی پر قابو پا لینے والے دشتوں کو اٹھتے گرد باد دیکھے ہیں اس کی گمشدہ منزلوں کی متلاشی آنکھوں میں۔ میں نے جذبوں کو منہدم کرتی سلگتی دوپہر زیست کو جنوں خیز کرتے خوفناک قلزم اور گرما کے موسم میں سورج کے جلال کی سیال آتشی کی سی کیفیت دیکھی ہے۔''

''سائیں خان! یاد رکھنا ایسے نوجوان بستی پر آئی باغی لہروں نمود کے لیے بے کل تحریک اور اٹھتی گرتی لہروں کے تموج میں طلسماتی سنسانیوں کی طرح حرکت میں آتے ہوئے اپنے مدمقابل کی نس نس میں آگ بھر دیتے ہیں اور اس کے تن من کو گھائل کرتے چلے جاتے ہیں۔ یہ ابھی بے شک نوعمر ہی سہی مگر یاد رکھنا ایسے نوجوان دروازوں پر اور چوکھٹوں پر دستک دیتی گرتی برق کی لہروں کے شور اور تند حقارت کے سناٹوں کو توڑتے اندیشوں کے اٹل طوفانوں کی طرح حرکت میں آتے ہوئے اپنی کامیابی اپنی فوز مندی کے در کھول لینے کا ہنر جانتے ہیں۔''

سوبودائی یہاں تک کہنے کے بعد رکا دم لیا پھر مسکراتے ہوئے باتو کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے اپنا فیصلہ دیا۔

''سائیں خان! میرا دل کہتا ہے کہ کامیاب یہ خریم نام کا نوجوان ہی ہوگا۔''

باتو خان کے چہرے پر بھی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی اس مسکراہٹ سے اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ باتو خود بھی چاہتا تھا کہ بوری کی جگہ خریم بن مقروم ہی کامیاب ہو پھر دونوں دوسرے لوگوں کی طرح بڑے غور اور انہماک سے میدان کے وسطی حصے کی طرف دیکھنے لگے تھے۔ جہاں کشلی خان نے دونوں زور آوروں کو روک دیا تھا۔

پھر دونوں کو کچھ سمجھانے کے بعد کشلی خان پیچھے ہٹ گیا۔ اور مقابلہ اس نے شروع کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ دونوں نے اپنی ڈھالیں سنبھال لی تھیں۔ تلواریں بے نیام کر لی تھیں۔ ذرا فاصلے پر رہتے ہوئے اس موقع پر بوری نے بڑی کراہت بڑے طنز اور انتہا درجہ کی نفرت میں خریم بن مقروم کو مخاطب کیا۔

''تو مجھے کوئی ٹھکرایا ہوا انسان! راستوں پر پڑا ہوا بے دام پتھر لگتا ہے۔ جو یونہی سوچے بغیر رواجوں کی غلامی میں زرد بارود کے سایوں تلے کھڑا ہونے کا فیصلہ کر چکا ہے۔ ے ساتھ مقابلے کی حامی بھر کے تو نے انتہا درجہ کی حماقت اور بے وقوفی کا ثبوت

دیا ہے۔ تو منگولوں کے لشکر میں ایک اجنبی کی حیثیت سے داخل ہوا ہے۔ اگر تو جنگوں میں حصہ لیتا تیری عزت ہوتی۔ تیرا وقار بنتا...... لیکن میرے ساتھ مقابلے کی ٹھان کر تو نے اپنے دامن اپنی جھولی میں ذلتیں رسوائیاں جمع کرنے کا تہیہ کر لیا ہے۔''

اب بھی کچھ نہیں گیا اگر تو مقابلے سے دستبردار ہار جائے تو تیری عزت تیرا وقار بحال رہے گا مقابلہ شروع کرنے سے پہلے میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ خود کو ایک نئے ڈھب میں ڈھالو۔ میرے ساتھ مقابلہ کرنے کی بجائے جاؤ، دوشیزاؤں کے کسی شبنمی جزیرے کا رخ کرو وہاں سیمیں ریشمی ہاتھوں چاند چہروں کی کشادگی غزال چشموں سے ربط و آشنائی سے لطف اندوز ہو۔ میرے ساتھ مقابلہ کرو گے تو نزع میں گم پیاسی زمین گم سم انا کا شکار اداس نظاروں سے بھی بدتر ہو جاؤ گے۔''

''ایک بات اپنے من کے قرطاس پر لکھ رکھنا کہ جب نڈھال اور بدحال کر دینے والی میری شمشیر تیرے خلاف حرکت میں آئے گی تو تو اپنے آپ کو تیز دھار خنجروں جیسی ہواؤں اور مہیب راہوں کی تیرگی میں کھڑا پائے گا۔ اس وقت جو تیرے چار سو ہیبت پھیلا ہوا ہے۔ بہت جلد میری تلوار اسے نیستی میں تبدیل کر دے گی۔ سن نوارد...... ہم منگول زیست کے ہنگاموں میں انسانی زندگی کے صیاد ہیں۔ تو کیوں میرے ہاتھوں ذات کی فصیل میں شگاف کرا کر زوال عمر کے احساس تلے دب جانا چاہتا ہے۔ جا...... مقابلے سے دستبردار ہو اور میدان سے باہر نکل جا۔''

خریم بن مقروم نے عجیب سے انداز میں بوری کی طرف دیکھا۔ اپنی ڈھال کی گرفت مضبوط کی اور عجیب سے جذبے میں تلوار لہراتے ہوئے بوری کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''سن بوری! ایک اچھے تیغ زن کے لیے دلوں کی گرہیں کھولتے آگ کے لیے انگاروں گردوں کا سینہ چاک کرتی مرگ بدوش ساعتوں میں جو لطف ہے وہ جسموں کی تزئین سے لطف اندوزی اور تن کی سرور انگیزی میں نہیں ہے۔''

''جو آسودگی ایک شمشیر زن کے لیے رگ و پے میں اٹھتے طوفانوں، شکستہ و بے معنی کر دینے والی لہروں نظر کو غبار کر دینے والی آندھیوں کے گرداب میں ہے وہ حسیناؤں کے جمال کی تہوں حسن کی حسین انگڑائی اور جمال کی کرنوں کی رعنائیوں میں نہیں ہے۔''

''تو بھی اپنے فن کے قرطاس پر لکھ رکھ کہ ایک مجاہد کے لیے جو سکون زمین کے ریزے ریزے کو اپنی لپیٹ میں لیتے جبر و تسلیم موسموں کی کسی بھی کیفیت کو خاطر میں نہ لانے والی جان بازی اور فداکاری میں ہے وہ پُرنم راتوں میں کھڑے کانچ سے تراشے شفاف بدنوں اور آنکھ

www.pdfbooksfree.pk

کی طرح دہکتے رخساروں میں نہیں ہے۔

اگر تو ان چیزوں کا شوقین ہے تو میں تجھے مشورہ دیتا ہوں کہ جا...... اس میدان سے نکل مقابلے سے دست بردار ہو اور آگ کی طرح دہکتے رخساروں اور سرخ ہونٹوں سے ٹپکتی رس پھوار شرماہٹوں کے نقاب میں ہونٹوں کی سرخ کپکپاہٹوں اور پنکھڑی پنکھڑی بو سے بکھیرتے ہلکورے لیتے پھولوں جیسے بدنوں میں جا کے کھو جا......"

"سن عصمتوں کی تجارت جسموں کی سوداگری کرنے والے تیرے جیسے بداعمال نوجوان کو اپنے سامنے حرب وضرب کے فن میں زیر کرنا ہی میری چاہتوں کی سیرابی میرے جذبوں کی آسودگی میری روح کی ضو اور میرے بدن کی لو ہے۔ کیا دیکھتا ہے اپنی تلوار کو حرکت میں لا۔ مقابے کی ابتدا کریں۔ میں تجھے پہلے وار کرنے کا موقع دیتا ہوں۔ اس کے بعد دیکھتے ہیں فتح مندی کس کا رخ کرتی ہے۔ شکست و ذلت کس کے دامن کس کی جھولی میں سوراخ کرتی ہے۔"

اس موقع پر بوری نے کھا جانے والے انداز میں خریم بن مقرودم کی طرف دیکھا پھر وہ سلگتی دوپہر میں سرگرداں بھبھوکا سی چنگاریوں، بے کراں ریگ زاروں میں نفس کو بے کل کرتے کڑے سفر کے گھناؤنے سناٹوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

شروع میں خریم بن مقرودم نے اپنے آپ کو دفاع تک محدود رکھا۔ شاید وہ اس کے حملوں اور اس کی تیغ زنی کے حصار کا جائزہ لینا چاہتا تھا۔ اسی بنا پر وہ شدتِ ہیجان کو شل اور اوہام کی چادر کو لیر لیر کر دینے والے حیاتِ نو کی صباحتوں کی طرح بڑے پیارے انداز میں بوری کے حملوں کو روکتا رہا۔ پھر بڑی تیزی سے اس کے اندر تبدیلی رونما ہونی شروع ہوئی۔ دفاع کی چادر وہ اتارنے لگا۔ جارحیت پر کچھ اس طرح اترنے لگا۔ جیسے جذبوں کی توقیر وحشتوں کے سیل بے اماں اور نئی رتوں کے انسانوں کو آگ اور خون کے سحابوں میں تبدیل ہونا شروع ہو گئے ہوں پھر دیکھتے ہی دیکھتے جارحیت اختیار کر کے خریم بن مقرودم بوری پر شفق رنگ لمحوں سے آباد صحرا میں تنکے اڑاتے صدیوں کے ابلتے طوفان ساعتوں کو اپنے سامنے منجمد کر کے وقت کی طنابیں کھینچ لینے والے اڑتے بگولوں کے رقص اور زیست کی ایک ایک ساعت کو بے ربط سوچوں کے بدن تک کو لہولہو کر دینے والی ازلی ابدی بے روک خواہشوں کی طرح ضرب لگانے لگا تھا۔

دونوں ایک دوسرے پر اپنی بھرپور ضربیں لگا رہے تھے بڑھ چڑھ کر حملہ آور ہو رہے تھے۔ سب کی بہترین صناعی ایک دوسرے کے خلاف آزما رہے تھے جبکہ ان کا منصف

منگول سردار کشلی خاں ذرا فاصلے پر کھڑا دونوں کی ایک ایک حرکت کو گہری نگاہ سے دیکھ رہا تھا۔ بوری جو اپنے آپ کو منگول تیغ زنوں کا سرکردہ خیال کرتا تھا۔ وہ امید لگائے بیٹھا تھا کہ اس کے سامنے وہ بچپنے سے جوانی میں داخل ہوتا تو جواں چند لمحے بھی نہ نکال سکے گا۔ لیکن یہاں معاملہ الٹ ہو رہا تھا۔ مقابلہ طول کھینچنے لگا تھا۔

بوری اپنی طرف سے بڑا غضب ناک ہوتا ہوا سیاہ رنگ تقدیر میں نفرت کے لادے مقدر کے نوشتوں میں ہزیمت کے سیاہ عفرت کی طرح پے در پے لگاتار ضربیں حریم بن مقرام پر لگا رہا تھا لیکن جواب میں حریم بھی بڑا محتاط بڑا سبک رفتار دکھائی دے رہا تھا۔ وہ بھی بار بار بادلوں کی گرج، آندھیوں کے شور کی طرح تکبیریں بلند کرتے ہوئے آتش صفت برہمی اور طوفانی شرر جیسے بے تحریر دکھ اور زندگی کے مسافت کو محدود کر دینے والی سسکیوں کی ویرانی کے سلگتے لمحوں کی طرح بوری پر دھنادھن ضربیں لگا رہا تھا۔

کچھ دیر جب مقابلے نے مزید طول پکڑا تب وقت کی آنکھ نے دیکھا خریم بن مقرودم کے حملوں میں اور زیادہ تیزی اور دہشت ناکی آ گئی تھی۔ جبکہ اس کے مقابلے میں اب بوری کی حالت آہستہ آہستہ روٹھی شاموں کی تاریکیوں میں دہکتے خوابوں کے بدترین سایوں اور دکھ کے صحرا میں اڑتے ریگزاروں سے مٹتے ٹیڑھے میڑھے بے ہنگم راستوں سے بھی زیادہ ہولناک ہونا شروع ہو گئی تھی۔

ایک موقع پر جب اپنے کپکپاتے ہاتھوں سے بوری نے خریم بن مقرودم پر حملہ کیا تو خریم بن مقرودم نے اپنی ڈھال پر اس کی تلوار کو روکا پھر کھا جانے والے انداز میں بوری کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"بوری میں دیکھتا ہوں تیرے حملوں میں تیری؛ حرکات و سکنات میں تھکاوٹ اور پژمردگی سرایت کر چکی ہے۔ میں تجھے موقع دیتا ہوں کہ اغراضِ نفسانی کی بندگی کرنے والے اپنی نیت کی خرابی اپنے مقاصد کی خباثت اپنے ارادے کی ناپاکی کو اپنے عروج پر لا۔ ابھی تو مقابلہ اپنے عروج پر ہی نہیں آیا۔ ابھی سے تو تھک چکا ہے اور ابھی سے تیری حالت شب کی تلخیوں سے لبریز کالے مکروہ سایوں سے بھی بدتر ہونا شروع ہو گئی ہے۔"

اس موقع پر بوری نے کانپتے ہوئے ایک نگاہ خریم بن مقرودم پر ڈالی اس نے دیکھا اس لمحے خریم کی آنکھوں میں عجیب ویران موسموں کی کڑواہٹ اور چہرے پر غضب ناک بھنور رقص کناں تھے۔ یہاں تک کہ دونوں نے تلواریں علیحدہ کیں پھر دونوں ایک دوسرے پر غضب ناک انداز میں حملہ آور ہونے لگے تھے۔

www.pdfbooksfree.pk

تھوڑی دیر کے مزید ٹکراؤ کے بعد خریم بن مقروض نے لگا تار تکبیریں بلند کرتے ہوئے اپنے حملوں میں تیزی پیدا کر لی جس کے نتیجے میں اب بوری اپنے آپ کو صرف دفاع تک محدود کرتے ہوئے الٹے پاؤں پیچھے ہٹنے لگا تھا۔ اور یہ اس بات کی نشاندہی تھی۔ کہ وہ نہ صرف یہ کہ تھکاوٹ کا شکار ہو رہا ہے بلکہ اب اس میں پہلے جیسا دم خم بھی نہیں رہا۔

پھر تھوڑی دیر بوری کو الٹے پاؤں بڑی تیزی سے بھگانے کے بعد اچانک خریم بن مقرودم نے اپنے پاؤں کی ٹھوکر پوری قوت سے جب اس کے پیٹ پر ماری تو بوری فضا میں اچھلتا ہوا دور جا گرا تھا۔ اس موقع پر خریم بن مقرودم نے ہلکا سا ایک قہقہہ لگایا اور بوری کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''بوری میں تو سمجھتا تھا کہ تو بڑا جواں مرد بڑا اچھا تیغ زن ہوگا۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تجھ میں تو دم خم ہی نہیں رہا۔ میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ مقابلہ شروع ہونے سے پہلے تو جن جواں امنگوں خوش آئند وسوسوں اور جستجو کے ان گنت پیچ و خم کا اظہار کرتا تھا وہ اب بولتے زخموں ہزیمت کے غم اور اعصاب کے درد میں تبدیل ہو چکا ہے۔''

''بوری اٹھ میں تجھے ایک بار پھر سنبھل کر مقابلہ کرنے کا موقع دیتا ہوں۔ جس طرح تو گرا ہے میں چاہتا تو آگے بڑھ کر تیری گردن پر اپنی تیغ کی نوک رکھتے ہوئے تجھ سے تیری تلوار اور ڈھال چھین کر تجھ پر شکست و ہزیمت کی رسوائی مسلط کر سکتا تھا لیکن میں ایسا نہیں کر رہا۔ اٹھ میرے ساتھ پھر مقابلہ کر میں اس وقت تک تجھے مقابلہ کرنے کا موقع فراہم کروں گا۔ جب تک تو خود ہی ہار تھک ٹوٹ کر زمین پر گر نہیں جاتا اور اپنی شکست کو تسلیم نہیں کر لیتا۔''

یہ ساری گفتگو قریب کھڑا منصف منگول سردار کشلی خان بھی سن رہا تھا۔ اس کے چہرے پر اس لمحہ بڑی دلفریب مسکراہٹ تھی شاید بوری کو خریم بن مقرودم کے ہاتھوں زیر ہوتا دیکھ کر وہ بھی اطمینان اور خوشی محسوس کر رہا تھا۔ دراصل بوری انتہا درجہ کا بد دماغ تھا اور لشکر کے اکثر و بیشتر سردار اس کے رویوں اور سلوک کی وجہ سے اس سے نالاں رہتے تھے۔

خریم بن مقرودم کے اس طرح موقع دینے پر بھی بوری نہ اٹھا تب خریم بن مقرودم نے اپنے قریب کھڑے کشلی خان کی طرف دیکھا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اے میرے مقابلے کے منصف تیرے سامنے میں نے اسے اٹھ کر دوبارہ ہتھیار اٹھانے کا موقع دیا ہے۔ لیکن یہ اٹھ نہیں رہا اس پر خوف طاری ہے۔ اس کا چہرہ دیکھ سرسوں جیسا پیلا ہو گیا ہے اور بدن اس کا کانپ رہا ہے۔ اب چونکہ تجھے منصف مقرر کیا گیا ہے۔ لہٰذا میں نہ جانتا ہوں تو ہی انصاف کر......''

کشلی خان آگے بڑھا۔ تین بار لگا تار اس نے بوری کو اٹھ کر مقابلہ کرنے کے لیے کہا۔ جب بوری نہ اٹھا تو ہاتھ بڑھا کر کشلی خان نے اس سے اس کی ڈھال اور تلوار لے لی پھر کشلی خان خریم بن مقرودم کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''اے اجنبی نوجوان! میں تجھے مبارک باد دیتا ہوں۔ یہ مقابلہ تو بڑے احسن طریقے سے جیت چکا ہے۔ بوری اپنے آپ کو بڑا اعلیٰ پائے کا تیغ زن اور بڑا جواں مرد خیال کرتا تھا۔ لیکن تو نے کیا خوب اسے اپنے سامنے زیر اور مغلوب کیا۔''

پھر خریم بن مقرودم کو ساتھ لے کر کشلی خان چھکڑے سے بنائی جانے والی شہہ نشین کی طرف بڑھا اور سب کے سامنے جا کر اس نے خریم بن مقرودم کی فتح مندی کا اعلان کر دیا تھا۔ یہ اعلان سنتے ہی سوبودائی باتو خان، برتائی خان نے اٹھ کر پر جوش انداز میں خریم سے مصافحہ کیا۔ باقی منگول سالاروں نے خریم بن مقرودم کو اس فتح مندی پر مبارکباد دی۔ اتنی دیر تک بوری بھی سر جھکائے چھکڑے کے اوپر اسی نشست پر آ کر نڈھال سا بیٹھ گیا تھا جس نشست سے اٹھ کر وہ مقابلہ کرنے میدان میں اترا تھا۔

کچھ دیر ایسا ہی سماں رہا پھر باتو خان نے سب کو اپنے اپنے یورتوں کی طرف جانے کا حکم دیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی وہ شہہ نشین ختم کر دی گئی لوگ اپنے اپنے یورتوں کی طرف ہو لئے تھے۔ جس وقت قریش اپنے بھائی کو مبارک باد دیتے ہوئے اور بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اس کے ساتھ چل رہا تھا۔ ایک طرف سے تورائی خان بھاگتا ہوا آیا اور بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''خریم! میرے عزیز بھائی! بوری بڑا خون خوار تیغ زن اور نا قابل تسخیر منگول بنا تھا تو نے اس کی امیدوں کے ہرے ساحلوں کو درد والم کی شرح، لہو میں بھاگتی اس کی خواہشوں کو دھواں دھواں شام کے الاؤ میں تبدیل کر کے رکھ دیا ہے میں تجھے تیری جلالی آبرو فاتحانہ وقار جیسی فتح مندی اور شعلہ بیدار اور خنجر کی زبان جیسی جرات مندی پر سلام پیش کرتا ہوں۔ قسم خداوند قدوس کی تم جیسے چٹانوں میں ڈھلے نوجوان اور شاہین صفت مجاہد ہی کو ایسی کامیابی اور فوز مندی زیب دیتی ہے۔ ابن مقرودم تو نے کیا خوب بوری کے ارادوں کی ہر ملت، اس کی ہزیمت کے ہر اصول کو عناد، عداوت، عقوبت عذاب کی دلدل میں ڈبو کے رکھ دیا۔''

تورائی خان جب اپنی بات ختم کر چکا تب تیز تیز چلتے ہوئے باشکیری سردار کو جمان اور کر عیز سردار گوچلوک بھی خریم بن مقرودم کے پاس آئے اور انتہا درجہ کی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے اسے اس کی فتح مندی پر مبارک باد دینے لگے تھے۔ پھر چلتے چلتے جب وہ سب خریم اور

www.pdfbooksfree.pk

قریض اپنے یورت کے پاس آئے تو اچانک سامنے کی طرف سے تقریباً بھاگتی ہوئی حسین و خوبصورت بشار آئی اور بڑے خوش کن انداز میں خریم بن مقروم کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔

"میں آپ کو اس شاندار فتح اور بے مثال کامیابی پر مبارکباد دیتی ہوں۔"

خریم بن مقروم اور دوسرے سب لوگوں نے محسوس کیا کہ بشار کا انداز ایسا تھا جیسے وہ خیالات کی لہر لہر کو زیبائی اور چہروں کی یادوں کو نکھار عطا کر دے گی۔ خریم بن مقروم سے گفتگو کرتے وقت اس کے لبوں کی بھیگی کلیاں اس طرح متحرک ہوئی تھیں جیسے شفق کے احمری ہونٹ نغمے بکھیرنے کی ابتدا کر چکے ہوں۔ اس کی بل کھاتی جھلملاتی بانہوں میں ڈھلکتا اس کا آنچل اسے اور زیادہ پرکشش بنائے ہوئے تھا اور کانچ و بلور سے تراشے اس کے بدن کے حشر اٹھائے اعضا کے ابھار اسے قیامت خیزیوں سے آراستہ کر رہے تھے۔

اس کا چہرہ ایسے گلابی ہو رہا تھا جیسے شفق رنگوں سے آراستہ اوطاقوں میں انجم و مہ جل اٹھتے ہوں اس کے چہرے پر خوشی کے آثار اس انداز میں رقص کناں تھے جیسے جھرنوں کا سا رقص کرتے کنول، جیسے شیشے کے تالاب میں رقص کناں مسرتوں کا گہرا سرور اپنے کام کی ابتدا کر چکا ہو۔

بشار کے مبارک باد دینے پر خریم بن مقروم اسے مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ بشار کے پیچھے پیچھے اس کی ماں سمنائی بھی آ گئی تھی۔ اس نے آگے بڑھ کر خریم بن مقروم کے شانے پر ہاتھ پھیرا۔ لامحدود خوشیوں کا اظہار کرتے ہوئے اسے مبارکباد دی پھر سمنائی خریم بن مقروم کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"خریم میرے بیٹے! میں نے تجھے تیری فتح مندی پر مبارک باد تو دے دی۔ ساتھ ہی میں تم سے یہ بھی کہوں گی کہ آج دوپہر اور پھر شام دونوں وقت کا کھانا تم ہمارے یورت میں کھاؤ گے۔"

اس موقع پر اچٹتی ہوئی ایک نگاہ خریم بن مقروم نے کوچمان اور گوچلوک پر ڈالی۔ پھر وہ سمنائی کو مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ سامنے کی طرف سے ایک انتہا درجہ کی خوبصورت لڑکی اور اس کے ساتھ ایک معمر خاتون آتی دکھائی دیں۔ ان دونوں نے آتے ہی بے پناہ خوشی کے اظہار میں خریم بن مقروم کو اس کی فتح مندی پر مبارکباد دی۔ ان کی طرف دیکھتے ہوئے ...م بن مقروم پریشان تھا کہ کرغیز سردار گوچلوک مسکراتے ہوئے بول اٹھا۔

...مقروم! میرے بیٹے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے یہ جو معمر خاتون ہے یہ

میری بیوی ہے۔ نام اس کا منگتائی ہے۔ اس کے ساتھ جو لڑکی ہے یہ میری بیٹی طائسی ہے۔ اب میری اور کوچمان کی بدقسمتی سمجھو یا خوش قسمتی جانو کہ اس کی بھی ایک ہی بیٹی ہے اور میں بھی اکلوتی بیٹی کا باپ ہوں۔ کوچمان کا تو بیٹا تھا ہی نہیں۔ مگر میرا ایک بیٹا تھا۔ میری بدقسمتی کہ وہ مر چکا ہے۔ اب یہ طائسی ہی میرے لیے سب کچھ ہے۔ بالکل ایسے ہی جیسے کوچمان اور سمنائی کے لیے بشار سب کچھ ہے۔"

خریم بن مقروم اور قریض بن مقروم دونوں بھائیوں نے منگتائی اور طائسی دونوں سے مودبانہ سلام کیا۔ پھر سمنائی کو مخاطب کرتے ہوئے خریم بن مقروم کہہ رہا تھا۔

"اماں! اگر آپ برا نہ مانیں تو میں آپ سے یہ کہوں گا کہ کل شام کا کھانا بھی میں نے آپ لوگوں کے ہاں کھایا تھا میرا بھائی بھی میرے ساتھ تھا۔ آپ اور آپ کی بیٹی بشار نے ہمارے کھانے کے لیے جس قسم کا اہتمام کیا تھا اس کے بعد میں آپ کا شکر گزار اور ممنون ہوں۔ میں سمجھتا ہوں اب آپ زحمت نہ کریں کھانا سب کا چونکہ لشکر گاہ سے آتا ہے لہٰذا ہمارا کھانا جس طرح آج صبح ہمارے یورت میں پہنچا ہے اسی طرح دوپہر اور شام کو بھی پہنچ جائے گا۔"

خریم بن مقروم کو کہتے کہتے رک جانا پڑا اس لیے کہ گوچلوک کی بیوی اور طائسی کی ماں منگتائی بول پڑی۔

"خریم بیٹے! تمہارے متعلق میرے شوہر نے مجھے پوری تفصیل سے بتا دیا ہے۔ بیٹے! آج دوپہر اور شام کا کھانا نہ تمہارے یورت سے ہوگا اور نہ ہی میری بہن سمنائی کے یورت میں ہوگا۔ اس کے لیے تم انکار بھی نہیں کر سکتے ہو۔ آج دونوں وقت کا کھانا ہمارے یورت میں ہوگا۔ بس آج ہمارے یورت میں تم دونوں بھائیوں کے علاوہ، کوچمان، بشار، سمنائی، تورائی خان سب اکٹھے وہیں کھانا کھائیں گے۔"

اس پر سب نے اتفاق کیا پھر سب اپنے اپنے یورتوں کی طرف چلے گئے تھے۔

۞......۞

جب تک منگولوں کے اس متحدہ لشکر نے دریائے خالقہ کے کنارے پڑاؤ کیے رکھا برقائی خان نے خریم اور قریض دونوں بھائیوں پر یہ مہربانی کی کہ انہیں چند ماہر منگول سرداروں کے تحت منگولوں کے جنگ کے طریقے اور ہنر سکھائے۔ منگول جس طرح پیش قدمی کرتے تھے۔ اور اپنے لشکریوں کا کم اور دشمن کے لشکریوں کا زیادہ نقصان کرنے کا ہنر استعمال کرتے تھے۔ ان سے خریم اور قریض دونوں بھائیوں کو پوری طرح آگاہی کرائی گئی۔ دریائے خالقہ کے کنارے منگول بوربتی مشق کرتے تھے۔ دونوں بھائی اس میں بھی بڑھ

www.pdfbooksfree.pk

چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔ اس دوران دونوں بھائیوں کی کارکردگی ایسا عمدہ اور بہترین تھی کہ برقائی تو پہلے ہی ان دونوں بھائیوں سے متاثر تھا۔ سائیں باتو خان اور سوبودائی بھی دونوں بھائیوں کی جاں نثاری، سرفروشی اور جراتمندی سے بے حد متاثر ہوا۔ لہٰذا باتو خاں اور سوبودائی سے مشورہ کرنے کے بعد برقائی نے خریم بن مقردم کو لشکر کے ایک اپنے حصے کا کمانڈار مقرر کر دیا تھا۔ جس میں مختلف نسلوں کے ترک شامل تھے۔

باتو اور برقائی خان نے اپنے جو سفیر روسیوں کے شہر ایازان کی طرف بھجوائے تھے۔ روسیوں نے یہ حماقت کی کہ منگولوں کے ان سفیروں کو مناسب جواب دینے کے بجائے ان سفیروں کو قتل کر دیا اور اپنے سفیر قتل ہونے پر منگول قیامت ڈھا دینے والے تھے۔

جب منگول سفیروں کے قتل کی اطلاع منگولوں کے لشکر میں پہنچی تو فی الفور کسی ردعمل کا اظہار نہ کیا گیا۔ سوبودائی باتو اور برقائی خان کو موسم سرما کے آغاز کا انتظار تھا اس لیے کہ برف باری میں ندی نالے برفانی سرزمینوں میں جم جاتے تھے اور انہیں عبور کرنا منگولوں کے لیے بڑا آسان ہوتا تھا۔

اس دوران منگولوں نے جو دوسرا کام کیا وہ یہ کہ بلغاریوں کے شہروں کو فتح کرنے کے ساتھ ساتھ دریائے دولگا کی جن قوتوں کو انہوں نے شکست دی۔ وہاں کے شکست خوردہ عناصر کو انہوں نے اپنے لشکر میں شامل کر کے انہیں اپنے طریقہ جنگ کے مطابق تربیت دینی شروع کر دی۔ اس طرح وہ اپنے لشکر میں اضافہ کرتے جا رہے تھے۔ اس کے علاوہ منگول اپنے مرحوم خاقان چنگیز خان کے اصولوں کو بھی اپنائے ہوئے تھے۔ اس لیے کہ چنگیز خان کا اصول تھا کہ منگول اپنے دشمن کی طرف آہستہ آہستہ درجہ بدرجہ آگے بڑھیں۔ جب ایک خطے کو فتح کر چکیں تو وہاں کی بچی کھچی آبادی اکٹھی کی جائے گھوڑوں کے گلے پکڑ لیے جائیں۔ اور شکست خوردہ عناصر یا تو اپنے لشکر میں زبردستی بھرتی کر لیا جائے یا انہیں اسیرانِ جنگ کی طرح ہنکایا جائے اور اگلے خطوں میں انہیں اپنے لشکر کے آگے آگے رکھا جائے۔

اس طرح اسیر قوموں کے افراد کو اپنے سامنے رکھتے ہوئے اور انہیں اپنے لیے ڈھال اور سپر کے طور پر استعمال کرتے ہوئے۔ منگول ان کی آڑ میں پیش قدمی کرنا جانتے تھے۔ اس طرح منگولوں کے دستوں کا زیادہ جانی نقصان نہ ہونے پاتا تھا۔ سامنے وہ اسیر قوموں کے افراد کو رکھتے تھے۔ اور پشت کی طرف سے انہیں کوئی خطرہ نہیں ہوتا تھا۔ اس لیے کہ عقب میں پہلے سے مفتوحہ خطے میں کوئی آبادی باقی رہتی ہی نہ تھی جو ان کے خلاف بغاوت کھڑا کرنے کی کوشش کرے۔ جن راستوں سے وہ گزرتے ان شاہراہوں پر چوکیاں ہوتیں جو امن اور

www.pdfbooksfree.pk

انتظام باقی رکھتیں۔ اگر ان کے پیچھے کچھ لوگ بچ بھی جاتے تو انہیں منگولوں کے دوبارہ حملے کا اس قدر ڈر اور خوف ہوتا کہ وہ منگولوں کے قریب جانے کا سوچ بھی نہ سکتے تھے۔

۞......۞

جب سرما شروع ہوا تو منگولوں نے روس کے اندرونی علاقوں کے اندر پیش قدمی شروع کی۔ ان کا رخ شمال مغرب کی طرف تھا۔ بظاہر ہر دیکھنے والی آنکھ منگولوں کے روس پر حملے کو حماقت خیال کرتی تھی۔ وہ کھلے ہوئے دشت کو چھوڑ کر جو خانہ بدوشوں کے حملوں کے لیے ہمیشہ سے موزوں چلا آتا تھا۔ گھنے جنگلوں کے علاقوں کا رخ کر رہے تھے...... لیکن...... منگولوں نے بہر حال پیش قدمی شروع کر دی تھی۔ منگول لشکر روسی علاقوں میں بڑی احتیاط اور ہنرمندی سے پیش قدمی کر رہا تھا۔ ان کو دشمن کی نقل و حرکت کا پتہ لگانے اور اپنی نقل و حرکت کو سربستہ رکھنے کا ہنر آتا تھا۔ اور اسے وہ استعمال کر رہے تھے۔ اس طرح کی نقل و حرکت میں وہ سپہ سالاروں کی آواز نہیں سنا کرتے تھے۔ بہر حال سواروں کے کوچ کے شور و غل میں کسی کی آواز سننا مشکل ہو رہی تھی۔ کھڑ کھڑاتے چھکڑے ہنہناتے گھوڑے لوگوں کا ایک شور تھا جو شمال مغرب کی طرف بڑھ رہا تھا۔

دستے اپنی نقل و حرکت کا نشان ایک دوسرے کو سمجھانے کے لیے دن کو سفید اور کالی جھنڈیاں ہلا کر کرتے اور رات کو رنگین قندیلوں کے نشیب و فراز سے ایک دوسرے کو اشارہ دیتے ہوئے کام لیا جاتا تھا۔ مزید جنگی نشانہ بازی کے لیے وہ سنسناتے تیر چلاتے۔ جن کے سرے چھدے ہوئے ہوتے تھے۔ ان میں سے اکثر تیر جلتے ہوئے پروں والے بھی ہوتے تھے۔

پیش قدمی کرتے وقت اور بعد میں منگول کبھی کبھی ایک طرح کے دھوئیں کے بادل کے پیچھے اپنے لشکریوں کی ترتیب کو چھپانے کا ہنر بھی جانتے تھے۔ مسلح لشکریوں کے ساتھ ساتھ دوسری خدمات دینے والے لوگ بھی لشکر میں شامل ہوتے تھے۔ مثلاً طرح طرح کی بولیوں کی ترجمانی کرنے والے عمدہ قسم کے چینی اور مسلمان طبیب اس کے علاوہ سرزمینوں کا انتظام کرتے والے مال و اموال کا حساب کتاب کرنے والے اور پھر لشکر کے پیچھے کچھ لوگوں کو رکھا جاتا جو لشکر کے پیچھے رہتے اور گمشدہ چیزیں اکٹھی کرتے چلے جاتے۔

اس کے علاوہ منگول لشکر کے پیچھے پیچھے چرواہے ہوتے۔ بڑھئی ہوتے جو گھوڑوں اور جانوروں کے قیام کے بارے سرائے اور اصطبل بناتے چلے جاتے۔ اور ساتھ ہی ...نہ تک رسل و رسائل کا سلسلہ بھی قائم کرتے چلے جاتے تھے۔

لاکھوں افراد پر مشتمل منگولوں کا یہ لشکر اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھا اور ان کی منزل روسیوں کا شہر ایازان تھا۔ حیرت کی بات ہے کہ اس دور میں نقشوں اور مقناطیسی پیمانوں کے بغیر منگول بہترین انداز میں اپنے ہدف کی طرف کوچ کر رہے تھے۔ یہ علاقہ ان کے لیے نیا تھا۔ اور انہیں یہ بھی علم نہ تھا کہ راستے کے اختتام پر کس قسم کا علاقہ آئے گا۔ اور سینکڑوں ہزاروں مربع میل کے علاقے میں کس کس طرح کے اور کس تعداد میں دشمنوں سے پالا پڑے گا۔ لیکن کوچ کرنے والے ان منگولوں کو اپنی جرات مندی اور اپنی عزت پر پورا اور کامل اعتماد تھا۔ اور یہ کہ دشمن کے مقابلے میں شکست کا تصور ان کے حاشیہ خیال تک ہی نہ آتا تھا۔

مختلف دروں سے گزرتے ہوئے کبھی میدانوں میں برآمد ہوتے کبھی گھنے جنگلوں سے گزرتے ساز و سامان اور مویشی اپنے ساتھ ہنکائے لیے جاتے۔ ظاہر بین آنکھ یہی خیال کرتی تھی کہ دشت کے رہنے والے گھنے جنگلوں کی لڑائی میں کامیاب نہیں رہیں گے۔ لیکن منگول جنگ کا وسیع تجربہ رکھتے تھے وہ جانتے تھے کہ جنگلوں کے اندر ان کے خلاف مدافعت ہو گی۔ اس لیے انہوں نے اس مدافعت کو ختم کرنے کے لیے اپنے لشکر کا ایک حصہ آگے رکھا۔ جو دشوار گزار راستوں کو صاف کرتا چلا جاتا۔ جنگلوں کو کاٹ کر وسیع شاہراہوں میں تبدیل کرتا چلا گیا تھا۔

انہوں نے وسط سرما میں روسیوں کے شہر ایازان کی طرف پیش قدمی کی تھی اور وسط سرما میں یلغار سے فائدہ یہ تھا کہ یخ بستہ دریاؤں کو عبور کرنا آسان تھا۔ اس زمانے میں روسیوں کو منگولوں کے حملے کی توقع ہی نہ ہو سکتی تھی۔ اور وہ شہروں میں غلے اور گوشت کے گوداموں کے ساتھ جمع ہو گئے تھے۔ ایازان شہر تک راستے میں پڑنے والے درختوں کو کاٹ کر منگولوں نے اپنی نقل و حرکت کے لیے ایک وسیع شاہراہ تیار کر لی تھی۔

منگولوں نے ایازان کے حکمرانوں سے ہر چیز کا دسواں حصہ مانگا تھا۔ اور یہ ایک طرح کا شہر کے حکم رانوں سے منگولوں کا خراج تھا۔ لیکن شہر کے حکم رانوں نے منگولوں کے اس پیغام کو کوئی اہمیت نہ دی انہوں نے نہ صرف یہ کہ منگول سفیروں کو شہر ہی میں داخل نہ ہونے دیا بلکہ شہر سے باہر ہی ان کا خاتمہ کر دیا گیا۔ اور ایک قاصد کے ہاتھ منگولوں کی طرف یہ پیغام بھجوا دیا کہ جب ہم ختم ہو جائیں گے تو ہر شے تمہاری ہو گی۔ ساتھ ہی انہوں نے منگولوں کے خلاف ولادی میر کے حکمران یوری سے مدد طلب کی۔

ایازان کے قریب جو سب سے بڑی روسی قوت تھی وہ ولادی میر کا حکمران یوری تھا۔ اس کا پورا نام کنیاز یوری تھا۔ اس کے پاس کافی بڑا لشکر تھا۔ اس نے ایازان کے حکمرانوں کے

www.pdfbooksfree.pk

پیغام کو کوئی اہمیت نہ دی۔ دراصل یہ ایازان کے حکمرانوں کے ساتھ مل کر منگولوں کا مقابلہ نہیں
کرنا چاہتا تھا۔ اس کا ارادہ تھا کہ وہ اکیلا اپنی بے پناہ عسکری قوت کے ساتھ منگولوں سے
مقابلہ کرے گا اور ہر صورت میں انہیں پسپا کر کے بدترین شکست سے دوچار کرے گا اس بنا پر
اس نے ایازان کے حکمرانوں کے پیغام کو کوئی اہمیت نہ دی۔
ایازان کے حکمرانوں نے جن دوسرے حکمرانوں کی طرف مدد کے لیے پیغام بھیجا ان کے
بڑے شہروں کے نام ماسکو، سوزودال، روستوف اور یادل سلادل تھے۔
اس صورت حال میں منگول خوش تھے اس لیے کہ وہ روس کے سارے چھوٹے بڑے
حکمرانوں کو علیحدہ علیحدہ رکھ کر ان کی قلع قمع کرنا چاہتے تھے۔
منگول جب اپنے لشکر کے ساتھ ایازان پہنچے تو انہوں نے دیکھا ایازان کافی بڑا شہر تھا۔
اور جس بات کی انہیں حیرت ہوئی وہ یہ کہ ایازان شہر کی فصیل لکڑی کی تھی۔ یہ منگولوں کے لیے
ایک نیا تجربہ تھا۔ انہوں نے اسے ایک مضحکہ خیز دفاع قرار دیا اس لیے کہ ماضی میں بڑی بڑی
کچی مٹی اور پختہ اینٹوں کی بنی ہوئی فصیلیں منگولوں کے سامنے نہ ٹھہر سکی تھیں تو کاٹھ کی اس
فصیل کی ان کے سامنے کیا اہمیت تھی منگولوں کا لشکر جب شہر کے باہر پہنچا اور شہر کی فصیل اور
اس کے گردنواح کا جائزہ لیا تب وہ ہرکارے جو منگول اپنے لشکر کے آگے آگے بھیجتے تھے۔
انہوں نے آ کر باتو خان برقائی اور سوبودائی کو اطلاع دی کہ ایازان شہر کے لشکر کی مدد کے لیے
بہت سے عساکر چار شہروں سے پیش قدمی کر رہے ہیں۔ ایک ماسکو کی طرف سے اور تین
درمیانے درجے کے لشکر سوزودال، روستوف اور یادل سلادل سے بھی ایازان کا رخ کیے
ہوئے ہیں۔

جب ہرکاروں نے یہ اطلاع دی تو باتو خان اور اس کے بھائی برقائی خان نے سوبودائی
کے ساتھ مل کر سارے سالاروں کا اجلاس طلب کر لیا تھا۔
یہ اجلاس باتو خان کے یورت میں بلایا گیا تھا۔ اجلاس کا مقصد ایازان کے خلاف حکمت
عملی طے کرنا تھا۔ اجلاس میں نوری، بائیدار، قدآن، قویوق، کوچمان، گوچلوک، تورائی خان،
باتو خان کے دست راست اغوان خان، کشلی خان، خریم بن مقردم، منگو خان، اور دیگر بہت
سے منگول سرداروں نے بھی شرکت کی تھی۔
جب سارے سالار جمع ہو گئے تب انہیں مخاطب کرتے ہوئے باتو خان بول اٹھا تھا۔
منگولوں کے عظیم سالارو! تم لوگوں کو ایک خاص مقصد کے تحت یہاں جمع ہونے کی
ہے۔ تھوڑی دیر سے ہمارے کچھ ہرکارے جو ہمارے کوچ سے بہت پہلے شمال

مغرب کے ان علاقوں کی طرف آئے تھے انہوں نے اطلاع دی ہے کہ روس کے شمالی علاقوں
کے شہروں جن میں ماسکو بھی شامل ہے۔ بہت سے عساکر ہمارے خلاف ایازان شہر والوں کی
مدد کے لیے روانہ ہو چکے ہیں۔ میں اور سوبودائی نے مل کر جو فیصلہ کیا ہے وہ یہ کہ ان سارے
لشکروں کو متحد نہیں ہونے دینا چاہیے۔ شمال کی طرف سے دشمن کے جو لشکر پیش قدمی کر رہے
ہیں۔ ہمارے ہرکارے برابر ان پر نگاہ رکھے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ برفانی علاقوں کے رہنے
والے ہیں اور برف پر کاروائیاں کرتے ہوئے خوشی اور لذت محسوس کرتے ہیں لیکن ہم نے
ان پر ثابت کرنا ہے کہ خشکی ہو یا برف زار صحراؤں یا کھولتے ندی نالے۔ ہم نے اپنے دشمن کو
ہر جگہ ہر صورت شکست سے دوچار کرنا ہے۔ فیصلہ یہ ہوا ہے کہ جس قدر لشکر ہمارے پاس ہے
اسے دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ ایک حصہ یہاں رہتے ہوئے ایازان پر حملہ آور ہوگا۔
مجھے امید ہے کہ ایازان ہمارے سامنے زیادہ دیر تک ٹھہر نہیں سکے گا۔ اس لیے کہ شہر کا ہم جائزہ
لے چکے ہیں۔ یہ پہلا شہر ہے جس کی فصیل ہم نے دیکھی ہے لکڑی کی بنی ہوئی ہے۔ جو
ہمارے سامنے چند لمحے بھی ٹھہر نہ سکے گی۔
لشکر کا دوسرا حصہ یہاں سے ابھی اور اسی وقت شمال کی طرف کوچ کرے گا اور اگر شمال کی
طرف سے آنے والے لشکر مختلف حصوں میں بٹ کر ایازان کی طرف بڑھتے ہیں تو ہمارے لشکر
کا وہ حصہ بھی جو شمال کی طرف بڑھے گا اپنے آپ کو مختلف حصوں میں تقسیم کرے گا۔ اور شمال
کی طرف سے آنے والے لشکریوں کا سامنا کرے گا۔ کوشش یہ کرنی ہے کہ شمال کی طرف سے
وارد ہونے والے لشکریوں میں سے کوئی بھی ایازان کی حدود میں داخل نہ ہونے پائے۔
جو اصل واقعہ تھا وہ میں نے تمہارے سامنے بیان کر دیا ہے۔ اب سب مل کر آپس میں
مشورہ کرو کہ یہاں ایازان کے محاصرے میں کس کس نے رہنا ہے۔ اور جو لشکر شمال سے آنے
والے عساکر کو روکے گا اس میں کون کون شامل ہوگا۔ یہ فیصلہ میں تم پر چھوڑتا ہوں۔ ویسے میں
نے اور سوبودائی نے مل کر پہلے سے ایک فیصلہ کیا ہوا ہے۔ اگر تم لوگ اس سے اتفاق نہیں کرو
گے تو پھر جو فیصلہ تم کرو گے وہی ہمارے لیے آخری ہوگا۔''
باتو خان جب خاموش ہوا تو بڑی ارادت مندی کا اظہار کرتے ہوئے منگول سردار کشلی
خان بول اٹھا تھا۔
''سائیر خان! کیا ایسا ممکن نہیں کہ جو فیصلہ آپ اور محترم سوبودائی نے مل کر کیا ہے اسے
ہی آخری شکل دی جائے۔ میرے خیال میں اس فیصلے سے اگر آپ لوگ ہمیں آگاہ کرتے ہیں
تو ہم میں سے کوئی بھی اس کے خلاف آواز نہیں اٹھائے گا۔''

www.pdfbooksfree.pk

سب منگول سردار کشلی خان کے ان الفاظ سے اتفاق کرنے لگے تھے۔ اس صورت حال پر باتو خان نے اپنے پہلو میں بیٹھے سوبودائی کی طرف دیکھا اور اسے کہنے لگا۔

''سوبودائی میرے عزیز! جو فیصلہ ہوا ہے اس سے اب تم خود ہی ان لوگوں کو آگاہ کر دو۔''

اس پر سوبودائی نے کھنکھارتے ہوئے گلا صاف کیا اور سارے منگول سرداروں کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

''میرے عزیزو! سائیں باتو کے ساتھ مل کر جو فیصلہ میں نے کیا ہے وہ کچھ یوں ہے کہ میں اور باتو خان دونوں ایک حصے کو لے کر یہیں پڑاؤ رکھیں گے۔ اور مل کر ایازان شہر فتح کریں گے جہاں تک دوسرے حصے کا تعلق ہے۔ اس کی کمانداری برقائی خان کے پاس ہوگی۔''

جو لشکر یہاں میرے اور باتو خان کے پاس رہے گا اس میں بائیدار، بوری، قائدو، قدآن، اور تویوق شامل ہوں گے۔ جو لشکر برقائی کی سرکردگی میں شمال کے برفستانوں کا رخ کرے گا اس میں نیا ہونہار سالار رخیم بن مقروم باشکیری سردار کو چمان کرغیزی سردار کوچلوک اس کے علاوہ بزرگ منگول سرداروں میں سے کشلی خان اور نوجوان سالاروں میں سے تورائی خان بھی برقائی خان کے ساتھ شمال کی طرف کوچ کریں گے۔ اس کے علاوہ کچھ چھوٹے سالار بھی ان کے ہمراہ شمال کا رخ کریں گے۔

اب یہ جو فیصلہ ہم نے کیا ہے۔ اس کے خلاف کسی کو اعتراض ہو تو اٹھ کر بولے۔ اس کے مطابق ہی ترمیم اور تبدیلی کر دی جائے گی۔

سوبودائی جب خاموش ہوا تو کسی نے اٹھ کر اعتراض نہ کیا۔ لہٰذا اس پر سوبودائی اور باتو خان دونوں نے خوشی کا اظہار کیا۔ پھر وہیں لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ ایک حصے کو لے کر برقائی خان نے شمال کی طرف کوچ کیا جبکہ دوسرا حصہ جو سوبودائی اور باتو خان کی سرکردگی میں تھا وہ روسیوں کے شہر ایازان پر حملہ آور ہونے کے لیے پر تولنے لگا تھا۔

کچھ صحیفہ نگار لکھتے ہیں کہ ایازان کے حکمرانوں اور لوگوں نے حماقت کی کہ انہوں نے منگولوں سے کوئی رابطہ قائم نہ کیا اور ان کے سفیروں کو کوئی اہمیت نہ دی۔ اور یہ کہ وہ منگولوں کے طریقہ جنگ اور ان کے سلوک سے ناواقف تھے۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔

اس لیے کہ منگولوں سے پہلے بھی مشرق سے نکلنے والی بہت سی اقوام یورپ پر حملہ آور ہوتی رہی تھیں اور کئی بار انہوں نے یورپ کی اینٹ سے اینٹ بجائی تھی۔ لہٰذا یورپ اور روس والے ... کی طرف سے نکلنے والے اس جنگ جو انسانی سیلاب سے بخوبی واقف تھے۔ ... کے رسم و رواج سے بھی واقف تھے۔ ان کے حملہ آور ہونے کے طریقے سے بھی نا

آشنا نہیں تھے۔

انسانوں کا وہ سیلاب جو مشرق سے نکل کر بار بار مغرب پر حملہ آور ہوتا تھا۔ یہ سلسلہ کئی صدیوں پہلے سے جاری تھا۔ اور صحرائے گوبی کی طرف سے مختلف اقوام نکل کر مغرب پر یلغار کرتی رہی تھیں۔

صحرائے گوبی کی طرف سے نکلنے والا یہ انسانی سیلاب ہر طرح کی مزاحمت کو حیوانِ عاقل کے سے وحشی پن سے کھیلتا ہوا مغرب کی طرف بڑھتا جا رہا تھا۔ پہلے ہن قبائل یہاں سے نکلے اور مغرب کا رخ کیا اور اپنے سامنے ہر چیز کو روندتے چلے گئے۔

اس کے بعد آوار قبائل اٹھے۔ اور انہوں نے اپنے پیش روؤں کی طرح تباہی و بربادی اور شکست و ریخت کا کھیل کھیلنے کے لیے یورپ کا رخ کیا تھا۔ یہ بھی جہاں جہاں سے گزرے بربادی و تباہی کے نشانات چھوڑتے چلے گئے تھے۔

آواروں کے پیچھے پیچھے بلغاریوں نے بھی مغرب کا رخ کیا اور اپنے سامنے آنے والی ہر قوت کو روندا ہر شہر کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔

ان اقوام کے بعد سیتھین اٹھے پہلی اقوام کی طرح یہ لوگ بھی گھوڑوں پر زندگی بسر کرنے والے تھے۔ مویشیوں کے گلوں کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتے تھے۔ یہ ایسی جنگجو اقوام تھیں کہ راستے میں ان کی عورتیں بچے جنتیں کسی کو خبر نہ ہوتی تھی کہ وہ کہاں اور کس جگہ پیدا ہوا۔

ایک مغربی مورخ ان کے متعلق لکھتا ہے کہ یہ سارے وحشی ایک دوسرے سے مشابہ تھے مگر کسی اور سے یہ مشابہ نہ تھے۔

بلغاریوں سے پہلے مغرب کی طرف یلغار کرنے والے آوار جو ایک طرح کے ترک ہی تھے انہوں نے دریائے ڈینیوب کے کنارے ڈیرے ڈالے۔ یہ ڈیرے گاڑیوں میں لگے ہوئے تھے جو ایک دائرے کی صورت میں اکٹھی ہو جاتی تھیں اور ان کے بیچ میں حفاظت کے لیے سامان رسد اور خزانہ رکھا جاتا تھا۔ اور ان کا خاقان جو بایان کہلاتا تھا آس پاس کی متمدن اقوام کی قوت کا جائزہ لیتا بایان کا نام خالص منگولوں کی بولی ہے اس بناء پر کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ آوار ترک وغیرہ اور منگول سب ایک علاقے سے نکلنے والے اور ماضی میں ایک ہی نسل سے تعلق رکھنے والے تھے۔

جس دور میں یہ قوتیں مغرب کی طرف یلغار کر رہی تھیں اس زمانے میں مغربی تمدن کی جو شکل تھی اس کی حفاظت صرف تین قوتیں کر رہی تھیں ایک تو وحشی فرنگیوں اور جرمنوں کی شجاعت تھی۔ دوسرے قسطنطنیہ کی بازنطینی سلطنت۔ یہ سلطنت قسطنطنیہ سے باہر تک پھیلی ہوئی

www.pdfbooksfree.pk

تھی۔اور تیسرے عیسائیت کو متحد کرنے والی طاقت۔

جب آوار ترکوں کی اٹھتی ہوئی لہر قسطنطنیہ کی فصیل سے ٹکرا کر واپس پلٹی تو اس کے بعد بلغاریوں کا سردار کرام اٹھا آواروں کی طرح یہ بھی قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوا اور قسطنطنیہ کے بادشاہ کو شکست دے کر اس کے کاسۂ سر میں اس نے اپنے لیے جام شراب بنایا۔

قسطنطنیہ کو زیر کرنے کے بعد کچھ بلغاری تو واپس مشرق میں سرائے گوبی کی طرف چلے گئے۔ کچھ نے وہیں اپنا مسکن بنا لیا جس دریا کے کنارے انہوں نے اپنا وطن بنایا اس کا نام انہی کے نام پر وولگا پڑ گیا۔ کچھ اور بلغاری قبیلے اس جزیرہ نما میں گھس آئے جس کو اب بلقان کہتے ہیں اور بازنطینیوں کا ناک میں دم کر دیا یہاں تک کہ انہوں نے اقوام کا نقشہ تک تبدیل کر کے رکھ دیا۔

آوار اور بلغاریوں کے بعد مکیار ترکوں نے مشرق کے سرائے گوبی سے یورپ کا رخ کیا۔ بعد میں یہ لوگ ہنگروی کہلائے یہ بھی مشرق سے نمودار ہوئے ان کا مقصد دوسرے ایشیائی قبائل کے مقابلے میں زیادہ معین تھا۔ ان کی زبان آج کل کی فنش زبان سے مماثلت رکھتی تھی اور ان کے ترک سردار بڑے جنگجو اور جنگ کا بہترین تجربہ اور مہارت رکھتے تھے۔

پہلی مرتبہ مغربی یورپ کو دشت سے اٹھنے والے ان مکیار ترکوں کی گہری ذہانت کا مقابلہ کرنا پڑا اور اگلی پشت میں مغربی یورپ کو ان کے خلاف مزاحمت میں کوئی کامیابی نہ ہوئی یہاں تک کہ مکیاروں نے یورپ کے بادشاہ چارلس اعظم کے جانشینوں کو نیست و نابود کر کے رکھ دیا انہوں نے قسطنطنیہ کی سلطنت کو جگہ جگہ شکستیں دیں یہاں تک کہ قسطنطنیہ والے قسطنطنیہ شہر کے حصار میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔ مکیاروں کے حملے سے یورپ والوں کو ایسا محسوس ہوا جیسے ہن قوم خوفناک کا خان اٹیلہ پھر ان پر حملہ آور ہونے کے لیے واپس آ گیا ہے۔

مکیار کے معنی دودھ پینے والے کا ہے۔ آہستہ آہستہ آوار اور بلغاریوں کی طرح بہت کچھ حاصل کرنے کے بعد کچھ مکیار واپس مشرق کی طرف چلے گئے کچھ وہیں مغرب میں ہی آباد ہو گئے اور یہ آباد ہونے والے بعد کے دور میں ہنگروی کہلانے لگے۔

اور اب اسی سلسلے کی ایک کڑی کے طور پر منگول سرائے گوبی سے نکل کر یورپ پر حملہ آور ہونے کے لیے پر تول رہے تھے۔ اپنی فتوحات کا آغاز کر چکے تھے۔ لہٰذا یورپ والے ان لوگوں کے طور طریق ان کے جنگجو ہونے اور ان کے وحشی پن سے اچھی طرح واقف تھے اس لیے کہ ان سے بہت پہلے ان کے بے شمار بھائی بند ان پر حملہ آور ہو کر انہیں اپنے سامنے زیر مغلوب کرتے رہے تھے۔

بہر حال ایازان شہر کے اندر جو روسی لشکر تھا وہ اس امید پر شہر کے اندر مستعد تھا کہ جونہی منگول فصیل پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں گے وہ اپنا دفاع کریں گے اور منگولوں کو فصیل کے اندر داخل ہونے کی جسارت نہیں کرنے دیں گے۔

تاہم منگولوں کے ایازان شہر سے باہر پڑاؤ کے باعث شہر کے اندر روسی لشکر آہوں بھری رات میں تاریکیاں چنتی شمع کی طرح سراپا اضطراب اور مجسم انتظار تھا کہ دیکھیں منگول کب اور کس انداز میں شہر پر حملہ آور ہوتے ہیں۔

لیکن جو امیدیں شہر کے لوگ لگائے ہوئے تھے منگولوں کے ارادے بالکل اس کے الٹ ثابت ہوئے۔ ایازان میں جو روسی لشکر تھا وہ یہ امید لگائے ہوئے تھا کہ منگول شہر کی فصیل کے کسی ایک یا دو دروازوں سے داخل ہوں گے۔ لہٰذا وہ اپنا دفاع کریں گے لیکن اچانک شہر کے لوگوں نے دیکھا کہ منگولوں کا وہ لشکر جو باتو اور سوبودائی کی قیادت میں شہر کے باہر رہ گیا تھا وہ اپنی ہلکی پھلکی چھوٹی منجنیقوں کو حرکت میں لایا جو بیلوں سے کھینچی جانے والے چھکڑوں میں لدی ہوئی تھیں۔

پھر دیکھتے ہی دیکھتے منگولوں نے ان چھوٹی چھوٹی منجنیقوں کے ذریعے شہر پر سنگ باری کے بجائے آتش باری شروع کر دی۔ بس آتش باری کا شروع ہونا تھا کہ ایک خونی انقلاب برپا ہو گیا۔ فصیل کو آگ لگ گئی دیکھتے ہی دیکھتے فصیل جل کر راکھ ہو گئی اور جس وقت فصیل کا ایک حصہ خاکستر ہو چکا تھا منگول عجیب سے انداز میں ان سلگتی تنہائیوں میں اپنی آوازوں کے سیل پناہ اور سمندر کے شعور کی طرح عجیب و غریب آوازیں بلند کرتے ہوئے آگے بڑھے شہر میں داخل ہوئے اور شہر کے اندر جو حفاظتی لشکر تھا اس پر وہ اندیشوں کے دروازوں پر ذہنوں کو بنجر، زیست سنسان خواہشوں اور امنگوں کو دشت ناامیدی میں تبدیل کرتے وقت کے بدترین وحشی ناچ کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

شہر کے اندر ایک قیامت اٹھ کھڑی ہوئی تھی منگولوں کے حملہ آور ہونے کا طریقہ عجیب و غریب تھا مڑ کر پیچھے نہیں دیکھتے تھے۔ جو چیز بھی آگے آتی اسے روندتے چلے جا رہے تھے۔ پھر وقت کی آنکھ نے دیکھا شہر میں روسی لشکر کی حالت بڑی تیزی سے تنہائی کے عذابوں میں پیاسی روحوں سرابوں کے جزیروں میں پھنسے دھوئیں کے بادلوں اور بے کراں و بے انت خلاؤں میں دھواں دھواں خواہشوں سربریدہ آرزوؤں سے بھی زیادہ ہولناک ہونا شروع ہو گئی تھی۔

پھر دیکھتے ہی دیکھتے شہر مقتل بن گیا مردوں کو تعاقب کر کے برف دخون سے سرخ

www.pdfbooksfree.pk

گھروں میں پکڑا جاتا اور زندہ سیخوں پر چڑھا دیا جاتا سیخوں سے چھد کے تلملا تلملا کے وہ مر جاتے شہر کے پادریوں نے کلیساؤں میں روپوش ہو کر دروازے بند کر دیئے تا کہ منگولوں کے حملوں اور ان کی خون خواری سے محفوظ رہ سکیں لیکن منگول کلیساؤں کے دروازے توڑ کر اندر داخل ہوئے اور پادریوں کے ساتھ کلیساؤں میں پناہ لینے والوں کو انہوں نے بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کر کے رکھ دیا۔ اور پھر مورخین کے بقول وہ روسی عورتیں جنہوں نے منگولوں سے بچنے کے لیے کلیساؤں کے اندر پناہ لی تھی وہ بھی منگولوں کی اس دست برد سے محفوظ نہ رہ سکیں منگولوں نے پہلے ان سب عورتوں کی عصمت دری کی اس کے بعد ان سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ بہر حال ایازان شہر میں منگولوں سے جس قدر درندگی کی توقع کی جاسکتی تھی اس سے بھی زیادہ انہوں نے مظاہرہ کیا۔

ایازان شہر کی تباہی اور بربادی سے متعلق ایک سوانح نگار لکھتا ہے۔

”آنکھیں ہی باقی نہ رہیں جو مرے ہوؤں کو رو سکتیں۔“

دوسری جانب برقائی خان بڑی برق رفتاری سے شمال کی طرف پیش رفت کر رہا تھا۔ وہ منگول ہرکارے جو کوچ سے پہلے شمال کی طرف گئے تھے تا کہ دشمن کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھ سکیں انہوں نے راستے ہی میں برقائی کو خبر کر دی کہ اس وقت تین بڑے لشکر جنوب کی طرف پیش قدمی کر رہے ہیں۔ ایک دریائے ڈان کی طرف سے آرہا تھا دوسرا دریائے نیپر کے شمالی حصوں سے اور تیسرا دریائے ڈان اور دریائے نیپر کے درمیان جو وسیع اور دور تک پھیلی سطح مرتفع تھی اس کے بیچ میں پڑاؤ کیے ہوئے تھا اور متحرک نہیں تھا۔

جہاں برقائی خان کو یہ اطلاع ملی تھوڑی دیر تک اس نے وہاں اپنے لشکر کو روکے رکھا تھا۔ پھر اپنے سارے سالاروں سے صلاح مشورہ کرنے کے بعد یہ طے پایا کہ برقائی خان اپنے حصے کے لشکر کو مزید تین حصوں میں تقسیم کرے یہ بھی فیصلہ ہوا کہ ایک حصہ چنگیز خان کے پوتے منگو خان کی سرکردگی میں رہے اور دوسرا حصہ منگولوں میں نو وارد خریم بن مقردم کے حوالے کیا جائے جو اب پوری طرح منگولوں کے جنگی طریقوں سے آگاہ اور واقف ہو چکا تھا۔ اور تیسرا حصہ برقائی خان کے پاس رہے۔

اب مزید یہ بھی طے پایا کہ منگو خان اپنے حصے کے لشکر کو لے کر دریائے ڈان کے کنارے کے ساتھ شمال کی طرف بڑھے اور جو لشکر دریائے ڈان کے کنارے کنارے جنوب کا رخ کر رہے۔ اس سے نمٹے۔

...ن مقردم کے ذمے یہ کام لگایا گیا کہ وہ دریائے نیپر کے کنارے کنارے شمال کا

رخ کرے اور جنوب کی طرف پیش قدمی کرنے والے دشمنوں پر ضرب لگائے باشکیری اور کرغیزوں کے علاوہ منگولوں کے لشکر میں جو قپچاق، کرائت، گرجستانی اور مکیار تھے انہیں خریم بن مقروم کی سرکردگی میں دیا گیا باشکیری سردار کو چمان کرغیزوں کا سردار گوچلوک خریم بن مقروم کے ساتھ کیے گئے تھے۔

دوسری جانب جو لشکر منگو خان کی سرکردگی میں دیا گیا تھا اس میں نامور منگول سردار کشلی خان کو رکھا گیا تھا۔ جبکہ برقائی نے اپنے ساتھ بہترین سالار اور اپنے دست راست تورائی خان کو رکھ لیا تھا۔

سب سے پہلے دریائے ڈان کے انتہائی شمالی علاقوں میں منگو خان کی طرف سے کارروائی کی ابتدا کی گئی شمال کی طرف سے آنے والا روسیوں کا لشکر دریائے ڈان کے کنارے منگو اور اس کے لشکر پر دشت کرب و ابتلاء سے اٹھنے والی سیاہ آندھیوں، سرخ سیلابوں تیرہ شبی کی ردا پھیلا دینے والے طوفان برق و باراں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

یہ بڑا زوردار حملہ تھا جو روسیوں نے ڈان کے کنارے منگو خان اور اس کے لشکریوں پر کیا تھا۔ پر دیکھتے ہی دیکھتے منگو خان بھی سنبھلا۔ جوابی کارروائی کرتے ہوئے وہ روسیوں پر چشم و نظر کو شکستہ، بدن زخم زخم، زیست کی تمکنت و ناموس کو تشخص اور وجود سے بے نیاز کر دینے والے انداز میں حملہ آور ہو گیا تھا۔ منگول رعد سے مشابہ آوازیں بلند کرتے چیختے چلاتے ہوئے زوال و فناہ طاری کر دینے والی بربادی کی لا متناہی پرچھائیوں کی طرح روسیوں پر چھانہ شروع ہو گئے تھے۔

بہت جلد دریائے ڈان کے کنارے وقت کی آنکھ نے دیکھا بڑی تیزی سے روسیوں کی حالت منگولوں کے مقابلے میں خوابوں کی بے ربطی مقہور و مجبور پیاسی روحوں کی پیاس اور نفس مجہول سی دل نگار ہونا شروع ہو گئی تھی۔

یہاں تک کہ منگولوں کے مقابلے میں روسیوں کو بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا اور وہ دریائے ڈان کے جن شمالی حصوں کی طرف سے آئے تھے انہی کی طرف بھاگے منگو خان نے اپنے لشکر کے ساتھ خوفناک انداز میں ان کا تعاقب کیا تھا ان کی طاقت اور قوت کو کچلنے کے بعد اور جو کچھ ان کے بھاگنے کے بعد منگو خان کے ہاتھ لگا وہ سب کچھ سمیٹتے ہوئے اس سطح مرتفع کا رخ کیا تھا جہاں برقائی خان نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا ہوا تھا۔

ادھر دریائے نیپر کے کنارے بھی ایسا ہی عمل دہرایا گیا تھا۔ روسیوں نے دریائے نیپر کے کنارے خریم بن مقروم کو چمان اور گوچلوک کے لشکر پر انتہائی خوفناک انداز میں حملہ کیا تھا۔

www.pdfbooksfree.pk

اس موقع پر کم عمر ہونے کے باوجود خریم بن مقردم نے بہترین جنگی ممارست کا مظاہرہ کیا منگول ہرکاروں نے جب یہ خبر دی کہ تھوڑا سا آگے دریائے نیپر کے کنارے روسی بڑی تیزی سے حملہ آور ہونے کے لیے جنوب کا رخ کر رہے ہیں۔ تب خریم بن مقردم نے اپنے لشکر کو وہاں روک دیا تھا۔ جس قدر لشکر اس کے ساتھ تھا اسے دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ ایک حصہ خود اس نے اپنی کمانداری میں رکھا دوسرا کو چمان اور گوچلوک کی کمانداری میں دیا گیا۔ اور جونہی روسی لشکر قریب آیا سب سے پہلے دائیں جانب سے خریم بن مقردم ان پر آزادی کے نشے میں سرشار آگ و آتش کے سحاب ذہن میں اٹھتے خیالات تک کو پابند قفس کر کے بیلی رتوں کا زہر برسائے طوفانی الیسوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

خریم بن مقردم کے ساتھ ہی ساتھ کو چمان اور گوچلوک نے بھی اپنی کارروائی کی ابتدا بہترین انداز میں کی اور وہ بھی روسیوں کے لشکر پر رزم گاہ کی طنابیں کھینچ کر دربدری کے آزار میں مبتلا کر دینے والی موت و مرگ کی حدتوں اور خون آشام اعتابوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔

دریائے نیپر کے کنارے یوں دونوں لشکریوں کے ٹکرانے کے باعث موت ہر شے کو ضبط کے آنچلوں سے نکال کر خود نا آشنا کرنے لگی تھی۔ میدان جنگ کے اندر وقت کی بدترین عقوبت گاہیں کرب جاں کے مضمرات خون کو چاٹتی خواہش اور حلقہ در حلقہ قضاء کے بے عکس مناظر اپنا رنگ دکھانے لگے تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے لشکریوں، تلواروں اور ڈھالوں کی بپھری صداؤں کے اندر نفرتوں اور عقوبت بھری کشمکش چاروں طرف جاری ساری ہو گئی ہو۔

دریائے نیپر کے کنارے آنے والا روسی لشکر بھی زیادہ دیر تک مزاحمت نہ کر سکا ایک طرف سے خریم بن مقروم اور دوسری طرف سے کو چمان اور گوچلوک کے حملوں نے روسیوں کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ بڑی تیزی سے ان کی حالت خزاں کے زرد آنچلوں میں رقص کرتی تاریکیوں اور ہانپتی زیست کے بھیانک کھنڈرات سے بھی زیادہ بدتر ہونا شروع ہو گئی تھی۔ یہاں تک کہ یہ دیکھتے ہوئے کہ ان کی تعداد بڑی تیزی سے کم ہونا شروع ہو گئی ہے انہوں نے شکست تسلیم کر کے بھاگنے کا فیصلہ کیا اور یہ فیصلہ کرتے ہی وہ دریائے نیپر کے کنارے کنارے بڑی تیزی سے شمال کی طرف بھاگ گئے تھے۔

خریم بن مقروم کو چمان اور گوچلوک دریائے نیپر کے کنارے اپنا پڑاؤ قائم کرنے کے بعد میل آگے جا کر روسیوں سے ٹکرائے تھے اپنے پڑاؤ کی حفاظت کے لیے انہوں نے چھوٹا سا بھی وہاں چھوڑا تھا۔ پیچھے چھوڑنے والوں میں قریض بن مقروم بھی تھا اس لیے کہ

منگولوں اور ان کے ساتھ کام کرنے والے قبائل کا یہ معمول تھا کہ وہ اپنے خاندان کے سارے افراد کو اپنے ساتھ رکھتے تھے۔

۞......۞

خریم اور قریض کے یورت کو ایک روز حسین دلنو جوان اور خوبصورت بشار درست کر رہی تھی جونہی قریض یورت میں داخل ہوا وہ چونکی کھڑی ہو گئی اور عجیب سے انداز میں قریض کی طرف دیکھنے لگی تھی اس موقع پر قریض نے اسے مخاطب کیا۔

بشار میری بہن تو یہاں کیا کر رہی ہے۔ قریض ذرا رکا پھر دوبارہ کہنے لگا۔

"اور تمہیں یہ زحمت اٹھانے کے لیے کس نے کہا۔" جواب طلب انداز میں اس کو دیکھتے ہوئے قریض نے پوچھ لیا تھا۔

بشار نے کچھ سوچا پھر بڑے پیارے انداز میں اس نے اپنی خوبصورت مخروطی انگلی دانتوں میں دباتے ہوئے کہا۔ کیا میں اس قابل نہیں۔ قریض نے اس کی بات کاٹ دی کہنے لگا۔ ہم دونوں بھائی یورت کی صفائی کرتے ہیں۔ میں نے کئی بار کوشش کی کہ یورت کی صفائی اور سامان کی دیکھ بھال اکیلا اپنے ذمے لے لوں لیکن بھائی ناراض ہوتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ ہم دونوں بھائی مل کر کام کریں کسی ایک پر بوجھ نہ پڑے۔

جواب میں بشار مسکرائی اور کہنے لگی۔ کیا تمہیں میرے اس طرح یورت کی صفائی کرنے پر اعتراض ہے۔

قریض مسکرایا اور کہنے لگا۔

"میری بہن مجھے تو کوئی اعتراض نہیں لیکن بھائی کے کیا تاثرات ہوں گے یہ تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اور پھر تم جانتی ہو کہ بھائی بڑے سنجیدہ رہنے لگے ہیں۔ اگر اس معاملے میں وہ مجھ سے خفا اور ناراض ہوئے تو میں تم سے ابھی کہہ دوں کہ بھائی کی ناراضگی میرے لیے ناقابل برداشت ہے۔ میں دنیا کی ہر شے دنیا کی ہر تکلیف ہر دکھ ہر کرب ہر عقوبت ہر اذیت برداشت کر سکتا ہوں پر اپنے بھائی کی ناراضگی کا سامنا نہیں کر سکتا۔ وہ ایک ایسا بھائی ہے جس پر میں اپنے دل و جان بخوشی نثار کر سکتا ہوں۔ میرا بھائی میرا کس قدر خیال رکھتا ہے۔ اسے مجھ سے کس قدر محبت ہے اس کی ایک مثال میری بہن میں تمہیں دیتا ہوں۔

جس وقت ہم اپنے بیمار باپ کے ساتھ ان علاقوں کی طرف آنے کے لیے سفر کر رہے تھے تو کوہستانی یورال کی مشرقی ڈھلوانوں کے اندر تین بٹ ماروں نے ہماری راہ روکی وہ مسلح تھے اپنے آپ کو بہترین تیغ زن خیال کرتے تھے۔ اور اس وقت ہمارا باپ بیمار تھا اور ایک

www.pdfbooksfree.pk

گھوڑے پر بھائی نے باپ کو اپنی گود میں سمیٹا ہوا تھا۔ بٹ ماروں نے ہماری راہ روکی اور حکم دیا کہ جو کچھ ہمارے پاس ہے ان کے حوالے کر کے اپنی راہ لیں۔

اس موقع پر میری بہن بھائی نے بہترین جرات مندی کا مظاہرہ کیا اپنے باپ کے کان میں کہا اے میرے باپ ذرا زین کے ہنے کو پکڑ کر رہنا میں ان بٹ ماروں کو دیکھتا ہوں کہ یہ کہاں تک میرے سامنے ٹھہرتے ہیں۔ اور کیسے میرا سامنا کرتے ہیں۔

میری بہن میرا بھائی جب گھوڑے سے اترا تو اس نے اپنی ڈھال اور تلوار سنبھالی تو میں بھی اپنی ڈھال اور تلوار سنبھال کر گھوڑے سے اترا اور اپنے بھائی کے پیچھے ہولیا بھائی نے جب دیکھا کہ میں بھی اس کے پیچھے آرہا ہوں اس نے گھور کے میری طرف دیکھا مجھے واپس جا کر گھوڑے پر سوار ہونے کے لیے کہا لیکن زندگی میں میں نے پہلی بار اپنے بھائی کی حکم عدولی کی اس نے کہا پلٹ کر گھوڑے پر سوار ہو جاؤ میں نہ پلٹا نہ گھوڑے پر سوار ہوا اور چھاتی تان کر اس کے پیچھے کھڑا رہا۔''

یہاں تک کہتے کہتے قریقس کو خاموش ہو جانا پڑا اس لیے کہ اس کی آنکھوں میں آنسو بہہ نکلے تھے۔ ہونٹ کانپ اٹھے تھے۔ لرزنے لگا تھا۔ کچھ سنبھلا اتنی دیر تک بشار کی حالت بھی عجیب ہوگئی تھی۔ رودی تھی قریقس پھر بول اٹھا۔

''جانتی ہو اس سے آگے کیا ہوا تھوڑی دیر تک بھائی نے ان بٹ ماروں کو سمجھانے کی کوشش کی لیکن جب وہ نہ سمجھے تو بھائی ان سے ٹکرا گیا۔ میں نے جب ان کا سامنا کرنا چاہا۔ تو جانتی ہو بھائی نے کیا حرکت کی اس نے مجھے گھسیٹ کر پیچھے کرلیا اور جب بھی میں کسی پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرتا وہ میرے سامنے آجاتا اور مجھے موقع نہ دیتا کہ میں ان بٹ ماروں سے ٹکراؤں اس طرح میرا بھائی جس کے لیے میں اپنی جان اپنی روح تک قربان کرسکتا ہوں ان دیوالاخوں ان ویرانوں کے اندر نا صرف بٹ ماروں کا مقابلہ کرتا رہا بلکہ مجھے اپنے پیچھے رکھ کر میری حفاظت کا بھی سامان کرتا رہا اس طرح یہ دونوں فرائض ادا کرتے ہوئے اس اکیلے نے ان تینوں بٹ ماروں کا خاتمہ کردیا تھا۔''

''ان تینوں بٹ ماروں کے گھوڑوں کو ہم نے راستے میں بیچ کر اچھی خاصی رقم لے لی میری بہن کسی ایسے بھائی کی نشاندہی کرو جو ایسے موقع پر اپنی حفاظت کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے چھوٹے بھائی کے لیے بھی ڈھال بنے اور پھر اکیلا تین بٹ ماروں کا مقابلہ کرتے ہوئے انہیں زیر کرے اور ان کا خاتمہ کر کے اپنی فتح مندی کامرانی کا اعلان کرے۔''

خاموشی رہی اس دوران قریقس اور بشار اپنی نم آلود آنکھیں صاف کر رہے تھے۔

پھر اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے بشار نے اپنے خوبصورت ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ بکھیری پھر کہنے لگی۔

''کیا تم سمجھتے ہو کہ تمہارا بھائی تمہارے لیے بہت مخلص ہونے کے ساتھ تیغ زنی کے فن میں بھی یکتا رہے۔''

بشار کے اس سوال پر قریقس بن مقروم مسکرایا کچھ سوچا پھر وہ کہہ رہا تھا۔

''وہ ایک ایسا بھائی ہے جو بہتے لمحوں کی نفرت کے سامنے روح کے درپے موت کے حصار، فراق اندھیروں میں سلگتے زخموں کے سامنے بہتے موسموں کی خوشبو خواب جگاتی پھول برساتی زلزلے سناتی روشنی پھیلاتی قریم نگری خوش طبع صبح جیسا خوش کن ہو جاتا ہے۔ وہ ایک ایسا بیٹا ہے جو اپنی خواہشوں کو مسرتوں کا اسیر کر کے اپنے اہل خانہ کے لیے رت کی پہلی برف باری موسموں کی پہلی بارش زیست کو معطر کر دینے والے ابر نیساں جیسا خوشگوار ثابت ہوتا ہے۔ اپنے رویے اپنے حسن سلوک کے باعث وہ اپنے ماں باپ اپنے عزیز اقارب کے لیے جمال رعنائیوں، مہتاب کی زرفشانیوں نجوم و کہکشاں کی دل فریبیوں اور سرفرازی اور فوز مندی کے نشیب و فراز سے بھی زیادہ پرکشش ثابت ہوتا ہے۔''

''جہاں تک اس کی جرات مندی، اس کی تیغ زنی کا تعلق ہے تو میری بہن وہ ایک ایسا تیغ زن ہے۔ جو سلگتے تھل کی بانجھ مٹی کرب کے غاروں میں راکھ یادوں، خاک چاہتوں کو بھی زندگی کی نمود عطا کردے وہ ایسا ایک بے باک جنگجو ہے جو اپنی برق نما تیغ کو حرکت میں لاتے ہوئے موسموں کی آتش تختیوں، کالی راتوں کے ایوانوں میں وقت کی بے خوف صداؤں کی طرح داخل ہو جانے کا ہنر جانتا ہے۔ تشنگی کے دشت میں امر ہوتے لمحوں ساخت جان تنہائیوں کے بے کراں کرب میں جنگ کے لیے بجتے طبل سا پر جوش ہے۔ جب وہ اپنے دشمنوں پر گرجتے ابر کے قافلوں کھولتے صحرا کے بگولوں۔ گرتی برق برہمی اور ہجرتوں کے دکھ بھرے ساگر کی طرح حملہ آور ہوتا ہے تو لمحوں کے اندر اپنے دشمنوں کی حالت وہ سناٹوں کے زخموں موسموں کی کرواہٹوں شب گزیدہ یادوں شجر سے کٹے سائیوں اور پر ہول لمحوں سے بھی زیادہ عبرت ناک بنا کر رکھتا ہے۔''

قریقس بن مقروم جب خاموش ہوا تو ہلکے ہلکے تبسم میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے بشار کہنے لگی۔

یہ تم اپنے بھائی کی حقیقی تعریف کر رہے ہو یا اس کا قصیدہ کہہ رہے ہو۔

جواب میں قریقس نے بھی ایک ہلکا سا قہقہہ لگایا پھر کہنے لگا۔

www.pdfbooksfree.pk

''میری بہن ایسا معاملہ نہیں ہے۔ جو کچھ میں نے کہا ہے یہ حقیقت پر مبنی ہے اور اس کا ثبوت تمہارے سامنے ہے منگولوں میں بوری بہت اچھا بڑا نایاب تیغ زن خیال کیا جاتا تھا۔ اس کا جب بھائی کے ساتھ مقابلہ ہوا تو اکثر لوگوں کا خیال تھا کہ چند لمحوں کے اندر بوری میرے نوعمر بھائی کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر کے رکھ دے گا۔ لیکن میری بہن تو نے دیکھا میرا عزیز اور محترم بھائی کیسے لمحوں کے اندر حصار دشت کی وسعتوں میں صبر و ایثار کے مرحلوں عظمتوں رفعتوں کے فسوں حکمت و دانش کے عروج اور غبار و خوف بھرے افق کی طرح بوری پر چھا گیا اور پھر اس نے تیغ زنی میں اپنی مہارت اور برتری کو ثابت کرتے ہوئے۔ بڑی تیزی کے ساتھ بوری کی حالت جاں بلب الفاظ اور منتشر معنی، وادی جاں کے کل طائر روح کے ٹھہرے سناٹوں میں ٹوٹی پھوٹی آوازوں اور کرچی کرچی صداؤں سے بھی زیادہ بدتر بنا کر رکھ دی تھی۔ اور پھر سب لوگوں کی طرح وقت کی آنکھ نے بھی دیکھا کہ محترم کشلی خان نے میرے بھائی کو فاتح قرار دیا تھا۔ بوری کو یوں اپنے سامنے زیر کرنا اس بات کی نشانی ہے کہ میرا بھائی تیغ زنی میں بھی بے مثال ہے۔

قریض بن مقروم جب خاموش ہوا تو ہلکا سا قہقہہ لگاتے ہوئے اور اپنی بے پناہ خوشی اور آسودگی کا اظہار کرتے ہوئے بشار کہنے لگی۔

''تمہیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تسلیم کرتی ہوں کہ تمہارا بھائی ہر کام میں بے مثال اور بے عدیل ہے۔''

بشار کے ان الفاظ کا جواب قریض دینا ہی چاہتا تھا کہ پڑاؤ میں ایک شور اٹھا اس پر قریض فوراً پلٹا اور یورت سے پیچھے پھلانگتے ہوئے کہنے لگا۔

''شاید بھائی اپنے لشکر کے ساتھ لوٹ آیا ہے میں اس کا استقبال کرتا ہوں۔''

اس پر کسی قدر خدشات کا اظہار کرتے ہوئے بشار کہنے لگی۔

''ابھی یورت میں میرا تھوڑا سا کام ہے۔ کیا تمہارے بھائی مجھے یورت میں دیکھ کر ناراض اور خفا تو نہیں ہوں گے۔

اس پر مسکراتے ہوئے قریض کہنے لگا۔

نہیں، ہرگز نہیں بھائی طبیعت کے بہت اچھے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اپنی ماں اور اس کے بعد اپنے باپ کے یوں مرنے کے بعد وہ کسی قدر خاموش رہنے لگے ہیں چپ کی ردا اوڑھ ہے۔ لیکن وہ بہت نرم دل ہیں اس کے ساتھ ہی قریض مڑا اور بھاگتا ہوا ایک طرف چلا گیا تھا۔ بشار پھر پہلے کی طرح خریم اور قریض کے یورت کی صفائی ستھرائی اور چیزوں کو قرینے سے

لگانے میں لگ گئی تھی ابھی کچھ زیادہ دیر نہ گزری تھی اور بشار یورت کے اندر ہی تھی کہ یورت کے سامنے خریم بشار کا باپ کوجمان کرغیزوں کا سردار گوچلوک نمودار ہوئے تھے بشار کو خریم بن مقروم کے خیمے میں دیکھتے ہوئے کوجمان کے چہرے پر ہلکا سا تبسم بکھرا تھا۔ اور وہ بڑے انہماک اور بڑی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اپنی بیٹی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس موقع پر خریم بن مقروم عجیب سی کشش و پیچ میں مبتلا تھا۔ قریض نے اپنے بھائی خریم کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

بھائی تھوڑی دیر پہلے ہی بشار ہمارے یورت کی صفائی کے لیے آئی ہے اس وقت میں خیمے میں نہیں تھا اس نے کام شروع کر دیا میں نے منع بھی کیا کہ تم یہ کام مت کرو تو اس نے الٹا مجھ سے سوال کر دیا کہ کیا میں اس قابل نہیں ہوں کہ اس یورت کی صفائی کروں تو میں نے اسے کہا کہ ایسا نہیں بلکہ یہ یورت اس قابل نہیں ہے کہ وہ اس کی صفائی کرے لیکن وہ ایسا کرنے پر بضد ہے میں نے اسے منع کیا لیکن وہ منع نہیں ہوئی۔

قریض جب خاموش ہوا تب اس کی طرف دیکھتے ہوئے بشار کا باپ کوجمان بول اٹھا۔

"قریض میرے بیٹے تمہیں منع کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ بچو دراصل بات یہ ہے کہ بشار اپنی مرضی اور اپنی رضامندی سے یہ کام کرنا چاہتی ہے۔ ایسا کرنے کے لیے اس نے باقاعدہ اپنی ماں سمنائی اور مجھ سے اجازت لے رکھی ہے اور ہم دونوں میاں بیوی نے اسے ایسا کرنے کی اجازت دے رکھی ہے لہٰذا میرے خیال میں تم دونوں بھائیوں کو اس سلسلے میں کوئی اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔

کوجمان لمحہ بھر کے لیے رکا پھر وہ اپنا سلسلہ کلام آگے بڑھاتے ہوئے دوبارہ کہہ رہا تھا۔

دراصل میری بیٹی بشار تم دونوں بھائیوں کے یورت کی صفائی اس بناء پر کرنا چاہتی ہے کہ وہ خریم کو اپنا محسن اپنا مربی خیال کرتی ہے۔ اسی بناء پر اس نے اپنے ذمے یہ کام اپنی خوشی اور رضامندی سے لیا ہے اور پھر سب لوگ جانتے ہیں کہ اگر خریم بوری کا مقابلہ نہ کرتا اور اسے اس مقابلے کے دوران زیر نہ کرتا تو بوری کسی بھی صورت میری بیٹی کا پیچھا چھوڑنے والا نہیں تھا اس نے تہیہ کر رکھا تھا کہ ہر صورت میں میری بیٹی کو اپنے ساتھ سرائے کوبی میں لے کر جائے گا اور میں کسی بھی صورت ایسا نہیں چاہتا تھا۔ اگر بوری زبردستی ایسا کرنا چاہتا تب ہمارے اور اس کے تعلقات خراب ہوتے میرے قبیلے والے اٹھ کھڑے ہوتے خواہ انہیں منگولوں کے ہاتھوں نقصان ہی اٹھانا پڑتا۔

سو بوری کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر کے خریم میرے بیٹے تم نے نہ صرف یہ کہ مجھے

www.pdfbooksfree.pk

اور میری بیٹی اور میری بیوی تینوں کو محفوظ کیا ہے بلکہ ہمارے پورے باشکیری قبائل کو تم نے منگولوں کے ساتھ ٹکرا جانے سے بچایا ہے اور یہ ایسا احسان ہے جسے میں ہی نہیں میری بیوی اور بیٹی تینوں زندگی بھر فراموش نہ کر سکیں گے۔ لہٰذا اگر میری بیٹی بشارتم دونوں بھائیوں کے یورت کی صفائی ستھرائی کا کام سرانجام دیتی ہے تو تم دونوں پر کوئی احسان نہیں ہے۔ اسے ایسا کرنا چاہیے۔

کوچمان کی اس گفتگو کا جواب خریم بن مقردم دینا ہی چاہتا تھا کہ عین اسی لمحہ کوچمان کی بیوی سمنائی اپنے یورت سے نکل کر اس طرف آئی اس نے روسیوں کے خلاف فتح مندی پر سب کو مبارک باد دی پھر وہ خریم بن مقردم کو مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ ہاتھ کے اشارے سے کوچمان نے اسے قریب بلایا پھر کوچمان اپنا منہ بیوی سمنائی کے کان کے قریب لے گیا۔ اس کے ساتھ تھوڑی دیر کھسر پھسر کرتا رہا اس کے جواب میں سمنائی مسکراتی رہی پھر وہ پیچھے ہٹی آواز دے کر اس نے اپنی بیٹی بشار کو بلایا۔

بشار خریم بن مقردم کے یورت سے نکلی ہاتھ کے اشارے سے سمنائی نے اسے اپنے ساتھ آنے کے لیے کہا پھر دونوں ماں بیٹی اپنے یورت میں داخل ہوئی تھیں۔ باقی سب لوگ وہیں خریم بن مقردم کے خیمے کے سامنے کھڑے ہو کر باہم گفتگو کرنے لگے تھے۔

سمنائی اور بشار دونوں ماں بیٹی اپنے یورت میں بیٹھ گئیں کچھ دیر خاموشی رہی اس دوران بشار بڑے غور سے اپنی ماں سمنائی کی طرف دیکھتی رہی یہاں تک کہ سمنائی نے بشار کی طرف دیکھا پھر اسے مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

''بشار میری بیٹی میں اور تمہارا باپ ایک انتہائی اہم معاملے کا فیصلہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس سلسلے میں میری بیٹی میں تم سے مشورہ کرنے کے لیے یہاں لائی ہوں بیٹی کبھی کبھی غلط فیصلے زندگی کے مرمریں پیالے میں زہر گھول جاتے ہیں رگ رگ میں پل پل کی تاریکیاں پھیلا جاتے ہیں۔

''بیٹے یہ زندگی حادثات کا دوسرا نام ہے اور حادثے کبھی کبھی خواہ وہ چھوٹے ہی کیوں نہ ہوں دل کی فصیل میں بننے والا پیار کا پہلا دروازہ بھی بن سکتے ہیں۔ اور دکھ کے کوہساروں کی دہلیز پر دستک دیتے ہوئے ندامت کے گہرے سلگتے اندھیرے بھی پھیلا جاتے ہیں بیٹے ان سب عوامل کے باوجود انسان کو اپنے مقدر کے حروف کو روشن رکھنے کے لیے کوشش و جدوجہد بھی کرنا پڑتی ہے۔'' ایسے لوگ اپنے مخالفوں کے جذبوں کے رنگوں کو روح کی حلاوتوں کو کے خونخوار السیوں کی طرح حرکت میں آتے ہیں۔

''یہ خریم بن مقردم ان جوانوں میں سے ہے جو شکست خوردہ انا کے جنگل میں بھی کھڑے ہو کر اپنی تقدیر کے حروف کو اپنی مٹھی میں دبا کر سلامتی کے خیام کی طرح سربلند ہونے کا ہنر جانتے ہیں۔''

جب تک سمنائی بولتی رہی بشار دھیرے دھیرے مسکراتے رہی یہاں تک کہنے کے بعد سمنائی جب رکی تو اس کی بات کاٹتے ہوئے بشار بول پڑی۔

''اماں تمہید نہ باندھیں پہیلیاں نہ بجھائیں میرے ساتھ معمول کی صورت میں بھی بات نہ کریں۔ جو کچھ آپ کہنا چاہتی ہیں کھل کر کہیں میں آپ کی بات کو کچھ کچھ سمجھ سکی ہوں لیکن میں یہ جاننا چاہتی ہوں کہ اس موقع پر آپ نے ایسی گفتگو کا آغاز کیوں کیا۔ اور پھر یہ کہ آپ ایسی گفتگو کر کے مجھ سے کس ردِعمل کی توقع رکھتی ہیں۔''

بشار جب خاموش ہوئی تو ایک لمبا سانس لیتے ہوئے سمنائی کہنے لگی۔

''میری بچی قبل اس کے کہ میں جس موضوع پر تجھ سے گفتگو کرنا چاہتی ہوں تجھ سے کھل کر بات کروں یہ بتا خریم بن مقردم سے متعلق تیرے کیا خیالات ہیں۔''

بشار مسکرائی پھر ہلکا سا قہقہہ لگاتے ہوئے کہنے لگی۔

''اماں اگر آپ نے یہی سوال کرنا تھا تو اتنے لمبے چوڑے الفاظ کی تمہید باندھنے کی کیا ضرورت تھی۔ جو سوال آپ نے کیا ہے وہ براہ راست مجھ سے کر کے میرا فیصلہ لے سکتی تھیں۔ اماں اس میں کوئی شک نہیں کہ ابن مقردم ہوا کے جھونکوں کو شعلہ اور شرر کر دینے والے جوان مرد اور بہادر ہیں۔ ایسے جوان کامرانی اور فتح مندی کی منزل تک پہنچنے کے لیے دشت دریاؤں اور کوہساروں کے اندر بے روک سیل رواں کی طرح گزر جاتے ہیں ایسے جوان جہاں شعلے سے شرر بننا جانتے ہیں وہاں یہ تند طوفانوں سے نرم و نازک خوش کلامی صورت بھی اختیار کر سکتے ہیں۔ ایسے نوجوان جہاں سبک رو اور سخت جاں ہوتے ہیں وہاں مہر و محبت کی کہکشاں بننا بھی جانتے ہیں۔ اماں تمہیں ابن مقردم کی تعریف کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ میں انہیں پوری کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے دیکھ چکی ہوں وہ وحشت و دل فگاری طاری کرتے صدیوں کے ہولناک عذابوں جیسے زور آور مایوسیوں کے صحرا میں ناختم ہونے والے عقوبت و عذاب جیسے جرات مند ہیں۔ اماں آپ نے سوال کیا ہے کہ میرے ان کے متعلق کیا خیالات ہیں۔''

''اگر میرے ہی خیالات جاننا چاہتی ہیں تو پہلے یہ بتائیں ایسا کرنے کا مشورہ آپ کو کس نے دیا۔''

جواب میں سمنائی مسکرا دی اور کہنے لگی۔

www.pdfbooksfree.pk

"بیٹی بات دراصل یہ کہ تیرا باپ تجھے خریم بن مقروم کے ساتھ منسوب کرنا چاہتا ہے۔ اسے تیری زندگی کا ساتھی بنانا چاہتا ہے۔اسی بناء پر مجھ سے اس نے کہا ہے کہ میں اس سلسلے میں تیرا ارادہ تیرا فیصلہ جاننے کی کوشش کروں اب بتا میری بیٹی تو اس سلسلے میں کیا کہتی ہے۔"

بشار نے سکھ کا ایک لمبا سانس لیا پھر کہنے لگی۔

"اماں آپ جانتی ہیں میں بوری سے بے حد نالاں اور تنگ تھی دن رات دعائیں مانگتی تھی کہ خداوند قدوس کسی ایسے نوجوان کو کھڑا کر دے جو بوری کو مقابلے میں ہرا کر اس سے میری جان چھڑا دے میں روز اپنے آنچل کو فضاؤں کے اندر دراز کر کے اپنے خداوند قدوس سے التجا کرتی تھی کہ الٰہی کیا میرے مقدر میری قسمت میں بوری جیسا بدبخت انسان ہی لکھا ہوا ہے جو مجھے میرے ماں باپ سے چھین کر مجھے زبردستی سرائے گوبلی کی طرف لے جائے گا میں دعائیں مانگتی تھی کہ اے خدائے مہربان میرے مقدر میری قسمت کو سنوارنے کے لیے کسی کو کھڑا کر دے جو سارے لوگوں کے سامنے بوری کو مار مار کر ادھ موا کر دے اور اس پر ثابت کر دے کہ باشکیری سردار کو چھان کی بیٹی کا حق دار بوری نہیں وہ ہے۔"

"اماں جس روز بوری اور خریم بن مقروم کا مقابلہ ہوا تھا خریم بن مقروم نے عمر میں اس سے کافی چھوٹا ہونے کے باوجود اسے ذلت آمیز اور رسوائیوں بھری شکست دی تو میں تو اسی روز خریم بن مقروم سے محبت کرنے لگی تھی اسے اپنی چاہت کا مرکز بنا لیا تھا۔اپنے دل کے سنگاسن پر اسے اپنی ہر شے کا محافظ سمجھ کر بٹھا لیا تھا۔"

"مگر اماں یہ میری یک طرفہ محبت تھی اور میں یک طرفہ محبت کو کبھی کسی بھی صورت پسند نہیں کرتی جب تک خریم بن مقروم اپنی زبان سے مجھ سے محبت کے الفاظ نہیں کہتے اس وقت تک میں ان کی زندگی کا ساتھی بننے سے متعلق سوچ بھی نہیں سکتی نہ ہی میں ایسا ہونے دوں گی اور نہ ہی کروں گی۔اماں یک طرفہ محبت نقصان دہ ہے۔گر میں خریم بن مقروم کو چاہتی رہوں اور ان کے دل میں میرے لیے محبت کا شائبہ تک نہ ہو تو میں تو ایک بنجر زمین ہو کر رہ جاؤں گی اور میں ایسا نہیں چاہتی۔"

"اماں یک طرفہ محبت کے تحت فیصلہ کرتے ہوئے میں ایسا پیڑ نہیں بننا چاہتی جس میں پھول ہو نہ پھل،ایسا پھول نہیں بننا چاہتی جس میں مہک نہ ہو ایسا پھل نہیں بننا چاہتی جس میں بیج تک نہ ہو۔اماں میں یک طرفہ محبت کر کے وہ موسم نہیں بننا چاہتی جو بہار سے محروم ہو میں سی لڑکی نہیں بننا چاہتی جو اپنے شوہر کے ساتھ رہتے ہوئے بھی تغیر و انقلاب سے بے بہرا یک طرفہ محبت کر کے تفہیم ہوتا زاویہ نہیں بننا چاہتی نہ ہی ایسی سحر بننا چاہوں گی جس

میں محبت کے سوتے کا کشف تک نہ ہو۔"

"اماں دو طرفہ محبت ہی میں آسودگی ہے اماں تم جانتی ہو مٹی میں نمی ہو تو انقلاب برپا ہوتا ہے اور پھول اور شبنم گلے ملتے ہیں۔ پیار اور محبت کی کہانی جب جنم لیتی ہے تب ہی محبت کے حسین نغمے اور وصال رتوں کے گیت دل و جان کو متاثر کرتے چلے جاتے ہیں۔"

"اماں آپ کے سامنے میں نے خریم بن مقروم سے اپنی محبت اور چاہت کا اظہار کر دیا ہے میں آپ اور بابا سے دونوں کی انتہا درجے کی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اجازت دے دی کہ میں خریم بن مقروم کے یورت کی صفائی کر سکتی ہوں ان کے پاس بیٹھ سکتی ہوں ان سے گفتگو کر سکتی ہوں۔"

"میں آج پہلی بار ان کے یورت میں گئی ہوں یورت کی صفائی کی ہے اور سامان درست کیا ہے وہاں قریض بھائی سے میری ملاقات ہوئی خریم ابھی تک نہیں آئے تھے میں صفائی کر رہی تھی تو وہ آئے خیمے سے باہر کھڑے تھے گوچلوک بھی ان کے ہمراہ تھے۔ کچھ چھوٹے سالار بھی وہاں موجود تھے انہوں نے مجھے یورت کی صفائی کرتے ہوئے حیرت کا اظہار کیا تھا میں ان کے تاثرات جاننا چاہتی تھی۔ پر آپ نے مجھے بلایا اور یہاں لے آئیں اماں بابا اگر مجھے خریم بن مقروم سے منسوب کرنا چاہتے ہیں تو میں سمجھتی ہوں یہ میری خوش بختی میری بختاوری ہے لیکن مجھے تھوڑا سا وقت دیں ان کے یورت میں آتی جاتی رہوں گی ان سے گفتگو کروں گی ان کے پاس بیٹھوں گی اور جب میں یہ جانوں جس طرح میرے دل میں ان کے لیے محبت ہے ایسی محبت ان کے دل میں میرے لیے بھی ہے۔تو پھر اماں یقین رکھنا میں ان سے ایسا ٹوٹ کر پیار کروں گی کہ انہیں اپنی ذات سمیت دنیا کی ہر شے سے قیمتی اور مقدم جانوں گی بس یہی میرا فیصلہ ہے۔"

جواب میں سمنائی مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔

"جو کام تیرے باپ نے میرے ذمے لگایا تھا میں سمجھتی ہوں اسے میں ان کی خواہش کے مطابق حل کرنے میں کامیاب رہی ہوں بیٹی،خریم کے خیمے کے سامنے تیرے باپ نے سرگوشی کے انداز میں میرے کان میں کہا تھا کہ میں تمہیں یورت میں لے جاؤں اور تم سے پوچھوں کہ اگر تمہیں خریم بن مقروم سے منسوب کر دیا جائے تو تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں۔ تمہارے باپ کا یہ بھی کہنا تھا چونکہ خریم بن مقروم نے بوری سے مقابلہ جیت کر نا صرف یہ کہ بوری جیسی بلا ہمارے سر سے ٹالی ہے بلکہ عام لوگوں کی نگاہوں میں اب وہ تمہارا حق دار بھی ہو چکا ہے اس لیے کہ تمہارے باپ نے اس لائحہ عمل کو بنیاد بنا کر مقابلہ کروایا تھا کہ بشار کو پہلے

www.pdfbooksfree.pk

ہی ایک نوجوان سے منسوب کر دیا گیا ہے۔''

''تیرا باپ یہ کسی سے نہیں کہتا تھا کہ کس سے منسوب کیا گیا ہے بہر حال اس نے بوری کو ٹالنے کے لیے بہانا بنایا تھا۔ پر منگولوں کی طرف سے یہ دباؤ تھا کہ اس جوان کو پیش کیا جائے جس کے ساتھ بشار کو منسوب کیا گیا ہے۔ پھر ہماری خوش قسمتی کہ اسی دوران خریم بن مقروم ہمارے لشکر میں داخل ہو گیا تمہارے باپ نے برقائی خان سے معاملہ طے کر کے یہ مقابلہ کروا دیا اب یہ مقابلہ جیت کر بظاہر عام لوگوں کی نگاہوں میں خریم بن مقروم تمہارا حق دار ہو چکا ہے اور سب لوگ یہی خیال کرتے ہیں وہ خریم بن مقروم ہی ہے۔ جس کے ساتھ تم کو منسوب کیا گیا تھا۔''

''بیٹی میری ساری گفتگو کا جو جواب تم نے دیا ہے۔ قسم خداوند قدوس کی مجھے تم سے ایسے ہی جواب کی توقع تھی۔''

''اب جب میں اپنی کارگزاری کی اطلاع تمہارے باپ سے کہوں گی تو یاد رکھنا اس کی خوشی اس کی آسودگی کی کوئی انتہا نہ ہو گی۔ میری بیٹی تو خوش قسمت ہے خریم بن مقروم جیسے نوجوان یقیناً خیالات اور وہموں ہی میں ملتے ہیں۔ گمان و شبہ کی حد تک شجاعت اور بہادری میں ملنا ایسے نوجوان لوگوں کے گھروں اور قافلہ انام میں بہت کم نظر آتے ہیں یہ خریم بن مقروم یقیناً ان نوجوانوں میں سے ایک ہے جو ہست و نیستی کی سنگم پر کھڑے ہو کر نایاب کارگزاری کا مظاہرہ کر کے کارزار اور رزم گاہ میں فاتحانہ وقار کے ساتھ ابھرنے کا فن جانتے ہیں۔ بیٹی اگر تو اس سے محبت کرنے لگی ہے اور اس کے ساتھ منسوب ہونے کو اپنے لیے سعادت سمجھتی ہو تو تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ اس میں تیری سود مندی اسی میں تیری منفعت ہے بلکہ میں کہوں گی کہ تو خوش قسمت ہے جو تجھے خریم بن مقروم جیسا ساتھی مل رہا ہے۔''

سمنائی جب خاموش ہوئی تب دھیرے دھیرے مسکراتے ہوئے بشار کہہ رہی تھی۔

''ماں اس میں کوئی شک نہیں کہ خریم بن مقروم دشت و دمن میں فوز مندی کی مشعل بکف نوجوان بہت کم ملتے ہیں ایسے نوجوان لڑکیوں کے دل میں محبت کی خفی وحی کی طرح اتر جاتے ہیں ایسے ہی نوجوان انسانی عظمتوں کا پیکر بن کر سامنے آتے ہیں اس کے باوجود میری ماں! میں محبت کی خوشبو کا یہ سفر آنکھیں بند کر کے نہیں کرنا چاہتی جب تک میں آپ دونوں کو یقین نہ دلا دوں کہ جس طرح میں نے خریم بن مقروم کو پسند کیا ہے اسی طرح وہ بھی مجھے چاہتے ہیں۔ اس وقت تک آپ مجھے خریم بن مقروم سے منسوب کیے جانے کا ہرگز اعلان نہ کریں۔''

ماں اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی اور مسکراتے ہوئے کہنے لگی میری بچی تو یہیں رہ میں

تیرے باپ کی طرف جاتی ہوں اور اسے یہ خبر سناتی ہوں کہ میری بیٹی بشار بے شک خریم بن مقروم کو پسند کرتی ہے لیکن فی الحال وہ خریم بن مقروم کے ساتھ منسوب ہونا اس وقت تک پسند نہیں کرے گی جب تک خریم بن مقروم کی طرف سے بھی اسے محبت کا اشارہ نہیں مل جاتا۔''

اس پر بشار نے مسکراتے ہوئے اثبات میں گردن ہلا دی تھی۔ جبکہ سمنائی بھی بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے یورت سے چلی گئی تھی۔

سمنائی مسکراتے ہوئے اس جگہ آئی جہاں اس کا شوہر سب کے ساتھ کھڑا تھا ہاتھ کے اشارے سے کوچمان کو بلایا اور یورت کے اندر اس کی جو گفتگو بشار سے ہوئی تھی وہ تفصیل سے کہہ دی تھی۔

یہ گفتگو سن کر کوچمان بھی خوش ہو گیا تھا شاید وہ یہی چاہتا تھا پھر کوچمان کے وہاں سے ہٹنے کے بعد باقی لوگ بھی اپنے اپنے یورتوں میں چلے گئے تھے۔ جبکہ سمنائی کوچمان کو اپنے یورت کی طرف لے جا رہی تھی۔

دو دن تک لشکر نے وہاں دریائے نیپر کے کنارے پڑاؤ کیا اس کے بعد بائیں جانب لشکر اس سطح مرتفع کی جانب روانہ ہو گیا تھا جہاں برقائی خان نے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا ہوا تھا۔ دوسری جانب دریائے ڈان کے کنارے روسیوں کو بدترین شکست دینے اور انہیں مار بھگانے کے بعد منگو خان بھی اس سمت روانہ ہو چکا تھا جہاں برقائی خان پڑاؤ کیے ہوئے تھا۔

www.pdfbooksfree.pk

خریم بن مقردم اور منگو خان دونوں کے دریائے ڈان اور دریائے نیپر کی درمیانی سطح مرتفع میں برقائی خان کے پہنچنے کے چند دن بعد سائیں خان باتو اور سوبودائی بھی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ وہاں آن پہنچے تھے۔

چاروں طرف برف باری اپنے عروج پر آ گئی تھی اور یہ موسم منگولوں کے حملہ آور ہونے کے لیے بڑا مناسب اور سود مند تھا۔ ابھی منگول یہ فیصلہ نہ کرنے پائے تھے کہ آیا ازان کی تسخیر کے بعد دریائے ڈان اور دریائے نیپر کے کنارے روسیوں کے لشکریوں کو شکست دینے کے بعد اب وہ روسیوں کے کس شہر کا رخ کریں کہ اسی دوران باتو خان کے پاس منگول ہرکارے یہ خبریں لے کر آئے کہ روسیوں کا ایک بہت بڑا لشکر دریائے ڈان اور دریائے نیپر کے درمیانی حصے میں کولومنکا ندی کے کنارے جمع ہو چکا ہے اور منگولوں کو وہاں روکنے کے بعد منگولوں پر آخری اور فیصلہ کن ضرب لگانا چاہتا ہے۔

یہ اطلاعات ملنے کے بعد باتو خان نے اپنے پورے لشکر کے ساتھ کوچ کیا پیش قدمی شروع ہوئی اب منگولوں کا رخ کولومنکا نام کی اس ندی کی طرف تھا جس کے کنارے روسی منگولوں سے جنگ کرنے کے لیے تیاری کر چکے تھے بڑی تیزی کے ساتھ پیش قدمی کرتے ہوئے منگول کولومنکا ندی کے کنارے پہنچے اور روسی لشکر کے سامنے انہوں نے پڑاؤ کر لیا تھا۔ روسیوں نے منگولوں کو دم نہیں لینے دیا جونہی وہ پہنچے انہوں نے جنگ کے طبل بجا دیئے تھے جواب میں منگول بھی اپنے لشکر کی صفیں درست کرنے لگے تھے۔

سردی اپنے عروج پر تھی کولومنکا ندی کے اطراف میں چاروں طرف برف کے طوفان اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ برف اس طرح گر رہی تھی جیسے سرد ساحلوں کی حزیں فضاؤں میں دلوں کی دہلیز پر دستک دیتی خواہشوں کے عذابوں اور نفرت کی یلغار نے اپنا رنگ دکھانا شروع کر دیا ہو تیز ہوائیں بپھری موجوں کے بگولوں کی طرح جسموں کے زاویوں تجسیم کی کمانوں اور زیست پیچ و خم تک کو منجمد کرتی جا رہی تھیں۔

میں روسیوں نے حملے کی ابتداء کی اور وہ منگولوں پر ستم کے پہلے موسموں میں تازہ

اترتے عذابوں تیر کے دائروں میں صف بستہ ندیدہ لمحوں کی دستک اور حسرتوں کی روایتیں محرومیوں کے جال پھیلاتی قہرمانیت کی آندھیوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

جواب میں منگول بھی ایسی برفانی جنگوں کا وسیع تجربہ رکھتے تھے روسیوں کے حملوں کو روکنے کے بعد انہوں نے بھی اپنے کام کی ابتدا کی اپنا رنگ دکھانا شروع کیا وہ بھی تنہائیوں کے دشت میں کھولتی سلگتی دوپہر برسوں کے بند کواڑوں سے آگ کے سنگ اور شعلوں کی بارش برساتے نفرت بھرے آتشی طوفانوں اور چڑھتے ساگر کی طغیانیوں کی طرح حملہ آور ہوئے تھے۔

کولومنکا ندی کے اطراف میں جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی پھیلی برف کی چادر کے اوپر دونوں لشکریوں کے اس طرح ٹکرانے سے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے نفرت گزیدہ تنہائیوں جلتی دھوپ کے کالے سائیوں سرابوں سے بھرپور صحراؤں کے اندر درد کی خونی نراداتیاں آوازوں میں لپٹی بد دعائیں اور پیاس کے نوکیلے کانٹے اور تباہی اور بربادی کے جلتے تیر اپنا رنگ دکھانا شروع ہو گئے ہوں۔

روسیوں کی ساری غلط فہمیاں جلد ہی رفع ہو گئیں پہلے انہیں اسی بات کا گھمنڈ تھا کہ وہ جو لشکر لے کر آئے ہیں اس کی تعداد منگولوں سے زیادہ ہے لیکن جب وہ منگولوں سے ٹکرائے تب ان کے سارے ارادے ساری عظمتیں متزلزل ہو گئیں تھیں منگولوں نے انہیں کاٹ کے رکھ دیا تھا اور بڑی تیزی سے ان کی کثرت کو قلت میں تبدیل کرنے لگے تھے دیکھتے ہی دیکھتے منگولوں کے سامنے روسیوں کی حالت اداس لمحوں کی کہانیوں میں دل آزار خواہشوں اور اداس پیڑوں کے سرد چہروں پر خون سے لکھی ہوئی افسردہ داستانوں سے بھی زیادہ بدتر ہونا شروع ہو گئی تھی۔

یہاں تک کہ کولومنکا ندی کے کنارے منگولوں کے ہاتھوں روسیوں کو بدترین شکست ہوئی اور سوانح نگار لکھتے ہیں کہ اس ندی کے کنارے روسیوں کا قتل عام ہوا اور انہیں بہت زیادہ نقصان اٹھانا پڑا۔

ایک روز دوپہر کے قریب غلزئی اور اس کی بیوی لبید، بیٹا کبیر اور بیٹی حرمہ چاروں ایک کمرے میں بیٹھے باہم گفتگو کر رہے تھے کہ دروازے پر دستک ہوئی تھی۔ دستک سن کر چاروں چونکے تھے۔ اس پر غلزئی اٹھ کھڑا ہوا اس کے ساتھ کبیر بھی اٹھ کھڑا ہوا اور غلزئی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"بابا آپ بیٹھیں میں دیکھتا ہوں کون ہے۔"

www.pdfbooksfree.pk

غلزئی بیٹھا نہیں اور جب کبیر نے دروازہ کھولا تو اتنی دیر میں غلزئی بھی وہاں پہنچ چکا تھا۔ ایک نوجوان دروازے میں اپنے گھوڑے کی باگیں پکڑے کھڑا تھا ایک گہری نگاہ اس نے غلزئی اور کبیر پر ڈالی پھر اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرنے کے بعد وہ ہلکے ہلکے سے تبسم سے کہنے لگا۔

''جو کچھ مجھے بتایا گیا ہے اگر میں اس اندازے کے مطابق غلطی پر نہیں ہوں تو آپ محترم غلزئی اور آپ کے ساتھ آپ کا بیٹا کبیر ہے۔''

اس اجنبی کی طرف دیکھتے ہوئے غلزئی اور اس کا بیٹا چونکے تھے۔ اور اس کی گفتگو نے بھی انہیں ایک طرح سے تجسس میں ڈال دیا تھا۔ پھر غلزئی نے اسے مخاطب کیا۔

''بیٹے برا مت ماننا میں نے تمہیں پہچانا نہیں تم کون ہو تمہارا یہ اندازہ تو درست ہے کہ میں غلزئی ہوں اور میرے ساتھ میرا بیٹا کبیر ہے لیکن میں ابھی تک یہ نہیں جان سکا کہ تم کون ہو؟''

اس پر آنے والے اس اجنبی نے پہلے سے زیادہ کھلتی ہوئی مسکراہٹ میں کہنا شروع کیا۔

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ پہلے سے مجھے نہیں جانتے۔ میں آپ کے لیے اجنبی ہوں آپ میرے لئے نا آشنا ہیں۔ میرا نام عمیر بن نصر ہے یہ نام میرا خیال ہے آپ نے کہیں نہ کہیں سے ضرور سن رکھا ہوگا۔ اس کے علاوہ اپنے تعارف کو مزید عیاں کرنے کے لیے میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ میں خریم بن مقروم اور قریض بن مقروم دونوں کا خالہ زاد ہوں اور یہ جو دو نام میں نے لیے ہیں میرے خیال میں ان سے آپ اچھی طرح واقف ہوں گے۔''

اس نوجوان کے اس تعارف پر غلزئی کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ آگے بڑھ کر وہ اس سے گلے ملا کبیر بھی آگے بڑھ کر اس سے گلے ملا تھا پھر غلزئی اس سے کہنے لگا تھا۔ بیٹے میں تمہیں پہچان گیا ہوں تمہارے خالہ زاد خریم بن مقروم اور قریض بن مقروم دونوں نے یہاں ہمارے ہاں قیام کیا تھا۔ ہماری خوش قسمتی تھی کہ ان دونوں نے مجھے اپنے باپ کی طرح عزت دی میرے بیٹے کا نام کبیر ہے اسے اپنا بھائی کہا اندر میری بیٹی بیٹھی ہوئی ہے نام اس کا حرمہ ہے۔ اسے انہوں نے اپنی بہن بنایا اور میری بیوی کو ماں کہہ کر مخاطب کرتے رہے دونوں بہت اچھے تھے اور مجھے ان کے یہاں قیام کے دوران جو سب سے بڑا دکھ اور صدمہ ہوا وہ یہ کہ یہاں قیام کے دوران ان کا باپ اپنے آخری سفر پر روانہ ہو گیا۔ ان الفاظ پر عمیر بن نصر کی گردن جھک گئی تھی۔ ہونٹ کاٹنے لگا تھا۔ لگتا تھا رو پڑے گا اس لیے کہ آنکھیں تیزی سے جھپکانے لگا تھا اور آنکھوں میں آہستہ آہستہ نمی بھی اتر آئی تھی۔

یہ صورتحال دیکھتے ہوئے غلزئی آگے بڑھا عمیر بن نصر سے اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی

''بیٹا تم اندر آؤ۔ گو خریم اور قریض دونوں بھائیوں نے صرف ایک شب ہی ہمارے ہاں قیام کیا تھا۔ اور اس ایک شب کے دوران ہی دونوں سے میں اور میرے اہل خانہ ایسے مانوس ہوئے کہ ان کے جانے کے بعد لگتا ہے جیسے ہمارے گھر کے دو افراد اس گھر سے غائب ہو چکے ہوں بیٹے اندر آؤ میں تمہارے گھوڑے کو اصطبل میں باندھتا ہوں مجھے خدمت کا موقع دیں۔''

پھر عمیر بن نصر کہنے لگا۔

''محترم غلزئی میں اپنے تجارتی کاروان کے ساتھ ادھر آیا ہوں اس وقت میرا کاروان آپ کی بستی کے باہر میرا منتظر ہے۔ دراصل ہم کچھ سامان لے کر سرائے باتو کی طرف گئے تھے ادھر جانا ہمارے معمولات میں شامل ہے لیکن اس بار ہم بے وقت گئے اس لئے کہ سرائے باتو میں کچھ زیادہ لوگ نہیں ہیں باتو اور اس کا بھائی برقائی خان دونوں لشکر کے ساتھ یورپ پر حملہ آور ہونے کے لیے نکل چکے ہیں۔''

''وہاں سے مجھے کچھ لوگوں سے پتا چلا کہ میرے دونوں بھائی بھی برقائی کے لشکر میں شامل ہو چکے ہیں۔ اور یہ کہ انہوں نے یہاں آپ کے یہاں قیام کیا تھا اور اس قیام کے دوران میرے خالو جو راستے ہی میں بیمار ہو گئے تھے انتقال کر گئے اب آپ کو زحمت دینے سے میرا مقصد یہی ہے کہ اگر آپ برا نہ مانیں آپ کو تکلیف نہ ہو تو مجھے میرے خالو کی قبر تک لے چلیں کہنے کو تو میرے خالو تھے لیکن انہوں نے مجھے ایک شفیق باپ کا پیار دیا۔ خریم اور قریض بے شک میرے خالہ زاد ہیں لیکن ہم تینوں آپس میں سگے بھائیوں جیسے ہیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد عمیر بن نصر لمحہ بھر کے لیے رکا اس کے بعد اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے وہ پھر کہہ رہا تھا۔

''میرے محترم میں اپنے دونوں بھائیوں سے ملنا چاہتا تھا لیکن میری بدقسمتی کہ وہ برقائی خان کے ساتھ سرائے باتو سے کوچ کر چکے ہیں اور ان دنوں وہ منگولوں کے لشکر میں شامل ہیں اور منگول روس کے مختلف شہروں پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔ مجھے یہ سن کر بھی خوشی ہوئی کہ وہ برقائی کے لشکر میں شامل ہو چکے ہیں اور مجھے امید ہے کہ وہ برقائی سے مل کر اپنے دشمنوں سے انتقام لینے میں ضرور کامیاب ہو جائیں گے۔ اگر منگول جنہوں نے یورپ کے خلاف جنگ کی ابتداء کر دی ہے اس دوران وہ اپنے دشمنوں سے انتقام نہ لے سکے تب میں ایک بار پھر لوٹ کر ان علاقوں کی طرف آؤں گا اور اپنے دونوں بھائیوں کے ساتھ مل کر اپنے اس انتقام کی تکمیل کریں گے جو میرا خالو چاہتا تھا اور یہ اس کی زندگی کی آخری خواہش تھی جسے پورا کرنا

www.pdfbooksfree.pk

چاہتے تھے۔"

عمیر بن نصر نے غلزئی کے شانے پر ہاتھ رکھا کہنے لگا۔

"میں ضرور رکتا لیکن میرا تجارتی کاروان جس میں میں شامل ہوں اس کے ارکان بڑی بے چینی اور بے تابی سے میرا انتظار کر رہے ہوں گے۔ میں پھر کبھی آیا تو یہاں ضرور رکوں گا بلکہ یہاں رکتے ہوئے میں اپنے لیے سعادت خیال کروں گا۔"

اس پر غلزئی نے پھر سوال کیا۔

"بیٹے اگر سرائے باتو میں تمہارا سامان نہیں بکا تو کیا اب تم واپس جاؤ گے سامان واپس لے جاؤ گے۔"

عمیر بن نصر مسکرایا کہنے لگا۔

"ہم یہاں سے گرجستان کا رخ کریں گے۔ گرجستان کی ملکہ روسودان اور اس کی بیٹی تھمر ہماری جاننے والی ہیں اور وہ اور ان کے لواحقین ہم سے خاصی مقدار میں تجارتی سامان خریدتے ہیں۔ میرے خیال میں جو ہمارا سامان یہاں سے بچ رہا ہے وہ ان کے ہاں جا کر بک جائے گا۔"

"غلزئی میرے محترم کیا ایسا ممکن نہیں کہ میں اپنی بہن خرمہ اور ماں لبیدہ سے مل سکوں۔ کہ میرے دونوں بھائیوں کا ان سے ایسا ہی رشتہ تھا اور میں اپنی ماں اور بہن کو دیکھنا بھی اپنے لیے ایک سعادت خیال کروں گا۔"

دوبارہ جب ان سرزمینوں کی طرف آیا اور مجھے آنا ہے اس لیے کہ میں نے اپنے بھائیوں سے ملنا ہے اور جب میں آیا تو آپ کے ہاں بھی ضرور آؤں گا۔"

غلزئی اور کبیر دونوں باپ بیٹا عمیر بن نصر کو دولگا کے کنارے اس قبرستان میں لے گئے جس میں خریم اور قریقش کے باپ مقردم کو دفن کیا گیا تھا غلزئی نے جب قبر کی نشاندہی کی تو کچھ دیر کھڑے ہو کر عمیر بن نصر دعا مانگتا رہا پھر وہ بیٹھ گیا۔ غلزئی اور کبیر بڑے غور سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے دعا مانگنے کے بعد کچھ دیر وہ قبر پر ہاتھ پھیرتا رہا پھر دیکھتے ہی دیکھتے پھٹ پڑا سسکنے لگا تھا رو دیا تھا ایسا لگتا تھا جیسے وہ قبر پر ہاتھ پھیرتے پھیرتے قبر سے لپٹ جائے گا۔ اس موقع پر غلزئی اس کی طرف بڑھا اس کے شانے دبائے اسے اوپر اٹھایا پھر اسے مخاطب کر کر کہنے لگا۔

"یہ زندگی عارضی ہے اور ایک نہ ایک روز ہر ایک کو یہاں سے کوچ کر جانا ہے کوئی چیز رہے یہ منزلیں یہ کارواں یہ پھول یہ خوشبو یہ تتلیاں یہ جگنو یہ بھنور و باد بان یہ

لہلہاتی کھیتیاں یہ موسموں کے پرندے یہ چاند سورج ستارے کہکشاں یہ روز و شب کی رعنائیاں یہ ساون گھٹائیں سب عارضی ہیں۔ انسان اور دیگر جاندار چیزیں یہاں بس ایک مستعار میں زندگی بسر کرتی ہیں باقی اسی خداوند قدوس نے رہنا ہے جو لافانی ہے یہ زمین و آسمان اسی کی قدرت کا کمال یہ بحر و بر اسی کی فطرت کا جلال ہیں انسان جرس کی بلند آواز دوں زردی سے گلے ملتے پتوں جستجو میں سرگرداں بگولوں کی طرح یہاں عارضی زندگی بسر کر رہا ہے اور پھر انسان اتنا بے بس ہے کہ اگر وہ تمام بحر کے حسین موتی، ساری کانوں کے عمدہ جواہر بھی خرچ کر دے تب بھی وہ مرنے والے کو لوٹا نہیں سکتا۔

غلزئی کے ڈھارس دینے پر عمیر بن نصر سنبھل گیا تھا سر پر بندھے ہوئے رومال سے اس نے اپنی آنکھیں خشک کر لی تھیں۔ پیچھے ہٹا پھر انتہائی کرب ناک آواز میں وہ غلزئی کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"میں آپ لوگوں کے سلوک کا انتہا درجے کا ممنون اور شکر گزار ہوں۔" پھر اس نے دریائے دولگا کے کنارے ذرا نشیب میں کھڑے اپنے کاروان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"وہ دیکھیں سامنے میرا کاروان کھڑا ہے یہاں سے نکل کر میں وہاں جاؤں گا اپنے کاروان کے ساتھ یہاں سے کوچ کر جاؤں گا۔"

"محترم غلزئی میں سرائے باتو میں اپنے جاننے والے منگولوں سے کہہ کر آیا ہوں کہ جب میرے دونوں بھائی منگولوں کے لشکر کے ساتھ سرائے باتو میں لوٹیں تو انہیں میری آمد سے آگاہ کر دیں۔ میں آپ سے بھی یہی گزارش کرتا ہوں جب میرے دونوں بھائی منگولوں کی شروع کردہ اس جنگ سے لوٹتے ہیں تو اس موقع پر بھی وہ آپ کے ہاں آئیں تو انہیں آپ بھی ضرور بتایئے گا کہ میں اپنے تجارتی کاروان کے ساتھ یہاں آیا تھا اور میری بدقسمتی میں ان دونوں سے مل نہ سکا۔"

اس کے ساتھ ہی باری باری عمیر بن نصر غلزئی اور کبیر سے گلے ملا گھوڑے کی باگ پکڑ کر وہ قبرستان سے نکلا پھر گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے تجارتی کاروان کی طرف چلا گیا تھا۔

غلزئی اور کبیر دونوں قبرستان سے نکل کر اس کے کاروان کی طرف دیکھتے رہے جب اس کا کاروان وہاں سے کوچ کر گیا تب وہ دونوں باپ بیٹا بھی اپنی بستی کا رخ کر رہے تھے۔

۞......۞

حسین و خوبصورت بشار اپنے یورت سے نکلی اس نے دیکھا قریقش بن مقردم اپنے یورت سے نکل کر ایک طرف جا رہا تھا۔ دھیمے سے لہجے میں بشار نے اسے آواز دے کر روکا اس کی

www.pdfbooksfree.pk

پکار سنتے ہی قریش نہ صرف رک گیا بلکہ پلٹا اور بشار کے سامنے آن کھڑا ہوا اور پھر کہنے لگا۔

''میری بہن کیا بات ہے کیا مجھ سے کوئی کام ہے۔''

اس کے جواب میں بشار کہنے لگی۔

''تم نے صحیح اندازہ لگایا مجھے واقعی تم سے کام ہے۔ پہلے یہ بتاؤ کہ تم جا کہاں رہے ہو۔''

قریش کہنے لگا اپنا اور بھائی کا کھانا لانے لگا ہوں اس پر بشار نے کچھ سوچا پھر قریش کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''اگر کھانا لانے لگے ہو تو کھانا لے کر ہمارے یورت کی طرف چلے جانا ہمارا کھانا بھی وہاں آ رہا ہے۔ پھر اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھائیں گے میں تم سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس وقت تمہارے بھائی کہاں ہیں۔''

قریش نے تیز نگاہوں سے بشار کی طرف دیکھا کہنے لگا۔

''وہ اس وقت اپنے یورت میں ہوں گے انہوں نے کہاں جانا ہے۔'' ''بشار نے کچھ سوچا پھر سہمے سہمے ڈرے ڈرے سے کہنے لگی بھائی تم کھانا لینے جا رہے ہو تمہاری غیر موجودگی میں اگر تم اجازت دو تو میں تمہارے بھائی سے ایک ضروری بات کر لوں۔''

جواب میں قریش نے ایک ہلکا سا قہقہہ لگایا۔

''میری بہن! تم بھی عجیب و غریب چیز ہو تم اگر ہمارے یورت میں جا کر بھائی سے بات کرتی ہو کسی موضوع پر ان سے گفتگو کرتی ہو تو مجھے بھلا کیا اعتراض ہو گا۔ یہ بات اپنے ذہن میں بٹھا کر رکھنا کہ مجھے تمہاری ماں اور تمہارے بابا نے بتا دیا ہے کہ تم بھائی کو پسند کرنے لگی ہو اور اپنی پسند کا اظہار اس وقت تک نہیں کرنا چاہتی ہو جب تک تم بھائی کے منہ سے اپنے لیے محبت کا اظہار نہیں سن لیتی ہو۔ ان حالات میں تو یہ خیال کروں گا کہ ہمارے یورت پر میری نسبت تمہارا حق زیادہ ہے تم جب اور جس وقت چاہو یورت میں آ جا سکتی ہو کوئی تمہیں منع نہیں کر سکتا میں کھانا لے کر تمہارے یورت کی طرف چلا جاؤں گا تم جاؤ جس موضوع پر بھائی سے گفتگو کرنا چاہتی ہو کرو لیکن میری ایک شرط ہے۔''

چونکنے کے انداز میں بشار نے قریش بن مقردم کی طرف دیکھا پھر جستجو بھری آواز میں اس نے پوچھ لیا۔

''کیسی شرط......؟''

''شرط یہ ہے کہ جو گفتگو تم میری غیر موجودگی میں بھائی سے کرو اس کی تفصیل مجھے بھی

بشار ہنس دی کہنے لگی۔

''میرے بھائی فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے ان کے ساتھ جس موضوع پر میں گفتگو کرنے جا رہی ہوں اس گفتگو کی پوری تفصیل میں تمہیں بتاؤں گی۔ اب تم جاؤ اور میں تمہارے یورت کی طرف جاتی ہوں۔''

اس پر قریش بن مقردم آگے بڑھ گیا تھا جبکہ بشار آہستہ آہستہ سہمے سہمے انداز میں چلتی خریم بن مقردم کے یورت کی طرف گئی یورت میں داخل ہوئی اندر خریم بن مقردم اس کی طرف پیٹھ کئے بیٹھا تھا اسے اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے بشار کھانسی خریم بن مقردم نے جب پلٹ کر اس کی طرف دیکھا تو شہد اور مٹھاس برساتی آواز میں چہکتے ہوئے بشار بول اٹھی۔

''کیا میں اندر آ سکتی ہوں؟''

اس پر خریم بن مقردم مسکرایا اور کہنے لگا۔

''اندر تو تم آ ہی چکی ہو اور پھر ہمارے یورت میں آنے کے لیے تمہیں کسی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے آ جاؤ۔''

بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے بشار آگے بڑھی خریم بن مقردم کے سامنے وہ ایک نشست پر بیٹھ گئی۔ کچھ دیر خاموش رہی پھر گفتگو کا آغاز خریم بن مقردم نے کیا بشار کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے پھر پوچھ لیا تھا۔

''خیریت تو ہے تمہارے چہرے کے تاثرات سے لگتا ہے تم کسی خاص مقصد کے تحت ہمارے یورت میں آئی ہو۔''

بشار کی نیلی گوہر آنکھوں میں اس موقع پر پھولوں جیسے خواب مہک اٹھے تھے ہونٹوں کی سرخ نمی کچھ اس طرح ہو گئی تھی جیسے شعاعوں نے گلابوں کے لباس زیب تن کر لیے ہوں پھر وہ ہلکی سی مسکراہٹ میں کہنے لگی۔

''میں نے سنا ہے آپ کسی لڑکی کو پسند کرتے ہیں اسے اپنی زندگی کا مقصد بنا چکے ہیں۔''

بشار نے شاید یہ الفاظ گفتگو کا آغاز کرنے کے لیے کہے تھے اور وہ اس موضوع پر خریم بن مقردم کو کریدنا چاہتی تھی۔

اس موقع پر خریم بن مقردم کے چہرے پر طنزیہ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی کہنے لگا۔

''پہلے یہ کہو تم سے یہ بات کس نے کہی؟''

اس پر بشار کہنے لگی۔ فی الحال میں یہ تو نہیں کہوں گی کہ یہ بات مجھے کس نے بتائی میں نے جو سوال کیا ہے اگر آپ برا نا مانیں تو اس کا جواب دیں۔''

www.pdfbooksfree.pk

خریم نے ایک تجسس بھری نگاہ بشار پر ڈالی کہنے لگا۔

"یہ تو کوئی بات نہ ہوئی ایسا سوال تو میں بھی تم سے پوچھ سکتا ہوں کہ مجھے کسی نے بتایا ہے کہ تم کسی کو پسند کرتی ہو۔ تو پھر تمہارا کیا جواب ہوگا۔"

بشار شاید خریم بن مقردم کو اسی موضوع پر لانا چاہتی تھی۔ اس موقع پر اس کے حریری گلابی رخساروں پر پائندہ حسن مزید گہرا ہو گیا تھا۔ مجموعی طور پر اس کی حالت سات رنگوں کی سنسناتی دھنک فلک کے قلب پر لکھے کسی نسخہ کیمیاء اور سجدے کو آسودگی کے لئے آشانہ مل جانے کی سی کیفیت ہو گئی تھی۔ کچھ دیر اس نے سوچا پھر وہ کہہ رہی تھی۔

"اگر آپ نے مجھ سے یہ سوال کیا ہے کہ میں کسی کو پسند کرتی ہوں یا نہیں تو اس کا جواب میرے پاس ہے۔"

اس پر تیز نگاہوں سے خریم بن مقردم نے اس کی طرف دیکھا کہنے لگا۔

"اگر تمہارے پاس جواب ہے تو کہو۔" اس پر بڑی جرات مندی بڑی دلیری کا مظاہرہ کرتے ہوئے بشار کہہ رہی تھی۔

"جس نوجوان کو میں نے پسند کیا ہے وہ اس بے کنار پھیلی دھرتی پر میرے لیے انسانی عظمتوں کا امین صدیوں کے آئینے میں فطرت کی زیبائی ہے۔ سبک آکاش تلے وہ نادر و کمیاب لمحوں تند جذبات کا طلاطم ہے وقت کے خدوخال میں وہ میرے لیے آگ اور خون کے تماشوں اور زندگی کے خونی عذاب کے اندر انتقام کی بڑھی ہوئی آگ کی طرح کھڑا ہو جانے والا ہے۔ یوں جانو وہ میرے کنوار پنے کی خوشبو میرے جسم کا سایہ میرا ادراک میرا وجدان ہے میرے ہونٹوں کا نطق بھید بھری میری محبت کا راز داں میرا روشن آدرش اور پریم نگر کا سندیس ہے وہ میرے سچائیوں کی خوشبو محبت کا سبک موسم ہے۔ وہ میری سانسوں کے تسلسل کا محور میری آنکھوں میں لکھی پہیلیوں کا جواب میرے سینے میں اٹھتا چاہت کا مدوجزر میرے لبوں کے نطق کا محرک ہے۔"

"ابن مقردم میں اس نوجوان کے بغیر خزاں آلود ثمر افسردگی کی چھاؤں سے بھی بدتر ہوں اس کے بناء میری حالت خواب سے محروم چشم جواب سے محروم نامہ تحریر سے محروم کتاب ثمر سے محروم شجر اور پرواز سے محروم طائر کی سی ہے۔ ابن مقردم یوں جانو میرے سکون دل کے سارے دروازے میری محبت کے اوطاقوں کے سارے در اسی کی طرف کھلتے ہیں۔"

"اس لیے کہ وہ آفاق کی پہنائیوں میں نئے دور کی تاریخ لکھنے والے عناصر جیسا بے باک ہنگاموں میں زرد رتوں کی ہولناکی جیسا دلیر زہریلے لمحوں کی کشمکش رقصاں شعلوں

کے کھیل جیسا جرات مند اور جنونی کیفیتوں ہیجانی کی سرمستیوں اور رنجشوں کی داستانوں میں وہ شعلہ زن مدتوں جیسا شجاع اور بہادر ہے۔"

بشار جب خاموش ہوئی تو خریم بن مقردم تھوڑی دیر تک مسکراتا رہا پھر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"ویسے تم بہت اچھی لڑکی ہو جس سے تم چاہتی ہو اس کے لیے تم نے بڑے اچھے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ اس سے اس کے متعلق تمہارے خلوص تمہاری محبت اور تمہارے اعتماد کا اظہار ہوتا ہے پر اس موقع پر میں تمہیں ایک نصیحت کروں گا جو تمہارے لیے آنے والے دنوں میں سودمند اور بہتری کا سبب بن سکتی ہے۔"

بشار نے چونکنے کے انداز میں خریم بن مقردم کی طرف دیکھا۔ پھر دھیمے سے لہجے میں پوچھ لیا۔

"کیسی نصیحت ---؟"

"دیکھو کوچان کی بیٹی! تو انتہا درجہ کی خوبصورت ہے۔ بچپنے کی حدود پھلانگتے ہوئے شباب کی دہلیز پر قدم رکھ رہی ہے۔ اب جب کہ تم نے خود تسلیم کیا ہے کہ تم کسی سے محبت کرتی ہو اور اس سے محبت بھی بے پناہ حد تک کرتی ہو۔ تو تمہارا یوں اس وقت میرے یورت میں آنا جبکہ میں اکیلا ہوں اچھا نہیں لگتا۔ دیکھو یہ ضروری نہیں کہ جس نگاہ سے جس زاویے سے تم حالات کو دیکھتی ہو نگاہوں کے اسی زاویے سے دوسرے لوگ بھی دیکھیں جس نوجوان سے تم محبت کرتی ہو پہلے یہ بتاؤ کہ کیا وہ کہیں اور رہتا ہے یا اس لشکر میں شامل ہے۔"

بشار نے تیز نگاہوں سے خریم بن مقردم کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔ "وہ یقیناً منگولوں کے لشکر میں شامل ہے۔"

خریم بن مقردم نے کچھ سوچا اس کے چہرے پر سنجیدگی پھیل گئی تھی پھر دوبارہ وہ بشار کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"تو پھر تم میری ایک بات یاد رکھنا بلکہ اپنے دل پر لکھ کر رکھنا میرے ہی نہیں کبھی بھی کسی مرد کے خیمے میں اس وقت مت جانا جب وہ اکیلا بیٹھا ہوا ہو اس طرح جب اس نوجوان کو خبر ہوگی جس سے تم محبت کرتی ہو تو اس کے دل پر کیا گزرے گی وہ تمہارے متعلق مشکوک ہو جائے گا تمہیں شک کی نگاہ سے دیکھے گا تمہاری محبت کے اندر شک و شبہ کے الہام اٹھنا شروع ہو جائیں گے۔ میرے خیال میں تم میرے کہنے کے مقصد اور مطلب کو سمجھ رہی ہو گی۔"

بشار کے خوبصورت لبوں پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا۔

www.pdfbooksfree.pk

"جو کچھ آپ کہنا چاہتے ہیں یا جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں۔ میں سب سمجھ رہی ہوں لیکن جس جوان سے میں نے محبت کی ہے اس کے دل کا بھید تو میں نہیں جانتی لیکن جہاں تک بظاہر میں اسے سمجھ سکی ہوں وہ کبھی بھی آپ سے میرے ملنے جلنے پر برہم نہیں ہوگا اس لیے کہ آپ نے مجھے یوری کے ہاتھوں سے نجات دی اس لحاظ سے آپ میرے سب سے بڑے محسن اور مربی ہیں۔"

خریم بن مقروم نے پھر پہلے جیسے انداز میں کہنا شروع کیا۔

"میں تمہاری اس بے بنیاد توجیہی کو تسلیم نہیں کرتا یاد رکھنا ہر انسان کے اندر خواہ وہ کیسا ہی برا ہو وہ کیسا ہی نیک اور انتہا درجہ کا شریف ہو نیکی و بدی کے داعیے ہوتے ہیں۔ جہاں نیکی کے داعیے اپنا کام کرتے ہیں وہاں بدی اور برائی کے داعیے بھی اپنے فرائض انجام دیتے ہیں۔ اور وہ شیطانی قوتوں کی طرح انسان کو اس کے اصل راستے سے بھٹکانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ بھی یاد رکھنا کہ انسانی ذہن اور اس کا قلب خیر کی نسبت برائی کی طرف زیادہ مائل ہوتا ہے۔ اس لیے کہ برائی میں بڑی کشش اور چاشنی ہوتی ہے اگر تم کسی مرد کے خیمے میں اس وقت اکیلی جاتی ہو جس میں وہ مرد بھی اکیلا ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ مرد جس سے تم محبت کرتی ہو کہیں وہ تم سے بدظن نہ ہو جائے۔"

خریم بن مقروم جب خاموش ہوا تو اس کی طرف دیکھتے ہوئے بشار کہنے لگی۔

"آپ نے جو مجھے نصیحت کی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے بھی کسی سے محبت کی ہے۔ کیا آپ بتائیں گے کہ آپ نے بھی زندگی میں کسی کو چاہا ہے۔"

بشار کے اس سوال پر لمحہ بھر کے لیے خریم بن مقروم اداس اور افسردہ ہو گیا تھا۔ گردن اس کی جھک گئی تھی اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے بشار بھی بیچاری کٹ کے رہ گئی تھی۔ فوراً بولی اور کہنے لگی۔

"مجھے افسوس ہے شاید میرے سوال نے آپ کو افسردہ کر دیا ہے۔ مجھے ایسا سوال نہیں کرنا چاہیے تھا۔"

"کیا ایسا تو نہیں کہ زندگی میں نے کسی کو چاہا ہو اور اس نے آپ کا ساتھ نہ دیا ہو۔" اس پر خریم بن مقروم نے فوراً اپنے آپ کو سنبھال لیا ہلکا سا تبسم اس کے لبوں پر بکھر گیا تھا۔ پھر ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"میں نے کسی سے کیا محبت کرنی ہے کبھی اس موضوع پر سوچنے کا موقع ہی نہیں ملا پہلے وہ دیگر قریبی عزیز دشمنوں کے ہاتھوں ہلاک ہو گئے ماں کی موت کے بعد دکھ کے

کوہسار ہمارے سینے میں الجھے رہے اداس رتوں کے گلاب ہمارے ہونٹوں پر اٹکے رہے۔ دھرتی کے بے تعلقات لمحوں نے ہمیشہ ہماری جھولی ہمارے دامن میں شاداب رتوں کے بجائے خزاں کے نوحے اور مسرت بھرے الفاظ کے بجائے آنسوؤں کے قصے ہی ڈالے ہمارے پاؤں میں ہمیشہ خوف کے اندھیرے باندھ کر رکھے۔ کبھی ہمارے دل میں محبت بھری چاندنی کا پرتو نہ ہوا۔ دل کے چپ دریچوں میں ہمیشہ بے حال بستیوں ٹوٹے آنگنوں ہی کا سماں رہا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد آہ بھرنے کے انداز میں خریم بن مقروم نے ایک لمبا سانس لیا اور اس کے بعد وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

"وقت کی راہ کے پُر پیچ سفر میں ہم دونوں بھائیوں کو کبھی دل و جان کی راحت نگاہوں کی تسکین حاصل نہ ہوئی۔ زمانے کی جلتی دھوپ میں ہمیں سنسان راہوں پر سسکتی ہواؤں کے سوا کچھ نہ ملا۔"

خریم بن مقروم مزید کہنا چاہتا تھا کہ چونکنے کے انداز میں خاموش ہو گیا اس لیے کہ اس نے دیکھا اس کے سامنے بیٹھی بشار رو رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے تھے۔ خریم بن مقروم نے جب سوالیہ سے انداز میں اس کی طرف دیکھنا شروع کیا تو وہ بیچاری ہلکی ہلکی ہچکیوں اور سسکیوں میں رونے لگی تھی۔

خریم بن مقروم تھوڑی دیر تک عجیب سے انداز میں اس کی طرف دیکھتا رہا پھر ہمدردی لہجے میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"لگتا ہے میرے ان جملوں نے تمہاری دل شکنی کی ہے اس کے لیے میں معذرت خواہ ہوں دیکھو بشار......"

خریم بن مقروم کو رک جانا پڑا اس لیے کہ جلدی جلدی بشار نے اپنے آپ کو سنبھال لیا پھر اپنے ہونٹوں پر خوش باش تبسم بکھیرتے ہوئے کہنے لگی۔

"دراصل آپ نے جو حالت بیان کی ان سے میرا دل بھر آیا بہر حال میری آپ کے لیے دعا ہے کہ آنے والے دنوں میں خداوند قدوس آپ کو ہمیشہ سکون قلب عطا فرمائے اب اٹھیں ہمارے یورت میں چلیں دوپہر کا کھانا وہیں کھایا جائے گا۔"

تیز نگاہوں سے خریم بن مقروم نے اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"کھانا تو قریفش لینے گیا ہے۔ وہ یہیں لے آئے گا ہم دونوں بھائی یہیں کھا لیں گے۔"

جواب میں بشار مسکرا دی کہنے لگی۔

www.pdfbooksfree.pk

''وہ کھانا یہاں نہیں لے کر آئے گا بلکہ کھانا لے کر ہمارے یورت میں پہنچ چکا ہوگا وہ راستے میں مجھے ملا تھا۔ میں نے اسے کہا تھا کہ کھانا ہمارے یورت میں لے جانا وہیں اکٹھے بیٹھ کر کھائیں گے۔ میری ماں اور باپ بھی اس وقت بڑی بے چینی سے آپ کا انتظار کر رہے ہوں گے۔ میں انہیں بتا کے آئی تھی کہ میں آپ کے پاس جا رہی ہوں۔''

''اس موقع پر میں آپ سے مزید کچھ کہنا چاہتی ہوں ایک بات اپنے ذہن میں رکھئے گا کہ میں کبھی بھی اپنے ماں باپ کے بتائے بغیر آپ کی طرف نہیں آتی آپ میرے محسن ہیں میرے مربی ہیں۔ میں آپ پر اعتماد اور بھروسہ کرتی ہوں میرے ماں باپ بھی میری ہی طرح آپ پر بے کنار بے انتہا بھروسہ کرتے ہیں۔ اس بناء پر میں آپ کے یورت میں اس وقت بھی داخل ہونے کی جرات کرتی ہوں جب آپ اکیلے بیٹھے ہوتے ہیں۔ اب اٹھیں چلیں چل کر کھانا کھائیں۔''

بشار کے کہنے پر خریم بن مقردم چپ چاپ کسی معصوم اور فرمانبردار بچے کی طرح اٹھ کھڑا ہوا دونوں یورت سے نکلے اور جب وہ باشکیری سردار کو چمان کے یورت میں داخل ہوئے تو قریش کے علاوہ بشار کا باپ کوچمان اور ماں سمنائی تینوں اکٹھے بیٹھے شاید ان دونوں کا انتظار کر رہے تھے وہ دونوں جب یورت میں داخل ہوئے تب سمنائی نے کھانے کے برتن لگا دیے پھر پانچوں اکٹھے بیٹھ کر وہاں یورت میں کھانا کھا رہے تھے۔

کولومنکا ندی کے کنارے روسیوں کے بہت بڑے لشکر کو ذلت آمیز شکست دینے کے بعد چند روز تک منگولوں نے ندی کے کنارے پڑاؤ کیے رکھا اس کے بعد پھر انہوں نے اپنی پیش قدمی شروع کی اب ان کا رخ روس کے مرکزی شہر ماسکو کی طرف تھا۔ اس زمانے میں ماسکو بلندی پر ایک چھوٹا سا شہر ہوا کرتا تھا۔ اور یہ اس جگہ آباد تھا۔ جہاں آج کل بلندی پر کریملن کی عمارتیں ہیں۔ روسی تہیہ کیے ہوئے تھے کہ وہ ہر صورت میں ماسکو کو منگولوں کے سامنے زیر ہونے سے بچائیں گے اردگرد کے علاقوں سے بے شمار چھوٹے بڑے لشکر ماسکو سے باہر جمع ہونے شروع ہو گئے تھے۔ ماسکو کے قریب جو ماسکووہ اور رنگی ناپا ندیوں کا سنگم تھا۔ وہاں روسیوں نے اپنی قوت و طاقت کو مستحکم اور استوار کرنا شروع کر دیا تھا۔ شمال کے وحشی سائبریا کے خون خوار جنگجو ماسکو کے نواح میں جمع ہونا شروع ہو گئے تھے۔ اردگرد کے علاقوں سے برف باری میں بھی اپنے دشمنوں کو روند دینے والی قوتیں بھی ماسکو کے دفاع کے لیے حرکت میں آ چکی تھی۔ یوں منگولوں کی راہ روکنے کے لیے ان پر پسپائی مسلط کرنے کے لیے روسیوں نے ایک طرح سے اپنی پوری طاقت اور قوت کو ماسکو کے نواح میں جمع کر لیا تھا۔

روسیوں نے یہ بھی فیصلہ کر لیا تھا کہ جونہی منگول ماسکو کے نواح میں پہنچتے ہیں انہیں سنبھلنے کا موقع نہ دیا جائے اور فوراً ان پر حملہ آور ہوا جائے۔ اور انہیں واپس بھرنی نیں صحرائے گوبی کی طرف بھاگ جانے پر مجبور کر دیا جائے۔

لیکن روسیوں کی بدبختی اور بدقسمتی کہ انہوں نے منگولوں کی نقل و حرکت کا جائزہ لینے کے لیے اپنے کوئی زیادہ فعال مخبر مقرر نہیں کیے جبکہ منگولوں کے ہرکارے بڑی تیزی سے پل پل کی خبریں سوبدائی باتو خان اور برتائی تک پہنچا رہے تھے اور انہی اطلاعات کی روشنی میں وہ اپنے لشکر کی صفیں استوار اور درست رکھتے ہوئے ماسکو کی طرف بڑھے تھے۔

جونہی منگول ماسکو کے قریب پہنچے روسیوں کا لشکر تاروں کے کفن پہنتی شام میں آتی جاتی رتوں کی لکیروں کی طرح بحر کی سطح تک کو لرزاں کر دینے والے طوفانوں اور بے کراں شب کے اطراف میں ہر شے کی گردن پر لہو کی صلیبیں کھڑی کر دینے والی دہشتوں کی طرح حملہ آور

www.pdfbooksfree.pk

ہو گئے تھے۔

لیکن منگولوں کو پسپا کرنا یا ان کی مقدار کو کم کر کے انہیں شکست قبول کرنے پر مجبور کرنا آسان نہ تھا منگول رگ و پے کے رموز میں ہار کو جیت میں بدلنے تقدیر کو اپنے سامنے مات کرنے کے لیے ترغیب عمل کے عروج کو استعمال کرنا جانتے تھے۔ وہ آباد شہروں کو دھوئیں کے سایوں اور زندگی کے تلاطم کو سلگتی خاک اداس شاموں اور سونی پڑی گلیوں میں تبدیل کرنے کے ہنر سے بھی واقف تھے۔

لہٰذا جوابی کارروائی کرتے ہوئے سنسان ویران اور ایک پستہ فضاؤں میں وہ روسیوں پر آفتوں کے سیل بے پناہ کی طرح ٹوٹ پڑے تھے ایسا لگتا تھا کہ ماسکو کے نواح میں لہو کی چنگاریاں پھوٹ پڑی ہوں۔

منگول جو صدیوں کے بند کواڑ توڑ کر لہو کی چھینٹیں اڑانے کے بڑے شوقین تھے وہ ریزہ ریزہ کر دینے والے عناصر کی طرح روسیوں پر چھانا شروع ہو گئے تھے وقت کی بہتی ناؤ میں روسیوں کو منگولوں نے زیست کے وفا شعار حروف غلط کی طرح مٹاتے ہوئے ان پر چاروں طرف سے گمبھیر صورت یلغار کر دی پھر بڑی تیزی کے ساتھ منگولوں کے مقابلے میں روسیوں کی حالت سلگتی بجھتی موہوم آس غم پرستی کے سیاہ جبر اور خون خراب اوڑھے شکست سے بھی زیادہ بری ہونا شروع ہو گئی تھی۔

بہر حال منگولوں کے مقابلے میں روسیوں کو بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا اور ماسکو پر منگولوں کا قبضہ ہو گیا۔

اسے منگولوں کی بدقسمتی کہئے یا روسیوں کی خوش بختی کہ منگول اپنی فتوحات کا ثمر زیادہ دیر تک سنبھال کر نہ رکھ سکے اور وہ اقوام جنہیں انہوں نے اپنا غلام بنایا جن کے خلاف انہوں نے فتوحات حاصل کی تھیں ان کے خلاف آہستہ آہستہ طاقت اور قوت پکڑنے لگے۔

یہی معاملہ روس میں بھی ہوا پندرھویں صدی عیسوی کے لگ بھگ روسیوں نے منگولوں کی غلامی کا جوا اتار پھینکا اور اس کے بعد انہوں نے اپنی گزشتہ شکستوں کا بدلہ لینے کے لیے پیش قدمی کا آغاز کیا۔

سب سے پہلے روسی حکمران آئی وان نے پرم پر قبضہ کیا اس کے بعد جلد ہی وہ وائیگا پر قابض ہو گیا آئی وان انتہائی ظالم شخص تھا اس نے منگولوں کی وحشت کو بھی پیچھے چھوڑ دیا لہٰذا نام آئی وان وحشی پڑ گیا تھا۔

ا کے ہاتھوں جو انہیں شکست ہوئی اس کا انتقام انہوں نے دوسری اقوام سے لیا

چار سال بعد دریائے وولگا کے ڈیلٹا پر واقع استرا خان بھی ان کے سامنے سرنگوں ہو گیا پھر انہوں نے کاسکوں کو اپنے ساتھ ملا کر اپنی طاقت اور قوت میں اضافہ کیا اور دنیا پر قبضہ کرنے کے خواب دیکھنے لگے کاسک قبائل روسیوں سے بھی بڑھ کر وحشی اور ظالم تھے۔

سولہویں صدی کے بعد آخر میں روسی دریائے یورال اور دریائے تریک کی وادیوں میں قابض ہو گئے جو ایک طرف مشرق اور دوسری طرف جنوب میں ایشیا کی سرحدوں تک پھیلی ہوئی تھی۔

ایشیا میں جب روس کو فتوحات حاصل ہوئیں اس میں کاسکوں نے نہایت اہم کردار ادا کیا روسیوں نے بڑی چابکدستی اور ہوشیاری سے ان فتوحات میں کاسکوں سے کام لیا۔

کاسکوں کے ظہور سے متعلق کچھ وثوق سے نہیں کہا جا سکتا ان کے ظہور کا کوئی صحیح وقت بھی متعین نہیں ہے لیکن کہا یہ جاتا ہے کہ چودھویں صدی کے نصف آخر میں روس اور پولینڈ کا تاریخی ریکارڈ دستیاب ہوتا ہے اس میں کاسکوں کا ذکر ملتا ہے کاسک دو قسم کے تھے۔

ایک پولینڈ کے کاسک دوسرے روسی کاسک۔

یہ کاسک قبائل طبعاً سرگرم مستعد اور زبردست مہم جو تھے جو غالباً حکمرانوں کے ظلم و ستم یا اپنے ہی کسی جرم کے نتائج سے خوفزدہ ہو کر یا کسی اور وجہ سے اپنے وطن سے نکلنے پر مجبور ہوئے اور وہ جنوبی اور تارتاری قلمرو کی شمالی حدود کے درمیان میں جو ریگستان پر مشتمل ہے اور جسے عام طور پر میدان کہا جاتا اس میں آ کر پناہ گزین ہو گئے۔

صحرائی زندگی کی صعوبتوں سے پریشان ہو کر منتشر کاسکوں نے اپنی شیرازہ بندی کی۔ وہ فطرت کی چیرہ دستیوں کے خلاف نبرد آزما تھے۔ ان کی تمام تر مشترکہ جدوجہد صحرائی زندگی کی صعوبتوں کے خلاف تھی اور یہی جدوجہد باہمی اتحاد اور قربت کا باعث بن گئی جس کی بدولت آخر وہ ایسی معاشرت کے قیام میں کامیاب ہو گئے جو آگے چل کر کاسک خاندانوں اور قبائل کی بنیاد بن گئی یہ قبائل ہمہ وقت لڑنے مرنے پر تیار رہتے تھے ان کی گزر اوقات کا واحد ذریعہ لوٹ مار تھا مگر وہ آزاد منش تھے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ روس کے دوسرے علاقوں میں جہاں جابر اور ظالم افراد حکمران بن گئے کاسکوں نے سکونت اختیار کر کے میدان کا رخ کیا اس طرح کاسکوں کے ان گروہوں میں اضافہ ہوا آخر کار وہ ایک بہت بڑی قوم بن کر نمودار ہوئے۔

کاسکوں کے لیے اپنی عملداری میں ان دنوں توسیع کے وسیع مواقع تھے جن دنوں یہ اپنے آپ کو متحد کرنے کے لیے جدوجہد کر رہے تھے روس کے جنوبی سرحدی علاقوں میں کسک ارل رلیان اور کچھ دوسری چھوٹی چھوٹی حکومتیں اور ریاستیں قائم تھیں جبکہ تارتاریوں کی حکومت کو بحر

www.pdfbooksfree.pk

اسود اور بحر اندوف کے کنارے واقع علاقوں تک محدود تھی ڈان اور کچھ دوسرے دریا اسی میدان میں بہتے تھے اور یہ درمیانی علاقہ کاسکوں کی جولان گاہ تھا۔

کاسکوں کے بعض قبائل روس کی سرحد پر آباد ہو گئے روسی حکومت نے انہیں اپنی سرحدوں پر بطور محافظ اور نگران مقرر کر رکھا تھا لیکن باقی کاسک میدان ہی میں سکونت پذیر رہے اور لوٹ مار کو اپنی زندگی کا ذریعہ بنائے رکھا۔

منگولوں سے نجات حاصل کرنے کے بعد اور اپنی طاقت اور قوت کو استوار کر کے روسیوں نے کاسکوں پر ضرب لگائی کیونکہ یہ لوگ روس کے سرد علاقوں میں لوٹ مار کیا کرتے تھے اس لئے قائم فوجوں نے ان کا برا حشر کیا اور لاتعداد کاسکوں کو عظیم روسی سلطنت کے دوسرے حصوں میں زبردستی منتقل کر دیا گیا سرحدی علاقوں میں آباد کاسکوں نے اس مصیبت سے بچنے کے لیے راہِ فرار اختیار کر لی اور ان کی بڑی تعداد بھاگ کر میدان میں پناہ گزین ہو گئی۔

بعض تو روسیوں سے اس قدر خوفزدہ ہوئے کہ وہ میدان کو بھی پار کر کے دریائے تیریک اور ڈان کی وادیوں میں آباد ہو گئے اور ان علاقوں میں کاسکوں کی اولین آبادی بھی یہی لوگ خیال کیے جاتے ہیں۔

کاسک آباد کار اپنے وسائل کے اعتبار سے اپنی آزادی کی مدافعت کے قابل نہ تھے چنانچہ انہوں نے اپنی مدد کے لیے ماسکو کی طرف اپنی وفاداری کا ہاتھ بڑھایا روسی حکومت نے فوراً کاسکوں کی وفاداری قبول کر لی اور انہیں اپنے لشکروں میں شامل کر لیا اس طرح کاسکوں کی مدد سے روسیوں نے اپنی سلطنت میں توسیع کرتے ہوئے روس کو ایک عالمی طاقت بنا دیا۔

روسیوں کو چونکہ منگولوں کے ہاتھوں بے پناہ تباہی اور ظلم کا شکار ہونا پڑا تھا لہٰذا طاقت اور قوت حاصل کرنے کے بعد منگولوں سے آزادی اور نجات پانے کے بعد یہ روسی منگولوں سے بھی کہیں زیادہ ظالم جابر ثابت ہوئے اس کی چند مثالیں کچھ اس طرح پیش کی جاتی ہیں۔

روسیوں کا حکمران آئی وان چہارم انتہا درجہ کا وحشی ظالم انسان تھا اس کا نام ہی وحشی ہو گیا تھا تیرہ برس کی عمر میں اس نے غصے کے عالم میں اپنے سب سے بڑے مشیر کو شکاری کتوں سے پھڑوا ڈالا اس شخص کے سوشلسٹ روسی بھی مداح میں اسٹالن نے اسے ترقی پسند حکمران کہا تھا۔

روسی حکمران پیٹر اول کی ستم گری اور خونخواری بھی تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہے اس نے الیکسی کو عذاب دے دے کر مار ڈالا اور بارہ ہزار شاہی محافظ بے یک وقت جماعت قتل کروا دیئے۔

آئی وان پنجم کی بیٹی زارینہ نے تفریح طبع کے لیے اپنے دربار میں کئی بونے بیوقوف اور کوزہ کشت مرد زن جمع کر رکھے تھے یہ عورت جب اشتعال میں آتی تو ان غریبوں کی شامت آ جاتی بے رحمی اور سنگدلی میں یہ عورت ظالم مرد حکمران سے پیچھے نہ تھی۔

ایک بار زارینہ نے سرکاری تقریب میں ایک انتہائی ظلم کی مثال قائم کر دی اس کے لشکریوں نے اپنی بندوقوں کا رخ ہجوم کی طرف کر دیا اور کئی آدمی مر گئے اس پر زارینہ خود اور اس کے درباری ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہو گئے۔

ایک مرتبہ وہ اپنے درباری سے اس لئے خفا ہو گئی کہ اس نے کسی غیر موزوں عورت سے شادی کر لی تھی بدقسمتی سے وہ عورت مر گئی زارینہ نے اس درباری کی شادی انتہائی بدصورت اور بونی عورت سے کرا دی۔

اور پھر ان دونوں کو شب عروسی گزارنے کے لیے ایک برفانی محل میں بند کر دیا جو خاص اسی تقریب کے لیے تیار کیا گیا تھا کہتے ہیں صبح دونوں میاں بیوی منجمد پائے گئے۔ یہ خونخوار عورت درباریوں سے سنگین مذاق کرتی تھی ان دل لگیوں اور اسی تفریحی مشاغل میں ان کے ہاتھ پاؤں تک توڑ دیتی تھی اور قہقہے لگاتی تھی۔

ظلم کی انتہا کی یہ حالت صرف حکمرانوں کی نہیں تھی بحیثیت مجموعی روسیوں کا یہی عالم تھا ہر ایک اپنے دائرے میں اذیت پرست اور جبر پسند تھا انسانیت کی تحقیر اور تذلیل ان کا دل پسند مشغلہ تھا بونوں بیوقوفوں اور کوزہ پشتوں کا بطور تفریح استعمال روسیوں کی قدیم روایت تھی اس کے علاوہ کمیرے اور مزدور بچارے بھی ان کی بے رحم فطرت کا نشانہ بنتے تھے۔

روسیوں کے ان مظالم کی وسعت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ صرف ایک ارسٹوکریٹ کے پاس تین لاکھ مزدور اور غلام تھے ان لوگوں کو انسان بھی نہ سمجھا جاتا تھا یہ ایسی جائیداد تھے جو اپنے آقاؤں کی مرضی کے خلاف نہ کہیں جا سکتے تھے نہ کسی دوسرے زمیندار کے پاس کام کر سکتے تھے آقا کی مرضی کے بغیر شادی بھی نہ کر سکتے تھے روسی ان لوگوں کے ساتھ امریکا کے نیگرو سے بھی زیادہ بدتر سلوک کیا کرتے تھے۔

۞......۞

بہر حال منگولوں نے ماسکو کی فوج میں روسیوں کو بدترین شکست دی روسی بھاگ کھڑے ہوئے تعاقب کر کے منگولوں نے ان کا خوب قتل عام کیا اور باقی بچنے والے ادھر ادھر منتشر ہو گئے منگولوں نے ماسکو کو نظر آتش کر دیا سوانح نگار لکھتے ہیں کہ ماسکو کے لوگ منگولوں کی اس فتح کے بعد شہر سے اس طرح بھاگ نکلے کہ انہوں نے کچھ اور نہ دیکھا بس جدھر منہ اٹھا بھاگتے

www.pdfbooksfree.pk

چلے گئے تھے۔

ماسکو کو فتح اور برباد کرنے کے بعد منگولوں نے روس کے دوسرے بڑے شہر اور انتہائی مستحکم قلعے ولادی میر کا رخ کیا ولادی میر کا حاکم ان دنوں ایک شخص کنیاز یوری تھا اسے منگولوں کے حملہ آور ہونے کی خبر ہو چکی تھی لہٰذا اس نے روس کے دوسرے حکمرانوں کی نسبت منگولوں سے نپٹنے کے لیے نیا طریقہ کار اختیار کیا۔

اسے جب خبر ہوئی کہ منگول ولادی میر پر حملہ آور ہونے کے لیے ماسکو سے پیش قدمی کر چکے ہیں تب اپنے خاصے بڑے لشکر کو لے کر یہ کنیاز ولادی میر سے نکل گیا اور قریبی جنگلوں میں جا کر روپوش ہو گیا تاہم اس نے اپنے لشکر کا ایک حصہ ولادی میر میں رکھا۔

ایسا کرنے کے لئے اس کا نقطہ نظر یہ تھا کہ منگول جب ولادی میر پر حملہ آور ہوں گے وہ اپنی گھات سے نکل کر ان پر حملہ آور ہو گا۔ انہیں اپنے ساتھ الجھانے کی کوشش کرے گا اور جب منگول اس کے ساتھ الجھیں گے تو پشت کی جانب سے وہ لشکر پر حملہ آور ہو گا جو ولادی میر شہر میں شہر میں محصور ہو گا اور منگول جب ولادی میر میں محصور رہنے والے لشکر کا رخ کریں تو پشت کی طرف سے تو وہ خود ان پر حملہ آور ہو کر انہیں نقصان پہنچائے گا اس طرح کنیاز نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ دو طرفہ حملوں سے منگول پسپائی اختیار کرتے ہوئے جدھر سے آئے ہیں لوٹ جائیں گے۔

یہ ولادی میر کے حکمران کنیاز کی خوش فہمی تھی اس لیے کہ منگولوں کے لشکر کے آگے آگے کام کرنے والے ہرکارے بڑی تیزی اور سرعت کے ساتھ باتو خان کو دشمن کی نقل و حرکت کے متعلق آگاہ کر رہے تھے۔

جب باتو اور برقائی خان کو یہ اطلاع ملی کہ ولادی میر کا حکمران کنیاز لشکر کے ایک حصے کے ساتھ قریبی علاقوں میں گھات میں چلا گیا ہے تب جہاں لشکر سفر کر رہا تھا وہیں صلاح و مشورے کے لیے روک دیا گیا۔

باتو خان برقائی خان سوبودائی ایک جگہ جمع ہوئے پھر سوبودائی کو مخاطب کر کے باتو خان کہنے لگا۔

یہاں لشکر روکنے کا مقصد یہ ہے کہ ولادی میر کے پہنچنے سے پہلے پہلے کنیاز سے نپٹنے کا طریقہ طے کر لیا جائے میں نہیں چاہتا کہ وہ پشت پر سے حملہ آور ہو کر ہمارے لیے مسائل کھڑے کرے میرا ارادہ ہے یہیں سے لشکر کا ایک حصہ علیحدہ کر دیا جائے جو ولادی میر کے کنیاز پر حملہ آور ہونے کے لیے کوچ کرے باقی لشکر کے ساتھ ہم ولادی میر کا رخ

کریں گے۔

باتو جب خاموش ہوا تب اس کے اس مشورے کو سراہتے ہوئے سوبودائی کہنے لگا باتو خان تمہارا یہ مشورہ قابل ستائش ہے اس طرح ولادی میر کے حکمران کنیاز کو ہم اپنے لیے بے خطر بنا سکتے ہیں اور ایسا ہمیں کرنا چاہیے۔

سوبودائی جب خاموش ہوا تو برقائی اپنے بھائی کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

اس موقع پر آپ دونوں مجھے اجازت دیں تو میں ایک مشورہ پیش کرنا چاہتا ہوں سوبودائی نے مسکراتے ہوئے برقائی کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

اس میں اجازت مانگنے کی کیا ضرورت ہے تمہارا مشورہ ہمیشہ قابل اہمیت ہوتا ہے کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔

اس پر برقائی خان مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

"میں چاہتا ہوں کہ لشکر کا جو حصہ علیحدہ کر کے ولادی میر کے حکمران کنیاز کی سرکوبی کے لیے بھیجا جائے اس کا سالار خریم بن مقروم کو بنایا جائے محترم سوبودائی میں چاہتا ہوں کہ آنے والے روسیوں میں یہ ہونہار نوجوان میرا دست راست ثابت ہو میں اسے زیادہ سے زیادہ جنگوں میں حصہ لینے کا موقع دینا چاہتا ہوں تا کہ جنگوں میں اس کی مہارت نمایاں ہو کر سامنے آئے میرے خیال میں آپ دونوں کو اس سلسلے میں کوئی اعتراض نہیں ہو گا یہ شخص میرا پرانا جاننے والا ہے ویسے بھی مکیار انتہا درجہ کے جنگجو ہوتے ہیں اس کا باپ بھی میرا خوب جاننے والا تھا اور پھر آپ جانتے ہیں کہ ان مہموں سے فارغ ہونے کے بعد یہ وحشی سلافوں سے انتقام بھی لینا چاہتا ہے اس طرح میں چاہتا ہوں کہ زیادہ سے زیادہ جنگوں میں شرکت کر کے اسے جنگی مہارت اور تجربہ حاصل ہو۔"

برقائی خان جب خاموش ہوا تب باتو خان مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

"برقائی میرے بھائی میں تمہاری اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں اس سے پہلے دریائے ٹیمل کی مہم میں جس قدر لشکر خریم بن مقروم کی سرکردگی میں دیا گیا تھا وہی لشکر اس کے حوالے کر دو ہرکارے جو ولادی میر کے حکمران کنیاز کے متعلق خبریں لے کر آئے ہیں انہیں خریم بن مقروم کی راہنمائی پر مقرر کر دو اور اس سے کہو کہ یہاں سے کوچ کر جائے جبکہ باقی لشکر کو لے کر ہم ولادی میر کا رخ کریں۔

www.pdfbooksfree.pk

حسین اور خوبصورت بشار اپنی ماں اور باپ کے ساتھ اپنے یورت میں بیٹھی تھی کہ کسی نے آواز دے کر اس کے باپ کوچمان کو باہر بلایا۔ کوچمان جب باہر نکلا تو اس منگول نے بڑی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے اسے مخاطب کیا۔

''سردار آپ کو سائیں باتو خان نے بلایا ہے۔''

ان لفاظ پر کوچمان نے مڑ کے یورت کے اندر دیکھا اور اپنی بیوی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میں ابھی تھوڑی دیر تک آتا ہوں اس کے بعد وہ اس منگول کے ساتھ چلا گیا تھا۔''

اس موقع پر بشار اور اس کی ماں سمنائی دونوں یورت سے باہر نکلیں انہوں نے دیکھا کوچمان کے علاوہ کرغیز سردار گوچلوک اور خریم بن مقردم ایک طرف جا رہے تھے جبکہ قریض اپنے یورت کے سامنے کھڑا تھا۔

یہ صورتحال دیکھتے ہوئے سمنائی اور بشار دونوں ماں بیٹی قریض کے پاس آئیں پھر بشار نے قریض کو مخاطب کیا۔

''بھائی یہ لوگ کہاں گئے ہیں خیریت تو ہے۔''

اس پر قریض کہنے لگا۔

''میری بہن سب خیریت ہے بھائی کے علاوہ تمہارا باپ اور کرغیز سردار گوچلوک کو باتو خان نے بلایا ہے یہاں تک کہتے کہتے قریض خاموش ہو گیا اس لئے کہ اسی لمحہ کرغیز سردار گوچلوک کی بیٹی طائسی اور اس کی ماں منگتائی ایک طرف سے ان کے قریب آتے دکھائی دیں اور ان کے پیچھے پیچھے سائیں باتو خان کی بیٹی بختائی بھی تقریباً بھاگتی ہوئی اس سمت آ رہی تھی انہیں دیکھتے ہوئے قریض خاموش ہو گیا تھا۔ جب طائسی منگتائی اور بختائی تینوں وہاں آن کھڑی ہوئیں تب طائسی نے قریض کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

''کیا آپ جانتے ہیں کہ لشکر کو کیوں روکا گیا ہے اور سرداروں کے علاوہ آپ کے بھائی کو کیوں طلب کیا گیا ہے۔''

اس پر قریض کہنے لگا۔

...لاروں کو بلایا گیا ہے لشکر کو کیوں روکا گیا ہے یہ تو مجھے خبر نہیں ہے ابھی سب لوٹ ...ے گا۔'' اس پر طائسی نے باتو خان کی بیٹی بختائی کی طرف دیکھا کہنے لگی۔

...علم ہے۔''

بختائی نے کندھے اچکائے پھر اپنے سر کو نفی میں ہلاتے ہوئے کہنے لگی۔

''مجھے تو کچھ علم نہیں لشکر رکا تو میں اپنے یورت سے نکل کر ادھر آئی تا کہ جب تک لشکر یہاں رکا ہوا ہے میں تمہارے اور بشار کے پاس بیٹھ لوں۔''

اس موقع پر بختائی نے کچھ سوچا پھر آگے بڑھ کر بشار کا ہاتھ پکڑا پھر اسے کھینچتی ہوئی ایک طرف لے گئی ساتھ ہی اس نے آنکھوں کے اشارے سے طائسی کو بھی اپنے ساتھ آنے کے لیے کہا تینوں ذرا ہٹ کر کھڑی ہو گئیں پھر بڑی راز داری میں بختائی بشار کو مخاطب کر کے کہہ رہی تھی۔

''دیکھ بشار جھوٹ مت کہنا میں نے تمہارے متعلق ایک خبر سنی ہے یہ خبر میری بہن طائسی نے بتائی ہے اور تو اس سے ناراض مت ہونا میں نے سنا ہے تو خریم بن مقردم کو چاہنے لگی ہے اس کے پاس تو گئی بھی اور تیری اس کے ساتھ گفتگو بھی ہوئی پھر تیری محبت کے جواب میں اس کا ردعمل کیا تھا۔''

بختائی جب خاموش ہوئی تو بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے بشار کہنے لگی۔

ہاں میں اس حقیقت کو تسلیم کرتی ہوں خریم بن مقردم کو میں چاہتی ہوں اس کے بعد بشار نے خریم کے ساتھ یورت میں ہونے والی گفتگو تفصیل کے ساتھ کہہ ڈالی تھی۔

اس پر تھوڑی دیر تک بختائی کچھ سوچتی رہی سنجیدہ ہو گئی تھی پھر بڑے پیارے انداز میں بشار کے شانہ پر ہاتھ رکھا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

''بشار یہ تو کوئی اچھی خبر نہیں ہے اس کا مطلب ہے تمہاری محبت یکطرفہ ہے خریم بن مقردم نہ تمہیں پسند کرتا ہے نہ چاہتا ہے۔''

بختائی مزید کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے بشار بول اٹھی۔

''بختائی تمہارا کہنا درست ہے لیکن میں اس یکطرفہ محبت کو اس کے انجام تک نہ پہنچنے دوں گی میرے ماں باپ خریم کے ساتھ میری سگائی کرنا چاہتے ہیں مجھے اس کے ساتھ منسوب کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں لیکن میں نے ان سے کہہ دیا ہے کہ جب تک خریم بن مقردم مجھ سے محبت کا اظہار نہیں کرتا اس وقت تک میں ان سے منسوب ہونا پسند نہیں کروں گی۔''

مسکراتے ہوئے بختائی نے بشار کی پیٹھ تھپتھپائی پھر کہنے لگی۔

''تمہارا فیصلہ بالکل درست ہے تمہیں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے اس سلسلے میں میں اور طائسی بھی تمہارے کام آئیں گی بس ذرا موقع ملنے دو اس موضوع پر میں اور طائسی خود خریم بن مقردم سے بات کریں گی دیکھو بشار تو برا نہ ماننا ہم یہ کوشش نہیں کریں گی کہ خریم

www.pdfbooksfree.pk

تمہاری طرف مائل ہو اور نہ ہی ہم زبردستی تمہاری طرف مائل کرنے کی کوشش کریں گی بس جو کچھ ہم کریں گی وہ ایک بڑا باعزت اور اصول پر مبنی فیصلہ ہوگا ابھی میں تم سے کچھ نہیں کہوں گی کہ ہم کیا کریں گی بہر حال ہم تمہارے لیے بہت کچھ کریں گی۔''

بختائی کو کہتے کہتے رک جانا پڑا اس لئے کہ ایک طرف سے خریم کوچمان اور گوچلوک آتے دکھائی دیئے لہٰذا وہ تینوں وہیں جا کھڑی ہوئیں جہاں پہلے کھڑی تھیں وہ جب تینوں قریب آئے تب بشار کی ماں سمنائی نے انہیں مخاطب کر کے پوچھ لیا۔

''خیریت تو ہے لشکر یہاں کیوں رکا ہے اور تم تینوں کو کیوں بلایا گیا ہے۔''

اس پر بشار کا باپ کوچمان بول اٹھا۔

''یہ بات تو تم پر واضح ہے کہ ہمارا لشکر ولادی میر پر حملہ آور ہونے کے لیے پیش قدمی کر رہا تھا یہاں کچھ ہمارے کچھ ہرکارے آئے ہیں جنہوں نے یہ خبر دی ہے کہ ولادی میر کا حکمران کنیاز ایک لشکر کے ساتھ شہر سے باہر گھات میں چلا گیا ہے لہٰذا باتو خان نے اپنے لشکر کو بھی دو حصوں میں تقسیم کیا ہے ایک حصہ جس میں میں گوچلوک اور دوسرے سردار شامل ہوں گے خریم بن مقردم کی سرکردگی میں ولادی میر کے نواح میں کنیاز پر حملہ آور ہونے کے لیے جائے گا جبکہ لشکر کا دوسرا حصہ ولادی میر کا رخ کرے گا بس اسی مقصد کے لیے لشکر کو یہاں روکا گیا ہے اب تم لوگ اپنے اپنے یورتوں میں چلے جاؤ اس لیے کہ لشکر کی تقسیم کا کام مکمل ہو چکا ہے اور لشکر کے دونوں حصے تھوڑی دیر تک یہاں سے کوچ کریں گے۔''

کوچمان کے کہنے پر سب اپنے اپنے یورتوں میں چلے گئے تھے پھر تھوڑی دیر بعد خریم بن مقردم اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ ولادی میر کے نواح میں کنیاز کا رخ کر رہا تھا جبکہ باتو خان سوبودائی اور برقائی خان وادی میر کا رخ کر رہے تھے۔

ولادی میر شہر کے قریب جاتے ہی منگول شہر پر ذہن منڈلا جانے والے اوہام کے کالے بادلوں تخیل کے ہر پیچ کو سرنگوں کرتے وحشی یادیں لیے درد کی نئی انوکھی سوغاتوں اور بے رنگ دھندلکوں میں درد کے طوفان کھڑے کرتے اندھیروں کے دیوزادوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

شہر کے اندر جو روسی لشکر تھا اس نے کوئی خاص مزاحمت نہیں کی ایسا لگتا تھا کہ منگولوں کی ان کے احساس میں غلطان ادھ کھلی نیندیں جاگتے سپنے لرزاں خاموشیوں اور پھیلتے ل کر دیئے ہوں اپنے پہلے ہی زوردار حملے میں فصیل پر چڑھ کر منگول شہر میں ،ا میر کے روسی محافظ منگولوں کے آگے ایسے بھاگنے لگے جیسے سنگریزوں کی

بارش کے سامنے پیلے اداس پتے بکھر ٹوٹ جاتے ہیں۔

تہذیب کے گونگے اجسام پر ایک ذہن مسلسل کی دھن کی طرح ضرب لگانے والے منگول بڑی تیزی سے روسیوں کے تہہ در تہہ ہونے کی گردش میں موت کی تمازت اور نوحہ گری کی رسمیں بھرنے لگے تھے۔

شہر کے اندر روسیوں نے کوئی خاص مزاحمت نہ کی کہتے ہیں ولادی میر کے شاہی خاندان کے کچھ افراد حضرت مریم کے کلیسا اور اس کے اطراف میں بنے ہوئے مورچوں میں سر منڈ دا رہے تھے تا کہ اپنی آخری زندگی رہبانیت میں گزار دیں لیکن عین اسی لمحہ منگول ان پر وارد ہوئے کلیسا اور اس کے گردونواح اور مورچوں میں پڑے ہوئے لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور کلیسا کو انہوں نے آگ لگا دی اس طرح ولادی میر شہر منگولوں کے سامنے زیر ہونے کے بعد تباہی اور بربادی سے بغلگیر ہوا۔

دوسری جانب ولادی میر کے حکمران کنیاز کو ابھی تک یہ خبر نہ ہوئی تھی کہ منگولوں نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے ایک حصہ اس کی طرف پیشقدمی کر رہا ہے اور دوسرا ولادی میر شہر کی طرف وہ ابھی اسی کشمکش و پیچ میں تھا کہ دیکھیں منگول کیسے ردعمل کا اظہار کرتے ہیں کہ خریم بن مقردم اس کے سر پر جا پہنچا پھر خریم اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ کنیاز اور اس کے لشکریوں پر آواز اور انداز سے ماورا یقین کے کھیتوں میں فوز مندی بونے والی نئی رتوں کے محافظوں حوصلوں کے شباب اعتماد کے ابواب کو لخت لخت کر کے ارادوں کی برف کو پگھلا دینے والی حدت کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا اپنے پہلے ہی حملے میں خریم بن مقردم نے کنیاز اور اس کے لشکریوں پر چہروں کی بریدہ رنگی طاری کرنا شروع کر دی تھی۔

خریم بن مقردم اور اس کے دیگر سالاروں اور لشکریوں کے حملے دل کی گرہیں کھول دینے والے دردِ کہن جیسے زوردار ہر چیز کو مشت غبار کی طرح اڑا دینے والی ہوا کی کالی رتوں جیسی ہولناکی اپنے سامنے آنے والے ہر متنفس کو بے شکل غبار ہیولوں میں تبدیل کر دینے والے لو کے قہری تھپیڑوں اور جذبات اور احساسات کو راکھ کر دینے والے آگ اور تیزاب کی بارش جیسی بے باکی اور ہولناکی تھی۔

ولادی میر کے نواح میں ولادی میر کے حکمران کنیاز کو خریم بن مقردم کے ہاتھوں بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا اس طرح کنیاز شکست اٹھا کر بھاگا لیکن مورخین لکھتے ہیں کہ اس کے مقدر میں بھاگنا بھی نہیں تھا منگولوں کے ساتھ خریم بن مقردم نے اس کا تعاقب کیا اور دریائے سیت کے کنارے اسے جا لیا اور اسے اور اس کے ساتھ جس قدر لشکری تھے سب کو

www.pdfbooksfree.pk

موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

اپنی مہم کو کامیابی سے سر کرنے کے بعد خریم بن مقروم اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ باتو خان سے جا ملا تھا۔

روس کے بڑے بڑے شہروں کو اپنے سامنے زیر کرنے کے بعد منگول اب چھوٹے چھوٹے شہروں کی طرف متوجہ ہوئے تھے ہر جگہ ان کے حملوں کی وجہ سے بھگدڑ سی مچ گئی تھی جدھر جدھر بھی منگول رخ کرتے قصبوں شہروں کے رئیس اور حکمران منگولوں کی اصل نقل و حرکت سے بے خبر اپنے لکڑی اور مٹی کے بنے ہوئے قلعوں سے نکلتے منگول کا مقابلہ کرنے کے لیے برف میں آہستہ آہستہ آگے بڑھتے قبل اس کے انہیں خطرے کا احساس ہوتا ان پر دشمن آتش باری کی طرح وارد ہوتا اور ابھی وہ سنبھل نہ پاتے تھے کہ منگول ان پر حملہ آور ہو کر انہیں مفلوج کر دیتے اس طرح منگولوں نے روس کی سرزمینوں کے اندر ایک شہر سے دوسرے شہر ایک قلعے سے دوسرے قلعے میں جست و خیز کا کام شروع کر دیا تھا۔

اس موقع پر یورپ کا ایک صحیفہ نگار لکھتا ہے کہ۔

''اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس قوم کے ذریعے ہمیں اپنی طاقت سے محروم کیا ہمیں خوف اور اضطراب میں اس طرح مبتلا کیا کہ جیسے کوئی صاعقہ آسمانی سے خوف کھاتا ہے۔''

گو روسی کافی بہادر اور جرأت مند تھے ان کے زیادہ جری سپاہی گھر کر بھی دست بدست لڑائی کے بعد ہی جان دیتے تھے جو لوگ بھاگ نکلتے انہیں منگول اس وقت نکل جانے دیتے جس وقت جنگ ہو رہی ہوتی لیکن بعد میں جنگلوں کے راستے میں ان کا تعاقب کر کے انہیں مار ڈالتے یا انہیں غلاموں کے روز افزوں جم غفیر میں بھرتی کر لیتے تیز رفتار منگول دستوں سے بچ نکلنا ناممکن تھا منگولوں کے دشت میں پلے ہوئے تیز رفتار گھوڑے بھاری بھر کم روسی گھوڑوں کے مقابلے میں زیادہ تیزی اور سرعت کے ساتھ برفباری میں حرکت کر سکتے تھے۔

ہیں فروری کے مہینے تک منگولوں نے روسیوں کے لگ بھگ بارہ قلعہ بند شہروں کو دیا دسمبر اور مارچ کے آخری حصے کے درمیان کے مختصر حصے میں وسط روس کے ا خاتمہ ہو گیا تھا اور روس کے باشندے اور حکمران اپنی آزادی سے محروم

ہو گئے تھے منگولوں کے ان حملوں کی وجہ سے روس میں ایک بڑی تبدیلی جو رونما ہوئی تھی وہ یہ کہ شہر کی آبادیوں کے خاتمے کے بعد باقی لوگ چھوٹے چھوٹے گاؤں میں بسنے لگے تھے جہاں روزی کمانے کے لیے انہیں زراعت کی طرف توجہ کرنی پڑی۔

اب برف پگھل چکی تھی بہار کی بارشوں کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا سائیں باتو خان اپنے لشکر کے ساتھ شمال کے دیواروں اور چیلوں کے جنگلوں سے ہوتا ہوا بحرہ بالٹک کا رخ کر رہا تھا اور اس کا ارادہ تھا کہ اس راستے میں نوگرور کا جو شہر آتا ہے اس پر ضرب لگائی جائے۔

لیکن نوگرور کے لوگوں کی خوش قسمتی کہ یہ شہر منگولوں کی دست برد سے بچ گیا اس شہر میں تاجروں کا بڑا اثر تھا زیادہ تر لوگ تجارت پیشہ تھے اسی بنا پر جب منگول ایازان شہر پر حملہ آور ہوئے تو ایازان شہر کے لوگوں نے نوگرور کے لوگوں سے مدد طلب کی لیکن نوگرور کے لوگوں نے ان کی حمایت میں کوئی قدم نہ اٹھایا شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ یہ تاجر اپنے رقیبوں کو تباہ ہوتے دیکھنا چاہتے تھے اور صحیفہ نگار یہ بھی لکھتے ہیں کہ زیادہ امکان اس بات کا ہے کہ وہ اپنی کشید گاہوں شہد کی مکھیوں اپنے گھنے جنگل والے شہر کی چھوٹی موٹی سلطنت سے باہر نکل کر معرکہ آرائی نہ کرنا چاہتے تھے۔

باتو اپنے لشکر کے ساتھ نوگرور شہر کی طرف بڑھا اس وقت برف پگھل چکی تھی زوردار بارشوں کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا اور ان بارشوں کی وجہ سے حملہ آور منگولوں کے گھوڑے دلدلوں اور جنگلوں کی بھول بھلیوں میں پھنسنے لگے تھے اس موقع پر نوگرور کے باشندوں کا غیر معمولی طور پر تقدیر نے یوں ساتھ دیا کہ اس سال موسم بہار اور گرما میں مسلسل بارشیں ہوتی رہیں مسلسل بارشوں کی وجہ سے چراہ گاہیں آباد نہ رہ سکیں ان کا نقصان ہو گیا منگول شہہ سواروں کو چارے کی بڑی دشواری پیش آنے لگی کیونکہ وہ ایشیاء کی بلند چراہ گاہوں کے عادی تھے جہاں شاذ و نادر ہی کبھی بارش ہوتی تھی۔ نوگرور تک جانے کے لیے انہیں جھیل ایلمن کے پاس سے گزرنا تھا ابھی وہ جھیل ایلمن سے دور ہی تھے اور نوگرور شہر ان سے ساٹھ میل کے فاصلے پر تھا کہ زوردار بارشوں نے ان کی مکمل طور پر ناکہ بندی کر دی راستوں کو دلدل میں تبدیل کر دیا لہٰذا منگولوں نے نوگرور پر حملہ آور ہونے کا ارادہ ترک کر دیا۔

نوگرور شہر کی طرف بڑھنے کے بجائے باتو خان نے بحر بالٹک کے قریب جھیل ایلمن کے کنارے اپنے لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیا تھا یہاں چار قومیں آپس میں برسر پیکار رہتی تھیں اول سویڈن اور تیوتانی یہ دونوں اقوام سمور کی تجارت میں ایک دوسرے کے رقیب تھے چھوٹی موٹی لڑائیاں ان کے درمیان ہوتی رہتی تھیں اور دوسرے دو حریف جرمن اور سلاف قوم

www.pdfbooksfree.pk

تھے یہ بھی تجارت اور مال کے لین دین کے سلسلے میں ہمیشہ ایک دوسرے سے کش مکش میں رہتے اور ایک دوسرے کی طاقت اور قوت کو درہم برہم کرنے کی کوشش کرتے رہتے اب منگولوں کے وہاں پہنچ جانے کے بعد یہ چاروں وحشی گروہ مستعد ہو گئے تھے اور منگولوں کی صورت میں انہیں اپنی موت اپنی قضا سامنے دکھائی دے رہی تھی۔

چند روز تک جھیل ایلمن کے کنارے پڑاؤ کرنے کے بعد منگول بڑی تیزی سے حرکت میں آئے سوبیوں، تیوتانیوں، سلافوں اور جرمنوں پر حملہ آور ہوا اور ان وحشی قبائل کی طاقت اور قوت کو مسلنے کچلنے کے بعد انہوں نے جنوب کا رخ کیا تھا اس لئے کہ شمال میں لگا تار بارشوں کے سلسلے نے انہیں چارے کے قحط میں مبتلا کر دیا تھا۔

بارشوں کی وجہ سے ان کے گھوڑوں کی حالت خستہ ہوتی جا رہی تھی اس لئے لشکر کے تمام دستوں کا رُخ اب جنوب کی طرف تھا۔

جنوب کی طرف بڑھتے ہوئے منگول بحر اسود کے کنارے تک آپہنچے یہاں کے زرخیز دشت کو انہوں نے بڑی دلچسپ نظروں سے دیکھا یہاں چراہ گاہیں دریائے شور تک پھیلی ہوئی تھیں یہ ساحل ان کے لیے نعمت تھا۔ سورج کی حرارت سے گرم اور مویشیوں کے موزوں تھا۔

یہاں منگول باتو خان کے حکم پر اپنے لیے خوراک اور گھوڑوں کے لیے چارہ حاصل کرنے کے لیے ادھر اُدھر پھیل گئے کچھ منگول دستوں نے کریمیا تک تگ و تاز کی یہاں ان کی عجیب طرح کے نصرانیوں سے سابقہ پڑا جو ایک غیر معروف زبان بولتے تھے لمبے جوتے نہیں پہنتے تھے اور عرب قافلوں کے تاجروں کی طرح سامان کے ادل بدل کو اپنا ذریعہ خوراک بنائے ہوئے یہ لوگ اہل ونس تھے اور چونکہ انہوں نے منگولوں کے مقابلے میں ہتھیار نہیں اٹھائے تھے اس لئے منگولوں نے ان کا قتل عام نہیں کیا اس کے برعکس انہوں نے ان خانہ بدوشوں سے روسی غلام اور سامان تجارت خریدنا شروع کر دیا تھا۔

اس دور میں باتو اور سوبودائی کے کچھ دستوں نے کوہستان قفقاز کی بلندیوں تک گھس کے اس پار ایران کی سرحدوں تک بھی یلغار کر دی تھی یہاں انہوں نے جنوب کی کالی مٹی کے خطوں میں غلے کی پیداوار اور سموروں کی قیمتوں کا اندازہ لگایا اس لئے کہ روسی علاقوں سے انہیں بے شمار سمور حاصل ہوئے تھے جنہیں بیچ کر وہ مال کمانا چاہتے تھے۔

منگولوں کا جنوب کی طرف ان گرم علاقوں کی طرف آنا کچھ اچھا شگون ثابت نہ ہوا جب [illegible] میں مصروف رہے انہیں جنگ کے علاوہ کسی اور موضوع پر سوچنے کا موقع ہی نہ [illegible] جنوب کے گرم علاقوں میں فراغت میں بیٹھے تو ایک دوسرے کے خلاف

سازشیں کرنے لگے تھے۔

خصوصیت کے ساتھ چنگیز خان کے بیٹے اوغدائی اور چغتائی کے بیٹے باتو اور برقائی کے خلاف باتیں بنانے لگے تھے۔

ان کا کہنا تھا کہ وہ کوہستان یورال سے ایک ہزار میل لگ بھگ یورپ کے اندر گھس آئے ہیں اور جس قدر یہ علاقے انہوں نے اپنی جانشانی سے فتح کیے ہیں ان کا حکمران تو باتو ہی رہے گا انہیں کیا فائدہ ملے گا ان کا کہنا تھا کہ انہوں نے یورپ میں جس قدر جدو جہد کی ہے یہ ساری صرف باتو کے لیے ہے۔ ان سازشوں میں پیش پیش چنگیز خان کا پوتا تویوق تھا جو اوغدائی کا بیٹا تھا اس کا کہنا تھا کہ یہ اس کی بدقسمتی ہے کہ وہ باتو اور برقائی کے ساتھ ایک لشکری کی حیثیت سے جنگوں میں حصہ لے رہا ہے۔

اس طرح جنوب کے ان گرم علاقوں میں اوغدائی کے بیٹے قویوق قائدو اور قدآن اور چغتائی کے بیٹے بوری اور بائیدار باتو اور برقائی خان کے خلاف سازشیں کرنے لگے تھے ان سازشوں میں بوری پیش پیش تھا اس لئے کہ وہ خریم بن مقردم سے مقابلہ ہار کر بشار سے محروم ہو چکا تھا۔

منگو خان کے علاوہ چنگیز خان کے جتنے بھی پوتے اس جنگ میں شامل تھے وہ جب گرم علاقوں میں آ کر فارغ رہنے لگے تو ان کی سوچ کا نقطہ نظر ایک ہی تھا وہ یہ خیال کرنے لگے تھے کہ یورپ کی جن جنگوں میں وہ حصہ لے رہے ہیں ان جنگوں کے نتائج میں جو فتوحات حاصل ہو رہی ہیں ان کا پورا پورا فائدہ باتو اور برقائی کو ہو گا اس لئے کہ یہ علاقے چنگیز خان کے دور ہی میں ان کے حصے میں آ گئے تھے۔

جب لشکر کے اندر یہ سازشیں اور چہ مگوئیاں شروع ہوئیں تو باتو خان کو بھی اس کی خبر ہو گئی پورے حالات سے اس نے اپنے بھائی برقائی اور سوبودائی کو آگاہ کیا اور ان سے مشورہ کرنے کے بعد اس نے سارے لشکروں کے سالاروں کی ایک دعوت کی یہ ایک طرح سے ایک مجلس تھی جو حالات پر قابو پانے کے لیے باتو نے منعقد کی تھی۔

اس مجلس کے دوران سارے سالاروں کو شراب پیش کی گئی ان میں سے جو مسلمان تھے انہوں نے تو شراب کو ہاتھ نہیں لگایا باقیوں نے شراب پی اور پہلے شراب کا جام باتو خان نے لیا۔

باتو خان کی اس حرکت کو بوری نے انتہا درجہ کا ناپسند کیا وہ سب لوگوں نے سامنے جا کر کہنے لگا۔ باتو خان کسی طرح ہم سے اعلیٰ اور ارفع نہیں ہے اس نے مجھ سے پہلے شراب کا جام

www.pdfbooksfree.pk

ہونٹوں سے لگانے کی جرأت کیسے کی۔

اس کے بعد بوری کا بھائی بائیدار اور منگولوں کے موجودہ خاقان اوغدائی کے بیٹے تویوق قائدو اور قدآن بھی طرح طرح کے فقرے باتو پر کہنے لگے اس موقع پر غصے میں برقائی خان کا رنگ سرخ ہو گیا تھا برقائی خان کے پاس اس وقت خریم بن مقردم قریش بن مقردم دونوں بھائیوں کے علاوہ کوچمان گوچلوک نورائی خان کے علاوہ کچھ دوسرے مسلمان سالار بھی کھڑے تھے جس وقت بوری بڑے زور شور سے باتو خان کے خلاف بول رہا تھا اس وقت دھیرے سے انتہا درجہ کی غصیلی آواز میں ایک طرح سے اپنے آپ کو مخاطب کرتے برقائی خان کہنے لگا۔

''بوری خداوند قدوس نے اگر کوئی وقت لایا اور تیرا میرا آمنا سامنا ہوا تو میں تجھے اپنے ہاتھ سے قتل کروں گا۔''

برقائی خان جب یہ جملہ ادا کر چکا تب اس کے پیچھے سے ہلکی راز دارانہ آواز سنائی دی۔

''انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔''

برقائی نے جب چونک کر دیکھا تو یہ الفاظ اس کے پیچھے کھڑے خریم بن مقردم نے ادا کیے تھے اس کی اس ادا سے برقائی خان ایسا خوش ہوا کہ اسے اپنے ساتھ لپٹا لیا اور اس کے کان میں کہنے لگا۔

''خریم میرے بھائی گواہ رہنا یہ جو بوری نے میرے بھائی کے خلاف بکواس کی ہے اور اب تک کر رہا ہے اس بکواس کی وجہ سے یہ اب ہمارے ہاتھوں سے بچ نہیں سکے گا ایک نہ ایک روز اسے ہمارے انتقام کا نشانہ بننا پڑے گا۔''

برقائی خان جب خاموش ہوا تب خریم اپنا منہ برقائی کے قریب لے گیا اور کہنے لگا۔

''برقائی میرے عزیز بھائی اس سارے معاملے میں راز داری برتنی ہے اس معاملے میں آپ اکیلے نہیں ہے میں خریم بن مقردم میرے بھائی تمہاری عزت تمہارے ناموس کو برقرار رکھنے کے لیے بوری جیسے کئی جوانوں کی گردنیں کاٹنے کے لیے تیار ہو جاؤں گا اگر خداوند قدوس نے کبھی ہمیں موقع دیا اور اس کا اور ہمارا آمنا سامنا ہوا تو اس بوری کو ہم چھوڑیں گے نہیں یہ جو حرکتیں اس موقع پر کر رہا ہے ان حرکتوں کے باعث اسے انتہا درجہ کی کڑی سزا سے نا ہوگا۔''

مجلس کے دوران منگولوں کے لشکر میں ایک افراتفری سی برپا ہو گئی تھی منگول سرداروں کے ایک دوسرے کے خلاف آوازیں کسنے کے باعث تمام لشکری بد دلی کا شکار

ہونے لگے تھے۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے باتو خان نے وہ مجلس ختم کر دی اسی روز اس نے ایک خط منگولوں کے خاقان اوغدائی خان کی طرف لکھا اور تیز رفتار قاصدوں کے ذریعے وہ خط اس کی طرف بھجوایا اس خط کا متن کچھ اس طرح تھا۔

''اے میرے خان چچا جاودانی آسمان کی برکت سے ہم نے لگ بھگ گیارہ اقوام پر فتح پائی جب مسلسل بارشوں کی وجہ سے گھاس کے میدان دلدل کی صورت اختیار کر گئے اور ہم جنوب کی طرف گرم علاقوں کی طرف گئے تو میں نے ایک مجلس طلب کی میں نے سارے سالاروں کو بلایا اور ان کی ضیافت کا اہتمام کیا میں چونکہ عمر میں سب سے بڑا ہوں اس لیے میں نے دوسروں سے پہلے ایک دو جام پیے۔

میری اس حرکت پر تویوق اور بوری کو غصہ آ گیا اور وہ محفل سے اٹھ کر گھوڑوں پر سوار ہو کر چلے گئے مجھے گالیاں دیں بوری نے چیخنا شروع کر دیا تھا اور کہنے لگا۔

''باتو کسی طرح ہم سے افضل نہیں اس نے مجھ سے پہلے شراب کیسے پی لی اس نے یہ بھی کہا کہ باتو ایسا ہے کہ جیسے کسی بڑھیا کے منہ پر داڑھی لگا دی جائے میں ایک لات ماروں تو گر کر لوٹنے لگے۔

تویوق کہنے لگا۔نہیں، باتو ایسا ہے جیسے کسی بڑھیا کو زرہ پہنا کر اس کے ہاتھ میں تلوار دے دی جائے میں حکم دوں گا اس کے ڈنڈے لگائے جائیں۔

اس طرح ان کے کسی حواری نے چلا کر کہا میرے لکڑی کی دم لگائی جائے ان کے علاوہ ان کے جو دوسرے حمایتی سالار تھے انہوں نے بھی اس قسم کی باتیں کیں اس موقع پر جبکہ ہم مغرب کی مختلف قوموں سے لڑائی کے بعد اہم معاملات پر بحث کرنے کے لیے جمع ہوئے تھے ہمیں اصل معاملات پر بحث کے بغیر ہی منتشر ہونا پڑا ہے میرے چچا خاقان یہ میری التجا ہے جو میں آپ کی خدمت میں روانہ کر رہا ہوں۔

باتو کا یہ خط جب صحرائے گوبی میں منگولوں کے خاقان اوغدائی کے پاس پہنچا تو اوغدائی کی طرف سے ایک حکم نامہ قاصد لے کر آیا اس حکم نامے میں اوغدائی نے غصے اور غضبناکی کا اظہار کیا تھا کہ خاندان کے آپس کے جھگڑے کی وجہ سے فتح کی یہ مہم مانند پڑتی جا رہی ہے خاقان نے اپنے بیٹے تویوق قائدو اور قدآن کو سخت ملامت کی اور لکھا کہ چغتائی خود اپنے بیٹے بوری اور بائیدار سے سمجھ لے گا اس کے ساتھ ہی باتو کو بھی اوغدائی نے تنبیہ کی مزید براں اوغدائی نے تویوق، بوری اور دوسروں کو صحرائے گوبی کی طرف بلا لیا اور وہ دور دراز صحرائے

www.pdfbooksfree.pk

گوبی کی طرف روانہ ہو گئے لیکن چونکہ وہ اوغدائی کے سامنے جاتے ہوئے اس کی خفگی اور ناراضگی سے ڈرتے تھے لہٰذا وہ وہاں سے کوچ تو کر گئے لیکن آہستہ آہستہ راستے میں شکار کھیلتے ہوئے صحرائے گوبی کی طرف بڑھے۔

بوری اور قویوق کے جانے کے بعد حالات کسی قدر درست ہو گئے تھے اس سارے ناپسندیدہ فعل کے دوران چنگیز خان کے پوتوں میں سے منگو خان کا طریقہ اور سلوک باتو خان سے اچھا تھا یہ شخص چنگیز خان کے سب سے چھوٹے بیٹے تولائی کا فرزند تھا۔ یہ قبلائی خان اور ہلاکو خان کا بھائی تھا یورپ کی جنگوں میں یہ باتو خان سے بے حد مانوس ہو گیا تھا ایک طرح سے یہ باتو سے محبت کرنے لگا تھا اور باتو کے ہر فیصلے کو وہ حکم کا درجہ دے کر اس پر عمل کرنا اپنے لیے فرض عین خیال کرتا تھا اس بناء پر جنگ کے دوران باتو اور منگو خان کے درمیان ایک طرح سے اچھے سلوک کا سمجھوتہ ہو گیا تھا۔

مورخین کہتے ہیں کہ منگو خان کی ماں بڑی عقل مند اور دانشور خاتون تھی اس نے یورپ کی اس جنگ پر روانگی سے قبل منگو کو سمجھا کر بھیجا تھا کہ وہ اس جنگ کے دوران باتو خان اور برقائی خان دونوں بھائیوں سے اچھا سلوک کرے اور ان کی ہر بات مانے فتوحات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے کہ لوگ اس کے نام سے خوب متعارف ہوں تا کہ لوگ اس کے کارناموں کی وجہ سے اس کی تعریف کریں اور آنے والے دور میں وہ منگولوں کا خاقان بنے۔

باتو کی ہر بات ماننے کے علاوہ منگو نے برقائی کو خوش رکھنے کے لیے بھی اس نے ایک قدم اٹھایا اس نے جب شروع شروع میں جنوب کے علاقوں کی طرف یلغار کی تو قپچاق ترکوں سے اس کا واسطہ پڑا یہ مسلمان تھے ان کی بہادری دلیری اور شجاعت سے وہ بے حد متاثر ہوا اور ان قپچاق ترکوں کو اس نے اپنے حصے کے لشکر میں شامل کر لیا تھا یوں اس جنگ کے دوران منگو خان وہ واحد چنگیز خان کا پوتا تھا جو باتو خان اور برقائی خان کی نظروں میں عزت اور وقار حاصل کرنے میں کامیاب ہوا تھا۔

منگول سالاروں کے اس آپس کے جھگڑے نے باتو خان کو پریشان کر دیا تھا وہ واپس اپنے شہر سرائے باتو کی طرف جانا چاہتا تھا لیکن چنگیز خان کے پرانے اور منجھے ہوئے سپہ سالار سوبودائی نے باتو خان اور برقائی خان کو سمجھایا کہ ابھی پیچھے جانے کا وقت نہیں آیا ہمیں آگے جانا چاہیے اس نے یہ بھی کہا کہ جو واپس جانا چاہے واپس جا سکتا ہے لیکن میں اس وقت تک سفر نہیں کروں گا جب تک میرے لشکر کے گھوڑے دریائے ڈینیوب کا پانی نہیں

سوبودائی کے سمجھانے پر باتو خان اور برقائی خان کو حوصلہ ہوا لہٰذا انہوں نے واپس جانے کا ارادہ ترک کر لیا پھر جہاں جنوب کے علاقوں میں انہوں نے پڑاؤ کر رکھا تھا وہیں قیام کے دوران باہم مل کر فیصلہ کرنے لگے اب روس کے کس شہر کو اپنا ہدف بناتے ہوئے نئے سرے سے نئی مہموں کا آغاز کرنا چاہیے۔

www.pdfbooksfree.pk

باتو خان برقائی خان اور سوبودائی نے اپنے سارے سالاروں کے ساتھ مل کر یہ فیصلہ کیا کہ اب روس کے سب سے بڑے اور اہم شہر کیف کو اپنا ہدف بنانا چاہیے۔ یہ شہر روس کے قدیم ترین حصے میں واقع تھا کیف شہر کو ام البلاد بھی کہا جاتا تھا اس لئے کہ اس کے اطراف میں بہت سے تجارتی مرکز تھے یہاں صدیوں سے جنوبی سلاف قوموں کا قسطنطنیہ کی بازنطینی حکومت سے رابطہ رہا کرتا تھا دریائے نیپر اور غزا سود سے ہو کے قسطنطنیہ کو راستہ جاتا تھا۔

منگولوں نے بڑی برق رفتاری سے منجمد دریائے نیپر کو عبور کیا ان کے وہ چھکڑے جنہیں کئی کئی بیل اور خچریں کھینچتی تھیں منجمد دریائے نیپر کے اوپر سے شور مچاتے ہوئے گزر گئے تھے اس دوران صحرائے گوبی کی طرف سے یہ بھی خبریں آئیں کہ منگولوں کا خاقان اوغدائی خان بیمار ہے اور اس کی زندگی کا کوئی اعتبار نہیں لیکن اس خبر کو نظر انداز کرتے ہوئے باتو برقائی اور سوبودائی نے اپنی یورپ کی اس مہم کو جاری رکھا۔

منگولوں کا لشکر جب کیف شہر کے قریب آیا اور انہوں نے کیف شہر کا منظر دیکھا تو یہ بے حد متاثر ہوئے اس لئے کہ اس شہر کے زریں گنبد اور سفید دیواریں دریائے نیپر میں عکس ریز ہو کر اس کی خوبصورتی میں اضافہ کرتے تھے انہی سفید گنبدوں کو نگاہ میں رکھتے ہوئے منگولوں نے کیف شہر کا نام زریں سروں کا دربار رکھ دیا۔

کیف شہر کے نواح میں پہنچنے کے بعد منگولوں نے کیف شہر کے لوگوں کو جو پیغام پہنچایا وہ کچھ اس طرح تھا۔

''منگولوں کی اطاعت اور فرمانبرداری قبول کر لو نہ مانو گے تو ہم نہیں جانتے کیا پیش آئے گا خدا ہی بہتر جانتا ہے۔''

اب کیف شہر کی بدقسمتی کہ کیف شہر کا حکمران مائیکل ایک بزدل انسان نکلا اسے جب خبر ہوئی کہ منگول اس کے شہر پر حملہ آور ہونے کے لیے بڑی تیزی سے کیف کی طرف پیشقدمی کر رہے ہیں تو وہ شہر سے نکل بھاگا اور پولینڈ چلا گیا اس کی غیر موجودگی میں وہ لوگ جنہیں وہ شہر کا نگران مقرر کر گیا تھا انہوں نے ایک اور حماقت کا مظاہرہ کیا منگولوں کے قاصد جو باتو کا

پیغام لے کر شہر کے حکمرانوں کے پاس گئے انہوں نے منگول قاصدوں کو قتل کر دیا اور خود فصیل کے اندر بند ہو کر بیٹھ گئے۔

منگولوں نے جب یہ منظر دیکھا اور ان کی اس حرکت کی اطلاع جب باتو خان کو ملی تو کہتے ہیں باتو نے ایک قہقہہ لگایا اور کیف شہر کے لوگوں سے متعلق کہنے لگا۔

''ان چھوٹے چھوٹے سوروں کو دیکھو قتل کیے جانے کے لیے اپنے ڈربوں میں خود بخود جمع ہو گئے ہیں۔''

بہر حال منگولوں نے اپنے قتل ہونے والے قاصدوں کا خوب انتقام لیا زوردار انداز میں وہ کیف پر حملہ آور ہوئے اور کیف کے اندر جو روسی لشکر تھا وہ زیادہ دیر تک منگولوں کا مقابلہ نہ کر سکا منگولوں نے شہر کو فتح کر لیا اور شہر کو انہوں نے تاخت و تاراج کر کے رکھ دیا۔

فصیل کے اندر ہر محفوظ جگہ کو چھوڑ کر روسیوں نے کلیساؤں میں پناہ لینا شروع کر دی سوانح نگار لکھتے ہیں کہ ایک کلیسا کی چھت ٹوٹ کر کھچا کھچ بھرے ہوئے مجمع کے اوپر آ گری اس لئے کہ اس میں گنجائش سے زیادہ صلیبی جمع ہو گئے تھے اس کے علاوہ منگولوں نے ایک بڑے کلیسا کی اینٹ سے اینٹ بجا دی کیف شہر میں انہوں نے بازنطینی پچکاری کے شاہکار اور مقدس مقامات کے خزانوں کو لوٹ لیا۔

شہر کا حکمران مائیکل پہلے ہی پولینڈ بھاگ چکا تھا لیکن اس کی غیر موجودگی میں اس کی رعایا کی جلی ہوئی لاشیں بے گور و کفن منہدم دیواروں کے سائے میں پڑی رہیں یہاں تک کہ ان کی بدبو سے شہر کی بچی ہوئی آبادی بھی شہر چھوڑ کر بھاگ گئی۔

منگولوں نے شہر کو فتح کرنے کے بعد شہر سے بھاگنے والے روسی امراء کا تعاقب کیا روسی حکمرانوں اور روسی شہزادوں کی بیویاں جنہوں نے کبھی اپنے ہاتھ سے کوئی کام نہ کیا تھا گرفتار ہونے کے بعد منگولوں کے لشکر میں چکیاں پیستیں اور منگولوں کے گھوڑوں کو پانی پلاتی تھیں ایک صحیفہ نگار لکھتا ہے کہ منگولوں کے ان حملوں کے نتیجے میں جو لوگ پہلے حکومت کرتے تھے وہ غلام بن گئے انہیں دیکھ کر دیکھنے والوں کو حیرت ہوتی تھی۔

کیف شہر سے بھاگنے والوں کا تعاقب کرتے ہوئے منگولوں کا لشکر کوہستان کارتھین تک جا پہنچا یہاں اپنے لشکریوں اور گھوڑوں کو آرام دینے کے لیے باتو نے اپنے لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دیا تھا ساتھ ہی اس نے مختلف قیدیوں سے گفتگو کر کے آئندہ پیش آنے والے دشمنوں کے متعلق اطلاعات بھی حاصل کرنا شروع کر دی تھیں۔

تاریخ نویس لکھتے ہیں کہ ان علاقوں میں باتو کو دو روسی بڑے بھلے لگے اور ان دونوں سے

www.pdfbooksfree.pk

مفید اطلاعات بھی ملیں ایک قیدی کا نام اولیک تھا وہ باتو کو بڑا پسند آیا وہ اس لیے کہ اس کی آنکھیں عورتوں کی طرح نیلی بال لمبے اور زرد تھے۔

دوسرا قیدی جو باتو کو پسند آیا اور جس سے اسے مفید معلومات ہوئیں وہ ذستری تھا یہ شخص بنیادی طور پر گلیشیا کا رہنے والا تھا اس نے باتو خان کو بتایا کہ کوہستان کارپتھین کے مغرب میں بڑے جنگجو وحشی لوگ ملیں گے جو جنگلوں اور شہروں میں رہتے ہیں اس نے یہ بھی انکشاف کیا کہ بڑے بڑے متکبر بادشاہ اور ایسے اسقف جن کا مرتبہ بادشاہوں سے کم نہیں زرہ بکتر سے مسلح سردار اور جنگ آزمودہ سپاہی ان کا مقابلہ کریں گے۔ اس نے یہ بھی انکشاف کیا کہ ایسے لوگوں کی خانقاہیں اور ان کے کلیسا قلعہ کی طرح مستحکم ہیں یہ شخص چاہتا تھا کہ منگول جہاں تک پہنچ گئے ہیں یہیں تک اکتفا کریں اور یہاں سے واپس چلے جائیں منگولوں کو ڈرانے دھمکانے کے لیے اس نے یہ بھی کہہ دیا کہ آج کل تو دریا منجمد ہیں اور انہیں عبور کیا جا سکتا ہے لیکن چند ہفتوں تک برف ختم ہو جائے گی پھر نہ صرف یہ کہ دریاؤں کو عبور کرنا مشکل ہو جائے گا بلکہ یورپ کے اندرونی حصوں کی طرف بڑھنے کے لیے دلدلوں قلعہ بند شہروں اور اس کے علاوہ بے شمار رکاوٹوں کو منگولوں کو عبور کرنا ہوگا جو ان کے لیے مصیبت کا باعث بن سکتی ہیں۔

اس نے باتو، برقائی اور سوبودائی پر یہ بھی انکشاف کیا کہ ان رکاوٹوں کے علاوہ وہ وسطی یورپ کے باشندے اپنے خدا کی خوشنودی کے لیے جنگ کرنے کے عادی ہیں دریائے نیپر کے پار کے سلاف، پول، کوات، ہنگروی، دیہی، غیر مسلم مکیار اور بہت سے دوسرے خانہ بدوش اور وحشی قبائل اکٹھے ہو کر منگولوں کا مقابلہ کریں گے اس کے علاوہ فرانسیسی اور تیوتانی نائٹ بھی ان لوگوں کے ساتھ مل جائیں تاکہ منگولوں کو مار بھگایا جائے اور یہ بھی ممکن ہے ان ساری قوتوں کی مدد پر جرمنی کا بادشاہ اور قسطنطنیہ کا حکمران بھی شامل ہو جائیں۔

لیکن باتو، برقائی اور سوبودائی نے ان ساری غلط اطلاعات کو کوئی اہمیت نہ دی منگول اس وقت کوہستان کارپتھین کے آس پاس خیمہ زن ہو چکے تھے اب ان کے سامنے ضرب لگانے کے لیے پولینڈ رومانیہ ہنگری اور یوگوسلاویہ کے ممالک تھے اور ان کے ساتھ ہی جنوبی جرمنی آسٹریا اور چیکو کی قومیں تھیں۔

یورپ کی ان ساری اقوام کو منگولوں کے حملے کے خطرے کی خاطر خواہ اطلاعات مل چکی دور دراز بوہیمیا تک سرما کی برف باری میں یورپ کی ساری قوتیں اپنی طاقت کو منگولوں میں جمع کرنے لگی تھیں۔

اتو خان برقائی اور سوبودائی نے ایک بہترین قدم اٹھایا انہوں نے چند تیز

رفتار دستے پولینڈ کی طرف روانہ کیے تاکہ وہاں سے کچھ لوگوں کو پکڑ کر لائیں اور ان علاقوں کے متعلق اطلاعات حاصل کریں جن پر آنے والے دنوں میں انہوں نے حملہ آور ہونا ہے۔

یہ منگول پولینڈ کے شہر سانڈمیر تک آگے بڑھ گئے اور ان علاقوں کے متعلق اطلاعات فراہم کرنے کے لیے یہاں کے کچھ لوگوں کو قیدی بنا کر لے گئے ان سے ان علاقوں پر حملہ آور ہونے کے لیے باتو نے بڑی کارآمد اطلاعات حاصل کیں۔

ان ساری اطلاعات کے مطابق منگولوں کے متعلق عجیب وغریب افواہیں بھی پھیلنے لگیں کیف سے جو لوگ جانیں بچا کر بھاگنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ وہ یورپ میں گلیشیا کے میدانوں کے باہر جوق در جوق جمع ہونے لگے اور وہ وہاں کے لوگوں اور مسلح لشکریوں کو کیف کی بربادی کے قصے سناتے اور پھر اپنی طرف سے بھی خبریں بنا کر لوگوں کو سناتے وہ منگولوں کے متعلق کہتے ان کے سر کتوں جیسے ہوتے ہیں ان کی کھائی ہوئی لاشوں کو گدھ تک منہ نہیں لگاتے اور کچھ لکھنے والوں نے یہ تک لکھ دیا کہ یہ کتوں کے سر والے منگول جب جوان اور حسین عورتوں کی عصمت دری کر چکتے ہیں تو ان کے جسموں کے مختلف حصے کاٹ کر کھا جاتے ہیں۔

اس طرح لوگ جھوٹ کی آمیزش کرتے ہوئے منگولوں کے متعلق طرح طرح کی افواہیں پھیلانے لگے ان افواہیں پھیلانے والوں میں جولیان نامی ایک راہب پیش پیش تھا اس نے منگولوں کے اندر رہتے ہوئے یورپ کے اسقف پیروز کو خط لکھا کہ منگول جرمنی پر حملہ آور ہونے والے ہیں اور رومتہ الکبریٰ اور اس کے آس پاس کی سرزمینوں کو فتح کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں اس نے یہ بھی لکھا کہ اہل یورپ ان حملہ آوروں کی اصل فطرت ان آئین جنگ اور ان کے مقاصد سے ناواقف ہیں اور وہ رومیوں کی طرح یہ بھی اٹل اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ منگولوں پر قابو پالیں گے لیکن یہ سب خام خیالی ہے اس نے انکشاف کیا کہ یورپ کی کوئی بھی قوت نہ منگولوں کا راستہ روک سکتی ہے نہ انہیں پسپا ہونے پر مجبور کر سکتی ہے۔

بہر حال کوہستان کارپتھین کے پاس پڑاؤ کے دوران باتو خان نے ہنگری کے بادشاہ بیلا کو خط لکھا کہ شرق کے رہنے والے قپچاق جن میں مسلم اور غیر مسلم سب شامل ہیں وہ تمہارے عساکر میں شامل ہو رہے ہیں اور مجھے یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ تم نے قپچاقیوں کو اچھے معاوضے پر اپنی ملازمت میں قبول کر لیا ہے اس کام سے دست بردار ہو جاؤ ورنہ اس کی وجہ سے میں تمہارا دشمن ہو جاؤں گا۔ قپچاق خواہ مسلمان ہو یا غیر مسلم وہ گھروں میں نہیں خیموں میں رہتے ہیں جب ہم تم پر حملہ آور ہوں گے تو وہ خود تو بچ کر نکل جائیں لیکن تم تو شہروں میں گھروں میں رہتے ہو تم میرے چنگل سے کیسے بچ سکو گے۔

www.pdfbooksfree.pk

باتو کے یہ قاصد جب ہنگری کے بادشاہ بیلا کے پاس پہنچے تو بیلا نے باتو کے ان قاصدوں کو کوئی اہمیت نہ دی بلکہ ان کی اہانت کا باعث بھی بنا۔

اس پر باتو نے ایک خط ہنگری کے بادشاہ بیلا کو لکھا جس کا متن کچھ اس طرح تھا۔

"میں سائیں خان ہوں جاودانی آسمان والے آقا یعنی خاقان جو زمین کا حاکم ہے کا قاصد ہوں جو میرے سامنے سر جھکائے اسے میں خاقان کے حکم سے سرفراز کر سکتا ہوں اور جو مجھ سے سرتابی کرے اس کے حکم سے سرکوبی کر سکتا ہوں مجھے تعجب ہے کہ اے ہنگری کے بادشاہ تو نے میرے قاصدوں کے پیغام کی طرف توجہ نہ کی اطاعت کرنا تجھے ناگوار سہی لیکن اس سے بہتر اور کوئی صورت بھی نہیں ہے۔"

باتو نے یہ خط ایسی زبان میں لکھا تھا جسے اہل مغرب نہیں سمجھتے تھے لیکن قپچاق جو ترک تھے اور منگولوں کے ایک طرح کے رشتہ دار تھے وہ اس زبان کو سمجھتے تھے اب ہنگری کے بادشاہ بیلا کو یہ خطرہ ہوا کہ کہیں قپچاق منگولوں ہی سے نہ ملے ہوں اور جب منگول ان پر حملہ آور ہوں تو اندر سے کہیں یہ قپچاق بھی ان پر حملہ آور نہ ہو جائیں لہٰذا قپچاقوں کو اپنی گرفت میں کرنے کے لیے انہوں نے اس وقت جوان کا سربراہ تھا اسے قتل کر دیا۔

قپچاقوں کے سردار کا قتل ہونا تھا کہ قپچاق جو انتہا درجہ کا جنگجو تھے اعلیٰ نسل کے ترک تھے وہ ہنگری سے بھاگ کر پہاڑوں میں روپوش ہو گئے اور پھر انہوں نے اپنی آماجگاہوں سے نکل کر بھیڑیوں کی طرح ہنگری پر حملہ آور ہونا شروع کر دیا اس طرح انہوں نے ہنگری کے خلاف چھاپہ مار جنگ کی ابتداء کر کے ہنگری کے بادشاہ بیلا کا ناک میں دم کرنا شروع کر دیا تھا۔

ہنگری کے بادشاہ کے اطاعت نہ قبول کرنے پر باتو خان سوبودائی اور برقائی خان کو بڑا غصہ تھا تاہم ابھی تک انہوں نے کارپیتھی کوہساروں کے پاس ہی قیام کر رکھا تھا یہاں وہ فارغ نہیں بیٹھے ہوئے تھے بلکہ مغرب سے حاصل ہونے والے ان قیدیوں سے سوال و جواب کر رہے تھے جو سینڈومیر سے پکڑ کر لائے گئے تھے اب منگولوں کو ایک اور سہولت بھی میسر ہو گئی وہ یہ کہ جاسوسوں اور وینس کے مہربان تاجروں سے انہیں بہت سی معلومات فراہم ہو چکیں تھیں اور ان اطلاعات سے باتو خان نے اپنے سارے سالاروں کو بھی آگاہ کر دیا تھا منگول کوہستان کارپیتھین سے یورپ پر حملہ آور ہونے کی ابتداء کرنے والے تھے کہ ان کے آبائی دشت سے ایک بری خبر آئی اور وہ خبر یہ تھی کہ منگولوں کا خان اوغدائی خان بیمار ہو گیا تھا کہ بچنے کی کوئی امید نہ تھی یہ خبر ملتے ہی منگولوں نے اپنی مہم کو ختم نہیں کیا بلکہ کچھ دن وہیں پڑاؤ کیے رکھا اس دوران منگو خان کی ماں کی طرف سے بھی ایک پیغام

آیا اس نے اپنے بیٹے منگو کو فوراً واپس بلا لیا تھا اس لئے کہ منگو کی ماں یہ امید لگائے بیٹھی تھی کہ اوغدائی کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا منگو دشت کا خاقان بنے لہٰذا اپنی ماں کے بلانے پر منگو اپنے چند دستوں کے ساتھ واپس اپنے آبائی دشت کی طرف چلا گیا۔

باتو خان سوبودائی خان اور برقائی خان تینوں انتہا درجہ کے جنگجو تھے یورپ کو فتح کرنے کا ارادہ رکھتے تھے کچھ دن تک انہوں نے کارپیتھین پہاڑوں کے پاس اوغدائی خان کے بیمار ہونے پر افسوس کیا اس کے بعد انہوں نے باہم فیصلہ کیا کہ اب یورپ کے اندرونی حصوں کی طرف پیش قدمی کرنی چاہیے۔

یہ فیصلہ بھی ہو گیا کہ جس قدر لشکر منگولوں کے پاس ہے اسے چار حصوں میں تقسیم کیا جائے اور چاروں حصے یورپ کے مختلف علاقوں پر آپس میں جا ملیں۔

لشکر کی تقسیم کچھ اس طرح کی گئی کہ ایک حصہ باتو، برقائی اور سوبودائی نے اپنے پاس رکھا دوسرے حصے کا کماندار اوغدائی کے بیٹے قائدو کو بنایا گیا تیسرا حصہ اوغدائی کے دوسرے بیٹے قدآن کی سرکردگی میں دیا گیا اور چوتھے حصے کا سربراہ خریم بن مقروم کو بنایا گیا تھا اس کے بعد ان چاروں لشکریوں کا یورپ پر حملہ آور ہونے کے راستوں کا بھی تعین کرایا گیا تھا۔

یہ تعین ہونے کے بعد چاروں منگول لشکر اپنی پوری تیاری مکمل کرنے کے بعد کارپیتھین کوہساروں سے اپنے اپنے راستوں پر ہوتے ہوئے دریائے ڈینیوب کی طرف روانہ ہوئے تھے۔

قائدو اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ برف سے ڈھکی سرزمینوں سے ہوتا ہوا پولینڈ کے شہر سینڈومیر کا رخ کرتا ہے اپنے آگے آگے منگول ہرکاروں کو رکھتا ہے تاکہ وہ یہ پتا لگاتے رہیں کہ منگولوں کو کہاں کہاں کس جگہ دشمنوں کے ساتھ مقابلہ کرنا پڑ سکتا ہے منگول ہرکاروں نے قائدو کو بتایا کہ پولینڈ کا ایک بہت بڑا لشکر ایک شخص پولی شاس کی سرکردگی میں منگولوں سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہے اور ساتھ ہی سلافوں کا بادشاہ نیلاس بھی ایک بہت بڑا لشکر جمع کر چکا ہے۔ اور وہ اہل پولینڈ کی مدد کے لیے منگولوں سے ٹکرانے کے لیے بالکل تیار ہے۔

اب قائدو سب سے پہلا کام جو کرتا ہے وہ یہ کہ مزید ہرکارے دشمن کے لشکر پر نگاہ رکھنے کے لیے بھیجتا ہے اور ساتھ ہی اس کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ پولینڈ اور سلاف لشکروں کو آپس میں ملنے نہ دیا جائے اپنے اس نقطہ نظر کو سامنے رکھتے ہوئے قائدو بڑی برق رفتاری سے پیش قدمی کرتا ہے اور زیدلاؤ کے مقام پر سب سے پہلے وہ پولینڈ کے لشکر کو اپنا ہدف بناتا ہے اپنے پہلے ہی حملے میں منگول پولینڈ کے لشکر کو روند کر رکھ دیتے ہیں اس کے بعد وہ سلافوں کے لشکر کا

www.pdfbooksfree.pk

رخ کرتے ہیں اور اس پر بھی حملہ آور ہو کر اسے برباد کر کے رکھ دیتے ہیں۔

اپنی ان دو فتوحات سے منگولوں کے حوصلے اور زیادہ بڑھ جاتے ہیں لہٰذا وقت ضائع کئے بغیر وہ مغرب کی طرف اپنی پیشقدمی جاری رکھتے ہیں۔ شہروں کے یورپی لوگ منگولوں کی آمد کا سن کر بڑی تیزی سے مغرب کی طرف بھاگ رہے تھے یہ صورتحال قائدو اور اس کے لشکریوں کے لیے بڑی حوصلہ افزا تھی لہٰذا وہ کمرا کو شہر پر حملہ آور ہوتے ہیں شہر کو فتح کر کے پہلے اسے خوب لوٹتے ہیں اس کے بعد شہر کو آگ لگا کر تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔

اب منگولوں کے سامنے دریائے اوڈر آ جاتا ہے لیکن یہ منگولوں کے لئے رکاوٹ ثابت نہیں ہوتا۔

منگول دریائے اوڈر کو کشتیوں اور تختوں کا پل بنا کے عبور کرتے ہیں اور اب بڑی تیزی سے پیش قدمی کرتے ہوئے قائدو اپنے لشکر کے ساتھ جرمنی کی سرزمین میں داخل ہو جاتا ہے بریز لاؤ جرمنی کا پہلا شہر ہے جس پر منگول حملہ آور ہوتے ہیں اور اس پر قبضہ کر لیتے ہیں یہاں قیام کے دوران قائدو کو اس کے ہرکارے اسے اطلاع دیتے ہیں کہ نشتر کے مقام پر جرمنوں کا ایک لشکر منگولوں کا مقابلہ کرنے کے لیے اپنی تیاریاں مکمل کرنے والے ہیں۔

زید لاؤ کے مقام پر قیام کے دوران منگولوں کو مزید خبریں ملتی ہیں کہ سائلیشیا کا ایک ڈیوک ہنری ایک کافی بڑے لشکر کے ساتھ نشتر کی طرف پیش قدمی کر رہا ہے اور وہ وہاں کے لشکر کے ساتھ جا کے ملنا چاہتا ہے اس کے ساتھ ہی یہ خبریں بھی آئیں کہ کچھ تیوتانی نائٹ بھی نشتر کا رخ کر رہے ہیں اور آخر میں جو خبریں قائدو کو ملتی ہیں وہ یہ کہ بوہیمیا والوں کا ایک بہت بڑا لشکر بھی نشتر کا رخ کر رہا ہے۔

اب قائدو بڑی سرعت اور بڑی تیزی سے یہ فیصلہ کرتا ہے کہ کم از کم بوہیمیا والوں کو نشتر نہیں پہنچنا چاہیے لہٰذا اپنی خیمہ گاہ کے مقام سے وہ اپنا پڑاؤ اٹھاتا ہے اور بڑی تیزی سے نشتر کا رخ کرتا ہے اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ بوہیمیا والوں کی کمک پہنچنے سے پہلے ہی وہ نشتر کے مقام پر دشمن کو تباہ و برباد کر کے رکھ دے۔

قائدو اپنے اس مقصد میں کامیاب بھی ہوتا ہے دوسری جانب جو لشکر نشتر کے مقام پر جمع ہو چکے ہوتے ہیں ان کو بھی خبر ہو چکی ہے کہ منگولوں کا کیا رائے عمل ہے لہٰذا وہ بوہیمیا والوں کی کمک سے ملنے کے لیے نشتر کے مقام سے کوچ کرتے ہیں لیکن ایک سطح مرتفع پر قائدو ان کو روک کھڑا ہوتا ہے دونوں لشکر ایک دوسرے سے ٹکراتے ہیں اور میدان جنگ قتل گاہ بن

منگول جب دیکھتے ہیں کہ ان کے مقابلے میں جو لشکر آیا ہے وہ ان سے کافی بڑا ہے لہٰذا وہ اپنے لشکر کے اندر دھواں کھڑا کرنا شروع کر دیتے ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے منگولوں کے لشکر کے اندر دھوئیں کے بادل پھیل جاتے ہیں یورپ والوں نے دیکھا کہ وہ دھواں عام دھواں نہ تھا بدبودار دھواں تھا جس میں سانس لینا مشکل ہو رہا تھا لیکن اس کے اندر منگول آسانی سے سانس لے رہے تھے اور پھر یورپ والوں کی بدقسمتی کہ اس دھوئیں کے اندر منگول انہیں صاف دکھائی نہ دیتے تھے کہ وہ کہاں ہیں کس طرف سے حملہ آور ہوں گے دھوئیں کے اندر اہل یورپ کو جو چیز نظر آتی تھی وہ ایک بڑی سی داڑھی نما صلیب تھی اصل میں یہ منگولوں کے گھوڑوں کی دموں والے پرچم تھے۔

دھوئیں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے منگول دائیں بائیں سے بڑے زوردار حملہ کرتے ہیں ڈیوک ہنری اپنے جانباز سواروں کے ساتھ اس کے بعد سائلیشیا کے بکتر بند دستے تیوتانی نائٹ اور بے شمار صلیبی جوان جمع ہو جاتے ہیں چاروں طرف سے منگولوں پر ٹوٹ پڑتے ہیں اہل یورپ کی بدقسمتی کہ ان ساری کوششوں کے باوجود انہیں شکست اٹھانا پڑتی ہے یورپ والے شکست اٹھا کر بھاگتے ہیں ڈیوک ہنری اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ جان بچا کر میدان جنگ سے بھاگتا ہے لیکن گرفتار ہو جاتا ہے اور اس کا سر قلم کر دیا جاتا ہے۔

یورپ کے سوانح نگار لکھتے ہیں کہ نشتر کے میدان جنگ میں بہت کم نصرانیوں کو اپنی جانیں بچا کر نکل جانا نصیب ہوتا ہے ان کے لشکر کی اکثریت کو منگول موت کے گھاٹ اتار دیتے ہیں اور پھر وہ جو انوکھا اور نیا کام کرتے ہیں وہ یہ کہ میدان جنگ میں مرنے والے یورپی نصرانیوں کی لاشوں کے سیدھے کان کاٹ لیتے ہیں اور انہیں بعد میں گن کے مقتولین کی تعداد معلوم کرنے کے لیے تھیلوں میں باندھ دیتے ہیں۔ نشتر کے مقام پر یورپ کے متحدہ لشکر کو بدترین شکست دینے کے بعد قائدو نشتر شہر کی طرف بڑھتا ہے شہر منگولوں کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی خالی ہو چکا ہوتا ہے قائدو جی بھر کر شہر کو لوٹتا ہے اور اپنی عادت کے مطابق لوٹ مار کے بعد شہر کو نذر آتش کر دیا جاتا ہے۔

بوہیمیا کا وہ لشکر جو نشتر کے مقام پر جمع ہونے والے نصرانیوں کی مدد کے لیے آ رہا تھا اسے جب خبر ہوتی ہے کہ نشتر کے مقام پر یورپ کے متحدہ لشکر کو بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے تو وہ آگے بڑھنا ترک کر دیتے ہیں اور تیزی سے پلٹ کر وہ جنوب میں گلاٹز نام کی پہاڑیوں کے ایک طرف ناہموار ٹیلوں کے اندر گھات لگا لیتے ہیں۔

منگول اس سارے علاقے کا چکر کاٹتے ہیں اور وہ اندازہ لگا لیتے ہیں کہ بوہیمیا والوں

www.pdfbooksfree.pk

نے جو گھات لگائی ہے وہ بڑی مضبوط ہے اس لیے وہ ان کی گھات پر حملہ نہیں کرتے منگول بڑی چالاکی کا مظاہرہ کرتے ہیں اپنے گھوڑوں کو آرام دے کر وہ آہستہ آہستہ پرے ہٹ جاتے ہیں اور بوہیمیا میں داخل ہو کر جدھر سے گزرتے ہیں شہروں کو تباہ و برباد اور تاخت و تاراج کرتے چلے جاتے ہیں۔

بوہیمیا والوں کا وہ لشکر جو گھات میں چلا جاتا ہے اسے جب خبر ہوتی ہے کے سامنے ان کا اپنا وطن خطرے میں ہے لہٰذا وہ اپنے وطن کے تحفظ کے لیے اپنی گھات سے نکلتے ہیں لیکن منگول بھی کمال کے ہوشیار اور عیار تھے۔ بوہیمیا والوں کے علاقوں میں منگولوں کی حرکت و نقل محض ایک بہانہ تھی دراصل وہ ایسا کر کے بوہیمیا والوں کو ان کی گھات سے باہر نکالنا چاہتے تھے اور وہ اس میں کامیاب رہے۔

جونہی بوہیمیا کا لشکر کوہستانی سلسلوں کی چٹانوں اور ناہموار زمین کی گھات سے نکلتا ہے منگول خونخوار درندوں کی طرح پلٹتے ہیں اور گلاٹز کے ناہموار ٹیلوں میں وہ بوہیمیا والوں پر حملہ آور ہوتے ہیں اس لشکر کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں اور پھر موراویا کی زرخیز وادیوں میں پہنچ جاتے ہیں اور قبل اس کے کہ موراویا کی حفاظت کے لیے کوئی لشکر جمع ہو سکے وہ اس پورے علاقے کو تباہ اور برباد کر ڈالتے ہیں اور پھر قائدو کا یہ منگول لشکر ہنگری کی طرف پیش قدمی کرتا ہے۔

اس بدترین شکست کے بعد شکست خوردہ سالار جو منگولوں سے جان بچا کر بھاگ جاتے ہیں وہ جرمنوں کے شہنشاہ کی طرف پیغام بھجواتے ہیں کہ صرف ایک ماہ کے عرصے میں منگولوں نے بڑی تیزی سے چار سو میل کی مسافت طے کی ہے اور فیصلہ کن لڑائیاں یورپ والوں سے جیتی ہیں کئی شہر مسمار کر دیئے ہیں اور دریائے وسچولا سے لے کر لیگ نشتر تک پولینڈ اور سائلیشیا کی ساری مقاومت کا خاتمہ کر دیا ہے اور اب منگولوں کا یہ لشکر موراویا کی وادی میں اپنے گھوڑوں کو چرا رہا ہے اور بوہیمیا کے بچے کھچے لشکر پر نگاہ رکھے ہوئے ہے ساتھ ہی وہ اپنے سالار اعلیٰ سوبودائی کی طرف سے مزید احکامات کا انتظار بھی کر رہا ہے۔

قائدو کے بعد کارپیتھین پہاڑی سلسلے سے وہ لشکر کوچ کرتا ہے جو خریم بن مقروم کی کمانداری میں ہوتا ہے خریم بن مقروم کو بھی دریائے ڈینیوب کے کنارے پشت کے مقام پر پہنچنے کے لیے کافی لمبا چکر کاٹنا پڑتا ہے جس راستے پر خریم بن مقروم نے سفر کرنا ہوتا ہے اس متعلق منگول ہرکارے خبر دیتے ہیں کہ مختلف حصوں میں تقسیم کر کے برفانی جنگل میں جو کچھ مل سکتا ہے جمع کر لیتا ہے ان کے علاوہ غذا حاصل کرنے کے لیے قصبوں پر حملہ جھڑپیں ہوتی ہیں ان جھڑپوں کے مقابلے میں جو لشکر سامنے آتے ہیں انہیں

تہس نہس کرتا چلا جاتا ہے۔

آگے بڑھتے ہوئے خریم اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ ٹرانسوینیا سے گزرتا ہے راستے میں جو دریا آتے ہیں ابھی ان میں برف کے پگھلنے یا بہار کی بارش کی وجہ سے طغیانی نہیں آئی تھی اپنے ساتھ کام کرنے والے منگول ہرکاروں کے ذریعے خریم پایاب گھاٹ ڈھونڈ لیتا ہے اور کچھ دریاؤں کو اس طرح عبور کرتا ہے اور باقی دریا جو راستے میں آتے ہیں انہیں اپنے گھوڑوں کو رسوں سے باندھ کر دریا پار کر لیا جاتا ہے لشکری اپنے گھوڑوں کے ساتھ ساتھ تیرتے ہوئے نکل جاتے ہیں ساتھ ہی انہوں نے اپنے چمڑے کے تھیلوں کو جن میں انہوں نے ہوا بھری ہوئی ہے سہارے کے لیے تھامے ہوتے ہیں اس طرح دریا پار کرنے میں انہیں دشواری پیش نہیں آتی خریم بڑی برق رفتاری سے اپنا سفر جاری رکھتا ہے وہ کہیں ٹھہرتا نہیں کیونکہ اس برفانی علاقے میں اسے روزانہ لگ بھگ چالیس میل کی ساخت طے کرنا ہوتی تھی۔

روزان شہر کے قریب چاندی کی کانوں کے آس پاس یورپ والوں کا ایک لشکر خریم بن مقروم کی راہ روکتا ہے یہاں چاندی کی کانوں کے آس پاس یورپ کے اس لشکر کو خریم بن مقروم بدترین شکست دیتا ہے یورپ کا وہ لشکر بھاگ نکلتا ہے بھاگ نکلنے والا وہ لشکر قوی ہیکل جرمنوں کا ہوتا ہے جو اپنے بکتر بند سپاہیوں پر ناز کرتے تھے لیکن منگولوں کے مقابلے میں انہیں شکست ہوتی ہے روزان شہر کے لوگ دیکھتے ہیں کہ گھوڑوں پر سوار منگول آندھیوں اور طوفانوں کی طرح امڈتے اور گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے چلے آ رہے تھے جرمنوں کی شکست کے بعد روزان شہر کے اندر جو حفاظتی لشکر ہوتا ہے وہ بھی باہر نکلتا ہے اور منگولوں پر حملہ آور ہوتا ہے اس موقع پر منگول ایک بہترین جنگی چال چلتے ہیں خوش اسلوبی سے پیچھے ہٹ جاتے ہیں اور روزان شہر سے نکلنے والے جرمن یہ خیال کرتے ہیں کہ انہوں نے منگولوں کو شکست دے کر پیچھے ہٹ جانے پر مجبور کر دیا ہے۔

خریم بن مقروم اب چونکہ منگولوں کی جنگی چالوں سے پوری طرح آگاہ تھا ان کے اندر رہتے ہوئے وہ جنگ کے سارے طریقے سیکھ چکا تھا جان بوجھ کر وہ اپنے لشکر کو پیچھے ہٹاتا ہے اور اس کی حرکت سے جرمن خوش ہو جاتے ہیں اور واپس روزان شہر میں چلے جاتے ہیں فتح کی خوشی منانے کے لیے شہر میں پہنچ کر شراب خانوں میں جا کر شراب پیتے ہیں اور ہتھیار کھول دیتے ہیں اور ویسے بھی یہ تیوتانی جرمنوں کا قاعدہ تھا کہ وہ تھوڑی سی بھی خوشی ملے تو شراب پینے بیٹھ جایا کرتے تھے۔

جب وہ شراب پی کر مدہوش ہو جاتے ہیں تو خریم بن مقروم آندھی اور طوفان کی طرح

www.pdfbooksfree.pk

اپنے لشکر کے ساتھ پلٹتا ہے اور شہر کے کھلے ہوئے دروازوں سے وہ شہر میں گھستا ہے اور بغیر کسی لڑائی اور مزاحمت کے سارے جرمن لشکر کو قیدی بنا لیتا ہے اور ان کے ساتھ عجیب و غریب سلوک کرتا ہے خریم اپنے لشکر سے ان گنت کلہاڑیوں کا اہتمام کرتا ہے اور جرمنوں کو کلہاڑیاں دے کر اپنے لشکر کے آگے آگے رکھتا ہے تا کہ آگے جو جنگل آ رہا ہے اس کے لشکر کی پیش قدمی کے لیے وہ جنگل کو کاٹ کاٹ کر راستہ صاف کریں۔

اب کیونکہ جرمن راستہ صاف کرتے چلے جا رہے ہیں لہٰذا خریم بن مقروم کے آگے بڑھنے کی رفتار تیز ہو جاتی ہے جوں جوں یہ آگے بڑھتا چلا جاتا ہے یورپ کے لوگ اسے دیکھتے ہی اپنے شہروں کے دروازے بند کر لیتے ہیں اور شہر کے لوگ اپنے شہروں کی فصیلوں پر چڑھ کر منگولوں کی نقل و حرکت دیکھتے ہیں اس لیے کہ وہ منگولوں کی بربریت اور اُن کی فتوحات کے متعلق سن چکے ہوتے ہیں اور انہیں عجیب الخلقت خیال کرتے ہوئے انہیں دیکھنا چاہتے ہیں۔

خریم بن مقروم یورپ کے اندرونی حصے میں بڑی تیزی سے سفر کرتا ہوا اور اپنے سامنے آنے والے ہر لشکر کو کچلتا اور ہر شہر کو فتح کرتا ہوا دریائے ڈینیوب کے کنارے پست کے مقام پر جا پہنچا تھا۔ اس طرح خریم بن مقروم منگول ہرکاروں کی رہنمائی میں سب سے پہلے پست پہنچا تھا۔ قائدو نے چونکہ اپنے لشکر کے ساتھ لمبا کاوا کاٹنا تھا لہٰذا وہ خریم بن مقروم سے چند دن بعد دریائے ڈینیوب کے کنارے پست کے مقام پر پہنچنے میں کامیاب ہوا تھا۔

منگولوں کے لشکر کا تیسرا حصہ جس کی کمانداری اُن کے خاقان اوغدائی کا بیٹا قدآن کر رہا تھا وہ بھی کارپتھین پہاڑوں سے کوچ کرتا ہوا یورپ میں آگے بڑھا۔ اس نے گلیشیا سے گزرتے ہوئے جنوبی علاقوں کا رُخ کیا تھا۔ اس کے ذمے یہ کام لگایا گیا تھا کہ جنوبی بازو کو دشمنوں سے پاک کر کے لشکر کے دوسرے حصوں کی طرح سترہ مارچ تک دریائے ڈینیوب کے کنارے پست کے مقام پر پہنچ جائے۔

لشکر کا چوتھا حصہ باتو خان، برقائی خان اور سوبدائی کی سرکردگی میں روانہ ہوا۔ اس میں لگ بھگ چالیس ہزار کے قریب سوار تھے۔ لشکر کے اس حصے کے پاس چھوٹی چھوٹی منجنیقیں تھیں جو کسی وقت کے بغیر پہیوں والے چھکڑوں میں باندھی جا سکتی تھیں۔ کارپیتھی پہاڑوں سے اُترنے کے بعد باتو خان اُن دروں تک آیا جو عام طور پر روسی دروازے کہلاتے ہیں۔ یہاں ز دیکھا کہ ہنگری کے ایک سرحدی دستے نے درخت کاٹ کر راستہ روک رکھا تھا۔

کا منگول ہراول ایک درے پر قبضہ کرنے میں کامیاب تو ہو جاتا ہے لیکن راستہ سے دیر لگ جاتی ہے۔ اس دوران اہل ہنگری منگولوں پر حملہ آور ہوتے ہیں

لیکن منگولوں کا کمال ہے کہ درہ صاف کرتے کرتے بھی وہ حملہ آور ہنگریوں پر غالب رہتے ہیں، انہیں مار بھگاتے ہیں اور ان دروں سے گزر جاتے ہیں۔

ان کوہستانی دروں سے گزرنے کے بعد باتو خان کا لشکر ہنگری کے میدان میں ایک سو دس میل کی مسافت تین روز میں طے کر لیتا ہے اور اپنے مقررہ وقت پر دریائے ڈینیوب کے کنارے بست کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ اس طرح منگول لشکر کے چاروں حصے مقررہ وقت پر دریائے ڈینیوب کے کنارے پہلے سے تجویز کردہ مقام تک پہنچ جاتے ہیں۔

یہ علاقہ ہنگری کی عملداری میں تھا اور ہنگری کے بادشاہ بیلا کی بے خبری اور غفلت کا یہ عالم تھا کہ منگول کارپتھین پہاڑوں سے کوچ کرنے کے بعد اُس کی عملداری میں دریائے ڈینیوب کے کنارے آ کر پڑاؤ کر چکے تھے لیکن ابھی تک اُس کے مخبروں نے یہ اطلاع نہ دی تھی اور ہنگری کا بادشاہ بیلا یہی سمجھے ہوئے تھا کہ منگول ابھی تک کارپتھین پہاڑوں کے نواح میں پڑاؤ کیے ہوئے ہیں۔

اس بناء پر جس وقت منگول دریائے ڈینیوب کے کنارے پہنچ چکے تھے اس وقت ہنگری کا بادشاہ اپنے سالاروں، اپنے سرداروں اور پادریوں کی مجلس مشاورت میں بیٹھا کارپتھین پہاڑوں کے پار سے منگولوں کے حملے کے خطرناک امکان پر غور کر رہا تھا۔ منگولوں نے پست شہر سے کافی فاصلے پر پڑاؤ کیا ہوا تھا اور بیچ میں دریائے ڈینیوب تھا۔ لہٰذا ہنگری والے دریائے کے اس پار جودا کے مقام پر بست کے شہر میں منگولوں کے خلاف مشورہ کر رہے تھے جبکہ جودا میں منگولوں کا مقابلہ کرنے کے لیے لشکر جمع ہو رہے تھے۔ ان میں اہل ہنگری کے لشکر بھی تھے اور دوسرے یورپی ممالک کے عساکر بھی جوق در جوق منگولوں کا مقابلہ کرنے کے لئے جودا میں جمع ہو رہے تھے۔

ابھی یہ مجلس مشاورت جاری تھی کہ ہنگری کے بادشاہ بیلا کا ایک کماندار کاؤنٹ زالفوک بست کی طرف سے آیا۔ وہ بدحواس تھا۔ بغیر اجازت کے مجلس مشاورت میں آن گھسا اور ہنگری کے بادشاہ بیلا کو یہ اطلاع دی کہ کارپتھین کے پہاڑوں کی سرحد کا خاتمہ ہو گیا ہے اور منگول ان کوہستانی سلسلوں سے کوچ کرنے کے بعد دریائے ڈینیوب کے کنارے پہنچ چکے ہیں۔ یہ خبر سننا تھی کہ اہل ہنگری کے پاؤں تلے سے زمین نکل جاتی ہے اور وہ بڑی تیزی اور سرعت کے ساتھ جنگی تیاریوں میں لگ جاتے ہیں۔

دوسری طرف باتو خان، برقائی اور سوبدائی بھی اپنے عساکر کو آرام دینے کے ساتھ ساتھ اپنے اطراف کے علاقے کا جائزہ لینے لگے تھے تا کہ پہلے سے یہ معاملہ طے کر لیا جائے کہ

www.pdfbooksfree.pk

اہلِ ہنگری سے کیسے نمٹنا ہے۔

✿......✿

دریائے ڈینیوب کے کنارے ایک روز خریم بن مقروم اور قریض بن مقروم دونوں بھائی اپنے یورت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ یورت کے باہر باتو کی حسین اور خوبصورت بیٹی بختائی اور کرغیز سردار گوچلوک کی پُر جمال بیٹی طائسی نمودار ہوئیں۔

اس موقع پر طائسی نے آواز دے کر قریض بن مقروم کو باہر بلایا۔ اس پر قریض اپنی جگہ سے اٹھا اور یورت سے نکل کر ان دونوں کے سامنے آن کھڑا ہوا۔ اس موقع پر طائسی نے بڑی رازداری سے اُسے مخاطب کیا۔

''تم ایسا کرو ذرا ہمارے یورت میں چلے جاؤ۔ میں اور بختائی دونوں ایک انتہائی اہم موضوع پر تمہارے بھائی سے گفتگو کرنا چاہتی ہیں اور ہماری گفتگو کا موضوع بشار ہے۔''

طائسی کے ان الفاظ پر قریض مسکرایا، پھر اپنائیت کے جذبات میں کہنے لگا۔ ''ذرا میرے بھائی کا خیال رکھنا۔ وہ سیدھا سا بھولا انسان ہے۔''

قریض کو رُک جانا پڑا۔ اس لئے کہ ہلکے ہلکے تبسم میں باتو کی بیٹی بختائی بول اٹھی۔

''قریض میرے بھائی! تمہارے بھائی خریم جیسے دو چار بھولے بھالے اور سیدھے انسان ہوئے تو پھر یاد رکھنا اس کائنات کا چلنا ناممکن نہیں تو دُشوار ضرور ہو کر رہ جائے گا۔ اب تم طائسی کے یورت میں جاؤ تاکہ ہم جس موضوع پر گفتگو کرنا چاہتی ہیں کر لیں۔''

اس پر چپ چاپ مسکراتے ہوئے قریض طائسی کے یورت کی طرف چلا گیا تھا۔ اُس کے ایسا کرنے پر بختائی اور طائسی یورت کے بالکل قریب آئیں اور بختائی خریم کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''خریم میرے بھائی! اگر آپ اجازت دیں تو ہم اندر آ جائیں؟''

خریم اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑا ہوا۔ دونوں کو جب اندر آنے کے لئے کہا تب دونوں یورت میں داخل ہوئیں۔ خریم کے اشارہ کرنے پر دونوں ایک نشست پر بیٹھ گئیں۔ خریم بھی اُن کے سامنے جم گیا۔ پھر گفتگو کا آغاز باتو کی بیٹی بختائی نے کیا تھا۔ خریم کو مخاطب کرتے ہوئے وہ ...ی تھی۔

''... ! ہم ایک انتہائی اہم موضوع پر آپ سے گفتگو کرنے آئی ہیں اور مجھے اُمید ہے کہ ... گے اور جو کچھ ہم کہیں گی اُس پر یقین کر لیں گے۔''

...ر کہنے لگا۔ ''کہو، تم دونوں کیا کہنا چاہتی ہو؟''

جواب میں بختائی نے کچھ سوچا، پھر وہ خریم کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ ''خریم میرے بھائی! اگر کوئی محبت پسند انسان کائنات کی روشن ترین سچائی اور پاکیزہ ترین اعتماد بن کر کسی کو چاہنے لگے، اپنے مَس کے نہاں خانۂ شکم جیسے شیریں احساسات، اپنی جوانی کی مہکار، اپنے شباب کی خوشبو، اپنی ذات کی رنگ و نکہت، روشنی و نرمی، اپنی زندگی کی حسین ترین صداقتوں کو کسی پر نچھاور کرنا چاہے تو پھر اس کا کیا حل ہونا چاہئے؟ اگر میں آپ سے یہ کہوں کہ آپ کی مٹھی میں کسی کی محبت کا مقدر ہے تو پھر آپ کیا جواب دیں گے؟''

بختائی کی اس گفتگو سے خریم بن مقروم بوکھلا سا گیا تھا۔ کچھ دیر عجیب سے انداز میں اُس کی طرف دیکھتا رہا، پھر کہنے لگا۔ ''بختائی میری بہن! گفتگو کا جو انداز تم نے اپنایا ہے یہ میرے لئے بالکل نیا ہے اور میں ویسے بھی تمہاری باتوں کا مطلب سمجھا نہیں کہ تم کیا کہنا چاہتی ہو؟''

بختائی نے ایک قہقہہ لگایا، پھر وہ کہہ رہی تھی۔ ''بھائی! میں کہنا چاہتی ہوں کہ کوئی آپ کو اپنے بزمِ رخسار اور گیسوؤں کے لئے مہتاب کا نور، اپنے باب و در کے اسرارِ نہاں کے لئے صبح جمال کی نمود، اپنی زیست کی ہر علامت کے لئے خوش وصفی اور خوش خصالی، اپنے لبوں کے نطق کے لئے خوش کلامی کی سلامت زبان، اپنی ہر عرق و رگ کے لئے جذبات کی تپش اور اپنے کنوار پن کی راتوں کے لئے رعنائی اور لطافت خیال کرتا ہے۔ کوئی دبے دبے سینے میں آپ کے لئے جوان جذبے، زیرِ لب برسوں کے رُکے ہوئے پیغام، زلفوں میں چھپی عہدِ شباب کی بارش، دل کی طغیانی کے ولولے، سینے میں رُکے ہوئے شباب کے طوفانوں کے اندر اپنی ہر سعی و طواف، اپنے سکوت کا ہر وقار، اپنے تکلم کا ہر حسن، اپنے کنگن کی ہر کھنک، اپنے بدن کا نکھرا رنگ اور اپنے یاروں کے جگنو تک آپ کے لئے وقف کر چکا ہے۔''

بختائی جب خاموش ہوئی تو خریم بن مقروم نے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔ کہنے لگا۔ ''بختائی میری بہن! تمہیں کوئی اچھا مقرر ہونا چاہئے تھا۔ تم بہت اچھا بول لیتی ہو۔ پہلے تم دونوں یہ تو کہو کہ تم نے آج مجھے بیوقوف بنانے کا عزم کیوں کر لیا ہے؟ مجھ سے گفتگو کرنے کا جو انداز تم دونوں نے اپنایا ہے اور جس قسم کے الفاظ تم استعمال کر رہی ہو یہ یقیناً نئے ہیں۔ اس سے پہلے بھی تم دونوں مجھ سے ملاقاتیں کرتی رہی ہو، میرے پاس اُٹھتی بیٹھتی رہی ہو، لیکن پہلے تم دونوں نے اس قسم کا رویہ، کبھی اس قسم کا سلوک، کبھی اس قسم کے الفاظ استعمال نہیں کئے پھر آج تم دونوں کو کیا ہو گیا ہے؟''

اس پر طائسی بولی اور خریم بن مقروم کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ ''بھائی! ہم آپ کا احترام کرتی ہیں، آپ کو بیوقوف بنانے کے متعلق سوچ بھی نہیں سکتیں۔ جس روز ہم نے ایسا کرنے

www.pdfbooksfree.pk

کا عزم کیا، یوں جانیں وہ دن ہم دونوں کی زندگی کا آخری دن ہوگا۔ دراصل میری بہن بختائی نے کچھ زیادہ ہی تمہید باندھ دی ہے۔ اسے حقائق کو آپ پر وضع کر دینا چاہئے تھا۔ جو بات ہم دونوں آپ سے کہنے کے لئے آئی ہیں وہ کچھ یوں ہے کہ بشار آپ کو خواہشوں کی ڈالیوں پر سحر کی کرنوں، جگنوؤں کے دیوں میں روشنی میں نئی بہاروں کے گیتوں، بہتے چشموں کی صداؤں میں بہار رُتوں کی نوید اور لبوں پر تبسم سجائے چاہتوں کے سفیروں کی طرح پسند کرتی ہے، محبت کرتی ہے۔ بس یہی وہ بات ہے جو ہم آپ سے کہنے آئی ہیں کہ بشار آپ سے محبت کرتی ہے اور اب آپ اس پیغام کے جواب میں کیا کہنا پسند کریں گے؟''

جواب میں خریم بن مقردم تھوڑی دیر تک دھیرے دھیرے مسکراتا رہا، پھر کہنے لگا۔ ''یہ تم نے نیا ہی موضوع چھیڑ دیا ہے۔ دیکھو، بشار میرے لئے اجنبی نہیں ہے۔ میرے یورت میں آتی رہتی ہے۔ بلکہ میں تو یہاں تک کہہ سکتا ہوں کہ ایک بار اُس نے خود اپنی زبان سے اس بات کا اقرار کیا تھا کہ وہ کسی نوجوان کو چاہتی ہے اور یہ کہ......''

خریم بن مقردم کو رُک جانا پڑا۔ اس لئے کہ بختائی بول پڑی۔ ''خریم میرے بھائی! اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ کسی کو چاہتی ہے، کسی کو اپنی زندگی کا مقدر بنا چکی ہے لیکن آپ پر ہم یہ انکشاف کرنے کے لئے آئی ہیں کہ بشار جس نوجوان کو چاہتی ہے وہ آپ ہیں۔''

اس انکشاف پر خریم بن مقردم تھوڑی دیر تک گہری سوچوں میں کھویا رہا۔ اُس کی گردن جھکی ہوئی تھی۔ آہستہ آہستہ اُس نے اپنا چہرہ اٹھاتے ہوئے بختائی اور طاکسی کی طرف دیکھا، پھر دُکھ بھرے انداز میں کہہ رہا تھا۔

''میری دونوں بہنو! میں وقت کے حصار میں محصور شکست ذات میں مجبور ایک انسان ہوں۔ میں چھوٹا تھا میری ماں مر گئی تھی اور اب تک ماں کے بوسے کی منتظر میری خواہشیں مجھے دن رات کانٹوں پر گھسیٹتی رہتی ہیں۔ اس منزل کی طرف آتے ہوئے راستے میں میرا باپ فوت ہو گیا تھا اور اُس کی آخری وصیت میرے قلب و جگر میں اس وقت تک چبھتی رہے گی جب تک میں اُس کی خواہشوں کی تکمیل نہیں کر لیتا۔

عزیز بہنو! میرے سامنے زیست کے سنگ دل حصار ہیں۔ مجھے اُمیدوں کے ریشم مہکتے پھولوں میں اُلجھا کر میری حالت تصویر کے بکھرے رنگوں، ہواؤں کی زد میں بکھرتے زرد پتوں جیسی نہ بناؤ۔ یہ بات بھی اپنے ذہن میں لکھ رکھنا، میرے ازل کے پاس میرے ابد کو سنانے کو آنسوؤں میں ڈوبی داستانوں، روز و شب کی بے حسی کے زخموں اور بنجر دلوں میں کے سوا کچھ نہیں ہے۔ میں نے جس منزل کی طرف جانا ہے اس کے راستے میں

نہ محبت کا کوئی چشمہ ہے نہ اُلفت کا کوئی گھروندہ ہے۔ میں اپنے نحیف کاندھوں پر اپنا گھر اُٹھائے نئی سوچوں، انجانی مسافتوں کا مسافر ہوں اور سرگرداں اور بے کراں آندھیوں کے سوا اس مہم میں میرے پاس کوئی زادِ سفر بھی نہیں ہے......''

خریم بن مقردم مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اُس کی بات کاٹتے ہوئے بختائی بول اُٹھی۔ ''خریم میرے بھائی! جو کچھ تم نے کہا وہ درست ہے، ٹھیک ہے، حقیقت ہے، سچائی ہے۔ لیکن ایک سچائی اور بھی ہے اور وہ یہ کہ محبت وہ معجزہ ہے جو ہجر کی بے تاب تاریکیوں، بے حسی کی چٹانوں کے سامنے دُکھ سمونے کو لذتِ وصل جیسا دوا گر ٹھکانہ میسر کرتی ہے۔ روز و شب کی فرومایہ گردش میں محبت انسان کو رُوح کے زخموں، حالات کے تند بگولوں سے نجات دیتی ہے۔ محبت ان سنے گیتوں سی نرم ہے۔ محبت منزلوں کے راستوں کی نشاندہی کرتی ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد بختائی لمحہ بھر کے لئے رُکی، اس کے بعد وہ دوبارہ کہہ رہی تھی۔ ''عزیز بھائی! ہم آپ سے مذاق نہیں کر رہے۔ ہم تو آپ کو آپ کے ایک ایسے ساتھی کی نشاندہی کر رہی ہیں، ایک ایسی لڑکی کے جذبات کی ترجمانی کر رہی ہیں جو آپ کی زندگی کا ساتھی بن کر آپ کے دُکھوں اور آپ کے غموں کو اپنا غم سمجھنا چاہتی ہے۔ جو آپ کے دُکھوں اور غموں کی ردا کے اندر آپ کا ساتھ دیتے ہوئے آپ کو خوشیوں اور آسودگیوں کے راستے پر لے جانا چاہتی ہے۔ بھائی، ہم مذاق نہیں کر رہے۔ قسم جاودانی آسمان کی بشار اپنی رُوح کی گہرائیوں سے آپ کو چاہتی ہے۔ میرے خیال میں ہماری طرف سے اتنا کہنا ہی کافی ہے اور مزید کچھ میں کہنا چاہتی ہوں وہ یہ ہے کہ اگر کوئی انسان کسی سے محبت کرے تو اُس کی محبت کا جواب انکار میں نہیں دینا چاہئے۔ اگر آپ بشار کی محبت کا جواب چاہت سے دیں تو میں سمجھتی ہوں آپ اور بشار دونوں کی زندگی سچائی کے موتیوں سے بھرپور جنت نما ہو کر رہ جائے گی۔''

اس کے ساتھ ہی بختائی اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑی ہوئی۔ بختائی کی طرف دیکھتے ہوئے طاکسی بھی کھڑی ہو گئی، پھر کچھ سوچتے ہوئے بختائی بول اُٹھی۔ ''بھائی! ہم دونوں جا رہی ہیں۔ ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ اب میرے خیال میں آپ اکیلے بیٹھ کر جو کچھ میں نے کہا ہے اس پر غور و خوض کریں اور مجھے امید ہے کہ ہماری اس ساری گفتگو کی روشنی میں چند روز بعد بشار خود بھی آپ سے آ کر ملے گی اور جو گفتگو ہم نے کی ہے، میرے خیال میں وہ اس کا ردِ عمل جاننے کی کوشش کرے گی۔'' اس کے ساتھ ہی بختائی اور طاکسی دونوں مڑیں اور خریم بن مقردم کے خیمے سے نکل گئی تھیں۔

منگول اب ہنگری کے بادشاہ بیلا سے ٹکرانے کی تیاریاں مکمل کر چکے تھے اور وہ ہنگری کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ باتو خان، سوبودائی اور برقائی خان نے جو منگول ہرکارے دشمن کی نقل وحرکت سے مطلع کرنے کے لئے مقرر کر رکھے تھے انہوں نے شہر کے متعلق تفصیل بتا دی تھی۔

اس وقت جو صورتِ حال تھی وہ کچھ اس طرح تھی کہ دریائے ڈینیوب کے ایک کنارے پر منگول اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کئے ہوئے تھے جبکہ دوسرے کنارے پر بست نام کا شہر تھا جس میں ہنگری کا بادشاہ بیلا اپنے بہت بڑے لشکر کے ساتھ محصور تھا۔ اور پھر ہنگری کے بادشاہ بیلا نے اپنے بھائی اور اپنے کچھ سالاروں کو یورپ کے مختلف علاقوں سے لشکر مہیا کرنے کے لئے روانہ کر رکھا تھا تاکہ پوری طاقت اور قوت کے ساتھ منگولوں کا مقابلہ کر کے انہیں پسپا ہونے پر مجبور کیا جائے۔

منگولوں نے دیکھا بست شہر کی فصیل بڑی مضبوط، اونچی تھی۔ دروازے بھی اس قدر مضبوط تھے کہ انہیں منگولوں کی چھوٹی چھوٹی منجنیقوں کے ذریعے توڑا نہ جا سکتا تھا۔ شہر کے استحکام کو دیکھتے ہوئے منگول محتاط ہو گئے تھے۔ وہ دریائے ڈینیوب کو پار کر کے بست کی طرف جانے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ جہاں انہوں نے پڑاؤ کر رکھا ہے اُس کے اردگرد کے علاقوں کا جائزہ لیتے ہیں۔ ان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ ہنگری کا بادشاہ بیلا خود دریائے ڈینیوب عبور کر کے اُن پر حملہ آور ہو۔

دوسری جانب بیلا بھی بڑا محتاط ہے۔ بست شہر کے دروازوں پر منگول حملہ آوروں کے اچانک نمودار ہونے سے وہ سراسیمہ اور پریشان ہو چکا تھا۔ وہ فوراً یہ حکم جاری کرتا ہے کہ کوئی بھی ہنگری کا لشکر، ہنگری کا کوئی بھی سالار منگولوں پر حملہ کرنے کے لئے پہل نہ کرے جب تک کہ انہیں یورپ کے مختلف علاقوں سے کمک نہیں مل جاتی۔ اس طرح دن گزرنے لگتے ہیں۔ منگول بے کار اور ناکارہ بیٹھنے والے نہ تھے۔ باتو خان اور سوبودائی نے جب دیکھا کہ ہنگری کا بادشاہ بیلا اپنے شہر بست سے نکل کر دریائے ڈینیوب پار کر کے ان پر حملہ آور نہیں ہوتا تب اس نے لشکر کے چھوٹے چھوٹے حصے اپنے مختلف سالاروں کی سرکردگی میں دیئے اور انہیں یہ حکم دیا کہ دریا کے دونوں کناروں پر پھیل جائیں اور بست کے نواح میں جو چھوٹے نے قصبے اور شہر ہیں اُن پر ضرب لگاتے ہوئے اپنے لئے خوراک اور گھوڑوں کے لئے کریں۔ یہ حکم ملتے ہی بہت سے منگول سالار اپنے اپنے لشکروں کے ساتھ دریائے اف میں اپنی اور مویشیوں کی خوراک حاصل کرنے کے لئے پھیل گئے تھے۔

لشکر کا جو حصہ خریم بن مقردم کی سرکردگی میں دیا گیا تھا اس کے ذمے بست شہر کے نواح میں ایک خاصے بڑے شہر پر حملہ آور ہونا تھا۔ اس شہر کا نام اگولین تھا اور اس اگولین نام کے شہر کا حاکم اور حکمران ایک جنگجو اسقف تھا۔

اگولین چھوٹا شہر تھا لیکن اس کے گرد فصیل تھی۔ وہ محفوظ شہر تھا۔ خریم بن مقردم نے براہِ راست اگولین کو اپنا ہدف نہیں بنایا۔ اگولین کے اطراف میں جو چھوٹے بڑے قصبے تھے اُن پر حملہ کر کے اور خوراک کے وسیع ذخائر اس نے جمع کرنا شروع کر دیئے تھے۔

اگولین، حکمران اسقف کو جب منگولوں کی اس کارگزاری کی اطلاع ہوئی تو وہ بڑا سیخ پا ہوا۔ گو ہنگری کے بادشاہ بیلا کا یہ حکم تھا کہ ہنگری کا کوئی بھی حاکم اور سالار اپنی پناہ گاہ سے نکل کر منگولوں پر اُس وقت تک حملہ آور ہونے میں پہل نہ کرے جب تک وہ خود حکم نہیں دیتا۔ لیکن اس اسقف نے اپنے آپ کو نمایاں کرنے کے لئے منگولوں پر حملہ آور ہونے کی ٹھان لی۔ اُس نے بیلا کے حکم کی تعمیل نہیں کی۔ لہٰذا وہ اپنے حصار سے نکلا اور خریم بن مقردم پر وہ جنگل کی آوارہ گرد خاموشیوں میں خوف کے خونی بگولوں، وقت کے بدلتے انداز میں راستوں اور شاہراہوں پر سرسراتی موت، سینۂ ارض پر چھائے سناٹوں میں چیختی مچلتی جھاگ اُگلتی فضا کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

خریم بن مقردم جو منگولوں کے اندازِ جنگ میں پوری طرح ماہر ہو چکا تھا اُس نے صرف تھوڑی دیر کے لئے جوابی کارروائی کی، بے کراں بحر میں جوش مارتی سرکش موجوں اور بے سمتیوں کے دشت میں زہر پھیلاتی باغی موجوں کی طرح حملہ آور ہوا، پھر اُس نے مخصوص اشارہ کیا اور یہ اشارہ ملنا تھا کہ اُس کے لشکری اُس کی کمانداری میں میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

منگولوں کے اس طرح بھاگنے سے اسقف بے حد خوش ہوا۔ شہرت حاصل کرنے کا اُس کا جنون بے جہت ہو گیا۔ اُس کے بے مہار ارادے آسیب کی صورت اختیار کر گئے۔ ہنگری کے بادشاہ بیلا کی نگاہوں میں اعلیٰ مقام حاصل کرنے کے لئے اُس کی خواہشیں اُمڈتے ہیولوں، نا آشنا سرخ سایوں کی صورت اختیار کر گئی تھیں اور اپنے انہی ارادوں، انہی خواہشوں اور اسی جنون کے تحت اُس نے منگولوں کے ساتھ رقصاں شعلوں کا کھیل کھیلنے کا تہیہ کر لیا تھا۔

اُس نے اپنے آگے بھاگتے ہوئے منگولوں کا تعاقب شروع کر دیا۔

تھوڑا سا آگے جا کر دریائے ڈینیوب کے قریب جہاں دلدلی علاقہ تھا اور اردگرد جھاؤ تھی، گھنا جنگل تھا، اچانک اُس اسقف نے اپنے لشکر کو روک دیا۔ اُسے ایسا لگا کہ کسی نے ہستی کی

www.pdfbooksfree.pk

خام بنیادوں پر غم واندوہ کی طغیانی کی طرح ضرب لگانی شروع کر دی ہو یا صحرا بدر بگولوں میں جلتے پتھروں کی برسات شروع ہوگئی ہو یا بن باس کے دشت کی سفاک سازشوں نے دل کے قرطاس پر وقت کے خونی نوحے لکھنے شروع کر دیے ہوں۔ اس لئے کہ اچانک ایک طرف سے خریم بن مقروم اپنے لشکر کے ساتھ بھڑکتی انتقامی آگ سے اُٹھتے تیزی سے چھاتے سرخ دھوئیں کی طرح نمودار ہوا۔

اگولین کا اسقف اور اُس کے لشکری اس صورتِ حال کو دیکھتے ہوئے دنگ رہ گئے تھے۔ پھر اُن کے اس منظر کو دیکھتے ہی دیکھتے خریم بن مقروم شب کے دامن میں منہ چھپاتی بربادیوں میں بے نام خوف کی لرزش طاری کرتے خونی مسافتوں کے سندیس، مبہوت اور حیران لمحوں میں بربادی کی کتھا سناتے صدیوں کے ہولناک کرب اور بے قراری میں کسمساتی ذلتوں کی سرگزشت کو طول دیتے دربدری کی متلاشی بغاوتوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

خریم کے حملوں میں حرب وضرب کے اندوہناک خونی ہنگاموں جیسا زور تھا۔ رگ و پے میں سنسنی پھیلائے تہذیب کے جنون جیسی بے خوفی اور اولوں کی ہلاکت خیزی اور بارش کے ارم اور بادوباراں کے مہیب طوفانوں جیسا ایک انوکھا تسلسل تھا۔

اگولین کے اسقف کی حالت جہاں تھوڑی دیر پہلے منگولوں کا تعاقب کرتے وقت آسودگی اور ولولہ انگیزی، خوابوں میں گنگناتی اساطیری ارادوں، سپنوں کے سایوں میں وقار اور شجاعت کی انوکھی روشنی جیسی تھی وہاں اب خریم بن مقروم کے حملوں کے بعد اس کی اور اُس کے لشکریوں کی حالت رات کی گود میں سمائی اور اندھیروں سے خوف کھاتی راہوں، اپنی نارسائی پر تلملاتے اور آگ میں گھلتے دھوئیں اور سراب دہموں میں رشک و حسد، کینہ و بغض اور کدورت کے کڑوے پن سے بھی زیادہ بدتر ہونا شروع ہوگئی تھی۔

وہ ایک عجیب و غریب کشمکش میں پھنس گیا تھا۔ اُس کے پیچھے دلدلی علاقہ تھا، سامنے اور پہلوؤں کی طرف سے خریم بن مقروم اُس پر قضا پھیلاتی ضربیں لگا رہا تھا۔ آخر اگولین کو خوفناک شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اُس کے ساتھیوں کی اکثریت کو خریم بن مقروم نے موت کے گھاٹ اُتار دیا اور سوانح نگار لکھتے ہیں کہ اگولین کا اسقف صرف اپنے تین ساتھیوں کے بچ کر واپس اگولین میں داخل ہونے میں کامیاب ہوا تھا۔

منگولوں کی یہ کوشش تھی کہ کسی نہ کسی طرح سے ہنگری کے بادشاہ بیلا کو بست شہر سے ... جانتے تھے کہ اگر وہ فصیل بند شہر پر حملہ آور ہوں گے تو منگولوں کا بھی کافی نقصان سے بچنے کے لئے وہ بیلا کو بست شہر کے کھلے میدانوں میں

نکالنا چاہتے تھے۔

اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے منگولوں نے بست شہر کے نواح میں لوٹ مار کا بازار دُور دُور تک گرم کر دیا تھا تا کہ ایک نہ ایک روز بیلا اپنے علاقوں کی حفاظت کے لئے بست شہر سے باہر نکلنے پر مجبور ہو جائے۔

پھر ایسا ہی ہوا۔ اول تو ہنگری کا بادشاہ منگولوں کے چکمے میں آ گیا۔ بالکل ایسے جیسے کوئی کسی کا ہاتھ پکڑ کر کہیں لیجانے میں کامیاب ہو جائے اور بیلا بست شہر سے باہر نکلنے پر مجبور ہو گیا۔ شہر سے باہر نکلنے کی اول وجہ تو یہ تھی کہ وہ اپنے علاقوں کو منگولوں کی ترک تاز سے بچانا چاہتا تھا۔ دوسری شہر سے نکلنے کی وجہ یہ ہوئی کہ ہنگری کا بادشاہ بیلا کا بھائی یورپ کے مختلف علاقوں سے ایک بہت بڑے لشکر کی صورت میں کمک لے کر آ گیا تھا۔ اب بیلا کی کمانداری میں ایک لاکھ سے بھی زیادہ لشکری جمع ہو گئے تھے۔ اس صورتِ حال کو سامنے رکھتے ہوئے بیلا منگولوں کا مقابلہ کرنے کے لئے بست شہر سے نکلا تھا۔

شہر سے نکلنے کے ساتھ ہی بیلا کے لشکر کی تعداد اور زیادہ بڑھنے لگی۔ بڑی تیزی سے اُس کے لشکر میں فرانس کے ٹیمپلر، دوسرے ملکوں کے نائٹ، کروشیا، سلاوینیا، کولومان کے جنگجو شامل ہونا شروع ہو چکے تھے۔ اس طرح جہاں لشکر میں ان گنت سوار تھے وہاں پیدل دستے بھی بے شمار ہو گئے تھے۔ اس قدر لشکر دیکھتے ہوئے ہنگری کے بادشاہ بیلا کو یقین ہو گیا تھا کہ وہ منگولوں کو اپنی سرزمینوں سے مار بھگانے میں کامیاب ہو جائے گا۔

لیکن اہل ہنگری کی بدقسمتی کہ وہ منگولوں کے جنگی طریقوں سے آگاہ نہیں تھے۔ جوں ہی بیلا اپنے بہت بڑے لشکر کے ساتھ بست شہر سے نکلا اُسے اور اُس کے لشکریوں کو منگول پسپا ہی ہوتے نظر آئے۔ ہنگری والوں نے خود منگولوں کے لشکر کو اوجھل ہوتے دیکھا تھا۔ اس پر ہنگری کے لشکریوں نے یہی خیال کیا کہ منگول تعداد میں اُن سے کم ہیں لہٰذا اُن کا مطلق ارادہ نہیں کہ وہ اہل ہنگری سے مزاحمت یا جنگ کریں۔

اس طرح ہنگری کا بادشاہ اپنے لشکر کے ساتھ منگولوں کے پیچھے لگ گیا تھا یہاں تک کہ وہ موہی کے میدانوں میں پہنچا اور وہاں اُس نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر لیا جہاں بیلا نے پڑاؤ کیا تھا۔ اُس سے تھوڑا آگے سایو نام کی ایک ندی بل کھاتی ہوئی بہتی تھی اور اس ندی کے اس پار گھنے تاریک جنگل تھے جہاں اُونچائیوں پر انگور کی بیلیں تھیں اور پہاڑیاں جھاڑیوں سے لدی ہوئی تھیں۔

اہل ہنگری ابھی تک یہی سمجھ رہے تھے کہ منگول ان کا مقابلہ کرنے سے جی چراتے ہوئے

www.pdfbooksfree.pk

بھاگ گئے ہیں لہٰذا موہی کے میدانوں میں ہنگری کے لشکر نے پڑاؤ ڈال دیئے۔ الاؤ گرم کر دیئے گئے اور گھوڑوں کو چرنے اور ندی کا پانی پینے کے لئے کھلا چھوڑ دیا گیا۔ لیکن وہ منگولوں کا مقابلہ کرنے کے لئے مستعد تھے۔ وہ جانتے تھے کہ منگول اگر یہیں کہیں ہیں تو اچانک حملہ آور ہوں گے۔ اہل ہنگری بھی جنگ کا تجربہ رکھتے تھے لہٰذا آسانی سے دھوکہ نہ کھاتے تھے۔

منگولوں کے اچانک حملے سے بچنے کے لئے ہنگری کے بادشاہ بیلا نے ندی کی طرف اپنے ہراول لشکر کو مقرر کیا اور ہراول لشکر کے لشکری ندی کے اس پار سوکھی جھاڑیوں میں گھستے چلے گئے لیکن انہیں کہیں بھی کوئی منگول نظر نہ آیا۔ صرف گھوڑوں کے سموں کے نشان نظر آتے تھے۔

اس دوران ایک واقعے نے ہنگری کے لشکر میں سنسنی پھیلا دی۔ وہ اس طرح کہ ایک روسی قیدی باتو کے لشکر سے بھاگ کر اہل ہنگری کے پڑاؤ میں پہنچنے میں کامیاب ہو گیا اور اس نے ہنگری کے لشکریوں اور ان کے بادشاہ کو خبردار کیا کہ غیر مرئی سانپ کی طرح حملہ آور ہونے والے منگول چند ہی میل کے فاصلے پر ندی کے اس پار گھنے جنگل میں پڑاؤ ڈالے ہوئے ہیں۔

بیلا محتاط ہو گیا اور سمجھ گیا کہ منگول اس پر اچانک حملہ آور ہو سکتے ہیں۔ گو جس جگہ بیلا نے پڑاؤ کیا ہوا تھا اس کے دونوں جانب خاردار جھاڑیوں سے بھری ہوئی پہاڑیاں تھیں پھر بھی وہ اپنے پڑاؤ کے چاروں طرف چھکڑوں کو باندھ کر مورچہ بنا لیتا ہے اور لگ بھگ ایک ہزار بہترین تیر اندازوں کو سایو نام کی ندی کے اس پار متعین کر دیتا ہے تاکہ وہ وہاں گھات میں رہتے ہوئے پہرہ دیں اور اگر منگول دن کے کسی حصے میں اور رات کے کسی بھی وقت شب خون مارنے کی کوشش کریں تو وہ اپنے لشکر کو بروقت آگاہ کر دیں۔ بیلا کا ایسا کرنے کا مقصد یہ تھا کہ کم از کم چھکڑوں کے حصار میں اس کا باقی لشکر آرام کر سکے گا۔

دوسری جانب گھنے جنگل میں پڑاؤ کئے ہوئے منگول بھی بڑے محتاط تھے۔ اگلے روز وہ لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ ایک حصہ سوبودائی کے پاس ہوتا ہے دوسرا باتو اور برقائی کے پاس اور تیسرا خریم بن مقردم کی سرکردگی میں ہوتا ہے۔

صبح سویرے ہی باتو اور برقائی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ پل کی طرف پیش قدمی کرتے ہیں۔ یہاں جو بیلا کے ہراول لشکر کے لگ بھگ ایک ہزار عسکری ہوتے ہیں ان پر باتو اور ...قائی حملہ آور ہوتے ہیں اور وہ ایک ہزار ہنگروی منگولوں کے سامنے سے ہٹ کر پل عبور کر ... طرف چلے جاتے ہیں اور اگر منگول پل کے ذریعے ندی کو عبور کرتے ہیں تو ان پر ... تے ہیں۔

... ے نمٹنے کے لئے باتو اور برقائی جو اپنے ساتھ چھوٹی چھوٹی منجنیقیں

لائے ہوئے تھے، ان کے ذریعے وہ ندی کے اس پار سخت سنگ باری کرتے ہیں جس پر بیلا کا ہراول دستہ پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ اس صورتِ حال کے نتیجے میں باتو اور برقائی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ سایو ندی کے پل کو عبور کر کے ان میدانوں میں داخل ہو جاتے ہیں جن کے اندر بیلا نے پڑاؤ کیا ہوتا ہے۔

دوسری جانب خریم بن مقردم سایو ندی کے کنارے کنارے آگے بڑھتا ہے اور جہاں وہ دیکھتا ہے کہ ندی کا پاٹ کافی چوڑا ہے اور پانی کی گہرائی کم ہے وہاں وہ اپنے لشکر کے ساتھ ندی کو عبور کر کے انہی میدانوں کا رخ کرتا ہے جہاں بیلا پڑاؤ کئے ہوئے ہے۔

تیسرا لشکر جو سوبودائی کی کمانداری میں ہوتا ہے وہ شہتیروں اور لکڑی کے تختوں کا ایک پل شمال کی طرف بناتا ہے، ندی کو عبور کر لیتا ہے اور اس کے آنے کی اطلاع اہل ہنگری کو ہوتی ہے جب وہ بھی باتو، برقائی اور خریم کی طرح موہی کے میدانوں میں داخل ہو جاتا ہے۔

اب اہل ہنگری بڑے بڑے چھکڑوں سے گھرے ہوئے آماجگاہ سے نکلتے ہیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ اطراف میں بلندیوں پر منگول بڑی تیزی سے اکٹھے ہو رہے تھے۔ منگول آہستہ آہستہ بڑے خوش کن انداز میں حرکت کر رہے تھے۔ ان کا ہنگریوں پر حملہ آور ہونے یا انہیں چھیڑنے کا کوئی ارادہ نہ تھا لیکن وہ بڑی باقاعدگی سے ان کے اطراف کے پڑاؤ کو گھیرتے چلے جا رہے تھے۔

اس صورتِ حال کو اہل ہنگری اپنے لئے خطرناک خیال کرتے ہیں۔ لہٰذا بیلا کے لشکر کا ایک حصہ حرکت میں آتا ہے اور منگولوں کے ایک حصے پر حملہ آور ہوتا ہے۔ منگول اہل ہنگری کے مقابلے میں پسپا ہوتے ہیں لیکن دراصل وہ اہل ہنگری کے دونوں بازوؤں کو گھیر کر ان پر تیروں کی بوچھاڑ کرنا چاہتے تھے۔

اور پھر پیچھے ہٹنے کے بعد اپنی گھات کو مضبوط اور مستحکم کرنے کے بعد آتش باری کے انداز میں جب منگول تیر اندازی کرتے ہیں تو ہنگری والوں کا وہ لشکر جو منگولوں پر حملہ آور ہوتا ہے ایک طرح سے مفلوج ہو کر رہ جاتا ہے اور منگولوں کے حملوں کا جواب نہیں دے سکتا۔ وہ افراتفری کا شکار ہو جاتا ہے اور انتشار کی حالت میں پڑاؤ کی طرف لوٹتا ہے۔ دوسری جانب منگول ابھی تک نقل و حرکت میں مصروف تھے۔ ہنگری والوں پر جو حصہ حملہ آور ہوا تھا وہ باتو کے لشکر کا ایک حصہ تھا جبکہ دوسری جانب سوبودائی اور خریم بن مقردم ابھی تک اپنے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ اہل ہنگری کے گرد حلقہ بنانے کی کوشش میں مصروف تھے۔

اس موقع پر ہنگری والوں کا لشکر جس نے اپنے آپ کو چھکڑوں کے بنائے ہوئے مورچوں

www.pdfbooksfree.pk

کے درمیان محفوظ کیا ہوا ہوتا ہے باہر نکلتا ہے اور منگولوں پر ضرب لگاتا ہے۔

منگول اُن کی نقل و حرکت سے آگاہ ہیں۔ ایک طرف سے اچانک اُن پر باتو اور برقائی خان خوابیدہ ارادوں کو پکارتی مرگِ گلشن زیست کو پراگندہ کرتے بخت نامراد کی طرح حملہ آور ہو جاتا ہے۔ دوسری طرف سے سوبودائی اپنے کام کی ابتداء کرتا ہے اور جلتی دُھوپ کے لمبے سفر میں محرومیوں کے زخموں، درد کی تعبیروں اور جلتی رُتوں کے شورِ ماتم کی طرح اپنی کارروائی کی شروعات کرتا ہے۔

تیسری طرف سے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ خریم بن مقروم تاریخ کے قافلے میں رُوح کی تڑپ، قلم کی حرارت کو اُجڑے گلستانوں اور آہ و فغاں میں بدل دینے والے دُکھ کے آسیب کی طرح حملہ آور ہو جاتا ہے۔

کچھ دیر تک ہنگری کے لشکر کے ٹیمپلر، نائٹ اور دوسرے جنگجو منگولوں کا مقابلہ کرتے ہیں لیکن تین اطراف سے حملہ آور ہونے والے منگول اُن کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیتے ہیں اور انہیں ان کے چھکڑوں کے بنائے ہوئے مورچوں کی طرف دھکیل دیتے ہیں۔

منگولوں کے ساتھ اس ٹکراؤ میں اہل ہنگری کے کافی لشکری مارے جاتے ہیں اور ان کے پڑاؤ کا جم غفیر ایک طرح سے بے ترتیب ہو جاتا ہے۔ ان کے کئی سردار اس ٹکراؤ میں مارے جاتے ہیں۔ ان کا بادشاہ بیلا جسے سپہ سالاری کا کوئی تجربہ نہیں، کچھ نہیں کر سکتا۔ اس کا بھائی کولومن بھی اس جھڑپ میں زخمی ہو جاتا ہے۔

اب منگول حرب و ضرب کی ایک اور چال چلتے ہیں۔ وہ اپنے لشکر کو یکجا کر لیتے ہیں اور نشیب کی طرف بڑھتے ہیں اور ہنگریوں کے جم غفیر میں آتش بار تیر اور روغن نفت پھینکنا شروع کرتے ہیں۔ پھر اچانک منگولوں کا لشکر مغرب کی طرف اپنا حلقہ کھول دیتا ہے۔ اس سے پہلے انہوں نے چاروں طرف ہنگری والوں کے گرد جو حلقہ بنا رکھا تھا اس میں مغرب کی سمت وہ خلا پیدا کر دیتے ہیں جہاں ہموار میدان دریائے ڈینیوب تک برابر چلا جاتا ہے۔ ہنگری والے تذبذب کے عالم میں اس کھلے راستے کی طرف بڑھتے ہیں۔ ان میں سے کچھ لوگ نقصان اٹھائے بغیر اس کھلے ہوئے حصے سے پار نکل آتے ہیں۔ ان کے ایسا کرنے کے بعد پھر ایک بھگدڑ مچ جاتی ہے۔

جس وقت اہل ہنگری منگولوں کے دیئے ہوئے راستوں سے دریائے ڈینیوب کی طرف
لئے بھگدڑ کا شکار ہوتے ہیں اسی لمحہ منگول اپنی کارروائی کرتے ہیں اور اس انداز
آور ہوتے ہیں کہ اہل ہنگری کی صف بندی ختم ہو جاتی ہے۔ پھر ان کے

پڑاؤ میں راستہ بنانے کے لئے بڑی تیزی سے منگول ان کے خیموں کی طنابیں کاٹنا شروع کر دیتے ہیں۔ اچانک ہر طرف سے باہریوں کی طرف سے منگول وحشیوں کی طرح اُترتے ہیں اور اہل ہنگری کے پڑاؤ پر حملہ آور ہو جاتے ہیں۔ کچھ دیر ہولناک جنگ ہوتی ہے جس میں ہنگری والوں کو بدترین شکست ہوتی ہے۔ پھر وقت کی آنکھوں نے دیکھا کہ ایک لاکھ یورپی لشکر اپنی جانیں بچانے کے لئے منگولوں کے آگے بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔ ان کے سردار انہیں روکتے ہیں لیکن منگولوں نے جو راستہ دیا ہوا ہے اُس راستے سے وہ دریائے ڈینیوب کی طرف بھاگنا شروع کر دیتے ہیں۔

گو ڈینیوب وہاں سے کئی میل دُور ہے لیکن بھاگنے والے یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ گرتے پڑتے کبھی نہ کبھی دریائے ڈینیوب پہنچ جائیں گے، پھر اُس کے کنارے کنارے حفاظتی پناہ گاہوں کی طرف چلے جائیں گے۔

بہرحال منگول اہل ہنگری پر حملے بھی کرتے رہتے ہیں اور ساتھ ہی شکست خوردہ ہنگریوں کے بھاگنے کی بھگدڑ بھی جاری رکھتے ہیں۔ ایسا وہ اس لئے چاہتے ہیں کہ اس تگ و دو میں ہنگری والوں کے لشکری تھک جائیں اور پھر ان کا تعاقب کرنا آسان ہو جائے اور وہ دست بدست ہتھیاروں سے ان کا قتل عام کریں بالکل ایسے جیسے بھیڑیں ذبح کی جاتی ہیں۔

اسی بنا پر منگول راستہ دے کر ہنگری والوں کو دریائے ڈینیوب کی طرف بھاگنے کا موقع فراہم کرتے ہیں تاکہ وہاں ان کے قتل کرنے میں آسانی ہوگی۔ ہنگری کا بادشاہ بیلا جسے منگول نہیں پہچانتے تھے وہ شکست اٹھا کر اپنے تیز رفتار گھوڑے پر بچ کر نکل جاتا ہے۔

جب ہنگری والوں کا پورا لشکر اپنے چھکڑا نما مورچے سے نکل کر منگولوں کے دیئے ہوئے راستے کے ذریعے بھاگ کھڑا ہوتا ہے تب منگول اُن کے پیچھے لگ جاتے ہیں جیسے بھیڑوں کے پیچھے بھیڑیئے اُن کا شکار کرنے کے لئے لگ جاتے ہیں اور جدھر جدھر منگول تعاقب کرتے ہیں اپنے پیچھے لاشوں کے ڈھیر لگاتے چلے جاتے ہیں۔ سوانح نگار لکھتے ہیں کہ اس تعاقب میں منگول لگ بھگ ستر ہزار یورپی لشکریوں کو موت کے گھاٹ اُتارتے چلے جاتے ہیں۔ مرنے والوں میں اگولین کا اسقف اعظم اس کے علاوہ ہنگری کے اکثر و بیشتر امراء، بڑے بڑے سالار، بڑے بڑے سورما منگولوں کے ہاتھوں مارے جاتے ہیں اور وہ سالار اور امراء جو زندہ بچتے ہیں اپنی جانیں بچانے کی خاطر منگولوں کے آگے آگے اِدھر اُدھر بھاگتے پھرتے ہیں اور کوہستانی سلسلوں میں منگول ان کا شکار کرتے پھرتے ہیں۔ اہل یورپ کے خوف کے مارے اوسان ٹھیک نہیں رہتے۔ انہیں کچھ خبر نہیں کہ اگلے لمحے کیا ہونے والا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

اُن کا بادشاہ بیلا کوہ کارپتھیا کی بلندیوں پر ایک خانقاہ میں جا کر پناہ لے لیتا ہے۔

اُس کا بھائی کولومن جو زخمی ہوتا ہے میدانِ جنگ سے بھاگتے ہوئے بست شہر کی طرف آتا ہے۔ شہر کے باشندوں کو خبردار کرتا چلا جاتا ہے کہ ہو سکے تو دریائے ڈینیوب عبور کر کے مغرب کی طرف بھاگ کر منگولوں سے اپنی جانیں بچائیں۔ بہت سے لوگ کولومن کی بات نہیں مانتے اور وہ شہر پناہ کے دروازے بند کر کے منگولوں کا مقابلہ کرنے کی ٹھان لیتے ہیں۔

تعاقب کرتے ہوئے منگول بست شہر کے پاس پہنچتے ہیں۔ شہر پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ شہر کے لوگ زیادہ دیر تک مدافعت نہیں کر پاتے اور منگول بست شہر کو بھی فتح کر لیتے ہیں اور شہر کی اچھی طرح لوٹ مار کرنے کے بعد اس کی آبادی کا قتل عام کر کے شہر کو انہوں نے نذرِ آتش کر دیا تھا۔ اس طرح ہنگری کے بادشاہ بیلا کی عسکری طاقت کو منگولوں نے اپنے سامنے توڑ پھوڑ کر رکھ دیا تھا۔

اب منگولوں نے ہنگری کی سطح مرتفع پر اپنے لشکریوں کے ساتھ پڑاؤ کر لیا تھا۔ یہاں گھاس لہلہا رہی تھی اور منگول گھوڑوں کے لئے چراگاہوں کی افراط تھی۔ منگولوں کا ارادہ تھا کہ ہنگری کے میدانوں سے اپنے اگلے حملوں کا آغاز کریں گے بالکل اس طرح جس طرح گزشتہ جنگوں میں انہوں نے روسی علاقے سے یلغار کا آغاز کیا تھا۔

منگولوں کی یہ یورش انتہا درجہ کی حیرت انگیز تھی۔ چار ہفتوں کے اندر اندر اُن کے دستے وسط یورپ میں دریائے نیپلز سے لے کر بالٹک کے کناروں بلکہ دریائے وچولا تک یلغار کر آئے تھے اور اس کے بعد دو مہینے کے عرصے میں انہوں نے کارپتھین کے پواڑوں سے لے کر دریائے ڈینیوب تک کا سارا علاقہ فتح کر لیا تھا۔ مزید یہ کہ موہی کے میدانوں میں انہوں نے ہنگری، پولینڈ، برانڈنبرگ، سالیشیا اور بوہیمیا کے مشترکہ اور متحدہ لشکر کو شکست دے کر اور ان کا خاتمہ کر کے ایک طرح سے یورپ کی طاقت اور قوت کی کمر توڑ کر رکھ دی تھی۔

یورپ کی ان جنگوں میں ہر جنگ کے اندر اہل یورپ کے لشکریوں کی تعداد زیادہ تھی لیکن جنگوں کے دوران اہل یورپ کا نقصان زیادہ ہوا اور منگولوں کا نقصان اس قدر کم ہوا تھا کہ ان کے دستے جوں کے توں رہے تھے اور اب منگول ہنگری کی سطح مرتفع پر ستا رہے تھے اور ارادہ رہے تھے کہ وہ اب آگے بڑھ کر جرمنوں اور اطالویوں کے خلاف یورش کریں گے۔

لوں کے ان حملوں کے باعث پورے یورپ میں ایک دہشت اور خوف و ہراس پھیل کے لوگ ان حملہ آور منگولوں کے ڈر سے لرز کانپ رہے تھے اور اُن پر ان کے تھا جیسے کسی سماوی آفت کا ہوتا ہے۔ ان کے جاگیردار، امیر اور کلیسا کے

عہدے دار خس و خاشاک کی طرح ختم ہو گئے تھے اور ان میں مقابلے کی تاب نہ رہی تھی۔ اور اب ہنگری کے میدانوں میں یورپ کی مشترکہ قوت کو شکست دینے کے بعد منگولوں کا خوف اسپین اور برگنڈی جیسے دُور دراز کے ملکوں تک پھیل گیا تھا جنہوں نے صرف منگولوں کا نام سنا تھا۔ یہ خوف بحر شمال تک طاری ہو گیا تھا اور یہ خوف ایسا گہرا اور دُور دراز تک پھیلنے والا تھا کہ ڈنمارک کے ماہی گیروں نے منگولوں کے ڈر سے مچھلیاں پکڑنا بند کر دی تھیں۔ اس طرح یورپ میں مچھلیوں کی قیمت کافی بڑھ گئی تھی۔

منگولوں کے حملوں کے باعث جو لوگ بچ نکلے تھے وہ پناہ گزینوں کی صورت میں تباہ شدہ شہروں کے ویرانوں سے نکل کر مغرب کا رُخ کر رہے تھے اور ویران کھنڈروں، پہاڑیوں میں جانوروں کی سی زندگی گزار رہے تھے۔ پیرس کا ایک نامہ نگار جس کا نام میتھو تھا اُس نے جنگ کے مناظر کو اپنی آنکھوں سے تو نہ دیکھا تھا لیکن وہ چونکہ اس دور میں موجود تھا لہٰذا وہ منگولوں کے متعلق لکھتا ہے۔

"یہ لوگ زمین پر ٹڈی دل کی طرح چھا گئے ہیں۔ انہوں نے مشرقی علاقوں میں بڑی تباہی مچا رکھی ہے۔ آتش زنی اور خونریزی کی انتہا کر دی ہے۔ یہ لوگ وحشی اور جنگلی ہیں۔ انسانوں سے زیادہ شیطان ہیں اور انسانوں کا خون پیتے ہیں۔ ان کے ہاں کوئی انسانی قانون نہیں، کسی طرح کے آرام کے وسائل نہیں۔ یہ لوگ ریچھوں سے زیادہ خوفناک ہیں۔"

اب منگول چونکہ جرمن اور اطالیہ والوں کو نشانہ بنانے والے تھے لہٰذا جرمنی کا بادشاہ فریڈرک چوکنا ہو گیا تھا۔ گو ان دنوں جرمنی کے شہنشاہ اور پاپائے اعظم گریگوری کے درمیان چپقلش چل رہی تھی، دونوں کی آپس میں نہ بنتی تھی اس کے باوجود فریڈرک نے فرانس اور برطانیہ کے علاوہ دوسرے یورپی حکمرانوں کو منگولوں کا مقابلہ کرنے کے لئے متحد کرنے کی کوشش کی۔ اس نے یورپ کے مختلف حکمرانوں کو لکھا۔

"ایک قوم دنیا کے آخری کونوں سے خروج کر کے آئی ہے۔ اب تک وہ وہاں کی خوفناک آب و ہوا میں پنہاں تھی۔ اس نے بڑے ہیبت ناک انداز میں شمال کے ملکوں پر قبضہ کر لیا ہے اور وہاں ان کی آبادی ٹڈی دل کی طرح پھیل گئی ہے۔ اس میں خدا کی مصلحت معلوم ہوتی ہے کہ اُس نے اس قوم کو انسانوں کے اعمال کی سزا دینے کے لئے اور شاید عالم نصرانیت کو تاراج کرنے کے لئے باقی رکھا تھا۔ یہ مہیب اور وحشی قوم انسانی قوانین سے ناواقف ہے۔ ان کا ایک سردار ہے جس کی وہ بہت تعظیم کرتے ہیں۔ اسے ارضی دیوتا مانتے ہیں اور اس کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں۔ اپنے سردار کے معمولی اشارے پر یہ لوگ بڑی بہادری اور دلیری سے

www.pdfbooksfree.pk

بڑے بڑے خطروں کا مقابلہ کرنے کے لئے چل پڑتے ہیں۔"

فریڈرک نے اپنے خط میں مزید لکھا۔

"ابھی ان کے پاس بے جوڑ بھدی آہنی زرّہ سے بڑھ کر کوئی زرّہ بکتر نہیں۔ مجھے آہ بھر کر یہ کہنا پڑتا ہے کہ وہ نصرانیوں کے اسلحہ جنگ لوٹ کر بہتر زرّہ اور جوشن سے مسلح ہو جائیں گے اور بہت جلد خدا کے غضب سے وہ دن آ جائے گا جب خود ہمارے ہتھیاروں سے ہمارا ہی قتل عام ہوگا۔"

فریڈرک جرمنی کا ایک طاقتور حکمران تھا۔ اب منگول اُس کے علاقوں پر یورش کرنے والے تھے۔ لہٰذا قدرتی امر تھا کہ وہ حملہ آوروں کے مقابلے میں یورپ کے بادشاہوں کے اتحاد کا مطالبہ کرے۔ وہ اس زمانے میں نصرانی دنیا کا اعلیٰ سردار بھی مانا جاتا تھا۔ لیکن اہل یورپ کی بدقسمتی کہ پاپائے روم گریگوری اور فریڈرک کی آپس میں دشمنی چل رہی تھی۔ دونوں کی ایک دوسرے سے ان بن تھی اور دونوں اپنی برتری منوانے کے لئے عرصہ سے ایک دوسرے کے حریف بنے ہوئے تھے۔ فریڈرک کو منگولوں کی پیش قدمی کا زیادہ احساس تھا۔ اس بناء پر اُس نے اہل یورپ کو اتحاد کا پیغام دیا لیکن پاپائے روم کے ساتھ جو طاقتیں اور قوتیں تھیں انہوں نے فریڈرک کی اس تجویز کو رد کر دیا۔

فریڈرک کے ان پیغامات کے اثر کو زائل کرنے کے لئے پاپائے اعظم گریگوری کے حامیوں نے یہ افواہیں پھیلانا شروع کر دیں کہ خود فریڈرک کے آدمی منگولوں کے اندر کام کرتے دیکھے گئے ہیں اور فریڈرک نے خود منگولوں کو یورپ پر حملہ آور ہونے کے لئے طلب کیا ہے۔

گریگوری نے اپنے حامیوں کے ہاتھوں فریڈرک کو یہ پیغام بھجوایا کہ وہ پہلے منگولوں کے خلاف خود پیش قدمی کرے اس کے بعد ساری قوتیں اُس کا ساتھ دیں گی۔ لیکن فریڈرک نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ اُس کا کہنا تھا کہ اگر میں منگولوں کے خلاف یلغار کرتا ہوں تو میدان خالی دیکھ کر گریگوری کے حامی میرے علاقوں پر حملہ آور ہو جائیں گے۔ لہٰذا گریگوری کے ساتھ اپنا معاملہ ٹھیک کرنے کے بعد ہی میں منگولوں کے خلاف پیش قدمی کروں گا۔

جرمنی کے بادشاہ فریڈرک اور پاپائے اعظم گریگوری کے درمیان یہ بحث جاری تھی کہ فریڈرک نے ایک اور خط انگلستان کے بادشاہ ہنری سوئم کو لکھا جو اس کا برادر نسبتی تھا۔ اُس

ا۔

منگول جرمنی میں گھس آئے، یہاں ان کی مقاومت نہ ہو سکی تو دوسری قومیں اس

عذاب عظیم سے محفوظ نہ رہ سکیں گی۔ اس لئے اپنی فکر اور تدبیر سے کام لے کر امداد بھیجو۔ اس لئے کہ منگولوں کی یہ قوم اپنے وطن سے یہ ارادہ لے کر نکلی ہے کہ سارے مغرب کو تسخیر کر کے وہ نصرائیت کا نام مٹا کر رکھ دے گی۔"

منگول چونکہ زیادہ تر سردیوں میں یلغار کرتے تھے۔ گرمیوں میں وہ اپنے گھوڑوں کو اچھی چراگاہوں میں رکھ کر انہیں پال پوس کر خوب تازہ کر لیتے تھے۔ اب چونکہ گرمیاں ختم ہونے کو تھیں لہٰذا اہل یورپ خوفزدہ تھے کہ اُن کے خلاف کسی وقت بھی منگول دوبارہ ترک تاز شروع کر دیں گے۔ اس دوران پاپائے اعظم گریگوری کا انتقال ہو گیا۔ دوسری جانب منگولوں نے بھی دریائے ڈینیوب کے اُس پار مغرب میں پیش قدمی کرنے کے لئے اپنی تیاریوں کو آخری شکل دینا شروع کر دی تھی......!

www.pdfbooksfree.pk

آنے والی گرمیوں میں ہنگری کی سطح مرتفع میں منگولوں نے پھر اپنی قوت کو مجتمع کرنا شروع کر دیا تھا۔ ان کے گھوڑے ہنگری کی زرخیز چراگاہوں میں چر چر کر خوب توانا ہو گئے تھے۔ روسی علاقوں کی طرح یہ علاقہ بھی ان کی ضرورتوں کے لئے مناسب تھا۔ یہاں کے رہنے والے مکیار ترک خانہ بدوشوں کی اولاد تھے اور ان کی بولی بھی منگولوں کی بولی سے ملتی جلتی تھی۔ یہاں منگولوں سے قپچاق قبائل بھی آن ملے۔ ان میں کچھ مسلمان تھے اور کچھ غیر مسلم اور ان کی بولی بھی منگولوں سے ملتی جلتی تھی۔

اب یورپ کی صورت حال یہ تھی کہ منگولوں کے ڈر سے لوگ اپنے قصبے، اپنے شہر اور رہائشیں چھوڑ کر بھاگنے لگے تھے۔ منگول یہ چاہتے تھے کہ لوگ اپنے قصبوں، اپنے شہروں میں رہیں، کھیتوں کو آباد کریں تاکہ منگولوں کو خوراک کے لئے اناج میسر ہو۔ اس کے لئے باتو نے ایک عجیب و غریب طریقہ اختیار کیا۔

باتو کے لشکریوں کو ہنگری کی شاہی مُہر سایو کے میدان جنگ میں پڑی ہوئی مل گئی تھی اور اسی مُہر سے باتو خان نے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کی۔ اس نے مترجم کی مدد سے ہنگری زبان میں ایک جعلی فرمان ہنگری کے بادشاہ بیلا کی طرف سے تیار کیا اور اُس پر مُہر لگا دی۔ اس فرمان کا عنوان کچھ اس طرح تھا۔

''ان منگولوں کے غضب سے نہ ڈرنا اور ہرگز اپنے شہر چھوڑ کر مت بھاگنا۔ اگرچہ ہم اپنے پڑاؤ سے نکل گئے کیونکہ ہم یکلخت خطرے میں گھر گئے تھے لیکن ہمیں خدا پر یقین ہے کہ ہم بہت جلد اپنے ہاتھ میں تلوار لئے اپنے پایۂ تخت پر قبضہ کر لیں گے۔ اس لئے خدا سے یہ مدد مانگنے پر اکتفا کرو کہ ہم کو دشمنوں پر فتح مندی حاصل ہو۔''

اس فرمان کے نیچے باتو نے بیلا کی مُہر لگا کر اُس کا نام لکھ دیا تھا۔ گویا یہ فرمان بیلا کی سے تھا اور اس فرمان کو لکھ لکھ کر پورے ہنگری میں پھیلا دیا۔ منادوں کے ذریعے گشت ہوا اور اس فرمان کی وجہ سے لوگ اپنے گھروں سے نہیں نکلے۔ جہاں منگول ہراول پہنچ سکتے تھے یہ دستے سارا علاقہ چھان رہے تھے۔ بڑے اصول سے

مویشیوں کو جمع کرتے، قیدیوں کو صف درصف کام پر لگاتے، کسانوں کی اکثر و بیشتر آبادیوں کو انہوں نے نہیں چھیڑا، اسی طرح کھیتوں میں رہنے دیا کیونکہ وہ چاہتے تھے فصلوں کی کاشت کی جائے اور اناج جمع کیا جائے۔ اس طرح باتو کے جعلی خط سے یہ فائدہ ہوا کہ موراز یہ سے لے کر ٹرانسوینیا تک جب وہاں کی آبادی نے اپنے گھروں کو نہ چھوڑا تو منگولوں کے لئے رسد اور وسائل کی فراہمی کا معاملہ آسان تر ہو گیا۔

لوگ چونکہ اپنے گھروں سے نہیں نکلے تھے۔ لہٰذا منگولوں نے اپنے کام کی ابتداء کی۔ گاؤں گاؤں، قصبہ قصبہ، شہر شہر وہ گھوم گئے۔ ہر جگہ لوٹ مار کا بازار گرم کیا، اپنی خوراک کے لئے مویشی حاصل کرتے رہے۔ اناج اکٹھا کرتے رہے۔ اُن کی اس ترک و تاز کو واردن شہر کے ایک اسقف نے بڑی تفصیل سے لکھا ہے۔ یہ شخص ان دنوں منگولوں کے اندر موجود تھا اُس کا نام راجر تھا۔ راجر نے منگولوں کے اندر رہتے ہوئے جو کچھ دیکھا وہ اُس نے عجیب و غریب انداز میں لکھا۔ اُس کے منگولوں کے متعلق خیالات کچھ اس طرح تھے۔

''منگولوں نے میرے شہر واردن کو تاراج کیا تو میں قریب کے ایک جنگل میں جا چھپا۔ اسی رات میں دریائے کوبریلش کے کنارے ایک جرمن قصبے یونٹ باس جا پہنچا اور یہاں بھی اپنے آپ کو خطرے کی زد میں محسوس کر کے یہاں سے نکل بھاگا اور دریا کے درمیان ایک حصار بند جزیرے میں پناہ لی۔ تھوڑی دیر بعد مجھے یونٹ ماس کے تاراج ہونے کی خبر ملی تو میں نے اپنے گھوڑے پر زین کسی اور جزیرے سے نکل کر ایک جنگل میں جا نکلا۔ میرے ساتھ ایک ساتھی بھی تھا۔

اگلے روز منگولوں کا جزیرے پر قبضہ ہو گیا۔ جتنے آدمی اُنہیں وہاں زندہ ملے انہیں انہوں نے ذبح کر ڈالا۔ کچھ بھاگ کر کنارے پر جنگلوں میں آن چھپے تھے۔ تین دن بعد یہ سوچ کر کہ دشمن جا چکا ہو گا وہ کھانے کی تلاش میں واپس پہنچے لیکن جو منگول مکانوں میں چھپے ہوئے تھے انہوں نے نکل کر ان لوگوں کو پکڑ لیا اور قتل کر ڈالا۔''

راجر مزید لکھتا ہے کہ ''میں بلا رسد جنگلوں میں مارا مارا پھرتا رہا۔ بھوک کے مارے رات کو جزیرے پر گیا۔ وہاں مجھے کچھ گوشت اور اناج مل گیا جو وہاں چھپا ہوا تھا اس طرح میں نے پانچ دن گزارے۔ دن کو گھاٹیوں میں اور درختوں کے کھوکھلے تنوں میں چھپ کر گزارا کرتے۔''

وہ لکھتا ہے کہ ''منگولوں نے جب یہ منادی کروائی کہ جو لوگ اپنے اپنے گھروں کو آئیں گے انہیں اذیت نہیں دی جائے گی تو میں نے اُن کی بات پر اعتبار نہ کیا۔ میں نے طے کیا اُن کے خیموں میں جانے سے زیادہ بہتر ہے کہ کوئی اپنے گھر کو واپس چلا جائے۔ اس لئے میں

www.pdfbooksfree.pk

نے اپنے آپ کو ایک ایسے ہنگر دی کے سپرد کر دیا جو منگولوں کی ملازمت اختیار کر چکا تھا۔ اُس نے مجھ پر بڑی عنایت کی اور مجھے اپنے ملازموں میں شامل کر لیا۔ میں جس زمانے میں اُس ہنگر دی کے پاس تھا تن ڈھانپنے کے لئے کپڑے نہ تھے۔ اُس کے چھکڑوں کی حفاظت کیا کرتا تھا اور دن رات موت آنکھوں کے سامنے پھرتی دکھائی دیتی۔ ایک دن میں نے دیکھا کہ ہر سمت سے منگول، مکیار اور قپچاق جوق در جوق آ رہے تھے۔ اُن کے چھکڑے مالِ قیمت سے بھرے ہوئے تھے اور آگے آگے مویشیوں کے گلوں کو ہنکائے لئے آ رہے تھے۔ تب میں نے سوچا کہ ایک رات پہلے انہوں نے قرب و جوار کے دیہاتیوں کو قتل کر ڈالا تھا لیکن اناج اور گھوڑوں کے چارے کو آگ نہیں لگائی تھی۔ مجھے خیال ہوا کہ وہ آس پاس کہیں سردیاں گزارنا چاہتے ہیں اور میرا خیال ٹھیک نکلا۔

انہوں نے دیہاتیوں کو اتنا عرصہ زندہ رکھا کہ وہ اناج اور فصلیں کاٹ سکیں۔ لیکن قتل عام میں اتنی دیر نہ کی کہ یہ بدقسمت لوگ اپنا اُگایا ہوا غلہ کھا سکیں۔ اس کے بعد منگول پھر گھوڑوں، گلوں اور مالِ غنیمت سے لدے ہوئے چھکڑوں کے ساتھ نکلے۔ منگول گھوڑوں سے اُتر اُتر کر جنگلوں میں گھستے تا کہ آتے وقت کوئی چیز ان کی نظر سے چھپی رہ گئی ہو تو ان کو مل جائے۔ منگولوں نے آہستہ آہستہ جنگلوں میں اُس پڑاؤ کی طرف رُخ کیا جو پہلے سے اُن کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ منگول، قپچاق، مکیار اور دوسرے اس طرح کے ترک قبائل آپس میں اس طرح مذاق کیا کرتے تھے جس طرح وہ آپس میں صدیوں سے بھائی بند ہوں۔ اب آہستہ آہستہ انہوں نے قیدیوں پر التفات کم کر دی تھی۔ پہلے وہ کیونکہ قیدیوں سے کام لینا چاہتے تھے لہٰذا اُنہیں اچھی غذا دی جاتی تھی، اُن کے لئے مویشی کاٹے جاتے تھے۔ اب اُن کے لئے مویشی کٹنے بند ہو گئے تھے۔ اب قیدیوں کے لئے صرف جانوروں کی آنتیں اور پائے کھانے کو دیئے جاتے تھے۔''

راجر کہتا ہے کہ ''میں نے اس تبدیلی سے اندازہ لگا لیا کہ اب منگولوں کے پاس جس قدر قیدی ہیں انہیں قتل کر دیا جائے گا اس لئے کہ منگول جو کام اُن سے لینا چاہتے تھے وہ لے چکے ہیں۔''

راجر کہتا ہے کہ ''ان حالات میں، میں نے سوچا کہ کسی طرح بچ کر نکل بھاگوں۔ میں اور ساتھی رفع حاجت کے بہانے نکل کر جھاڑیوں میں گھس گئے اور پھر آگے بڑھے اور ایک جہاں جھاڑیوں کے گھنے جھنڈ تھے، دونوں وہاں چھپ گئے۔ اس طرح دو دن ہم تابوتوں میں رہے۔ دو دن تک ہمیں جنبش کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ ہم پر

منگولوں کا خوف طاری تھا اور وہاں چھپے رہنے کے باوجود منگولوں کے کرخت نعرے سنائی دیتے تھے جو جنگل میں مویشیوں اور چھپے ہوئے قیدیوں کو تلاش کرتے پھرتے تھے۔ آخر ایک روز ہم بھوک سے بے تاب ہو کر اپنی جائے پناہ سے نکل پڑے۔ فوراً ہی ہمیں ایک آدمی نظر آیا۔ وہ ہمیں دیکھتے ہی ڈر کر بھاگا۔ ہم بھی بھاگے۔ یعنی ہم ایک دوسرے کی مخالف سمت بھاگے جس سے ہم نے اندازہ لگا لیا کہ وہ بھی ہماری طرح قیدی ہے۔ ہم نے اُسے آواز دے کر بلایا۔ وہ ٹھہر گیا۔ ہم نے اُسے اپنی داستان سنائی۔ وہ ہمارے ساتھ مل گیا۔ اس طرح ہم تینوں ایک دوسرے کو اپنے تلخ تجربے سنانے کے بعد پھر کسی پناہ گاہ کی طرف روانہ ہوئے۔''

داستان کو آگے بڑھاتے ہوئے راجر کہتا ہے۔ ''ہم نے خدا پر بھروسہ کر کے اپنے دلوں کو ڈھارس دی اور جنگل کے کنارے پہنچ کر ایک اُونچے درخت پر چڑھ گئے۔ وہاں ہم نے دیکھا کہ وہ کھلا علاقہ جو پہلے سے ہمارا دیکھا بھالا تھا اور خوب آباد ہوا کرتا تھا منگولوں کے آنے سے ویران ہو چکا تھا۔ ہم درختوں سے نیچے اُترے اور ان ویرانوں میں چلتے گئے اور کلیساؤں کی گھنٹیوں کے میناروں سے اپنا راستہ تلاش کرتے رہے۔ اس دوران دیہات میں ہمیں کہیں لہسن اور پیاز مل جاتی تو ہم بہت خوش ہوتے۔ وہی کھا کر گزارا کر لیتے۔ اور جب کچھ کھانے کو نہ ملتا تو درختوں کی جڑیں کاٹ کر ہی گزر بسر کر لیتے۔

بھاگنے کے تقریباً آٹھویں روز ہم ایک آلبا نام کے مقام پر پہنچے۔ یہاں ہمیں انسانوں کی ہڈیوں، ڈھانچوں اور محل اور گرجاؤں کی دیواروں پر نصرانیوں کے خون کے دھبوں کے علاوہ کچھ نظر نہ آیا۔ یہاں سے ہزار قدم کے فاصلے پر جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ ہم پھر چل پڑے۔ جنگل میں چار میل کے فاصلے پر ہم ایک پہاڑی پر پہنچے۔ وہاں بہت سی پناہ گزین عورتیں اور مرد جمع تھے۔ ہمیں دیکھ کر وہ بہت خوش ہوئے۔ اُن کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور انہوں نے ہم سے ان خطروں کا حال پوچھنا شروع کیا جن سے ہم گزر کر وہاں پہنچے تھے۔''

راجر کہتا ہے۔ ''انہوں نے ہمیں کھانے کے لئے کالی سی روٹی دی جو آٹے کی تھی جس میں ذائقے کے لئے کتے کا گوشت شامل تھا لیکن وہ اس وقت ہمیں دنیا کی لذیذ ترین غذا محسوس ہوئی۔ ہم اس مقام پر مہینہ بھر ٹھہرے، یہاں سے نکلنے کی جرأت نہ کی۔ لیکن اکثر ہم کسی نہ کسی کو بھیج کر معلوم کرتے کہ کون کہاں کہاں چھپا ہوا ہے اور منگول ملک میں کہیں اور تو نہیں رہ گئے؟ کیونکہ ہمیں یہ خوف مسلسل لگا رہتا کہ منگولوں کی پسپائی محض ایک بہانہ ہے اور وہ پھر واپس آ کر اُن لوگوں کو قتل کر ڈالیں گے جو پہلے اُن کے قتلِ عام سے بچ گئے تھے۔ غذا کی

www.pdfbooksfree.pk

حاجت سے مجبور ہو کر ہمیں اُن گاؤں کی طرف جانا پڑتا جہاں پہلے کبھی آبادی نہ تھی لیکن ہم اپنی جائے پناہ کو نہ چھوڑتے۔ اس وقت ہم یہاں سے نکلے جب تک ہمارا بادشاہ بیلا اُن علاقوں میں واپس نہ آ گیا۔"

راجر کی کہانی اس یورش سے بچے ہوئے پچاس ہزار پناہ گزینوں کی کہانی ہے۔ رفتہ رفتہ یہ لوگ جن کی طاقت مصیبت اُٹھاتے اُٹھاتے صرف ہو چکی تھی، بالکل نا اُمید ہو گئے تھے۔ اب ان میں مقاومت محال تھی۔ کہتے ہیں جب وہ لوگ بے شمار لوگوں کے ساتھ آباد بستیوں کی طرف گئے تب اُسے اور پناہ گزین ساتھیوں کو امن اور سکون حاصل ہوا۔

✲......✲

اہل ہنگری اب اپنے نئے آقاؤں یعنی منگولوں کے ساتھ تھوڑا بہت مانوس ہونا شروع ہو گئے تھے اس لئے کہ اُن کی سرزمینوں میں منگولوں نے پڑاؤ کر لیا تھا۔ جوں جوں اہل ہنگری اُن سے مانوس ہونے لگے ہنگری کے لوگ بازاروں میں اپنی لڑکیاں لا لا کے بیچتے اور ان کے عوض مویشی اور غذا خریدتے۔ منگولوں کو ہنگری کی لڑکیاں بڑی دلکش معلوم ہوتی تھیں اور یہ صورت اور جسم میں ان کی اپنی عورتوں سے ملتی جلتی تھیں۔

اس کے علاوہ یہاں قیام کے دوران فارغ بیٹھنے کے بجائے پڑھے لکھے منگولوں کو اس کام پر لگایا گیا کہ وہ ہنگری کے علاقوں کی مردم شماری کے علاوہ اُن کے ذرائع وسائل کو بھی قلم بند کریں۔ اس کے علاوہ اپنی طاقت اور قوت میں اضافہ کرنے کے لئے انہوں نے بلغاریوں، قپچاقیوں، ترکوں، قلقاروں، گرجستانیوں اور آرمینیوں کو بھی بھرتی کرنا شروع کر دیا تھا۔ جوں جوں اہل ہنگری اُن سے مانوس ہونے لگے توں توں انہیں پتہ چلنے لگا اور انہیں احساس ہوا کہ اہل ہنر خاص کر فنکاروں اور سناروں کو منگول پسند کرتے تھے اور انہیں جمع کر کے وہ ایک جگہ بھیج رہے تھے جس کا نام قراقرم تھا۔ یعنی سارے صناعوں کو منگول اپنے آبائی دشت کی طرف روانہ کر رہے تھے۔

اُن علاقوں سے مانوس ہونے کے بعد منگولوں نے بھی اپنے آپ میں تبدیلی پیدا کر لی تھی۔ منگولوں نے اب کلیساؤں کو منہدم کرنا چھوڑ دیا تھا۔ خانقاہوں اور کلیساؤں کو چونکہ تحفظ کے مرکز کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا اور منگول اپنے حملوں میں کلیساؤں کو اس لئے جلاتے کہ مقابلہ کرنے والوں کو ختم کرنے کی یہی آسان صورت تھی کہ جس عمارت میں وہ پناہ لیں اُسے آگ لگا دی جائے۔

شک نہیں کہ نصرانی سپہ سالاروں کو عجیب طرح سے قتل کیا جاتا تھا۔ سمور کے

کپڑوں میں ان کا منہ لپیٹ کر اُن کا دم گھونٹ دیا جاتا تھا۔ اس کی وجہ محض یہ تھی کہ اہل دشت کسی بہادر کا خون نہیں بہانا چاہتے تھے اس طرح مار دینے سے وہ یہ خیال کرتے تھے کہ اگلے جنم میں وہ ان کی خدمت کے لئے دوبارہ پیدا ہوں گے۔ اس کے علاوہ وہ امیر قیدیوں کو شکنجے میں کس دیتے تھے تاکہ وہ بتائیں کہ انہوں نے اپنی دولت خواہ اس کا وجود ہو یا نہ ہو چھپائی ہے تو کہاں چھپائی ہے۔

اب جبکہ منگول، ہنگری کی زرخیز چراگاہوں سے مستفید ہو رہے تھے تو سب سے زیادہ خوفزدہ پولینڈ اور جرمنی کے باشندے تھے۔ اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ منگول اب اُن پر حملہ آور ہوں گے۔ اس سے پہلے منگول اُن کے کچھ علاقوں پر حملہ آور بھی ہو چکے تھے اور جو علاقے پولینڈ اور جرمنی کے تھے اور جن پر وہ حملہ آور ہوئے تھے وہاں انہوں نے ہر کارآمد چیز کو باقی رکھا جن میں چھکڑے اور صناع تھے لیکن اس کے بعد کا علاقہ جہاں ان کے خلاف مزاحمت کی جاتی وہاں وہ زندگی کو نیست و نابود کر ڈالتے۔ اس طرح وہ اپنی سرحد کے کنارے کنارے ایک مصنوعی ویرانہ بنا دیتے تھے۔ اس ویرانے میں اتنی سکت نہ رہنے دیتے کہ کسی ایسے لشکر کی رسد کا بار اُٹھا سکے جو ان پر یورش کرنے کے لئے آگے بڑھ سکے۔

منگولوں کا یہ قابوگری کا عجیب و غریب طریقہ تھا۔ اس کی بنیاد خانہ بدوشوں کی جبلت تھی کہ وہ اپنے آپ کو دنیا کی نامعلوم طاقتوں کے مقابلے میں محفوظ رکھیں۔ یہ ایک نسل پہلے کے ساکنانِ دشت ہر ایک شے پر قابو پا رہے تھے جو اُن کے کام آ سکے اور اسے اپنے گھر کی طرف لے جانا چاہ رہے تھے۔

پولینڈ، جرمنی اور یورپ کے دیگر ممالک اب بڑے حیران، پریشان اور فکر مند تھے کہ دیکھیں ہنگری کے وسیع میدانوں میں ستانے کے بعد منگول کیا رُخ اختیار کرتے ہیں۔

خزاں کے خاتمے پر جب وسطی یورپ میں برف جمنے لگی، برف سے پہاڑوں کے راستے بند ہونے لگے، کھلیانوں میں چھتوں کے سائے تلے ڈھیروں غلّہ جمع ہوا تب منگولوں نے سرما کی یلغار کی تیاریاں مکمل کر لیں۔

روس کی طرح منگولوں نے یہاں بھی سرما کو حملے کے لئے منتخب کیا کیونکہ بڑے بڑے دریا منجمد ہو جاتے تھے اور ان پر آسانی سے گزرا جا سکتا تھا اور سرما کی وجہ سے دشمن کو لشکر جمع کرنے کا موقع نہیں ملتا تھا۔ لیکن وہ مغرب پر نظر جمائے بہت آہستہ آہستہ حرکت میں آئے۔ ایک جگہ منگول رُک گئے۔ اس لئے کہ وہ دریائے ڈینیوب کو پار کرنا چاہتے تھے۔ اب انہیں یہ خبر نہ تھی کہ دریائے ڈینیوب پر برف کی اتنی موٹی تہہ جم چکی ہے جس کے اوپر سے وہ گزر سکتے

www.pdfbooksfree.pk

ہیں اور یہ معلوم کرنے کے لئے انہوں نے عجیب وغریب طریقہ استعمال کیا۔

منگولوں نے اپنے لشکر کے اندر سے کچھ مویشی نکالے اور انہیں دریا کے اوپر یعنی برف پر ہانک دیا اور خود پیچھے ہٹ کر بیٹھ گئے۔ دریا کے دوسرے کنارے جو لوگ تھے انہوں نے یہی سمجھا کہ منگول پیچھے ہٹ گئے ہیں اور دریا پر جمی ہوئی برف پر جو جانور کھڑے ہیں ان کو اپنے ساتھ لے جانا بھول گئے ہیں۔ لہٰذا وہ فوراً آگے بڑھے اور دریا کی جمی ہوئی برف پر کھڑے جانوروں کو ہانک کر لے گئے۔

منگولوں کے ہراول دستے کے لشکری کوہستانی سلسلے کی بلندیوں پر چھپ کر بیٹھے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ جب دوسرے کناروں کے لوگ اُن کے جانوروں کو ہانک کر لے گئے تب انہوں نے جانا کہ دریائے ڈینیوب کے اوپر اس قدر برف کی موٹی تہہ جم چکی ہے کہ منگول لشکر اس کے اوپر سے باآسانی گزر کر دوسری سمت جا سکتا ہے اور ایسا ہی ہوا اور منگول دریائے ڈینیوب کے اوپر سے گزر کر نئی یلغار کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔

سب سے پہلے منگولوں نے ہوگران شہر کا رُخ کیا۔ اس شہر میں اس وقت فرانسیسی اور لمبارڈی تاجر موجود تھے اور وہ مال کا لین دین کر رہے تھے۔ ہوگران شہر کے لوگوں کو جب خبر ہوئی کہ منگول اُن پر حملہ آور ہونے لگے ہیں تو انہوں نے شہر کی فصیل جو چوبی تھی اُس کے دروازے بند کر دیئے اور شہر کے اندر محصور ہو گئے۔

منگول اپنی چھوٹی چھوٹی منجنیقوں کو حرکت میں لائے اور سنگ باری کر کے انہوں نے فصیلِ شہر میں رخنہ ڈال دیا اور ابھی وہاں کے لوگوں کو یہ احساس نہ ہونے پایا تھا کہ منگولوں نے شہر کو فتح کر لیا۔

تاجروں کو جب خبر ہوئی کہ منگول شہر کے اندر داخل ہو گئے ہیں تو انہوں نے اپنے لکڑی کے گوداموں کو آگ لگا دی اور کارآمد مال کے اس طرح ضائع ہونے پر منگولوں نے غضب ناک ہو کر تاجروں کو ہلکی ہلکی آنچ پر بھون ڈالا تا کہ وہ بتا دیں کہ انہوں نے اپنا بقیہ مال کہاں چھپا رکھا ہے۔

اس کے علاوہ تین سو اعلیٰ خاندان جن کا تعلق آسٹریا اور ہنگری سے تھا اور بے شمار عورتیں ایک عمارت میں جمع ہو گئی تھیں۔ انہوں نے درباری لباس پہن رکھے تھے۔ منگولوں نے سوچا بہت امیر لوگ ہوں گے لہٰذا باتو نے اُن کے متعلق حکم دیا کہ انہیں برہنہ کر کے قتل کر دیا ... کے بیش قیمت کپڑے جن پر خون کے دھبے نہ لگنے پائیں احتیاط کے ساتھ جائیں۔

یہاں باتو خان نے اپنے لشکر کے کچھ دستے ہنگری کے بادشاہ بیلا کے تعاقب میں لگا دیئے تھے اس لئے کہ وہ ہر صورت میں بیلا کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ خود باتو خان دریائے ٹیرول کے کنارے کنارے یورپ کے اندر دُور تک اپنی فتح کے علم بلند کرتا ہوا بحر ایڈریاٹک کے آخری سرے پر یودینے کے مقام پر جا پہنچا۔

ہنگری کا بادشاہ بیلا سایو کے میدانِ جنگ سے زندہ بچ نکلا تھا۔ منگولوں کے دستور کے مطابق کسی دشمن قوم کے بادشاہ کو زندہ نہیں چھوڑا جا سکتا تھا۔ بیلا کو جب پتہ چلا کہ منگولوں کا ایک دستہ اُس کے تعاقب میں لگ گیا ہے تب وہ کارپتھین پہاڑوں کی خانقاہ سے نکل کر آسٹریا کے دربار میں جا پہنچا۔ یہاں سے وہ بھاگ کر ڈلمیشیا کے ساحل پر پہنچنے میں کامیاب ہوا۔ لیکن منگول شکاری کتوں کی طرح اُس کے تعاقب میں لگے ہوئے تھے۔

منگول وہاں بھی پہنچ گئے لیکن بیلا بھاگ کر سمندر کے ایک جزیرے میں جا چھپا۔ منگول ساحل پر رُک گئے۔ اس لئے کہ انہوں نے اس سے پہلے پانی کا اتنا بڑا سمندر نہیں دیکھا تھا یہاں اُن کے گھوڑے تیر کر پار نہیں جا سکتے تھے۔ لیکن منگولوں کی خوش قسمتی کہ کنارے پر کچھ کشتیاں کھڑی تھیں جو منگولوں نے ضبط کر لیں اور جزیرے میں بیلا کو تلاش کرنا شروع کر دیا۔

بیلا وہاں سے بھاگا اور کلیزا کے قلعے میں جا کے پناہ لی۔ منگول اُس کا پیچھا کرتے ہوئے وہاں بھی پہنچ گئے۔ بیلا وہاں سے ٹراؤ کی طرف بھاگا لیکن اُس کی بدقسمتی کہ منگول اُس کے تعاقب میں تھے۔

منگولوں سے بچنے کے لئے بیلا نے پھر سمندر کا رُخ کیا اور ٹراؤ کے باہر ایک چھوٹے سے جزیرے میں پناہ لی۔

منگول اُس جزیرے کا رُخ کرنا چاہتے تھے کہ باتو کی طرف سے تیز رفتار قاصد اُن کے پاس آئے اور بیلا کا تعاقب کرنے والے دستوں کو اُس نے واپس بلا لیا۔ اس لئے کہ اُن کے آبائی دشت سے کچھ قاصد پہنچے تھے۔ یہ قاصد یورپ کی سرزمینوں میں باتو اور سوبودائی کے پاس یہ پیغام لائے کہ اُن کا خان اوغدائی خان مر گیا ہے۔ ساتھ ہی وہ قاصد یہ بھی پیغام لے کر آئے کہ چنگیز خان کے خانوادے کے سب لوگ چنگیز خان کے دستور کے مطابق اپنے وطن واپس چلیں جہاں عزیزوں کی قرولتائی منعقد ہو گی اور نئے خاقان کا انتخاب کیا جائے گا۔ یہ خبر آنے کے بعد باتو کے حکم پر اِدھر اُدھر پھیلے ہوئے سارے منگول لشکر دریائے ڈینیوب کے کنارے جمع ہونا شروع ہو گئے تھے۔

www.pdfbooksfree.pk

خریم بن مقردم اپنے یورت میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا کہ یورت کے داخلے پر حسین اور خوبصورت بشار نمودار ہوئی اور شہد برساتی میٹھی اور ہلکی سی آواز میں کہنے لگی۔

''کیا میں اندر آسکتی ہوں؟''

بشار کے یہ الفاظ سن کر خریم بن مقردم چونکا تھا۔ اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑا ہوا، مسکرایا پھر کہنے لگا۔ ''بشار! میرے یورت میں آنے کے لئے تمہیں اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ آؤ، تھوڑی دیر پہلے قریض کو تم لوگوں نے بلایا تھا وہ تمہاری طرف ہی گیا تھا۔ کیا وہ تمہارے ساتھ نہیں آیا؟''

مسکراتے ہوئے بشار آگے بڑھی۔ جس نشست پر خریم بن مقردم بیٹھا ہوا تھا اُسی نشست پر اُس کے قریب جا کر بیٹھ گئی پھر کہنے لگی۔ ''قریض کو میں نے ہی بلوایا تھا وہ اس وقت اپنے یورت میں کیوں بلایا تھا اس موضوع پر تو میں آپ سے بعد میں بات کروں گی۔''

یہاں تک کہتے کہتے بشار کو رُک جانا پڑا۔ اس لئے کہ خریم اُس کی بات کاٹتے ہوئے پھر بول پڑا۔ ''پہلے کسی اور موضوع پر گفتگو کرنی ہے؟''

بشار منہ سے کچھ نہیں بولی۔ مسکراتے ہوئے اُس نے اثبات میں گردن ہلا دی۔ کچھ دیر خیمے میں خاموشی رہی۔ پُرسکون، آسودہ سی خاموشی۔ اس موقع پر بشار کی گردن جھکی ہوئی تھی جبکہ خریم اُس کی طرف بڑے غور اور انہماک سے دیکھے جا رہا تھا۔ گفتگو کا آغاز پھر خریم بن مقردم ہی نے کیا۔ ''اب چپ کیوں ہوگئی ہو؟ بولو نا، جس موضوع پر گفتگو کرنی ہے کیا وہ چپ کا موضوع ہے؟''

بشار نے گردن سیدھی کی اور مسکراتے ہوئے اُس نے بڑے غور سے خریم بن مقردم کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔ ''دراصل موضوع بڑا نازک ہے اور سوچتی ہوں کہ اس کی ابتداء کہاں کروں...... کہیں آپ برا نہ مان جائیں۔''

جواب میں خریم بن مقردم مسکرا دیا اور کہنے لگا۔ ''تم جو کچھ بھی کہنا چاہتی ہو بلا جھجک، بلا کسی بات کا برا نہیں مانوں گا۔''

دیکھا کچھ کہنے کے لئے بشار کے ہونٹ کپکپا رہے تھے۔ بیچاری کچھ

کہہ نہ پا رہی تھی۔ اس سے شرم و حیا اور لجا کے باعث اُس کی آنکھوں میں کچھ ایسی کیفیت تھی جیسے یادوں کے تابندہ آسمان پر ان گنت کہکشاؤں کے پیغامات لہرا اُٹھے ہوں جن میں بساطِ ذات کے سارے زاویئے، سارے راستوں کو شفق آلود کر کے رکھ دیا ہو۔ اُس کا چہرہ عمیق ارادوں کی ترجمانی کرتی سلگتی خوشبوؤں کی مہک اور زعفرانی اور گلابی لہروں سے پگھلے معصوم جذبات کی ترجمانی کر رہا تھا۔ کچھ دیر ایسا ہی سماں رہا۔ پھر بڑی معصومیت سے بشار نے خریم بن مقردم کی طرف دیکھا اور کہنے لگی۔

''کیا آج دن کے پہلے حصے میں کسی موضوع پر بابا کی آپ سے گفتگو ہوئی تھی؟''

خریم بن مقردم نے گھورنے کے انداز میں تیز نگاہوں سے بشار کی طرف دیکھا، پھر دھیمے سے لہجے میں کہنے لگا۔ ''ضرور ہوئی تھی۔''

''کیا میں پوچھ سکتی ہوں موضوع کیا تھا؟''

''جس موضوع پر میری تمہارے بابا سے گفتگو ہوئی کیا تمہیں اس موضوع کا علم نہیں؟''

بشار کے چہرے پر گہری اور انتہا درجہ کی پُرکشش مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ کہنے لگی۔ ''لیکن وہ سب کچھ میں آپ کی زبان سے سننا چاہتی ہوں۔ یوں جانیں اس میں میرا قلبی، میرا ذہنی سکون ہے۔''

جواب میں خریم بن مقردم بھی تھوڑی دیر تک مسکراتا رہا، پھر کہنے لگا۔ ''اچھا پہلے اشارہ دو کہ تمہارے بابا نے کس موضوع پر تمہارے ساتھ گفتگو کی؟''

شرمانے لجانے کے انداز میں چند لمحوں کے لئے بشار نے خریم کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔ ''بابا مجھے کہہ رہے تھے کہ انہوں نے آپ سے گفتگو کی ہے۔ اس گفتگو کے دوران آپ نے بابا پر انکشاف کیا تھا کہ آپ مجھے پسند کرتے ہیں، مجھ سے محبت کرتے ہیں اور مجھے اپنے ساتھ منسوب کرنے کے لئے تیار ہیں۔''

خریم بن مقردم نے مسکراتے ہوئے بشار کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔ ''ہاں، میں نے تمہارے بابا سے کہا تھا کہ میں تمہیں پسند کرتا ہوں اور تمہارے ساتھ صرف منسوب ہونے کے لئے تیار نہیں بلکہ تمہارے ساتھ شادی کرنے کے لئے بھی تیار ہوں۔ کیا میں نے غلط کہا تھا؟''

تڑپ کر چونکنے کے انداز میں بشار نے اپنا گداز خوشبو بھرا ہاتھ خریم بن مقردم کے منہ پر رکھ دیا۔ کہنے لگی۔ ''نہیں، ایسا کر کے آپ نے میرے دل کی ترجمانی کی ہے۔ اس سے پہلے بختائی اور طائسی نے بھی اس موضوع پر آپ سے گفتگو کی تھی۔ انہوں نے مجھے کچھ اشارے دیئے تھے لیکن ان اشاروں سے مجھے اطمینان نہیں ہوا تھا۔ آج جو بابا نے مجھ پر انکشاف کیا

www.pdfbooksfree.pk

ہے تب مجھے قلبی سکون اور آسودگی ہوئی ہے اور میں آج آپ کا شکریہ ادا کرنے کے لئے آئی ہوں کہ......'' یہاں تک کہتے کہتے بشار کو رُک جانا پڑا اس لئے کہ اُس کی بات کاٹتے ہوئے خریم بن مقردم بول اُٹھا تھا۔

''بشار! تم غلط کہتی ہو۔ شکریہ تو مجھے تمہارا ادا کرنا چاہئے تھا۔ جو الفاظ تم نے ادا کئے ہیں ان سے میں اتفاق نہیں کرتا۔ میں تو ایک بڑا بے بس سا انسان ہوں۔ حسرتوں کے انبار اور زندگی کی محرومیوں میں زنگ کھائے لوہے اور دیمک لگی لکڑی کی طرح پڑا ہوا تھا۔ تم نے اپنی محبت سے نواز کر زمانے کی دُھول اور عقوبت کے سمندر سے نکال کر باران رحمت کے سحاب میں لا کھڑا کیا ہے۔ دشت صحرا کی بے آب و گیاہ ویرانیوں اور تباہی کی مسافتوں سے نکال کر تم نے مجھے ساحلوں پر بکھری محبت کی سیپوں اور چاہت کے خوشبو بھرے مناظر کے اندر لا کر کھڑا کر دیا ہے۔ بشار! تم نے مجھے اَنمول خزانوں سی اپنی محبت دے کر میرے لئے اپنی چاہت کا دروازہ کھول کر اپنے جمال کی رعنائیوں کو میرے لئے مخصوص کر کے مجھے سرمدی ابدی خوشیاں دے دی ہیں۔ میری جھولی میرے دامن کو موسموں کی کروٹوں میں جنم لیتی تتلی اور جگنوؤں کی کہانیوں سے بھر دیا ہے۔''

جب تک خریم بولتا رہا، مسکراتے ہوئے بشار اُس کی طرف دیکھتی رہی۔ جب وہ خاموش ہوا تو بول اُٹھی۔ ''میں آپ کے خیالات سے اتفاق نہیں کرتی۔ سب سے پہلے میں نے آپ سے محبت کی ابتداء کی تھی۔ اُس وقت میری محبت یکطرفہ تھی اور اس یکطرفہ محبت میں آپ کو حاصل کرنے کے لئے تلخیوں کے سورج، تنہائیوں کی حدت میں بے کل نفس کی طرح دن اور راتیں گزر رہی تھیں۔ آپ نے مجھے اپنی محبت سے نواز کر میرے ذہن کی شاہراہوں کو استوار، میرے دل کی بستیوں کو آباد اور میرے جسم و جان کے سارے روابط کو مضبوط اور مستحکم کر دیا ہے۔ شکریہ تو مجھے آپ کا ادا کرنا چاہئے کہ میں تو آپ کی محبت اور چاہت کو ترس رہی تھی۔ اس لئے کہ پہلے میں نے آپ سے محبت کی ابتداء کی تھی اور میں دن رات یہ دُعائیں مانگتی تھی کہ خداوند قدوس اگر دنیا میں مجھے کچھ عنایت کرنا ہے تو مجھے خریم بن مقردم کی محبت دے دے۔ میں یہ بھی دُعا مانگا کرتی تھی کہ الٰہی اگر میں نے اپنی اس عمر میں کوئی نیکی کی ہے، کوئی ثواب کمایا ہے تو اس نیکی اور ثواب کے صدقے میں خریم بن مقردم کے دل میں میرے لئے چاہت ڈال دے۔''

... کہنے کے بعد بشار تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہوئی۔ اس کے بعد وہ دوبارہ خریم ... کر کے کہنے لگی۔ ''یہ تو ایک موضوع تھا جس پر میں آپ سے گفتگو کرنے آئی

تھی۔ بس یوں جانئیں میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتی تھی کہ آپ نے مجھے اپنی محبت سے نوازا۔ اب میں سمجھتی ہوں کہ میں تھکا دینے والی مسافت طے کر کے اپنی منزل تک پہنچ چکی ہوں۔ اب میں آپ سے دوسرے موضوع پر بھی گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔''

خریم بن مقردم نے غور سے بشار کی طرف دیکھا، پھر کہنے لگا۔ ''کیسا موضوع؟''

اپنے سرخ ہونٹوں پر بشار نے زبان پھیری پھر کہنے لگی۔ ''دراصل میں اس موضوع پر گفتگو کرنے کے لئے مجھے طاکسی کے ماں باپ نے روانہ کیا ہے اور اس میں میرے ماں باپ کی بھی رضامندی شامل ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ جہاں آپ کی اور میری سگائی کر دی جائے، ہم دونوں کو ایک دوسرے سے منسوب کیا جائے وہاں قریض اور طاکسی کو بھی ایک دوسرے سے منسوب کر دیا جائے۔ اس لئے کہ وہ اندر ہی اندر ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔ قریض اب جوان ہو چکا ہے، جنگوں میں بھی آپ کے ساتھ حصہ لینے لگا ہے اور......''

یہاں تک کہنے کے بعد بشار کو رُک جانا پڑا اس لئے کہ مسکراتے ہوئے خریم بول اُٹھا۔

''بشار! اب تم میری زندگی، میرے جسم کا ایک حصہ ہو۔ تمہارا فیصلہ میرا فیصلہ۔ تمہارا دُکھ میرا دُکھ۔ تمہاری خوشی اب میری خوشی ہے۔ قریض میرا بھائی ہے۔ میں اُسے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز سمجھتا ہوں۔ تم جانتی ہو کہ ہمارے پیچھے کوئی نہیں ہے۔ ایک خالہ زاد بھائی ہے عمیر بن نصر۔ اُسے ہم اپنا خالہ زاد بھائی کم اور سگا بھائی زیادہ خیال کرتے ہیں اور وہ بھی ہمیں سگے بھائیوں کی طرح چاہتا ہے۔ وہ اس وقت نہ جانے اپنے تجارتی قافلے کے ساتھ کہاں ہو گا۔ لہٰذا قریض کے متعلق تم جو فیصلہ کرو گی وہ میرے لئے آخری ہو گا۔ میں اس موضوع پر کچھ نہیں کہوں گا۔ تم اس سلسلے میں خود قریض سے بات کر لو۔ جو وہ کہتا ہے اسی کی روشنی میں تم سب مل کر جو فیصلہ کرو گے وہ میرے لئے آخری ہو گا۔ اگر طاکسی اور قریض ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ قریض کی بھی خوش قسمتی ہے کہ اُسے طاکسی جیسی لڑکی کی صورت میں زندگی کا ساتھی مل رہا ہے۔''

خریم بن مقردم جب خاموش ہوا تو بڑی ممنونیت سے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے بشار کہنے لگی۔ ''آپ نے جو الفاظ میرے لئے کہے ہیں انہیں میں زندگی بھر بھلا نہ سکوں گی، فراموش نہ کر سکوں گی کہ یہ میرے لئے ایسی عزت افزائی ہے جس کی میں اُمید تک نہیں کر سکتی تھی۔ بہرحال بابا نے تو یہ فیصلہ کیا ہے کہ آج شام کو مجھے آپ کے ساتھ منسوب کر دیا جائے گا اور اب اس منسوبیت میں طاکسی اور قریض بھی شامل ہو جائیں گے۔''

بشار تھوڑی دیر خاموش رہی، پھر کہنے لگی۔ ''بابا بتا رہے تھے کہ آپ اپنے دشمنوں کی تلاش

www.pdfbooksfree.pk

میں بھی نکلیں گے۔ وہ یہ بھی بتا رہے تھے کہ دو دن بعد لشکر یہاں دریائے ڈینیوب کے کنارے سے دریائے وولگا کے کنارے صحرائے باتو کی طرف جائے گا۔ بابا نے یہ بھی انکشاف کیا ہے پہلے آپ کا خیال تھا کہ آپ صحرائے باتو نہیں جائیں گے بلکہ راستے ہی میں اس لشکر کو جو برقائی خان نے آپ کے لئے مختص کیا ہے لے کر اپنے دشمنوں کی تلاش میں نکل جائیں گے۔ آپ کی اس مہم میں ہمارے قبیلے کے علاوہ کرغیز اور مکیار بھی شامل ہوں گے۔ میں بھی آپ کے ساتھ جاؤں گی۔ بابا بتا رہے تھے کہ آپ پہلے قریض پر زور دے رہے تھے کہ وہ صحرائے باتو میں جا کر رہے لیکن قریض ایسا نہیں چاہتا۔ وہ آپ کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر دشمنوں سے انتقام لینا چاہتا ہے۔ اس لئے کہ وہ اب جوان ہو چکا ہے اور اپنا قرض ادا کرنا چاہتا ہے۔"

بشار جب خاموش ہوئی تو مسکراتے ہوئے خریم بول پڑا۔ "بشار! تمہارا کہنا درست ہے۔ پہلے میں چاہتا تھا کہ راستے ہی میں اُس لشکر کو لے کر شمال کی طرف بڑھ جاؤں جو برقائی خان نے میرے لئے مختص کیا ہے۔ برقائی خان کے ساتھ میری تفصیل کے ساتھ گفتگو ہو چکی ہے اور اس گفتگو میں تمہارے بابا کے علاوہ کرغیز سردار گوچان بھی شامل تھا۔ فیصلہ یہ ہوا ہے کہ دشمنوں سے نمٹنے کے لئے کرغیز اور باشکیری میرے ساتھ جائیں گے۔ تم جانتی ہو کہ ہنگری میں قیام کے دوران منگولوں کے لشکر میں بہت سے مکیار بھی شامل ہو چکے ہیں۔ ان میں سے کچھ مسلمان ہیں کچھ غیر مسلم۔ اور جو غیر مسلم ہیں وہ بھی تیزی سے اسلام قبول کر چکے ہیں۔ انہیں خبر ہو چکی ہے کہ میں مکیار ہوں۔ وہ میرے دادا کو بھی جانتے ہیں لہٰذا وہ عقیدت کی حد تک مجھے چاہنے لگے ہیں۔ دشمن سے انتقام لینے کے لئے اب وہ سب مکیار بھی اس مہم میں میرے ساتھ شامل ہونا چاہتے ہیں۔ بشار! میں تم پر یہ بھی انکشاف کروں جو مکیار منگولوں کے لشکر میں شامل ہوئے ہیں تم جانتی ہو وہ مختلف خانہ بدوش قبیلوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اُن کا کوئی سردار اور رہبر نہیں تھا لہٰذا انہوں نے متفقہ طور پر آپس میں صلاح مشورہ کرنے کے بعد مجھے اپنا سردار تسلیم کر لیا ہے اور مجھے مکیاروں کے اس فیصلے پر فخر ہے۔ میں اُن پر ثابت کروں گا کہ میں اُن کی بہتری اور فلاح کے لئے بہت کچھ کروں گا۔"

بشار اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑی ہوئی۔ ہاتھ بڑھا کر خریم بن مقردم کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا پھر سے اُٹھاتے ہوئے کہنے لگی۔ "اب آپ اٹھیں، میرے ساتھ چلیں۔ کھانا سب مل کر ہمارے میں کھائیں گے اور شام تک آپ قیام بھی وہیں کریں گے۔"

مقردم چپ چاپ اُٹھ کھڑا ہوا اور بشار کے ساتھ ہو لیا۔ اُسی شام خریم بن مقردم مقردم اور طائسی کو ایک دوسرے کے ساتھ منسوب کر دیا گیا تھا۔ دو دن بعد

منگولوں کے لشکر نے دریائے ڈینیوب سے دریائے وولگا کی طرف کوچ کیا تھا۔

منگولوں کے خان اوغدائی خان کے مرنے کی بناء پر منگولوں نے یورپ چھوڑنے کا فیصلہ کیا۔ اور یہ یورپ والوں کی خوش قسمتی تھی کہ منگول واپس جا رہے تھے ورنہ فتوحات کا جو ریلا انہوں نے شروع کر رکھا تھا اس کے تحت مزید چند ہفتوں تک وہ پورے یورپ کو کھنگال کے رکھ دیتے۔

واپس جاتے ہوئے منگول سارے مویشیوں کو مشرق کی طرف ہنکائے لے جا رہے تھے۔ یورپ کے وہ علاقے جو اُن کی آمد سے پہلے آباد تھے اور جہاں جہاں انہوں نے قیام کیا اب وہ ویرانہ ہو گئے تھے۔ منگولوں کے ان حملوں کا مشرقی یورپ کی نشو ونما پر بڑا فیصلہ کن اثر پڑا۔ منگولوں نے مغربی سلافوں اور ہنگریوں کا قلع قمع کر دیا۔ ہنگری کے اطراف کے علاقوں کی نصف آبادی کو منگولوں نے قتل کر دیا اور جن گرمیوں میں وہ قتل عام کر رہے تھے ان گرمیوں میں چونکہ فصل نہیں بوئی گئی تھی لہٰذا جو لوگ قتل عام سے بچ گئے وہ قحط اور موسمی بخار کا شکار ہو گئے۔ اس کے برعکس بوہیمیا کے مغرب میں جرمنوں کو مقابلتاً کم نقصان اٹھانا پڑا اور جرمنی کے جن علاقوں کو منگولوں نے نقصان پہنچایا وہاں سے ہجرت کرنے والے لوگ سائلیشیا میں جا کے آباد ہو گئے۔

جرمن نسل کے وہ لوگ جو آسٹریا میں آباد تھے وہ با آسانی ہنگری کے علاقوں میں اپنا تسلط قائم کرنے لگے تھے جن کی وجہ سے وہاں کی نسل مخلوط ہوئی۔ یورپ میں بھی منگولوں کی وجہ سے کچھ ایشیائی قبیلے جا کے آباد ہو گئے۔ ان میں بلغاری، قپچاق یا تو بلقان میں جا کے آباد ہو گئے یا اُن میں سے کچھ نے اپنے مستقبل کو مستقل طور پر منگولوں کے ساتھ وابستہ کر لیا اور وہ باتو کے ساتھ صحرائے باتو کے آس پاس جا کر آباد ہو گئے۔

اقوام میں یہ تلاطم برپا کر کے منگولوں نے یورپ کے اس حصے کا نسلی نقشہ بدل دیا اور یہ نسلی اختلاط سے نہیں بلکہ ایسا اقوام کے قتل عام سے کیا گیا۔ وہ مفتوح علاقوں سے لوٹ کا مال گھسیٹ کر مشرق کی طرف چل دیئے اور حیرت کی بات یہ کہ یورپ سے کوچ کرتے وقت کسی کو انہوں نے اپنا جانشین مقرر نہیں کیا۔ جو عورتیں وہ اپنے ساتھ مشرق کی طرف لے گئے ان کے بچے اُن کے آبائی دشت ہی میں بڑے ہونا شروع ہوئے۔ بہرحال منگولوں نے یورپ کو چھوڑا اور اپنی نئی سرحد انہوں نے بلقان اور کارپیتھیہ کے پہاڑوں کے کناروں کی چراگاہوں میں مقرر کیں۔ اپنے بھاری بھرکم چھکڑوں سمیت وہ بڑی تیزی سے حرکت میں آتے ہوئے مشرق کی طرف غائب ہو گئے۔

www.pdfbooksfree.pk

پورا منگول لشکر دریائے وولگا کے کنارے پہنچنے کے بعد باتو کے شہر سرائے باتو کے قریب رُک گیا۔ باتو اور برقائی دونوں بھائیوں کو سوبودائی کے ساتھ اپنے آبائی دشت میں لے جانا چاہتا تھا۔ اس لئے کہ یہ دونوں بڑے تھے۔ منگولوں کا خاقان اوغدائی خان مر چکا تھا۔ اب نئے خاقان کا انتخاب کیا جانا تھا اور اس انتخاب کی مجلس میں دونوں بھائیوں کا شریک ہونا لازمی تھا۔ لیکن باتو اور برقائی نے اپنے آبائی دشت کی طرف جانے سے انکار کر دیا۔

چنگیز خان کے بیٹے چونکہ باتو اور برقائی خان کے باپ جوچی سے نفرت کرتے تھے، اُسے پسند نہیں کرتے تھے اس لئے کہ چنگیز خان کی بیوی اغواء ہو گئی تھی اور اغواء کے دوران ہی جوچی پیدا ہوا تھا لہٰذا منگول یہ خیال کرتے تھے کہ باتو اور برقائی خان کا باپ جوچی چنگیز خان کی اولاد نہ تھا۔ لہٰذا اپنے آبائی دشت سے برقائی اور باتو دُور ہی رہنا پسند کرتے تھے۔ وہ ایک طرح سے سرائے باتو میں جلا وطنی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ اب وہاں اُن کے خیموں کے زریں گنبد دُور سے دیکھے جا سکتے تھے۔

بہرحال باتو اور برقائی دونوں بھائیوں نے آبائی دشت جانے سے انکار کر دیا۔ وہ مغرب کے ان علاقوں میں خوش تھے۔ پھر سب سے بڑھ کر برقائی اور باتو کی سلطنت ایسے علاقوں میں تھی جو علاقہ خانہ بدوشوں کے لئے بڑا موزوں تھا۔ اس بناء پر دونوں بھائیوں نے سوبودائی کے ساتھ اپنے آبائی دشت میں جانے سے انکار کر دیا۔ یہ جواب سن کر سوبودائی دوسرے سالاروں کے ساتھ صحرائے گوبی کی طرف کوچ کر گیا جبکہ باتو اور برقائی دونوں اپنے شہر سرائے باتو ہی میں ٹھہر گئے تھے۔

خریم بن مقردم اور قریض بن مقردم دونوں بھائیوں نے بھی چند ماہ تک صحرائے باتو میں قیام کر کے آرام کیا پھر برقائی خان سے مشورہ کرنے کے بعد انہوں نے اُس لشکر کو ساتھ لیا جسے برقائی خان نے ان کے لئے مختص کر دیا تھا اس کے بعد وہ اپنی نسل کے قاتلوں سے انتقام لینے کے لئے صحرائے باتو سے کوچ کرتے ہوئے دریائے وولگا کے کنارے کنارے شمال کی طرف کوچ کر گئے تھے۔ اُن کے ساتھ باشکیری تھے، کرغیز تھے، مکیار تھے، کوچمان گوچلوک اور ان کے سب اہل خانہ ان کے ساتھ خچروں اور بیلوں سے کھینچے جانے والے چھکڑوں میں دریائے وولگا کے کنارے شمال میں سائبیریا کا رُخ کر گئے تھے.....!

چنگیز خان کے بیٹے اوغدائی خان کے مرنے کے بعد اُس کے بڑے بیٹے قویوق کو منگولوں نے اپنا خاقان بنا لیا۔ قویوق کی صحت فطری طور پر ضعیف تھی اور وہ اکثر علیل رہتا تھا۔ اس کے باوجود وہ صبح سے شام تک شراب کے ساغروں اور پری رُخ گل انداموں سے شغل کرتا رہتا تھا۔ اس بناء پر اُس کی صحت گرتی گئی، علالت بڑھتی گئی لیکن وہ اپنی عیاشی سے باز نہ آیا۔ کہتے ہیں دن کو اُسے مالیخولیا ہونا شروع ہوا اور کسی سے بات نہ کرتا تاہم وہ کوشش کرتا کہ خوب فیاضی سے کام لے کر لوگوں میں مشہور ہو جائے لہٰذا فیاضی میں سب سے بازی لے جانے کی کوشش کرتا۔ اُس کی تمنا تھی کہ اُسے اپنے والد سے بھی زیادہ شہرت ملے۔

شہرت حاصل کرنے کے لئے اُس نے پانچ سو چھکڑے خزانے کے تقسیم کئے۔ اُس نے حکم نافذ کیا کہ میرے باپ اوغدائی نے جو باتیں کہیں ہیں انہیں قانون کا درجہ سمجھا جائے۔ یہ شخص مسلمانوں کے سخت خلاف تھا۔ اوغدائی کے دور میں عبدالرحمٰن نام کا جو وزیر تھا قویوق نے سب سے پہلے اُسے قتل کروا دیا۔ اس کے بعد اُس کی ماں کی ایک کنیز تھی نام اُس کا فاطمہ تھا وہ بھی مسلمان تھی۔ قویوق نے اُسے بھی ذلیل و خوار کر کے ہلاک کروا دیا۔ قویوق کے ان سارے کاموں کو منگو خان اور اُس کی ماں سیور قطتی نفرت اور بیزاری کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے۔ سیور قطتی خود ایک ترک سردار کی بیٹی تھی، مسلمانوں کے اندر رہ چکی تھی لہٰذا اُسے قویوق کا رویہ ہرگز پسند نہ تھا۔ اُس کی طرح اُس کا بیٹا منگو بھی قویوق سے نفرت کرنے لگا تھا۔

قویوق نے خاقان بننے کے بعد جو سب سے بری حرکت کی وہ یہ کہ وہ منگو کی ماں سیور قطتی کو چاہنے لگا۔ سیور قطتی کو چنگیز خان کے بیٹے تولائی کی بیوہ تھی، چار جوان بچوں کی ماں تھی جن کی شادیاں ہو چکی تھیں اس کے باوجود اتنی عمر کی نہ تھی، انتہائی خوبصورت تھی لہٰذا جاذب نظر دکھائی دیتی تھی۔ اس کے علاوہ وہ نت نئے کپڑے پہنتی، حیا کی وجہ سے اور زیادہ خوبصورت اور حسین لگتی۔ اسی بناء پر قویوق نے اُسے شادی کا پیغام بھیجا اور قویوق کے اس پیغام کو سیور قطتی نے انتہائی حقارت سے رد کر دیا۔ اس واقعے کی وجہ سے منگو خان اور اُس کی ماں

www.pdfbooksfree.pk

سیور قطتی قویوق سے اور زیادہ بیزاری اور نفرت کرنے لگے تھے۔

قویوق چونکہ باتو خان کو پسند نہیں کرتا تھا۔ یورپ کی مہموں میں اُس کی باتو سے تکرار بھی ہوئی تھی، جھگڑا بھی ہوا تھا۔ باتو نے اُس کی شکایت اس کے باپ اوغدائی سے کی تھی۔ جس کی بناء پر اوغدائی نے نفرت اور بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے قویوق کو یورپ کی مہم سے واپس بلا لیا تھا۔

اب قویوق باتو سے انتقام لینے پر تل گیا تھا۔ وہ اپنے ہم نشینوں اور ساتھیوں سے کہتا کہ باتو نے ہم سے بغاوت کی ہے۔ باتو نے چنگیز خان کے احکامات کی پیروی نہیں کی اور منگولوں کی مقدس کتاب یاسا کے خلاف بھی بغاوت کی ہے۔ وہ لوگوں سے کہتا پھرتا کہ جب مجھے خاقان بنانے کے لئے قرولتائی اور مجلس منعقد کی گئی، قرولتائی اور مجلس میں باتو کو حاضر ہونا چاہئے تھا۔ چونکہ وہ مجھے ناپسند کرتا ہے، مجھ سے نفرت کرتا ہے اس بناء پر وہ اس قرولتائی میں نہیں آیا۔ اور چونکہ قرولتائی اور مجلس میں نہ آکر اس نے منگولوں کے رویوں سے بغاوت کی ہے لہٰذا اُسے اس بغاوت کی سزا ضرور ملنی چاہئے۔

اپنے ان سارے ارادوں کے پس منظر میں قویوق نے تیز رفتار قاصد باتو کی طرف بھجوائے اور اُسے حکم دیا کہ وہ فوراً آبائی دشت میں حاضر ہو۔ باتو نے جواب بھیجا میری ٹانگ میں درد ہے لہٰذا میں نہیں آسکتا۔ قویوق نے اُس کے جواب کو ناپسند کیا لہٰذا اُس نے باتو کو سبق سکھانے کے لئے اُس کے خلاف یلغار کرنے کا فیصلہ کرلیا تھا۔ اُس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور باتو کی طرف کوچ کیا۔

منگو کی ماں سیور قطتی چونکہ قویوق کو پسند نہیں کرتی تھی، اُس سے نفرت کرتی تھی۔ وہ خود چاہتی تھی کہ قویوق کی جگہ اُس کے بیٹے منگو خان کو منگولوں کا خاقان بنایا جائے اور وہ دل سے یہ خواہش رکھتی تھی کہ اُس کا بیٹا منگو خاقان بنے۔ باتو بھی منگو خان کے حق میں تھا۔ لہٰذا جس وقت قویوق نے باتو خان سے جنگ کرنے کے لئے اپنے لشکر کے ساتھ مغرب کی طرف کوچ کیا تو اس سے پہلے ہی منگو اور اُس کی ماں نے تیز رفتار قاصد باتو کی طرف بھجوائے اور اُسے قویوق کے ارادوں سے آگاہ کردیا۔

یہ اطلاع ملتے ہی باتو اور برقائی خان نے تیز رفتار قاصد دریائے وولگا کے کنارے شمال کی طرف بھجوائے اور خریم بن مقردم اور اُس کے ساتھ کام کرنے والے سارے ۔۔۔ ے کرلیا گیا تا کہ متحد ہو کر قویوق کا مقابلہ کیا جائے۔ اس طرح خریم بن مقردم ۔۔۔ اپنے لشکر کو لے کر واپس دریائے وولگا کے کنارے سرائے باتو میں پہنچ

گئے تھے۔

منگولوں کے پرانے اور جانثار سپہ سالار سوبودائی کو قویوق کا یہ فیصلہ پسند نہ آیا۔ اُس نے تہیہ کرلیا کہ وہ باتو کے خلاف کسی بھی صورت میں جنگ میں حصہ نہیں لے گا۔ لہٰذا جس وقت قویوق اپنے لشکر کے ساتھ روانہ ہوا تو اُس نے بہانہ بنایا کہ وہ بوڑھا ہو چکا ہے، جنگوں میں حصہ نہیں لے سکتا۔ سارے منگول چونکہ سوبودائی کی عزت کرتے تھے کہ وہ چنگیز خان کا ساتھی رہا تھا لہٰذا باتو نے اُس کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی، خاموش رہا۔ اُس کی خاموشی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سوبودائی اپنے چند ساتھیوں اور جانثاروں کے ساتھ دریائے تولا کے کنارے جو چراگاہیں تھیں وہاں جا کے خیموں کی زندگی بسر کرنے لگا۔ یہاں اُس نے اپنے عہدے کے نشان اتار دیئے اور چراگاہوں میں وہ اپنے ذاتی گلوں کی نگرانی کرنے لگا۔

دوسری جانب باتو خان، برقائی خان اور خریم بن مقردم اپنے پورے لشکر کو لے کر سرائے باتو سے روانہ ہوئے۔ دریائے ایمیل کے کنارے آ کے انہوں نے پڑاؤ کرلیا۔ دراصل انہوں نے فیصلہ کرلیا تھا کہ اپنے شہر سرائے باتو سے دُور دریائے ایمیل کے کنارے ہی قویوق سے جنگ کی جائے۔ ساتھ ہی باتو خان اور برقائی خان نے تیز رفتار ہرکارے مشرق کی طرف روانہ کئے تھے تا کہ وہ قویوق کی نقل و حرکت سے آگاہ کرتے رہیں۔

دوسری جانب قویوق لدے ہوئے اونٹوں کے قافلے کے ساتھ شمالی شاہراہ پر سفر کر رہا تھا۔ اُس کے پیچھے اُونٹوں کی لمبی قطاریں تھیں۔ ویرانوں اور صحراؤں میں چلنے والی آندھی سے بچنے کے لئے اُونٹوں کے منہ پر ڈھاٹے باندھ دیئے گئے تھے اس لئے کہ قویوق اس وقت صحرائے گوبی سے گزر رہا تھا اور صحرائے گوبی میں ریت کے اُڑتے اور گرتے ہوئے ٹیلوں پر سنسناتی ہوئی ہوائیں موت کا پیغام دیتی تھیں۔

صحرائے گوبی کو پار کرنے کے بعد قویوق اپنے لشکر کے ساتھ کوہستانِ القائی کی شجر پوش چوٹیوں کا چکر کاٹتا ہوا آگے بڑھا۔ صحرائے گوبی اور کوہستانِ القائی سے گزرنے کے بعد قویوق کو بہت سے کوہستانی دروں سے گزرنے کے بعد کہیں جا کے دریائے ایمیل کے کنارے پہنچنا تھا جہاں باتو اور برقائی دونوں بھائی بڑی بے چینی سے اُس سے ٹکرانے کے منتظر تھے۔

باتو اور برقائی اپنے لشکر کے ساتھ دریائے ایمیل کے کنارے ہی پڑاؤ کئے ہوئے تھے کہ مشرق کی طرف سے کچھ تیز رفتار قاصد نمودار ہوئے۔ وہ اپنے منہ اور جسموں کو اچھی طرح کپڑوں سے ڈھانپے ہوئے تھے۔ جب یہ قاصد باتو اور برقائی کے لشکر میں پہنچے تو دونوں

www.pdfbooksfree.pk

بھائیوں نے ان کا بہترین استقبال کیا۔آنے والے قاصدوں نے باتو اور برقائی کو خبر دی کہ نیا خاقان قویوق اپنے لشکر کے ساتھ دونوں بھائیوں پر حملہ آور ہونے کے لئے بڑی تیزی سے مغرب کی طرف سفر کر رہا تھا کہ وہ راستے میں مر گیا۔

یہ خبر سن کر باتو، برقائی اور اُن کے سارے سالار بڑے خوش ہوئے۔لہٰذا وہ دریائے ایمیل کے کنارے سے واپس اپنے شہر سرائے باتو کی طرف چلے گئے تھے۔

دوسری جانب قویوق کے مرنے کے بعد اُس کے لشکر میں سراسیمگی سی پھیل گئی تھی۔لشکر میں قویوق کی بیوی کے علاوہ اُس کی ماں بھی شامل تھی۔منگو خود اور اُس کی ماں اور اُس کے بھائی بھی لشکر میں شامل تھے۔جب قویوق مر گیا تو منگول عورتوں نے قویوق کی موت کو چھپانا چاہا۔اس لئے کہ وہ اپنے آبائی دشت سے دُور تھے اور دشت میں جاتے ہی وہ قویوق کی موت کی تشہیر کرنا چاہتے تھے۔

اس موقع پر اوغدائی کی بیوہ اور قویوق کی ماں تورا کینہ نے تیز رفتار قاصد باتو کی طرف بھجوائے اور اُسے یہ پیغام بھیجا کہ قویوق مر چکا ہے لہٰذا اُس کی بیوی اوغول اب منگولوں پر حکمرانی کرے گی۔لہٰذا اس سلسلے میں باتو کا مشورہ اور منظوری لازمی ہے اس لئے کہ چنگیز خان کے پوتوں میں وہ سب سے بڑا ہے۔

ان قاصدوں کے جواب میں باتو خان نے بڑی بے توجہی سے کہلا بھیجا کہ اُس کے گھوڑے جھیل کے کنارے آرام کر رہے ہیں اور ساتھ یہ بھی کہلا بھیج دیا کہ میری ٹانگ میں درد ہے لہٰذا میں سواری نہیں کر سکتا اس لئے میں تم لوگوں کے پاس نہیں آسکتا۔

منگول عجیب سی کشمکش میں مبتلا تھے۔سارا لشکر وہ صحرائے گوبی سے تھوڑی دُور کوہستانی سلسلوں میں لے کر بیٹھے ہوئے تھے۔دوسری جانب باتو خان اور برقائی دریائے ایمیل کے کنارے سے سرائے باتو جا چکے تھے۔

منگو کی ماں بڑی دانش مند عورت تھی۔اُس نے اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہا۔اُس نے منگو اور اُس کے چھوٹے بھائی قبلائی خان کو فوراً باتو کی طرف بھجوایا تاکہ باتو کی ٹانگ میں درد ہے اس کی بیمار پرسی بھی کریں۔ساتھ ہی اُس نے باتو خان کو یہ بھی پیغام بھجوایا کہ قویوق کے مرنے کے بعد اب اُس کے بڑے بیٹے منگو کو منگولوں کا خاقان ہونا چاہئے۔

منگو خان اور قبلائی خان جب دونوں بھائی سرائے باتو میں باتو کے پاس پہنچے تو باتو نے استقبال کیا اور انہیں یقین دلایا کہ منگولوں کا آئندہ خاقان منگو خان ہی ہوگا۔

گوبی کے نزدیک لشکر میں ابھی تک افراتفری تھی۔اوغدائی کی بیوہ اور قویوق

کی ماں تورا کینہ چاہتی تھی کہ قویوق کے مرنے کے بعد اُس کی بیوی اوغول منگولوں کی خاقان بنے۔منگو کی ماں اس کی سخت مخالف تھی۔تورا کینہ نے اپنے حقوق کے ثبوت میں قبائلی قوانین پیش کیے اور بڑے بوڑھے منگولوں نے بھی اس بات کی تردید کی کہ اوغول ہی قویوق کے بعد منگولوں کی خاقان بنے۔حالانکہ باتو منگو کے حق میں فیصلہ دے چکا تھا۔بظاہر حالات یہی دکھائی دیتے تھے کہ باتو کی غلطی ثابت ہو جائے گی۔

لیکن اس موقع پر منگو کی ماں نے بلا پس و پیش بلا رحم و کرم کے پہل کی۔اُس نے اعلان کیا کہ چنگیز خان کے چاروں بیٹے مر چکے ہیں۔سائیں خان یعنی باتو ہی چنگیز خان کے پوتوں میں سب سے بڑا اور قابل احترام ہے اُس کا فیصلہ آخری سمجھا جائے گا اور کسی کو حق حاصل نہیں کہ ایسے وقت میں اس کے حکم سے سرتابی کرے۔

قویوق کی ماں تورا کینہ باتو کے ان فیصلوں کے خلاف غصے اور حسد سے تلملا رہی تھی۔وہ کسی بھی صورت پسند نہ کرتی تھی کہ اُس کے بیٹے قویوق کے بعد منگو منگولوں کا خاقان بنے۔ لیکن منگو کی ماں بھی بڑی ہوشیار تھی۔وہ جانتی تھی کہ باتو اور اُس کے لشکری اُس کے ساتھ ہیں اور وہ لشکر جو قویوق کے ساتھ صحرائے گوبی کے نزدیکی کوہستانوں کے سلسلوں کے اندر آکر ٹھہرا ہوا ہے اس میں سے بھی کافی حصہ اس کے ساتھ ہے۔لہٰذا اس نے فیصلہ کیا کہ وہ آخری فیصلہ کروانے کے لئے خود باتو خان کے پاس جائے گی۔

جب وہ کوچ کرنے لگی تو قویوق کے لشکر کا ایک بڑا حصہ اُس کے ساتھ روانہ ہو گیا۔یہ صورت حال عجیب و غریب تھی۔اب لشکر کے باقی حصے کو بھی مجبوراً باتو خان کی طرف جانا پڑا۔ اس مقصد کے لئے قویوق کی لاش کو صاف کر کے برف میں رکھ دیا گیا۔اس کے بعد باقی لشکر کو بھی تورا کینہ اور قویوق کی بیوہ اوغول کو لے کر باتو خان کی طرف روانہ ہوئیں۔

باتو خان نے سب کا بہترین انداز میں استقبال کیا۔قویوق باتو خان اور برقائی سے لڑنے کے لئے نکلا تھا لیکن اس کی لاش اُن کے پاس پہنچی تھی۔بہرحال باتو اور برقائی کے پاس سارے منگول جمع ہوئے اور مل بیٹھ کر یہ فیصلہ ہوا کہ ایک عورت کو کسی بھی صورت منگولوں کی خاقان نہیں بنایا جا سکتا ہے۔لہٰذا باتو اور برقائی نے فیصلہ دیا کہ قویوق کے بعد اگر کوئی منگولوں کا خاقان بننے کے قابل ہے تو وہ صرف منگو خان ہے۔

کسی کو باتو اور برقائی کے اس فیصلے کے خلاف بولنے کی جرأت نہ ہوئی۔لہٰذا منگو خان کو متفقہ طور پر منگولوں کا خاقان تسلیم کر لیا گیا اور باتو خان نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ یہاں منگو خان خاقان تو نامزد ہو چکا ہے لیکن اس کی باقاعدہ تخت نشینی واپس جا کر آبائی دشت میں کی جائے۔

www.pdfbooksfree.pk

ساتھ ہی اُس نے یہ بھی کہہ دیا کہ وہ اپنے آبائی دشت میں نہیں آ سکے گا۔ اس طرح وہ لشکر جو تویوق کی سرکردگی میں باتو اور برقائی سے لڑنے آیا تھا وہ اب منگو خان کی سرکردگی میں واپس جانے کی تیاریاں مکمل کر چکا تھا۔ کوچ سے پہلے منگو، قبلائی اور اُن کی ماں تینوں اُس جگہ آئے جہاں باتو، برقائی، خریم بن مقرروم، قریض، برقائی خان کا دست راست تورائی خان، باتو خان کا دست راست ارغون خان، گوچلوک کوچمان، کشلی خان اور بہت سے دیگر منگول سالار کھڑے ہوئے تھے۔ منگو کی ماں نے بڑی عاجزی اور انکساری سے سب سے پہلے اس رخصت کے موقع پر باتو اور برقائی خان کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اس کے بیٹے منگو کو خاقان بنانے میں مدد دی۔ اس کے بعد آگے بڑھتی ہوئی وہ خریم بن مقرروم کے پاس ٹھہری اور بڑے غور سے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''میرا بیٹا منگو تمہاری بہت تعریف کرتا رہا ہے اس لئے کہ تم یورپ کی مہم میں اُس کے ساتھ تھے۔ یہاں قیام کے دوران میں نے دیکھا تم نے میرے بیٹے منگو کو خاقان بنانے میں بہت بھاگ دوڑ کی۔ باتو کے احکامات کے مطابق کام کرتے رہے۔ تمہارا بھائی بھی تمہارے ساتھ شامل تھا۔ میں تم دونوں کی بھی اس سلسلے میں انتہا درجہ کی شکر گزار ہوں۔ کبھی تمہیں موقع ملے تو منگولوں کے آبائی دشت میں آنا۔ میں تم دونوں کی بہترین ضیافت کروں گی۔'' اس کے بعد لمحہ بھر کے لئے منگو کی ماں رُکی، مسکرائی پھر رازدارانہ انداز میں بولی۔

''منگو نے مجھے بتایا ہے کہ تمہیں اور تمہارے بھائی قریض کو دو انتہائی خوبصورت لڑکیوں سے منسوب کر دیا گیا ہے۔ یہاں سے رخصت ہونے سے پہلے میں ان دونوں لڑکیوں کو دیکھنا پسند کروں گی۔ کیا تم مجھے اُن سے ملا سکتے ہو؟''

اس موقع پر خریم کچھ کہنا چاہتا تھا کہ مسکراتے ہوئے برقائی بول پڑا۔ ''قریض! جاؤ بشار اور طائسی کو یہیں بلا کر لاؤ۔''

اس پر قریض بھاگتا ہوا گیا، تھوڑی دیر بعد وہ لوٹا۔ اُس کے ساتھ بشار اور طائسی بھی تھیں۔ دونوں کو منگو کی ماں کے سامنے لا کھڑا کیا گیا۔ وہ دونوں کو باری باری گلے لگا کر ملی پھر کہنے لگی۔

''میں تم دونوں کو خریم بن مقرروم اور قریض بن مقرروم سے منسوب ہونے پر مبارکباد دیتی ہوں۔'' پھر اُس نے عجیب سے انداز میں اپنے بیٹے کی طرف دیکھا۔ منگو شاید اپنی ماں کے انداز کو سمجھ گیا تھا۔ اُس نے اپنی کمر سے بندھی ہوئی ایک بڑی خرجین ماں کی طرف ... اُس کی ماں نے وہ خرجین کھولی، اُس کے اندر کیا تھا اس کا جائزہ لیا پھر وہ خرجین ... ف بڑھائی اور کہنے لگی۔

''گو تم طائسی سے عمر میں بڑی نہیں ہو لیکن رشتے میں بڑی ہو۔ یہ میری طرف سے تم دونوں کے لئے تحفہ ہے۔ اس میں انتہا درجہ کے قیمتی جواہرات جڑے زیورات ہیں۔ جب تم دونوں کی شادی ہو تو یہ زیور بانٹ کر آدھے آدھے پہن لینا۔''

منگو کی ماں کے ان الفاظ پر سب خوش ہو گئے تھے۔ اس موقع پر منگو خان سب سے گلے ملتا ہوا خریم کے پاس آیا۔ دونوں بھائیوں سے بھی گلے ملا پھر بڑی خوش طبعی کا مظاہرہ کرتے ہوئے وہ خریم بن مقرروم کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''میرا تو ارادہ تھا کہ یہاں قیام کے دوران تمہاری اور قریض دونوں بھائیوں کی شادی کا اہتمام ہوتا اور ہم سب اس شادی میں شرکت کرتے۔ لیکن میرے محترم بھائی اباتو اور برقائی خان کا کہنا ہے کہ تم دونوں بھائیوں نے اس وقت تک شادی نہ کرنے کا عزم کر رکھا ہے جب تک تم دونوں اپنے دشمنوں سے انتقام نہیں لے لیتے۔ بہرحال میری جاودانی آسمان سے دُعا ہے کہ تم دونوں بھائی اپنے مقصد میں کامیاب ہو۔''

اس کے بعد منگو دوسرے جاننے والوں سے ملا، پھر وہ لشکر جسے تویوق لے کر آیا تھا کہ باتو اور برقائی پر حملہ آور ہو، اُسے منگو اور اُس کی ماں لے کر منگولوں کے آبائی دشت کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

خریم بن مقرروم اور قریض نے چند روز سرائے باتو میں قیام کیا، اپنے لئے رسد اور ضروریات کا دوسرا سامان اکٹھا کرتے رہے۔ جس روز انہوں نے کوچ کرنا تھا اس سے ایک روز پہلے جب دونوں بھائی اپنے یورت میں بیٹھے ہوئے تھے ایک باشکیری مسلح جوان یورت کے سامنے نمودار ہوا اور دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''آپ دونوں بھائیوں کو کوچمان نے بلایا ہے۔''

اس پر خریم اور قریض دونوں بھائی اُٹھ کھڑے ہوئے۔ جب وہ کوچمان کے یورت میں گئے تو انہوں نے دیکھا وہاں کوچمان کے علاوہ گوچلوک، بشار، طائسی اور دونوں کی مائیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ جب دونوں یورت میں داخل ہوئے تو سب نے مل کر بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اُن کا استقبال کیا۔ دونوں آگے بڑھ کر اس جگہ جا بیٹھے جہاں کوچمان اور گوچلوک بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر کوچمان نے خریم بن مقرروم کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''خریم میرے بیٹے! چاہیے تو یہ تھا کہ ہم خود چل کر تمہارے یورت میں آتے لیکن بشار

www.pdfbooksfree.pk

اور طائسی کی یہ خواہش تھی کہ آپ دونوں یہاں آئیں۔ اس لئے کہ کل ہم نے کوچ کرنا ہے۔ وہ چاہتی تھیں کہ آج شام کا کھانا یہاں یورت میں اکٹھے کھایا جائے۔ دوسرے ان دونوں نے تم دونوں بھائیوں کے لئے کچھ سامان بنا رکھا ہے اور تم دونوں کے حوالے کرنا چاہتی ہیں۔"

اس موقع پر عجیب سے انداز میں گوچلوک نے اپنی بیٹی بشار اور طائسی کی طرف دیکھا۔ اس پر وہ دونوں اپنی جگہ سے اُٹھیں، چھکڑا نما یورت کے پچھلے حصے میں جو پردہ لگا ہوا تھا پردہ اُٹھا کر پچھلی سمت چلی گئیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ پھر آئیں۔ بشار کے ہاتھ میں کپڑے تھے جبکہ طائسی اُس کے ساتھ مسکراتی ہوئی نکلی تھی۔ بشار اور طائسی ان دونوں کے سامنے آ کر بیٹھ گئیں۔ پھر کپڑوں کے چند جوڑے بشار نے پہلے خریم کی گود میں رکھے اس کے بعد ویسے ہی کپڑے اُس نے قریض کی گود میں رکھے اس کے بعد مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔

"یہ آپ دونوں بھائیوں کے لئے میں نے اور طائسی نے تیار کئے ہیں۔" بشار مزید کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اُس کی بات کاٹتے ہوئے خریم بول پڑا۔

"بشار! یہ غلط بات ہے۔ پچھلی بار جب ہم یورپ سے لوٹ کر یہاں آئے تھے اور اپنی مہم کی طرف کوچ کرنے والے تھے تو اس سے پہلے بھی تم نے اور طائسی نے ہم دونوں بھائیوں کے لئے کپڑے بنائے تھے۔"

بشار نے خریم بن مقردم کو اپنی بات مکمل نہ کرنے دی، بیچ میں بول اُٹھی۔

"اس واقعہ کو کئی ماہ گزر گئے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ یورپ سے آنے کے بعد ہی میں نے اور طائسی نے آپ دونوں کو کپڑے دیئے تھے اس کے بعد کئی ماہ تک آپ نے یہاں قیام رکھا۔ جس لشکر کو آپ کے ساتھ روانہ ہونا تھا اس کی تربیت اپنے خطوط پر کرتے رہے۔ وہ کپڑے جو میرے خیال میں پھٹنے والے ہوں گے۔ لہٰذا آپ دونوں بھائیوں کو کپڑوں کی ضرورت تھی۔ سو ہم نے بنا لئے ہیں۔"

بشار کی اس گفتگو کا جواب خریم دینا ہی چاہتا تھا کہ کوچمان مسکراتے ہوئے بول پڑا۔

"خریم میرے بیٹے! بشار جو کچھ کہہ رہی ہے یہی درست ہے میرے بیٹے۔ میرا اور گوچلوک کا کل سرمایہ ہماری یہی دو بیٹیاں ہیں۔ ہمارے پاس جو کچھ ہے یہ بھی تم دونوں کا ہے۔ اس کے علاوہ تمہارا ہم پر حق بنتا ہے۔ اگر اس لشکر میں تمہاری بہن یا ماں ہوتیں تو یقیناً یہ کام وہ خود کرتیں۔ اب یہ کام ہم نے کرنا ہے اور فرض جان کر کرنا

کوچمان جب خاموش ہوا تو مسکراتے ہوئے گوچلوک بول اُٹھا۔

"بشار اور طائسی میری دونوں بچیو! اب اس موضوع پر گفتگو نہیں ہوگی۔ تم نے جو کرنا تھا کر دیا۔ اب ایسا کرو ہمیں کھانے کے برتن لگاؤ۔ سب اکٹھے بیٹھ کر کھاتے ہیں۔"

اس پر بشار اور طائسی فوراً اُٹھ کھڑی ہوئیں۔ کھانے کے برتن انہوں نے لگائے پھر سب نے اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھایا۔ اگلے روز وہ اس لشکر کو لے کر وہاں سے کوچ کر گئے تھے جس کے ساتھ انہوں نے پہلے سائبیریا کی طرف کوچ کیا تھا۔

www.pdfbooksfree.pk

ایک روز باتو خان اور اُس کا بھائی برقائی اپنے خیمے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت اُن کے ساتھ بختائی اور اُس کا بڑا بھائی سرتاک بھی موجود تھے کہ باتو کے سامنے منگول لشکریوں نے ایک راہب کو پیش کیا۔

جس راہب کو باتو خان کے سامنے پیش کیا گیا تھا وہ دراصل فرانس کے بادشاہ لوئی کا جاسوس تھا۔ راہب کا نام ولیم تھا۔ یہ بلجیئم کا باشندہ تھا۔ موٹا تازہ فربہ تھا۔ فرانس کے بادشاہ لوئی نے جو ان دنوں مصر میں مسلمانوں کے خلاف صلیبی جنگوں کی ابتدا کئے ہوئے تھا اُس نے اُس راہب ولیم کو اپنا ذاتی جاسوس بنا کر منگولوں کی طرف بھیجا تھا تاکہ یہ معلوم کرے کہ باتو اور دوسرے منگول کس قماش کے آدمی ہیں اور مسلمانوں کے خلاف انہیں بطور حلیف کے استعمال کیا جا سکتا ہے کہ نہیں۔

باتو اور برقائی دونوں تیز نگاہوں سے اس راہب کا جائزہ لیتے رہے۔ پھر باتو نے راہب کو یہاں آنے اور اپنا مدعا بیان کرنے کو کہا۔ اس پر راہب نے پہلے سے سوچے سمجھے لائحہ عمل کے مطابق اپنے ہاتھ دُعا کے لئے فضا میں بلند کئے اور وہ آسمانی رحمتوں کے نزول کے لئے دُعا کرتا رہا۔ اس کے بعد باتو کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''منگولوں کے عظیم خاقان! تمہیں جاودانی رحمتیں تب ہی نصیب ہو سکتی ہیں جب تم نصرانیت کو قبول کر لو۔''

اُس راہب کی گفتگو سے باتو طنزیہ انداز میں مسکرایا۔ برقائی نے اُس کے جملوں کو ناپسند کیا تھا۔ سرتاک خوش تھا۔ بختائی بھی راہب ولیم کی اس گفتگو سے اُکتاہٹ اور بیزاری کا اظہار کر رہی تھی۔ اس پر باتو نے اس راہب کو مخاطب کیا۔

''میرے بتانے والوں نے بتایا ہے کہ تمہارا نام ولیم ہے۔ تم بلجیئم کے باشندے ہو اور نس کے بادشاہ نے میری طرف روانہ کیا ہے۔ یہ کہو تمہارا میری طرف آنے کا کیا ؟''

ب فکرمندی کا شکار ہو گیا تھا۔ پھر کہنے لگا۔ ''منگولوں کے خاقان! اس

میں شک نہیں کہ میں فرانس کے بادشاہ لوئی کا قاصد ہوں اور اس موقع پر میں تم لوگوں سے کہوں کہ میں تم سب لوگوں کے لئے خیرسگالی کا پیغام لے کر آیا ہوں.....''

باتو اُس کی بات کاٹتے ہوئے بول پڑا۔ ''میں نے سن رکھا ہے کہ فرانس کا بادشاہ لوئی ان دنوں اپنے لشکر کے ساتھ کہیں باہر گیا ہوا ہے۔ کیا وہ کسی علاقے میں جنگ میں مصروف ہے؟''

اس پر راہب ولیم کہنے لگا۔ ''خاقان! جو اطلاعات تمہیں فراہم کی گئی ہیں وہ درست ہیں۔ یقیناً فرانس کا بادشاہ ان دنوں اپنے ملک سے باہر ہے اور وہ مصر پر حملہ آور ہوا ہے۔''

''اُس نے مصر پر کیوں حملہ کیا ہے؟'' باتو نے غور سے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔ جواب میں ولیم کہنے لگا۔

''مسلمانوں نے نصرانیوں کے مقدس مقام یروشلم پر قبضہ کر رکھا ہے۔ یروشلم کو حاصل کرنے کے لئے فرانس کا بادشاہ لوئی مسلمانوں پر حملہ آور ہوا ہے۔''

برقائی خان جو راہب ولیم کی گفتگو بڑے صبر سے سن رہا تھا آخر بول اُٹھا اور راہب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ''کیا تمہیں یقین ہے کہ فرانس کا بادشاہ مسلمانوں کو شکست دے کر اُن سے یروشلم واپس لینے میں کامیاب ہو جائے گا؟ جبکہ ہم نے سنا ہے کہ اس سے پہلے سارا یورپ مسلمانوں کے خلاف اُمڈ آیا تھا اور اپنی پوری عسکری قوت کو مسلمانوں کے خلاف جھونک دیا تھا تاکہ بیت المقدس کو حاصل کیا جائے لیکن مسلمانوں کے سلطان صلاح الدین نے اکیلے ہی یورپ کی ساری قوتوں کو بدترین شکست دی اور انہیں فلسطین سے نکال باہر کیا۔ اب جو فرانس کا بادشاہ مصر کے خلاف حرکت میں آیا ہے تو جو کام پورا یورپ نہیں کر سکا کیا وہ اکیلا فرانس کا بادشاہ لوئی حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گا؟''

راہب ولیم انتہائی شرمندگی کے احساس میں تھوڑی دیر تک برقائی کی طرف دیکھتا رہا، پھر کہنے لگا۔ ''میں جانتا ہوں تم اسلام قبول کر چکے ہو۔ لہٰذا فرانس کے بادشاہ کے خلاف اور مسلمانوں کے حق میں بولنا تمہارے دل اور تمہارے ضمیر کی آواز ہے۔ پھر بھی میں پُراُمید ہوں کہ فرانس کا بادشاہ مصر میں فتوحات حاصل کرتا ہوا ایک نہ ایک روز پھر یروشلم میں داخل ہونے میں ضرور کامیاب ہو جائے گا۔''

ولیم یہیں تک کہنے پایا تھا کہ باتو بول اُٹھا۔ ''سن راہب! تو جانتا ہے کہ میں نہ کسی فرانسیسی کو جانتا ہوں نہ کسی دیگر حکمران کو۔ پھر اُس نے کیسے تمہارے ذریعے مجھے خیرسگالی کا پیغام بھجوایا ہے؟ ہمارا اس کے ساتھ نہ کوئی رابطہ ہے نہ کوئی تعلق۔''

راہب ولیم کچھ دیر شرمندگی کا شکار رہا، پھر ندامت کے انداز میں کہنے لگا۔ ''عظیم باتو! میں

www.pdfbooksfree.pk

صرف تمہاری خدمت میں حاضر نہیں ہوا بلکہ سارے منگولوں کے خاقان منگو خان کی بھی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہوں۔ میرے پاس فرانس کے بادشاہ لوئی کی طرف سے منگولوں کے خاقان کے نام ایک پیغام ہے۔ یہ پیغام میں منگولوں کے خاقان کو پہنچانا چاہتا ہوں۔"

باتو خان فیصلہ کن انداز میں کہنے لگا۔ "اگر یہ معاملہ ہے تو تم ہمارے ہاں مہمان کی حیثیت سے قیام کرو، پھر میں تمہیں صحرائے گوبی کی طرف روانہ کر دوں گا جہاں اس وقت منگولوں کا خاقان ہے۔ میں تمہارے ساتھ تمہاری سہولت اور آرام کے لئے کچھ محافظ بھی روانہ کر دوں گا تا کہ تم کسی خطرے سے دوچار ہوئے بغیر صحرائے گوبی میں جا کے ہمارے خاقان سے مل سکو۔ اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی اپنے ذہن میں رکھنا کہ جن علاقوں پر میں اور میرا بھائی برقائی خان حکمران ہیں ان علاقوں کو ہمارے باپ جوچی نے فتح کیا تھا۔ اب ان علاقوں میں ہم ایک طرح سے خود مختار ہیں۔ ہم منگو خان کے تحت نہیں ہیں اور تم پر یہ بھی انکشاف کروں کہ میرا بھائی برقائی خان اسلام قبول کر چکا ہے اور میرا بیٹا سرتاک عیسائیت کا پیروکار ہے۔ اس کے باوجود میں تمہاری انگیخت پر عیسائیت قبول کرنے سے انکار کرتا ہوں۔

سن راہب! ہم شمال کی اندھی برفانی قوتوں کی پوجا پاٹ کرنے والے لوگ ہیں اور اپنی حاجت روائی کے لئے نیلے جاودانی آسمان کے سامنے دست بدعا ہوتے ہیں۔ اور میں اسی طریقہ کار پر قائم دائم رہنا چاہتا ہوں۔ اب تم جاؤ۔ میرے محافظ تمہاری رہائش اور تمہارے آرام کا بندوبست کر دیں گے۔"

راہب نے بڑے التجا بھرے انداز میں باتو کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔ "مجھے خبر مل چکی ہے کہ قبرص کے کچھ نائٹوں نے تمہارے اس شہر میں قیام کر رکھا ہے اور وہ تمہارے ہاں بڑی عزت اور وقار حاصل کر چکے ہیں۔"

باتو فوراً ولیم کی بات کاٹتے ہوئے کہنے لگا۔ "تمہارا اندازہ درست ہے۔ اس وقت میرے شہر میں قبرص کے بہت سے نائٹ ہیں لیکن ان میں سے دو نائٹ بہت اہم ہیں۔ میں نے اپنی زندگی میں ایسے بہترین تیغ زن، ایسے جفاکش تلوار باز اور ایسے باہمت جوان بہت کم دیکھے ہیں۔ میرے روبرو اس خیمے میں ان دونوں قبرصی نائٹوں نے کئی منگولوں کے ساتھ تیغ زنی کا کیا اور ان سارے مقابلوں میں وہ دونوں قبرصی نائٹ کامیاب رہے۔ ان کی اسی کامیابی کی وجہ سے میں نے اپنی بیٹی بختائی کو ایک نائٹ کے ساتھ منسوب کر دیا ہے۔ یہ جنگوں میں بھی میرے ساتھ رہے ہیں اور جنگوں میں حصہ لیتے رہے ہیں۔ گو لڑتے رہے ہیں لیکن انہوں نے میرا خوب ساتھ دیا۔ ان کے اسی

ساتھ کی وجہ سے ان پر بھروسہ کرتے ہوئے یہاں واپس آ کر چند دن پہلے ایک نائٹ کو اپنی بیٹی سے منسوب کیا ہے اور میں ارادہ رکھتا ہوں کہ عنقریب میں اپنی بیٹی بختائی کی شادی اُس سے کر دوں گا۔"

باتو کے ان الفاظ پر راہب ولیم خوش ہو گیا تھا۔ تھوڑی دیر مسکراتا رہا، باتو کی طرف دیکھتا رہا، پھر کہنے لگا۔ "میں یقیناً آپ کا وقت ضائع کر رہا ہوں۔ لیکن میرے ذہن میں ایک اُلجھن بھی ہے۔ میں نے سنا ہے بلکہ مجھے بتایا گیا ہے کہ خاقان تم نے کیف شہر طفرائی کے حاکم میخائل کو بھی طلب کیا ہے۔"

اس پر باتو فوراً بول اُٹھا۔ "تم نے ٹھیک سنا ہے۔ کیف شہر کا رئیس میخائل میرا ماتحت ہے۔ ہم نے ہی کیف فتح کر کے اُسے وہاں کا حاکم مقرر کیا تھا۔ قاعدے کے مطابق میری خدمت میں حاضر ہو کر میری اطاعت بجالانا اس کا فرض تھا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ لہٰذا چند ہفتے قبل میں نے اس کی طرف اپنے قاصد بھجوائے ہیں اور اُسے اپنے ہاں طلب کیا ہے۔ میرے خیال میں وہ چند روز تک میری خدمت میں حاضر ہو گا۔ اور اگر اُس نے ایسا نہ کیا تو میں اس پر حملہ آور ہوں گا اور اُسے سرعام مصلوب کر دوں گا۔"

باتو کی اس گفتگو نے راہب ولیم کو اُداس اور پریشان کر دیا تھا۔ پھر بول اُٹھا۔ "خاقان! جیسا کہ تم خود ہی بتا چکے ہو کہ تمہارا بیٹا سرتاک عیسائیت قبول کر چکا ہے تو کیا میں تمہارے بیٹے سرتاک سے مل سکتا ہوں اور اُس سے گفتگو کر سکتا ہوں؟"

اس پر باتو نے اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے اپنے بیٹے سرتاک کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ "میرے بیٹے! جاؤ اس راہب کو لے جاؤ۔ اسے مہمان خانے میں بٹھاؤ اور اس کی مہمان داری کا خیال کرو۔"

باتو کا حکم پا کر باتو کا بیٹا سرتاک اپنی جگہ سے اُٹھا، آگے بڑھا اور راہب ولیم کو لے کر خیمے سے نکل گیا تھا۔

راہب ولیم اور باتو کا بیٹا سرتاک ابھی خیمے کے دروازے پر پہنچے ہی تھے کہ ایک منگول بھاگتا ہوا خیمے میں داخل ہوا، باتو کے سامنے جھکا، اُسے تعظیم دی۔ اُسے دیکھتے ہوئے راہب ولیم اور سرتاک بھی اپنی جگہ پر رُک گئے تھے۔ تعظیم دینے والے اُس منگول نے باتو کو مخاطب کر کے کہنے شروع کیا۔

"خاقان! وہ عرب تاجر جو ہر سال تجارت کا سامان لے کر ہمارے شہر میں وارد ہوتے ہیں، تھوڑی دیر پہلے وہ سامان سے لدے ہمارے خیموں کے شہر میں داخل ہوئے ہیں اور شہر

www.pdfbooksfree.pk

کے وسط میں جو کھلا میدان ہے اس کے اندر انہوں نے اپنا تجارتی سامان پھیلا دیا ہے۔''

یہ خبر سن کر باتو خوش ہو گیا تھا۔ لیکن دوسری جانب اس خبر سے برقائی کی خوشی باتو سے بھی دوچند تھی۔ اُس کے چہرے پر اُمیدیں اور خوشیاں بکھر گئی تھیں۔ اس موقع پر باتو اپنی جگہ سے اُٹھا اور برقائی خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے بھائی! آؤ دیکھتے ہیں اس بار عرب تاجر اپنے سامانِ تجارت میں ہمارے لئے کیا کیا لے کر آئے ہیں۔''

برقائی اُٹھ کھڑا ہوا۔ باتو کی حسین و جمیل بیٹی بختائی بھی اپنے چچا اور باپ کے ساتھ ہو لی تھی۔ جب وہ تینوں چلتے ہوئے دروازے کے پاس آئے تو سرتاک اور راہب ولیم بھی ان تینوں کے ساتھ چل دیئے تھے۔

جب وہ اپنے خیموں کے شہر کے وسطی حصے میں کھلے میدان میں آئے تو انہوں نے دیکھا وہاں عرب تاجروں نے اپنا سامانِ تجارت خوب قرینے اور طریقے سے پھیلا رکھا تھا۔ اپنے سامان سے انہوں نے میدان کا وسیع علاقہ گھیر رکھا تھا۔ اس موقع پر برقائی نے بختائی کو مخصوص اشارہ کیا۔ وہ اشارہ پا کر اپنے باپ کے ساتھ چلتی ہوئی اپنے چچا برقائی کے ساتھ ہو لی اور برقائی سرتاک، راہب ولیم اور باتو سے علیحدہ ہو کر دائیں طرف جو سامان تھا وہ دیکھنے لگا۔

باتو گھوم کر مسلمان عربوں کے سامان کا جائزہ لینے لگا۔ سامان میں شاہی ریشم کے زیر جامے، بھیڑیئے، کالے ریچھ اور لومڑی کی کھالیں، آگ جلانے کے آتش آلے، منقش چمڑے کے صندوق، چاندی کے ہار، لوہے کے برتن، جو اور سوکھا ہوا گوشت، بھیڑ کے چمڑے کے جوتے، تائیر شہر کا گہرا قرمزی رنگ، ہاتھی دانت اور ریشم کے دھاگے، چمڑا اور خیموں کے لئے روئی کے پارچات تھے۔

برقائی اپنے بھائی سے علیحدہ ہو کر ایک طرف چل دیا تھا۔ اُس کے چلنے کے انداز سے پتہ چلتا تھا کہ عرب تاجروں میں سے اُسے کسی کی تلاش ہو۔

وہ تھوڑا سا جب آگے بڑھا تو اُس نے دیکھا ذرا فاصلے پر خریم کا خالہ زاد عمیر بن نصر بیٹھا تھا۔ اُس نے بھی برقائی اور بختائی کو اپنی طرف آتے دیکھ لیا تھا لہٰذا اپنی جگہ سے اُٹھا۔ ... آگے بڑھا۔ دونوں ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے۔ پھر برقائی نے بڑی شفقت اور ... کو مخاطب کر کے پوچھا۔

''...ائی، میرے عزیز! تو کیسا ہے؟''

...تے ہوئے کہنے لگا۔ ''برقائی میرے محترم! میں ٹھیک ہوں۔''

اس پر برقائی خان فوراً اُس کی بات کاٹتے ہوئے کہنے لگا۔ ''یہ تو کہو اس بار تم میرے لئے کیا لے کر آئے ہو؟''

جواب میں عمیر ہچکچایا اور پریشانی میں اُس کی بھتیجی بختائی کی طرف دیکھنے لگا۔ بختائی بھی بڑے غور سے اُس کا جائزہ لے رہی تھی۔ برقائی نے محسوس کیا جیسے بختائی کی موجودگی سے عمیر کچھ کہنے سے ہچکچا رہا ہو۔ اس پر برقائی کہنے لگا۔

''عمیر میرے بھائی! ہچکچانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ میری بھتیجی بختائی ہے۔ یوں جانو میں نے اپنی بیٹی کی طرح ہی اس کی دیکھ بھال کی ہے۔ میں نے ہی اسے پالا پوسا ہے۔ اپنے باپ باتو سے بڑھ کر یہ مجھ سے محبت کرتی ہے اور سب سے بڑی بات یہ میری طرح اسلام قبول کر چکی ہے۔''

برقائی کی اس گفتگو سے عمیر بن نصر خوش ہو گیا تھا۔ پھر جستجو بھرے لہجے میں اُس نے پوچھ لیا۔ ''یہ بتائیں کہ میرے بھائی خریم اور قریض کیسے ہیں؟''

بختائی مسکرا دی۔ وہ سمجھ گئی کہ یہ خریم اور قریض کا بھائی ہے۔ اس پر بڑے خوش کن انداز میں برقائی کہنے لگا۔ ''وہ دونوں ٹھیک ہیں۔ چند ہفتے پہلے وہ دریائے وولگا کے کنارے سائبیریا کی طرف اپنے دشمنوں سے انتقام لینے کے لئے نکل چکے ہیں۔ کاش تمہاری ان سے ملاقات ہو سکتی۔ لیکن پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس موقع پر میں تم سے ایک اچھی خبر بھی کہتا ہوں وہ یہ کہ منگولوں کے لشکر کے دو نامور سردار ہیں۔ ایک باشکیریوں کا سردار کوچمان دوسرا کرغیزوں کا سردار گوچلوک ہے۔ کوچمان کی ایک انتہا درجہ کی خوبصورت بیٹی ہے۔ میری بھتیجی بختائی تمہارے سامنے کھڑی ہے۔ یہ بھی حسین ترین لڑکیوں میں خیال کی جاتی ہے لیکن کوچمان کی بیٹی بنار اس سے بھی زیادہ خوبصورت ہے وہ تمہارے بھائی خریم سے منسوب ہو چکی ہے اور دوسرا سردار گوچلوک ہے یہ کرغیزوں کا سردار ہے اس کی بھی ایک حسین بیٹی ہے نام اس کا طاکس ہے، اُسے قریض کے ساتھ منسوب کیا جا چکا ہے۔''

برقائی کے اس انکشاف پر عمیر بن نصر خوش ہو گیا تھا۔ پھر برقائی اپنا منہ ... لے گیا، پھر کہنے لگا۔ ''میرے عزیز! میں اپنی بھتیجی بختائی کے معاملے میں بڑا فکرمند اور پریشان ہوں۔ اس وقت میں جاتا ہوں اس لئے کہ میرا بھائی باتو بھی کچھ لوگوں کے ساتھ تجارت کا سامان دیکھنے آیا ہوا ہے۔ تم ایسا کرنا عشاء کے بعد میرے خیمے میں آنا پھر تمہارے ساتھ تفصیل سے گفتگو کروں گا۔''

عمیر بن نصر نے حامی بھر لی تو برقائی، بختائی کو ساتھ لے کر ہٹ گیا تھا اور اس طرف ہو لیا

www.pdfbooksfree.pk

جہاں اُس کا بھائی باتو، سرتاک اور راہب ولیم سامان کا جائزہ لے رہے تھے۔

✿......✿

عشاء کی نماز کے بعد عمیر بن نصر برقائی کے خیمے میں داخل ہوا۔ برقائی نے بہترین انداز میں اُس کا استقبال کیا اور جس نشست پر وہ بیٹھا ہوا تھا اس کے سامنے اُسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ عمیر بن نصر آگے بڑھ کر بیٹھ گیا۔ اُس نے ایک گٹھڑی بھی اُٹھا رکھی تھی۔ اُس گٹھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے استفہامیہ سے انداز میں برقائی نے پوچھ لیا۔

''یہ کیا ہے؟''

عمیر بن نصر مسکرایا، کہنے لگا۔ ''کچھ بھی نہیں میرے بھائی۔ قرآنِ مقدس کے کچھ نسخے ہیں، اس کے علاوہ تمہارے اہلِ خانہ اور تمہاری بھتیجی بختائی کے لئے زیب و زینت کا کچھ سامان ہے۔''

اس کے ساتھ ہی گٹھڑی کھول کر اُس نے برقائی خان کے سامنے رکھ دی۔ برقائی خان نے باری باری قرآنِ مقدس کے نسخوں کو دیکھا، پھر اُنہیں خاصی اونچی جگہ رکھ دیا۔ گٹھڑی کی باقی اشیاء کو بھی اس نے باندھ دیا۔ پھر وہ اپنی جگہ سے اُٹھا، اپنے یورت کے پچھلے حصے میں گیا۔ جب وہ لوٹا اُس کے ہاتھ میں ایک چرمی تھیلی تھی۔ وہ تھیلی اُس نے لا کر عمیر بن نصر کے سامنے رکھ دی اور کہنے لگا۔

''یہ نقدی کی تھیلی ہے۔ رکھ لو، یہ تمہارے کام آئے گی۔ دیکھو، تمہیں بھائی کہا ہوا ہے اس تھیلی میں جو نقدی ہے میں تمہیں اس سامان کی قیمت ادا نہیں کر رہا، ایک بھائی کی حیثیت سے پیش کر رہا ہوں۔ تمہارے کام آئے گی۔ انکار نہیں کرنا ورنہ میری دل شکنی ہوگی۔''

تھیلی کھول کر اُس کا جائزہ لینے کے بعد اُس کا منہ بند کر کے عمیر بن نصر نے اپنے پاس رکھ لی۔ برقائی خان بھی اس کے پاس بیٹھ گیا۔ پھر برقائی خان نے گفتگو کا آغاز کیا۔

''ابن نصر! اب میں اپنے اصل مقصد کی طرف آتا ہوں جس کے لئے میں نے تمہیں عشاء کے بعد اپنے خیمے میں بلایا ہے۔ میں تم سے اپنی بھتیجی بختائی کے سلسلے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ اگر تم میری بات مان گئے تو میں سمجھوں گا کہ میرا بھرم رہ جائے گا۔ میری بھتیجی کا ایمان بھی بچ جائے گا......''

برقائی کو کہتے کہتے رُک جانا پڑا اس لئے کہ عمیر بن نصر بول پڑا۔ ''عظیم برقائی! کیسا بختائی کو کیا ہوا ہے؟ اب چونکہ تمہاری بھتیجی بختائی نے اسلام قبول کر لیا ہے لہٰذا ... اس کے ساتھ ہیں۔''

اس پر برقائی کہہ رہا تھا۔ ''ابن نصر! میرے بھائی باتو خان کا بڑا بیٹا اور بختائی دو مختلف مذہب اختیار کر چکے ہیں۔ سرتاک نصرانی ہو چکا ہے، بختائی نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ سرتاک کو اس بات کا غصہ ہے کہ بختائی نے اسلام کیوں قبول کیا۔ وہ چاہتا ہے کہ جس طرح اُس نے نصرانیت کو گلے لگایا ہے اس طرح بختائی بھی نصرانیت کی پیروکار ہو جائے۔ لیکن بختائی نے اُس کی ایک نہیں مانی۔ سرتاک نے ہر طرح سے اُسے ترغیب دی لیکن بختائی نے بڑی جرأت مندی اور دلیری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسلام قبول کر لیا بلکہ اسلام قبول کرنے کی اپنی اس خواہش کو اُس نے اپنے ماں باپ پر بھی ظاہر کر دیا۔ جب اُس نے یہ باتو پر ظاہر کیا تب سے سرتاک نے اُسے دھمکی دینا تو بند کر دی لیکن وہ اندر ہی اندر ایسی کارروائیوں میں مصروف ہے کہ بختائی عیسائیت قبول کرے۔ اب اس نے ایک نیا حربہ استعمال کیا ہے۔''

برقائی کو رُک جانا پڑا اس لئے کہ چونکنے کے انداز میں عمیر بن نصر نے پوچھ لیا۔

''کیسا حربہ؟''

''معاملہ کچھ یوں ہے کہ ہمارے ہاں کچھ قبرصی تیغ زن ہیں۔ ان میں سے دو سے ہمارے تیغ زنوں سے مقابلے کے لئے باتو نے اکثر و بیشتر تیغ زنی کے مقابلے میں اچھے سے اچھے منگول تیغ زنوں کو اُن کے سامنے لانے کی کوشش کی لیکن وہ ہمیشہ ہی تیغ زنی کے مقابلے میں کامیاب رہے۔ ان کی کامیابی دیکھتے ہوئے میرا بھتیجا سرتاک بہت خوش ہوتا ہے۔ پھر اُس نے ایک روز اپنے باپ اور میرے بھائی کو مشورہ دیا کہ قبرص کے ان دونوں تیغ زنوں نے چونکہ اپنے سامنے سارے منگول تیغ زنوں کو زیر کر لیا ہے لہٰذا انہیں کسی اچھوتے انعام سے نوازنا چاہئے۔

اس سلسلے میں جب باتو نے اپنے بیٹے سرتاک سے تفصیل پوچھی تو اُس نے مشورہ دیا کہ ایک تیغ زن سے بختائی کو بیاہ دیا جائے اور دوسرے تیغ زن سے منگولوں کے اندر جو سب سے خوبصورت لڑکی ہے بیاہ دی جائے۔ سرتاک کا یہ مشورہ میرے بھائی باتو کو پسند آیا۔ ان دو تیغ زنوں میں سے ایک جس کا نام گروسو ہے اُس سے بختائی کی نسبت طے کر دی گئی جبکہ منگولوں کے اندر جو سب سے خوبصورت لڑکی ہے وہ بروگ جو دوسرا تیغ زن ہے اُس کے ساتھ کر دی گئی ہے اور اب ایک ہفتے بعد ان دونوں قبرصی تیغ زنوں کی شادی بختائی اور دوسری منگول لڑکی کے ساتھ کر دی جائے گی۔

میں سمجھتا ہوں اس سلسلے میں قدرت ہماری راہنمائی فرما رہی ہے اور تم بڑے وقت پر آئے ہو۔ میں بختائی کے سلسلے میں کوئی فیصلہ کن معاملہ طے کرنا چاہتا ہوں۔ میرے لئے مشکل ہے

www.pdfbooksfree.pk

کہ میرے پاس ایسا کوئی جوان نہیں جو تبرصی تیغ زن گردسو سے مقابلہ کرے۔ میں ہر حالت میں بختائی کو بچانا چاہتا ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ بختائی کو زبردستی گردسو کے ساتھ باندھ دیا جائے۔ سرتاک ہر حالت میں بختائی کو گردسو سے بیاہنا چاہتا ہے۔ گردسو اُسے شادی کے بعد عیسائیت قبول کرنے پر مجبور کر دے گا اور یہ میرے لئے انتہا درجہ کا ناپسندیدہ فعل ہوگا۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ کوئی ایسا ہو جو بختائی کے معاملے میں گردسو کو للکارے اور اس کو مقابلے میں نیچا دکھا دیا جائے تو بختائی کی جان اس سے چھوٹ سکتی ہے۔

میرے بھائی! میرے لئے ایک اور مصیبت یہ ہے کہ اس وقت خریم اور قریض دونوں بھائی یہاں نہیں ہیں۔ اس سلسلے میں، میں اُن سے مشورہ کر سکتا تھا بلکہ میں ان کو اس بات پر آمادہ کر سکتا تھا کہ وہ بشار کے علاوہ بختائی کو بھی اپنی بیوی بنانے کے لئے تیار ہو جائے۔ اگر وہ ایسا کر کے گردسو کے سامنے آتا ہے تو میں سمجھتا ہوں خریم گردسو کو تیغ زنی کے مقابلے میں لمحوں کے اندر ڈھیر کر کے رکھ دیتا۔"

برقائی خان جب خاموش ہوا تب عمیر بن نصر نے کچھ سوچا، پھر اُس کے چہرے پر عزم کی لکیریں گہری ہو گئی تھیں۔ چھاتی اُس کی تن گئی تھی۔ پھر برقائی خان کو مخاطب کر کے وہ کہہ رہا تھا۔ "میرے محترم بھائی! اگر میرا بھائی خریم یہاں نہیں تو کوئی بات نہیں۔ میں بختائی کی خاطر تبرصی تیغ زن گردسو سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میرے خداوند نے چاہا تو میں اس نائٹ کو زیر کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ پر میں اس معاملے کی ابتدا کیسے کروں؟"

عمیر بن نصر کے ان الفاظ پر برقائی کی خوشی اور آسودگی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ کہنے لگا۔ "ابن نصر! تم بختائی کو حاصل کرنے کے لئے گردسو سے ٹکراؤ گے۔ تم بختائی کا ایمان سلامت رکھنے کے لئے گردسو کو اپنے سامنے زیر کرو گے تو خدا کی قسم یہ الفاظ میرے لئے ایک خزینہ کا درجہ رکھتے ہیں۔" اس پر ابن نصر کہنے لگا۔

"میرے ان الفاظ پر تعجب اور حیرت کی ضرورت نہیں ہے۔ بختائی کیونکہ اسلام قبول کر چکی ہے اس لئے وہ ہمارے مسلم معاشرے کی ایک اکائی ہے۔ میں ہر طرح سے اس کی حفاظت کروں گا۔ اگر گردسو سے میرا مقابلہ کرنے پر بختائی کی جان چھوٹ سکتی ہے تو میں اس سے ضرور کروں گا۔"

نے اپنی جگہ سے اُٹھ کر ابن نصر کو گلے لگا لیا۔ کہنے لگا۔ "تم نے میری ساری
کے رکھ دی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں اب میں گزشتہ کئی ہفتوں سے جس اذیت

میں مبتلا ہوں اس کے خاتمے کا وقت قریب آ گیا ہے۔ ابن نصر میرے بھائی! اگر تو تیغ زنی کے مقابلے میں گردسو کو زیر کر لے گا تو میرا بھائی باتو بختائی تمہارے حوالے کر دے گا۔"

برقائی خان کے ان الفاظ پر عمیر بن نصر کی گردن جھک گئی۔ کہنے لگا۔ "برقائی میرے بھائی! اس سلسلے میں میرے لئے ایک مشکل بھی ہے۔ اگر میں گردسو سے مقابلہ جیتتا ہوں اور بختائی کو میرے حوالے کر دیا جاتا ہے تو میں ڈرتا ہوں جو راز میرے سینے میں ہے اس کی خبر اگر بختائی کو ہو گئی تو ہمیشہ کے لئے مجھ سے رُوٹھ جائے گی، مجھ سے نفرت کرنے لگے گی اور میں ایسا نہیں چاہتا۔"

برقائی فکرمند ہو گیا۔ کہنے لگا۔ "کھل کر کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

اس پر عمیر بن نصر پھر بول پڑا۔ "محترم برقائی! معاملہ کچھ اس طرح ہے کہ گرجستان کی ملکہ روسودان کی ایک بیٹی ہے۔ نام اس کا تھمر ہے۔ تھمر اپنے حسن و جمال اور خوبصورتی میں جواب نہیں رکھتی۔ وہ مجھے پسند کرتی ہے، میں بھی اُسے چاہتا ہوں۔ معاملہ کچھ یوں ہے کہ ہم لوگ، جب سامانِ تجارت لے کر گرجستان کا رُخ کرتے ہیں تو ملکہ روسودان کے مرکزی شہر تفلیس میں قیام کر کے تجارتی مال کا لین دین کرتے ہیں۔ اسی تجارتی مال کے لین دین کے دوران ایک بار میری ملاقات تھمر سے ہوئی اور وہیں سے محبت کا آغاز ہوا۔ یہ آغاز تھمر ہی کی طرف سے ہوا۔ اس نے پہلے مجھ پر اپنی چاہت اور محبت کا اظہار کیا، پھر آہستہ آہستہ میں بھی اُس کی طرف کھنچ گیا۔ اب تھمر اسلام قبول کر چکی ہے صرف میری خاطر۔ جبکہ اس کی ماں روسودان نصرانیت کی پیروکار ہے۔ تھمر اب اسلام قبول کرنے کے بعد میرے ساتھ زندگی بسر کرنا چاہتی ہے۔ میں تھمر کو چھوڑنا بھی نہیں چاہتا۔ اگر میں اُسے چھوڑتا ہوں تو وہ اپنی ماں روسودان کے رحم و کرم پر ہوگی جبکہ روسودان ایک انتہائی بدکردار عورت ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ اس کی بیٹی تھمر بھی اس کے چنگل میں پھنس کر اس جیسی ہو جائے۔ لہٰذا میں ہر صورت تھمر کو اپنانا چاہتا ہوں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ تمہاری بھتیجی بختائی کسی بھی صورت اس معاملے کو پسند نہیں کرے گی۔"

عمیر بن نصر جب خاموش ہوا تو ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں برقائی بول اُٹھا۔ "یہ تو کچھ بھی نہیں۔ میں تو سمجھا تھا شاید کوئی بہت بڑا اور پیچیدہ معاملہ ہوگا۔ ابن نصر میرے بھائی! ایک مسلمان مرد بیک وقت چار شادیاں کر سکتا ہے۔ لہٰذا تم بختائی کے علاوہ تھمر کو بھی اپنانا چاہو تو میں تمہیں ضمانت دیتا ہوں کہ بختائی کو اس معاملے میں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔"

برقائی کے ان الفاظ سے ابن نصر خوش ہو گیا تھا۔ کہنے لگا۔ "اگر یہ معاملہ ہے تو میں ایک

www.pdfbooksfree.pk

نہیں بیک وقت دونوں قبرص نائٹوں سے ٹکرانے کے لئے تیار ہوں۔''

جواب میں برقائی کہنے لگا۔ ''سنو ابن نصر! جس موضوع پر میں تم سے گفتگو کرنا چاہتا تھا وہ تو ہو چکا۔ اب میں اپنے بھائی باتو کی طرف جاتا ہوں، ابھی اور اسی وقت اس پر انکشاف کرتا ہوں کہ اُس کی بیٹی اور میری بھتیجی بختائی، عمیر بن نصر نام کے عرب تاجر کو پسند کرتی ہے۔ لہٰذا وہ اپنے شوہر کی حیثیت سے گردسو کو قبول کرنے سے انکار کرتی ہے۔ منگولوں میں جب ایسا معاملہ درپیش ہو تو اس معاملے کا فیصلہ کرنے کے لئے مقابلہ کروایا جاتا ہے۔ لہٰذا باتو تمہارے اور گردسو کے درمیان مقابلہ کروائے گا اور میں چاہتا ہوں کہ وہ مقابلے کی تاریخ کل ہی مقرر کرے۔ اس کے بعد میرے بھائی تم مقابلے کے دوران گردسو کو تیغ زنی کا ایسا ہاتھ دکھانا کہ وہ شکست تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد برقائی رُکا، پھر وہ گفتگو کو آگے بڑھاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''تمہاری آمد سے تھوڑی دیر پہلے میری بھتیجی بختائی یہیں میرے پاس بیٹھی ہوئی تھی اور میں اُسے تمہارے متعلق تفصیل بتا رہا تھا۔ میرے خیال میں تم بیٹھو میں اپنے بھائی باتو کی طرف جاتا ہوں۔''

اس پر عمیر بن نصر بھی اُٹھ کھڑا ہوا۔ کہنے لگا۔ ''نہیں، ایسا نہیں برقائی میرے محترم بھائی۔ تم اپنے بھائی کی طرف جاؤ، میں بھی اپنے خیمے میں جا کر آرام کرتا ہوں۔ تم باتو سے بات کر لو اس کے بعد وہ جو بھی فیصلہ کرے گا اس کے لئے میں تیار ہوں۔''

برقائی نے عمیر بن نصر کی تجویز سے اتفاق کیا۔ دونوں خیمے سے نکلے۔ برقائی تو اپنے بھائی باتو کے یورت کی طرف چلا گیا تھا جبکہ عمیر بن نصر اپنے خیمے کا رُخ کر رہا تھا۔

اگلے روز عمیر بن نصر اپنے خیمے میں فجر کی نماز ادا کر رہا تھا کہ خیمے کے اندر ایک سنسناتا ہوا تیر آیا اور جس جگہ بیٹھ کر وہ نماز پڑھ رہا تھا اس کے قریب ہی تیر زمین میں پیوست ہو گیا تھا۔ عمیر بن نصر نے نماز مکمل کی، پھر زمین میں پیوست ہونے والے تیر کی طرف دیکھا۔ وہ دنگ رہ گیا اس لئے کہ تیر کے ساتھ ایک کپڑا بندھا ہوا تھا جس کی وجہ سے عمیر گہری سوچوں اور تفکرات میں ڈوب گیا تھا۔ پھر آگے بڑھا، تیر کھینچ کر اُس نے نکالا۔ تیر کے ساتھ جو کپڑا بندھا ہوا تھا اُسے نکالا۔ اس کے اندر ایک تحریر تھی۔ وہ تحریر پڑھنے لگا۔ لکھا تھا۔

''میں جانتی ہوں کہ لوگ تم لوگوں کو بدو کہہ کر پکارتے ہیں لیکن تم میری قوم کے عظیم فرزاد سے مل کر کچھ کہنا چاہتی ہوں۔ اس مقصد کے لئے میں سورج طلوع ہوتے وقت کہ دائیں جانب جو کوہستانی سلسلہ ہے اس کے اوپر صنوبر کے درختوں میں تمہارا

انتظار کروں گی۔''

اس پیغام کے نیچے بختائی کا نام لکھا ہوا تھا۔ پیغام پڑھنے کے بعد عمیر بن نصر مسکراتا رہا۔ پھر پیغام کو اُس نے اپنے لباس کے اندر محفوظ کر لیا۔ سوچتے ہوئے اُس کی چھاتی تن گئی۔ کہنے لگا۔ ''بختائی! میں بزدل نہیں ہوں۔ اب جبکہ میں تمہاری خاطر گردسو سے ٹکرانے کا عزم کر چکا ہوں، میں کوہستانی سلسلے کی چوٹی پر تم سے ملنے ضرور آؤں گا۔''

پھر نماز سے فارغ ہونے کے بعد عمیر بن نصر نے اپنا جنگی لباس پہنا، اپنے آپ کو اپنے ہتھیاروں سے لیس کیا جن کے اوپر وہ عبا پہن کر نکلا اور اُس کوہستانی سلسلے کی طرف بڑھا جس کی طرف بختائی نے اپنے پیغام میں اشارہ دیا تھا۔

کوہستانی سلسلے کے اوپر جا کر وہ صنوبر کے ایک بڑے جھنڈ کے قریب آیا۔ اُس نے دیکھا صنوبر کے ایک کافی بڑے اور قدیم درخت سے حسین اور خوبصورت بختائی ٹیک لگائے کھڑی تھی۔ بختائی کے سامنے جا کر وہ رُکا، پھر اُسے مخاطب کیا۔

''بختائی! کیا تو نے مجھے بلایا ہے؟''

بختائی بڑی اپنائیت کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔ ''میں رات کے وقت اپنے چچا کے خیمے میں آپ کی اور اپنے چچا کی ساری گفتگو سن چکی ہوں۔ اسی بناء پر میں نے آپ کے خیمے میں اس وقت تیر مارا جس وقت آپ نماز ادا کر رہے تھے۔ میں آپ سے گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔ آپ یہاں بیٹھ جائیں۔''

عمیر بن نصر چپ چاپ وہاں بیٹھ گیا۔ بختائی بھی اُس کے سامنے ہو بیٹھی۔ کچھ دیر خاموشی رہی، پھر عمیر نے پوچھا۔ ''تم مجھ سے کیسی گفتگو کرنا چاہتی ہو؟''

اس پر بختائی مسکرائی، پھر انتہائی میٹھی آواز میں وہ عمیر بن نصر کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ ''عمیر بن نصر، میری قوم کے عظیم فرزند! سب سے پہلے تو میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے میری خاطر ناقابل تسخیر تیغ زن گردسو سے ٹکرانے کا عزم کیا ہے۔ میری خداوند قدوس اور اس جہاں کے خالق سے دُعا ہے کہ وہ آپ کو گردسو کے مقابلے میں کامیاب اور کامران رکھے۔ دوسری بات جو میں آپ سے کہنا چاہتی ہوں وہ یہ کہ میں بخوشی آپ کو اس بات کی اجازت دیتی ہوں کہ میرے ساتھ آپ تھمر کو بھی اپنی بیوی کے طور پر رکھ سکتے ہیں۔ اس لئے کہ میں سن چکی ہوں کہ آپ اُسے پسند کرتے ہیں۔ اگر میرے ساتھ ساتھ اُس سے بھی آپ شادی کرنا چاہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

میرا بھائی اور باپ مجھے قبرص کے تیغ زن کے حوالے کرنا چاہتے ہیں لیکن میں ان کے

www.pdfbooksfree.pk

فیصلے سے بیزاری کا اظہار کر چکی ہوں۔ اگر آپ نے مقابلہ جیت لیا اور مجھے حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے تو میں سمجھوں گی کہ دنیا بھر کی خوشیاں اور نعمتیں مجھے حاصل ہو گئی ہیں۔ مجھے امید ہے میں اور تھمر دونوں آپ کی ذات پر فخر کریں گی۔"

بختائی کی اس گفتگو سے عمیر بن نصر ایسا خوش ہوا کہ اپنے ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے اُس نے بختائی کا گداز ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا پھر کہنے لگا۔ "بختائی! میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ تم نے مجھے اتنی اہمیت دی۔ تمہارے اس فیصلے کے ردِعمل کے طور پر میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس مقابلے میں خداوند قدوس کی نصرت سے میں گردسو کو اپنے سامنے زیر کر لوں گا۔ بختائی! میں تمہیں یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ تیرے اور تھمر کے ساتھ ایک جیسا سلوک کروں گا، نا انصافی نہیں کروں گا۔ یہ بھی عہد کرتا ہوں کہ زندگی بھر تمہیں خوش رکھنے کی کوشش کروں گا۔"

بختائی مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔ "اگر یہ بات ہے تو مجھے آپ سے مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں میں ایک اور موضوع پر آپ سے گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔"

عمیر سوالیہ سے انداز میں اُس کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ بختائی تھوڑی دیر رُکی رہی، پھر وہ عمیر بن نصر کو مخاطب کر کے کہہ رہی تھی۔ "لگتا ہے ان دنوں مسلم ممالک اور مسلمان حکمران غفلت کی گہری نیند سوئے ہوئے ہیں اور انہیں اپنے شمال کی طرف سے اُٹھنے والے خطرات اور برفانی طوفانوں کی کوئی پرواہ نہیں۔"

عمیر نے عجیب سے انداز میں بختائی کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔ "بختائی! تمہارا اشارہ کن طوفانوں کی طرف ہے؟"

بختائی فکرمند لہجے میں کہنے لگی۔ "جس وقت چنگیز خان مسلمان علاقوں پر حملہ آور ہوا تھا اس وقت بھی سارے مسلمان غفلت کی گہری نیند سوئے ہوئے تھے جس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے چنگیز خان نے اپنی پوری خونخواری کا مظاہرہ کرتے ہوئے مسلم شہروں کو نیست و نابود کیا اور ان گنت حکمرانوں اور والیوں کو ان کی حکومت سے بے دخل کر کے رکھ دیا۔ اب شمال کے برف زاروں سے ایک بار پھر مسلمانوں کے لئے ادبار کی گھٹائیں اُٹھنے لگی ہیں۔ مسلمان چنگیز خان جیسے خونخوار اور بڑے حادثے کو دیکھنے کے بعد بھی نہیں سنبھلے۔ چنگیز خان کی خونخواری اور بربادی اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھنے کے بعد بھی مسلمان حکمرانوں نے اتحاد اور اتفاق پیدا کیا اور آپس ہی میں ایک دوسرے کے ساتھ کشمکش میں مصروف ہیں۔

خبریں ہمارے پاس آئی ہیں ان کے مطابق مسلمانوں کی انہی نا اتفاقیوں سے منگولوں کے موجودہ خاقان منگو خان کا بھائی ہلاکو خان اپنے دادا چنگیز خان

کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مسلمانوں کے علاقوں پر حملہ آور ہونے کی ٹھان چکا ہے۔ اگر مسلمان اسی طرح نا اتفاقی اور غفلت کا شکار رہے تو مجھے ڈر ہے کہ منگو خان کا بھائی چنگیز خان سے بھی بڑھ کر مسلمانوں کی بربادی کا باعث بنے گا۔"

بختائی کی یہ ساری گفتگو سن کر عمیر خاموش ہو گیا تھا۔ اُس کی گردن جھک گئی تھی۔ بختائی پھر بول اٹھی۔ "عمیر میرے حبیب! میں تم پر ایک اور انکشاف بھی کروں مسلمانوں کے مقابلے میں اہل یورپ بیدار ہیں۔ اس سے پہلے انگلستان کے حکمرانوں نے ایک راہب میخائل کو منگولوں کی جاسوسی کے لئے روانہ کیا تھا اور اب فرانس کے بادشاہ نے منگولوں کی جاسوسی کے لئے ایک راہب جس کا نام ولیم ہے روانہ کیا ہے اور اسے تم دیکھ بھی چکے ہو۔ ان دنوں یہ ہمارے شہر میں قیام کئے ہوئے ہے۔ میرے خیال میں وہ چند روز تک منگولوں کے مرکزی شہر کی طرف جانے کے لئے مشرق کی طرف رُخ کرے گا۔ یہ راہب ان دنوں میرے بھائی سرتاک کے ساتھ بہترین انداز میں تعلق استوار کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد بختائی رُکی، پھر وہ دُکھ بھرے انداز میں کہہ رہی تھی۔ "کاش یورپ کے حکمرانوں کی طرح مسلمانوں نے بھی منگولوں پر گہری نظر رکھی ہوتی۔ ان کی طاقت اور قوت کا اندازہ لگانے کے لئے انہوں نے بھی راہب میخائل اور راہب ولیم کی طرح اپنے جاسوس منگولوں کی طرف روانہ کئے ہوتے۔ ہائے حیف مسلمانوں نے اس طرف کوئی دھیان نہیں دیا۔ شاید انہیں اپنی ملت کی بہتری اور اپنی قوم کی یکجہتی کا کوئی خیال ہی نہیں ہے۔"

بختائی کے خاموش ہونے پر عمیر بن نصر دُکھ بھرے انداز میں کہہ رہا تھا۔ "تمہارے خیالات اور تمہارے جذبات کی میں قدر کرتا ہوں۔ پر میں ایک معمولی تاجر ہوں۔ میں قوموں کی سربلندی اور ان کی بیداری میں کیا حصہ لے سکتا ہوں؟ کاش میں کسی ملک کا نقیب ہوتا اور کسی بلند کوہستانی سلسلے پر کھڑے ہو کر مسلم قوم کو آواز دیتا کہ میرے مسلمان بھائیو! شمال کی طرف دیکھو جہاں خون میں ڈوبی ہوئی ادبار کی گھٹائیں چھا جانے کے لئے اُمڈ رہی ہیں۔ کاش میں اس قابل ہوتا کہ اپنے مسلمان بھائیوں کو مخاطب کر کے کہتا۔ دھرتی کے امینو! قبل اس کے کہ تمام بستے شہر مقبرے، تمام بستیاں کھنڈر، آباد راستے سنسان اور بے تقصیر خطا کار ہو جائیں تم ردِ جفا، ردِ بلا بن کر اُٹھو تا کہ بجھتی شمعوں کی تابندگی، تکبیروں کی صداؤں اور اذانوں کی آوازوں اور صبح کی آزادی کے قافلوں کی حفاظت کی جا سکے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد عمیر بن نصر رُکا، پھر وہ پہلے سے بھی زیادہ دُکھ بھرے انداز میں بختائی کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ "کاش میں روز بنتے مٹتے سحاب کی طرح کسی تاریخ کا

www.pdfbooksfree.pk

جروف شناس ہوتا اور اپنے مسلمان بھائیوں کو خوابوں کے کھوئے سکون اور اندھیروں کی تعبیر سے آگاہ کر سکتا۔ لہٰذا افسوس میں تو ایک بے بس اور لاچار انسان ہوں جس کے پاس طلب کی دُھول ہے نہ الفاظ کی آشنائی۔ کاش میں اپنی مسلم قوم کو شمال سے اٹھنے والے ان خونی طوفانوں سے آگاہ کر سکتا۔''

اس کے بعد عمیر بن نصر کی گردن جھک گئی تھی۔ اُس کی حالت دیکھتے ہوئے بختائی بھی افسردہ سی ہو گئی۔ اس حالت سے اُسے نکالنے کے لئے عمیر کو مخاطب کیا۔ ''عمیر! میرا اندازہ ہے کہ میرا باپ جب تم سے ملے گا تو تم سے تمہارے ساتھی عرب تاجروں سے بھی گرجستان کی ملکہ رودسودان کے متعلق سوال کرے گا اس لئے کہ اُسے یہ اطلاع تو ہے کہ تم لوگ تجارت کا مال لے کر گرجستان بھی جاتے ہو۔ میرا باپ گرجستان میں دلچسپی لینے لگا ہے۔''

اس پر عمیر نے بڑی جستجو بھرے انداز میں اُس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔ ''گرجستان میں دلچسپی لینے کی تمہارے باپ کے پاس کیا وجہ ہے؟''

اس پر بختائی کہہ رہی تھی۔ ''دراصل قبرص کے تیغ زن جوان دنوں ہمارے شہر میں قیام کئے ہوئے ہیں وہ گرجستان کے راستے ادھر آئے تھے۔ انہوں نے گرجستان میں کچھ دن قیام بھی کیا۔ انہوں نے میرے باپ پر انکشاف کیا ہے کہ گرجستانیوں کی حسین قوم میں ان کی ملکہ رودسودان سب سے زیادہ خوبصورت اور حسین ہے اور اس کی طبیعت مصر کی قلوپطرہ جیسی ہے۔ ان قبرصی تیغ زنوں نے میرے باپ پر یہ بھی انکشاف کیا کہ گرجستان کی ملکہ کے بے شمار چاہنے والے ہیں۔ جب اس کا کسی چاہنے والے سے جی اُکتا جاتا ہے تو وہ اپنے قلعے کے بُرج کے سنگیں حصار سے نیچے دھکیل کر اُس کا کام تمام کر دیتی ہے اس کے بعد اپنے لئے کسی نئے محبوب کی تلاش شروع کر دیتی ہے۔ ان قبرصی تیغ زنوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ حسن اور خوبصورتی میں اگر ملکہ رودسودان کا کوئی مقابلہ کر سکتا ہے تو وہ اُس کی بیٹی تھمر ہے۔ انہوں نے یہ بھی انکشاف کر رکھا ہے کہ تھمر اپنی ماں رودسودان سے بھی زیادہ حسین ہے۔ اُس کے حسن کی وجہ سے تھمر پر رودسودان کو غصہ آتا ہے۔ وہ تھمر پر کبھی کبھی اپنے بھائی اور باپ سے بھی ملوث ہونے کا الزام لگانے سے دریغ نہیں کرتی۔''

جب تک بختائی بولتی رہی عمیر بن نصر بڑے غور سے اُس کی طرف دیکھتا رہا اور اس کے نے پر وہ بول اُٹھا۔ ''بختائی! میں رودسودان اور اس کی بیٹی تھمر کو اچھی طرح جانتا کردار کے لحاظ سے بدنام ضرور ہے۔ جہاں تک تھمر کا تعلق ہے اس سے متعلق رکھی ہیں اور یہ قبرصی تیغ زن بھی دروغ گوئی سے کام لے رہے ہیں کہ

وہ ایسی گفتگو کر کے تمہارے باپ باتو خان کو گرجستان کی ملکہ رودسودان کی طرف مائل کرنا چاہتے ہیں۔ میرے خیال میں ملکہ رودسودان نے ان قبرصی تیغ زنوں کو کوئی اہمیت نہیں دی ہو گی۔ ان دونوں نے وہاں اپنا کوئی مقام پیدا کرنے کی کوشش کی ہو گی اس میں وہ ناکام رہے ہوں گے۔ اسی بناء پر انہوں نے تمہارے باپ باتو خان سے اپنی طرف سے یہ داستان گھڑ کے تھمر کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہو گی۔ ورنہ معاملہ کچھ یوں ہے کہ تھمر تو اسلام قبول کر چکی ہے۔ وہ انتہائی پاکیزہ اور صاف ستھری زندگی بسر کر رہی ہے۔ میں تو یہ بھی کہوں گا کہ وہ ہر روز اپنے مرکزی شہر قصبک کی بلند برف پوش چوٹی پر کھڑی ہو کر میری واپسی کا انتظار کرتی ہو گی اور بختائی! تم فکرمند نہ ہو۔ تمہارا باپ باتو جب مجھ سے رودسودان کے متعلق پوچھے گا تو جو حقیقت ہے اس سے میں آگاہ کر دوں گا۔''

جواب میں دھیمے سے لہجے میں بختائی مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔ ''حقیقت یہ ہے کہ میرا باپ گرجستان کی ملکہ رودسودان کے حسن سے بے حد متاثر ہو چکا ہے۔ میرے خیال میں وہ چند روز تک اپنے کچھ قاصد گرجستان کی طرف بھجوائے گا اور رودسودان کو یہ پیغام دے گا کہ وہ بنفس نفیس اُس کی خدمت میں حاضر ہو۔ اس طرح میرا باپ رودسودان کو اپنے پاس بلا کر اپنے حرم میں داخل کر لے گا اور اس طریقے سے شاید وہ گرجستان پر بھی قبضہ کرنا چاہتا ہے۔''

عمیر بن نصر فوراً بول پڑا۔ ''بختائی! میں ایسا ہرگز نہیں ہونے دوں گا۔ میں تمہارے باپ باتو خان کے ان ارادوں سے گرجستان کی ملکہ رودسودان کو پہلے سے آگاہ کر دوں گا۔''

جواب میں بختائی بھی فوراً بول اُٹھی۔ ''عمیر! ان قبرصی تیغ زنوں نے میرے باپ پر ایک اور انکشاف بھی کیا ہے۔ انہوں نے میرے باپ سے کہا ہے کہ ملکہ رودسودان کا ایک بھتیجا ہے نام اس کا داؤد ہے۔ اُسے ملکہ رودسودان نے ایک کنوئیں میں زندہ بند کیا ہوا ہے جہاں وہ ایک قیدی اور اسیر کی حیثیت سے زندگی بسر کر رہا ہے۔ کیا یہ سچ ہے؟''

جواب میں عمیر بن نصر کہنے لگا۔ ''ہاں یہ سچ ہے۔ اس لئے کہ رودسودائی کا یہ بھتیجا انتہائی بدکردار اور جلاد صفت انسان ہے۔ اس نے کئی بار گرجستان کی ملکہ رودسودان کو قتل کر کے اس کے تاج و تخت پر قبضہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس کے علاوہ وہ کئی بار ملکہ کے خلاف بغاوت بھی کر چکا ہے۔ اس کے انہی عوامل کی وجہ سے ملکہ رودسودان نے اُسے اپنی گرفت میں کیا۔ وہ چاہتی تو اس کی اس بغاوت اور سرکشی کی وجہ سے اس کا سر بھی قلم کروا سکتی تھی لیکن اُس نے ایسا نہیں کیا۔ اُس نے اپنے اس بھتیجے کو زندہ رکھا۔ تاہم وہ اسیری میں ہے تا کہ آئندہ پھر کبھی بغاوت کھڑی کرنے کی کوشش نہ کرے۔''

www.pdfbooksfree.pk

بختائی کچھ دیر سوچتی رہی، پھر کہنے لگی۔ "عمیر! میں نہیں جانتی کہ تم کس نوع کے تیغ زن ہو۔ اس سے پہلے میں نے عظیم محترم بھائی خریم بن مقروم کی تیغ زنی کا مقابلہ دیکھا تھا۔ وہ شمشیر زنی میں انتہا درجہ کے مشاق ہیں۔ تم نے جو فیصلہ کیا ہے وہ بہت اچھا ہے۔ پھر بھی ابھی وقت ہے، سوچ سمجھ لینا۔ اگر تم قبرصی نائٹ کے ہاتھوں ہار گئے یا تمہیں کوئی گزند پہنچا تو میں نہیں چاہوں گی کہ میری وجہ سے ایک مسلمان نوجوان نصرانی اور قبرص کے تیغ زن کے ہاتھوں ہزیمت اور شکست اٹھائے۔"

بختائی کی اس گفتگو کے جواب میں اُسے حوصلہ دینے کے انداز میں عمیر کہنے لگا۔ "بختائی! تمہیں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ گردسو کے ساتھ میرا مقابلہ تمہیں مایوس نہیں کرے گا۔ میرے خیال میں ہمیں اب چلنا چاہئے۔ کافی دیر ہوگئی ہے۔"

اس پر بختائی کہنے لگی۔ "آپ ایسا کریں آپ اپنے خیمے کی طرف جائیں۔ آپ کے جانے کے تھوڑی دیر بعد میں یہاں سے اُتر کر اپنی خیمہ گاہ کی طرف چلی جاؤں گی۔"

عمیر بن نصر نے ایسا ہی کیا۔ پہلے وہ وہاں سے روانہ ہوا، اس کے تھوڑی دیر بعد بختائی بھی درختوں کے جھنڈ سے نکل کر خیمہ گاہ کی طرف ہولی تھی۔

ہاتو اور اس کا بیٹا سرتاک دونوں خیمے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اُس خیمے میں برقائی خان داخل ہوا۔ اپنی جگہ سے اُٹھ کر باپ بیٹے نے بہترین انداز میں اُس کا استقبال کیا۔ برقائی خان آگے بڑھا، اپنے بھائی کے پاس بیٹھ گیا، کچھ سوچا پھر ہاتو کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ "میرے محترم بھائی! میں آج تمہارے ساتھ ایک انتہائی اہم معاملے پر گفتگو کرنے آیا ہوں۔"

ہاتو اور سرتاک دونوں سوالیہ سے انداز میں اُس کی طرف دیکھنے لگے تھے۔ قبل اس کے کہ ان میں سے کوئی بولتا برقائی خان پھر بول اُٹھا۔ "میرے بھائی! تو نے بختائی کے متعلق ایک فیصلہ کیا ہے۔ پر دیکھ بختائی تیری ہی نہیں میری بھی بیٹی ہے۔ جس وقت تو نے اسے قبرصی تیغ زن گردسو کے ساتھ بیاہ دینے کا فیصلہ کیا تھا اس وقت میں خاموش رہا تھا اس لئے کہ جو داستان میں کہنا چاہتا ہوں اس داستان کا ایک کردار یہاں نہ تھا۔ لہٰذا میری داستان کہنے کا …ہ نہ تھا اور نہ ہی میرے الفاظ پر کسی نے اعتبار کرنا تھا۔ اب اس داستان کا وہ کردار …ار تھا یہاں پہنچ چکا ہے، یہاں موجود ہے۔ لہٰذا جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں اب

ہاتو چونکنے کے انداز میں اپنے بھائی برقائی کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ "برقائی! ذرا تفصیل سے کھل کر کہو کیا کہنا چاہتے ہو؟"

برقائی پھر بول اُٹھا۔ "میرے بھائی! تو نے بختائی کو گردسو کے ساتھ بیاہ دینے کا جو فیصلہ کیا ہے وہ غلط ہے۔ اس لئے کہ بختائی گردسو کو پسند نہیں کرتی۔ وہ ایک مسلمان نوجوان کو پسند کرتی ہے، اُس سے محبت کرتی ہے۔ اُس مسلمان نوجوان کا نام عمیر بن نصر ہے۔"

برقائی کی زبان سے یہ الفاظ سننے کے بعد سرتاک غصے اور غضب ناکی میں بھڑک اُٹھا تھا۔ تیز نگاہوں سے وہ برقائی کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ پھر کھولتے ہوئے لہجے میں بول اُٹھا۔

"یہ بہتان ہے۔ یہ جھوٹ ہے۔ میری بہن بختائی کسی کو پسند نہیں کرتی، کسی سے محبت نہیں کرتی۔ اُس کی نسبت گردسو سے طے ہو چکی ہے اور اس میں اب کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی جا سکتی اور یہ بھی سب جانتے ہیں کہ چند دن بعد بختائی اور گردسو کی شادی کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔"

سرتاک کے ان الفاظ پر برقائی کے چہرے پر انتہائی ناگواری، ناپسندیدگی اور غضبناکی کے آثار نمودار ہوئے تھے۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے خود ہاتو بھی محتاط ہو گیا۔ گھورنے کے انداز میں اُس نے اپنے بیٹے سرتاک کی طرف دیکھا پھر کسی قدر جھڑک دینے کا انداز اپناتے ہوئے وہ بول اُٹھا۔

"چپ رہو۔ بختائی کے متعلق فیصلہ کرنا نہ تمہارا کام ہے نہ میرا نہ برقائی کا۔ میں کسی کی بات پر اعتبار نہیں کرتا۔ نہ تمہاری بات کو اہمیت دوں گا اور نہ اپنے بھائی برقائی کی بات کو اس وقت تسلیم کروں گا جب تک خود میری بیٹی بختائی اپنی زبان سے کچھ نہیں کہتی۔ اُسے میں بلاتا ہوں، اُس سے کہتا ہوں یہ جو صورت حال ہے اس پر وہ خود بے باکی اور جرأت مندی کا اظہار کرتے ہوئے روشنی ڈالے۔ ایک اور بات کان کھول کے سن لینا۔ جس طرح میرے بھائی برقائی نے انکشاف کیا ہے اس کے مطابق اگر میری بیٹی بختائی مسلمان نوجوان عمیر بن نصر کو واقعی چاہتی ہے تو پھر اس معاملے کا آخری فیصلہ بختائی ہی کرے گی کہ وہ اپنا ہاتھ عمیر بن نصر کے ہاتھ میں دینا چاہتی ہے کہ گردسو کو اپنی زندگی کا ساتھی بنانا چاہتی ہے۔ جو بھی وہ فیصلہ کرے گی اس کے تحت پھر دونوں کے مقابلے کا اہتمام کیا جائے گا۔ تیغ زنی کے اس مقابلے میں اگر نائٹ گردسو نے عمیر بن نصر کو مغلوب کر دیا تو میں آج ہی اس مقابلے کے بعد بختائی کو گردسو سے بیاہ دوں گا۔ اگر اس مقابلے میں عمیر بن نصر نے گردسو سے مقابلہ جیت لیا تو پھر اسی طرح کا انداز اپناتے ہوئے میں آج ہی بختائی کو عمیر بن نصر کی زوجیت میں دے دوں گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد ہاتو رُکا پھر سوالیہ سے انداز میں سرتاک کی طرف دیکھتے ہوئے

www.pdfbooksfree.pk

اُس نے پوچھا۔ ''کیا تجھے یہ فیصلہ منظور ہے؟''

سرتاک چھاتی تان کر کہنے لگا۔ ''ہاں، مجھے یہ فیصلہ منظور ہے۔ اور میں اس مقابلے کے متعلق آپ دونوں بھائیوں کو پیشگی اطلاع دیتا ہوں کہ عمیر بن نصر صرف ایک تاجر ہے۔ ایک عرب تاجر تجارت کے فن میں ماہر ہو سکتا ہے، ایسا تاجر تیغ زنی کے مقابلے میں گردسو کے سامنے چند لمحے بھی نہ ٹھہر سکے گا۔''

صورت حال چونکہ برقائی کے حق میں جا رہی تھی لہٰذا اُس نے بھی چھاتی تانتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ ''میرے بھائی کے عزیز بیٹے! ابن نصر کا تعلق بھی عرب کے انہی ریگزاروں سے ہے جہاں لوگوں کو ورثے میں صرف گھوڑا اور تلوار ملتی ہے۔ یہ صحرائی لوگ جب تیغ زنی میں اپنے فن کے اظہار میں آتے ہیں تو بڑے بڑے سرکشوں کو اپنے سامنے زیر کر کے رکھ دیتے ہیں۔ مقابلے سے پہلے کسی قسم کا تخمینہ مت لگانا۔ پہلے بھی ایک مثال ہمارے سامنے ہے۔ تم جانتے ہو یہ عمیر بن نصر خریم بن مقردم اور قریش بن مقردم کا خالہ زاد ہے۔ وہ بھی اس کے ساتھ تجارت کے مال کا لین دین کرتے تھے لیکن جب ہم نے اس کی تیغ زنی کا مقابلہ کروایا تو تم نے دیکھا بوری جو اپنے آپ کو دنیا کے بہترین تیغ زنوں میں سے ایک خیال کرتا تھا اُسے خریم بن مقردم نے تیغ زنی کے مقابلے میں ذلیل اور رسوا کر کے رکھ دیا۔ زمین پر وہ گرا پڑا تھا اور خریم بن مقردم کے مقابلے میں اپنی شکست تسلیم کرنے پر مجبور تھا۔''

سرتاک مسکرا دیا اور کہنے لگا۔ ''ویسے یہ اچھا معاملہ ہے۔ اس طرح گردسو اور عمیر بن نصر آپس میں ٹکرائیں گے تو کم از کم ہمیں آج تیغ زنی کا اچھا اور عمدہ مقابلہ دیکھنے کو ملے گا۔''

باتو نے اپنا فیصلہ دیتے ہوئے سرتاک کو مخاطب کیا۔ ''کسی کو بھیجو جو بختائی کو بلا کر میرے پاس لائے۔''

سرتاک تھوڑی دیر کے لئے خیمے سے نکلا اور پھر لوٹ کر اپنی نشست پر بیٹھ گیا تھا۔

کوئی زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ باتو کے اس یورت میں بختائی داخل ہوئی۔ اپنے باپ کے سامنے آ کر وہ اپنے سر کو خم کرتے ہوئے کھڑی ہو گئی۔ اُس کی حالت سے لگتا تھا جیسے اُس نے رونما ہونے والے حالات کا اندازہ لگا لیا تھا۔ برقائی خان نے پہلے سے رونما ہونے والے [illegible]ات سے اُسے خبر کر رکھی تھی۔

[illegible]تھوڑی دیر تک اپنے سامنے کھڑی اپنی بیٹی بختائی کو بڑے غور سے دیکھتا رہا، پھر اُس [illegible]محبت اور شفقت میں اُسے مخاطب کیا۔ ''بختائی میری بچی! بیٹھ جاؤ۔''

[illegible]تع پر نگاہ اٹھا کر حالات کا جائزہ لیا، غور سے اپنے باپ، بھائی اور چچا کی

طرف دیکھا پھر وہ دائیں جانب مڑی اور اپنے چچا برقائی کے پہلو میں بیٹھ گئی تھی۔ بختائی کے اس ردِعمل پر باتو کے چہرے پر ہلکی سی مسکرا[illegible]ٹ جبکہ سرتاک کے چہرے پر ناپسندیدگی اور کراہت نمودار ہوئی تھی۔ پھر باتو نے بختائی [illegible]طب کیا۔

''بختائی میری بیٹی! تمہارے چچا برقائی نے انکشاف کیا ہے کہ تو گردسو نہیں بلکہ ایک عرب نوجوان عمیر بن نصر سے محبت کرتی ہے۔ برقائی کا کہنا ہے کہ اس نے یہ انکشاف پہلے اس لئے نہیں کیا تھا کہ عمیر بن نصر یہاں نہیں تھا۔ اُس کے نہ ہونے کی وجہ سے برقائی یہ سمجھ رہا ہے کہ اگر وہ ایسی بات کرتا تو اس پر الزام آتا۔ اب چونکہ عمیر بن نصر یہاں پہنچ گیا ہے اس لئے اُس نے اصل صورت حال سے مجھے آگاہ کر دیا ہے۔ بول بیٹی، تو اس سلسلے میں کیا کہتی ہے؟''

بختائی اس موقع پر عجیب سے کشمکش و پیچ میں مبتلا تھی۔ اپنے باپ باتو کے ان الفاظ کا اُس نے کوئی جواب نہ دیا تھا تاہم اپنی گردن کو وہ جھکائے بیٹھی تھی۔ باتو نے اُسے تسلی دیتے ہوئے پھر مخاطب کیا۔ ''بیٹی! اپنے منہ سے کچھ بولو۔ تمہارے الفاظ ہی تمہاری قسمت کا فیصلہ کریں گے۔ کوئی تم پر جبر نہیں کر سکتا۔ جیسا تم چاہو گی ویسا ہی ہو گا۔''

آہستہ آہستہ بختائی نے گردن سیدھی کی، ہلکی سی ایک نگاہ اُس نے اپنے بھائی سرتاک پر ڈالی، پھر عجیب سے احترام میں اپنے چچا کی طرف دیکھا۔ پھر اپنے باپ باتو کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔ ''میرے محترم باپ! اگر حقیقت سننا چاہتے ہیں تو جو کچھ میرے چچا برقائی نے کہا ہے سچ وہی ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ میں عرب نوجوان عمیر بن نصر کو پہلے سے پسند کرتی ہوں۔ شرم و حجاب کے باعث میں اس کا اظہار آپ پر نہ کر سکی۔ میرے چہرے کے تاثرات میری حرکات و سکنات سے میرے چچا برقائی خان نے خود ہی اندازہ لگا لیا۔ آپ جانتے ہیں چچا مجھے آپ سے بھی بڑھ کر پیار دیتے ہیں، محبت کرتے ہیں۔''

بختائی کے ان الفاظ پر برقائی اندر ہی اندر خوش ہو رہا تھا اور اُس کی خوشی کے یہ آثار اُس کے چہرے پر صاف دیکھے جا سکتے تھے۔ جبکہ سرتاک اندر ہی اندر غصے اور غضبناکی میں کھول رہا تھا۔ باتو کچھ دیر تک بیٹی کی طرف دیکھتا رہا پھر ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہنے لگا۔

''بختائی میری بیٹی! میں تیری صاف گوئی پر بے حد خوش اور مطمئن ہوں۔ اب فیصلہ یہ ہے کہ گردسو اور عمیر بن نصر کے درمیان تیغ زنی کا مقابلہ ہو گا اور جو بھی دونوں میں سے مقابلہ جیتے گا آج ہی تمہیں اُس سے بیاہ دوں گا۔ کیا تجھے میرا یہ فیصلہ منظور ہے؟''

بختائی بھی خوش ہو رہی تھی۔ اُس کے ہونٹوں پر ہلکا ہلکا تبسم تھا۔ چہرے کا رنگ حیا میں اور سرخ ہو گیا تھا جس نے اس کی خوبصورتی اور حسن میں خوب اضافہ کر دیا تھا۔ پھر وہ رُک کے

www.pdfbooksfree.pk

ز کے انداز، ٹوٹے بکھرے الفاظ میں کہہ رہی تھی۔

”مجھے آپ کا ہر فیصلہ منظور ہے۔ عمیر بن نصر اور گردسو میں جو بھی تیغ زنی کا مقابلہ جیتے گا اُس کے ہاتھ میں آپ میرا ہاتھ دیں گے تو میں اُنکار نہیں کروں گی۔“

باتو نے فیصلہ کن انداز میں سرتاک کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔ ”اُٹھو، اس مقابلے کا اہتمام کرو۔“ اس کے ساتھ ہی سرتاک اُٹھ کر اپنے باپ کے یورت سے نکل گیا تھا۔

کچھ دیر تک باتو اور برقائی وہاں بیٹھ کر باتیں کرتے رہے۔ یہاں تک کہ سرتاک لوٹا اور اُس نے مقابلے کے انتظامات کی تکمیل کی اطلاع دی۔ اپنی جگہ سے باتو اُٹھنے ہی والا تھا کہ یورت کے اندر ایک مسلح منگول نمودار ہوا اور باتو کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”مالک! آپ نے روس کے رئیس اعظم میخائل کو طلب کیا تھا، وہ اس یورت سے باہر آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا منتظر ہے۔ اُس کے ساتھ اُس کا ایک والی بھی ہے۔ نام اُس کا فیڈور ہے۔“

باتو کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر وہ اپنے منگول مسلح جوان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ”ان کو اس طرح میرے سامنے پیش کرو جس طرح اجنبیوں کو منگول خاقان کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔“ باتو کا یہ جواب سن کر وہ منگول وہاں سے ہٹ گیا تھا۔

کسی اجنبی کو منگولوں کے خاقان کے سامنے پیش کرنے کا رائج طریقہ کار یہ تھا کہ خاقان کے خیمے کے سامنے آگ کے دو الاؤ روشن اور گرم رہتے تھے۔ آگ کے ان الاؤ کے بیچ و بیچ اجنبیوں کو گزار کر خاقان کے خیمے کی طرف لایا جاتا تھا، پھر آنے والوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ وہ مشرق کی طرف جہاں منگولوں کا آبائی دشت ہے اور اُن کے خاقان کا پایہ تخت ہے سجدہ کریں۔

باتو خان کے حکم پر میخائل اور اُس کے ساتھی فیڈور کے ساتھ بھی ایسا ہی طریقہ استعمال کیا گیا اور منگول محافظ نے انہیں مخاطب کر کے کہا۔ ”اجنبیو! خاقان کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے تم دونوں کو آگ کے الاؤ سے گزرنا ہوگا اور مشرق کی طرف جہاں ہمارے خاقان کا پایہ تخت ہے سجدہ کرنا ہوگا۔“

منگول اجنبیوں کو دو دہکتے ہوئے الاؤ کے درمیان اس بنا پر گزارتے تھے کہ اگر ان کے کوئی خطرناک طلسم یا غیر مرئی ہتھیار ہو تو آگ کے دیوتا کے حکم سے ان کا اثر زائل ہو مشرق کی طرف خاقان کے پایہ تخت کی طرف سجدہ اس لئے کروایا جاتا تھا تا کہ آنے کی عظمت کا اظہار اور ایک طرح کا دبدبہ رہے۔

مسلح منگولوں نے ان رسومات کا اظہار میخائل پر کیا اور ان دونوں کو الاؤ

کے قریب لایا گیا۔ تب میخائل نے اپنے ساتھی فیڈور سے کہا۔

”نصرانیوں کو زیب نہیں دیتا کہ وہ الاؤ کے پاس سے گزریں یا پادری کے سوا کسی اور کے سامنے سر جھکائیں۔ اس کے بعد دونوں نے آپس میں مشورہ کرنے کے بعد باتو کے مسلح منگولوں سے کہا۔ ”ہم ایسا نہیں کریں گے جس کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔“

یہ ساری رسومات چونکہ منگول اپنے مذہبی سربراہ سے کرواتے تھے اور اُسے وہ شامان کہہ کر پکارتے تھے۔ ان دونوں کے انکار پر شامان، باتو کے خیمے میں داخل ہوا اور کہنے لگا۔ ”سائیں خان! میخائل اور اس کا والی فیڈور دونوں آگ کے الاؤ کے بیچ سے گزرنے سے انکار کرتے ہیں اور نہ ہی وہ ہمارے پایہ تخت کو سجدہ کرنے پر تیار ہیں۔“

اس پر باتو غصے میں آ گیا اور غضب ناکی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ ”ان دونوں نے میرے حکم سے سرتابی کیسے کی؟ اگر وہ لوگ میرے حکم کی تعمیل کریں گے تو میں انہیں اپنے ہاتھ سے ریاست بخشوں گا۔ اور انہیں بتاؤں گا کہ اگر انہوں نے انکار کیا تو قتل کروا دیا جائے گا۔“

باتو کا یہ حکم پا کر اُن کا مذہبی رہنما شامان باہر آیا۔ کچھ مسلح منگول بھی اُس کے ساتھ تھے۔ سیدھا وہ میخائل اور اُس کے ساتھی کے پاس آیا۔ پھر کسی قدر نرم لہجے میں وہ اُسے مخاطب کر کے کہہ رہا تھا۔ ”میخائل! ہم تیری قدر دانی کر رہے ہیں۔ تجھے اور تیرے ساتھی کو ہر صورت میں آگ کے دونوں الاؤ کے بیچ سے گزر کر ہمارے خاقان کے یورت کی طرف جانا ہوگا اور مشرق کی طرف جو ہمارا آبائی خطہ ہے جسے ہم اپنا پایہ تخت خیال کرتے ہیں اس کی طرف رُخ کر کے سجدہ بھی کرنا ہوگا۔ اگر تم دونوں ایسا کرنے سے انکار کرتے ہو تو یاد رکھنا اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔“

اس پر میخائل نے اپنے ساتھی سے گفتگو کی، کوئی فیصلہ کیا، اس کے بعد میخائل شامان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ”شامان! ہم باتو کے آگے سر جھکا دیں گے اس لئے کہ اُسے خدا نے سلطنت عطا کی ہے۔ لیکن مشرق کی طرف منہ کر کے سر نہ جھکائیں گے، نہ ہی آگ کے دونوں الاؤ کے بیچ میں سے گزر کر اس کے یورت کی طرف جائیں گے۔“

میخائل کے جواب پر باتو کے محافظوں نے کسی قدر خفگی میں میخائل کو مخاطب کر کے کہا۔

”میخائل! احتیاط کرو۔ اس وقت تمہارے سر پر موت کھیل رہی ہے۔“

لیکن میخائل نے اس تنبیہ کی کوئی پرواہ نہ کی جس کے جواب میں شامان نے مسلح جوانوں کو مخصوص اشارہ کیا۔ یہ اشارہ ملتے ہی وہ مسلح جوان میخائل اور فیڈور پر جھپٹ پڑے۔ انہیں زمین پر گرا لیا، پھر ان دونوں کے ہاتھ پھیلا کر ان منگولوں نے دونوں کے دلوں پر زور زور

www.pdfbooksfree.pk

سے گھونسے لگائے۔ یہاں تک کہ دونوں کے قلب کی حرکت بند ہوگئی۔
دونوں کا جائزہ لیا۔ واقعی دونوں مر چکے تھے۔ میخائل اور فیڈور کا تعلق چونکہ حکمران خاندان سے تھا اور منگولوں کے قانون کے مطابق ایسے لوگوں کی موت کے سلسلے میں بڑی احتیاط کی جاتی تھی کہ ان کا خون نہ بہنے پائے۔

یوں میخائیل اور اس کے ساتھی کا خاتمہ بھی کر دیا گیا اور نہ ہی ان کا خون وہاں بہنے دیا گیا اور ان کی لاشوں کو وہاں سے اٹھا کر ٹھکانے لگا دیا گیا۔ منگولوں کے اس شہر سرائے باتو میں ان دونوں کا کسی کو افسوس تھا تو وہ سرتاک اور راہب ولیم تھے۔ دونوں چونکہ نصرانی تھے۔ وہ اپنے دونوں نصرانی بھائیوں کے دُکھ درد میں برابر کے شریک تھے۔ ان کی موت کا انہیں سخت صدمہ ہوا لیکن مجبور تھے، کچھ کر بھی نہ سکتے تھے۔ تھوڑی دیر بعد ایک اور منگول آیا اور اُس نے باتو کو مقابلے کے میدان کی تیاریوں کی تکمیل کی اطلاع دی۔ باتو نے اس پر اپنے بھائی برقائی کی طرف دیکھا۔ برقائی نے آہستہ آہستہ سر اثبات میں ہلا دیا۔ اس کے بعد باتو اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑا ہوا۔ باتو کے اُٹھتے ہی برقائی خان بھی اور سرتاک کے علاوہ بختائی بھی کھڑے ہو گئے۔ سب خیمے سے نکلے تھے۔

سب سرائے باتو کے وسطی حصے کے میدان میں داخل ہوئے جہاں مقابلے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ میدان کے اندر منگول مرد عورتیں گول دائرے کی صورت میں جمع تھے۔ شور تھا جو ساعت میں طوفان کھڑا کر رہا تھا۔

میدان کے ایک طرف لکڑی کا چھکڑا کھڑا کر کے اس پر قالین ڈال دیا گیا تھا۔ اس کے نزدیک لکڑی کی ایک سیڑھی کھڑی کر دی گئی تھی۔ باتو، اُس کا بھائی برقائی، سرتاک، بختائی سیڑھیوں کے ذریعے اس چھکڑے پر سوار ہو کر نشستوں پر بیٹھ گئے جن کا اہتمام ان کے لئے کیا گیا تھا۔ اس کے بعد باتو نے مقابلے کے منتظمین منگولوں کو اپنے پاس بلایا اور انہیں مقابلہ شروع کروانے کی ہدایات جاری کیں۔

تبرصی تائث گردسو اس وقت باتو کے چھکڑے کے بائیں طرف کھڑا تھا جبکہ عمیر بن نصر اس چھکڑے کے دائیں طرف تھا۔ دونوں کو جب میدان کے اندر اُترنے کا اشارہ کیا گیا تو سب سے پہلے بھاگتے ہوئے گردسو میدان میں اُترا۔ درمیان کے حصے میں جا کر کھڑا ہو گیا اور عمیر نصر کا انتظار کرنے لگا تھا۔

بن نصر بڑے وقار، بڑی سنجیدگی اور متانت کے ساتھ میدان میں داخل ہوا۔ میدان کے جا کر وہ پتھریلی زمین کی ننگی زمین)۔ پر سجدہ ریز ہوا، پھر انتہائی عاجزی اور

انکساری میں وہ اپنے خداوند قدوس سے دُعا مانگتے ہوئے کہہ رہا تھا۔
''اے خداوندا تو رحیم و کریم ہے۔ تو ہی باطل کی سرکش آندھیوں میں مجروح حرماں نصیب بندوں کو فروغ آفتاب کا سا عروج عطا کرتا ہے۔ اے اللہ! تو ہی درماندہ اور فرو ماندہ اپنے غلاموں کو کربناک بیداری سے نکال کر فطرت کا مسلم مصرف آفاق، واقف دیر و حرم اور محرم اخوف اور خاکساری بنا کر رکھ دیتا ہے۔ اے اللہ! تو مجھے کذب و خرابی کے سامنے صحرا کی اُٹھتی پیاس بنا کے کھڑا کر دے۔ تو مجھے بھی اندھے تمدن کی آندھیوں میں حق کا زمزمہ سیال بنا کر کھڑا کر دے۔ اے اللہ! اس پردیسی سرزمینوں میں اس غریب وطنی میں ان مرغزاروں میں میرے دُشمن کے مقابلے میں میری مدد فرمانا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد عمیر بن نصر اُٹھا، دُعا مانگنے کے بعد اُس کے چہرے پر ایک عزم، ایک استقلال کی سی تابندگی تھی۔ پھر وہ بڑی تیزی سے میدان کے وسط میں کھڑے گردسو کی طرف بڑھا۔ اتنی دیر تک کچھ منگول بھی بھاگتے ہوئے گردسو کی طرف بڑھے تھے۔

جو منگول میدان میں اُترے تھے وہ تلواریں اور ڈھالیں اٹھائے ہوئے تھے۔ ان میں سے جو ایک مقابلے کا منصف تھا وہ گردسو اور عمیر بن نصر کو مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔ ''کیا تم اپنی تلواریں استعمال کرو گے یا جو تلواریں میدان میں لائی گئی ہیں وہ؟''
گردسو کہنے لگا۔ ''نہیں، میں تو اپنی تلوار سے مقابلہ کروں گا۔''
اس کے بعد عمیر نے بھی اپنی تلوار استعمال کرنے کی حامی بھری جس پر اُس منصف منگول کے اشارے پر دوسرے منگول جو ہتھیار لے کر آئے تھے وہ باہر نکل گئے تھے۔

ان منگولوں کے جانے کے بعد جو منگول منصف کی حیثیت سے میدان میں رہ گیا تھا اُس نے گردسو اور عمیر دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ ''میں تم دونوں کے ایک طرف کھڑا ہو جاؤں گا اور جس وقت میں اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی سرخی جھنڈی فضا میں بلند کروں گا تو تم دونوں ایک دوسرے سے مقابلہ شروع کر دو گے۔'' اس کے ساتھ ہی وہ منگول ذرا فاصلے پر کھڑا ہو گیا۔ اس موقع پر گردسو اور عمیر بن نصر دونوں نے پشت پر بندھی ہوئی اپنی ڈھالیں سنبھال لی تھیں۔ تلواروں پر اپنی گرفت کر لی تھی۔ پھر ذرا فاصلے پر کھڑے ہوئے منصف منگول نے سرخ رنگ کی جھنڈی فضا میں لہرا دی تھی۔

تبرصی تیغ زن بڑے غصے اور بڑی جارحیت کے انداز میں اپنی تلوار لہراتا رہا۔ پھر ابن نصر کو مخاطب کر کے وہ کہہ رہا تھا۔ ''بدو! میں قوت اور عزم کی وہ پُرشکوہ علامت ہوں جو اپنی تیغ زنی کی مہارت اور اپنی طاقت سے بستیوں کو ویران، شہروں کو دُھواں دُھواں کر کے رکھ دیتی ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

مرگ زاروں کے اس میدان میں، میں تیرے سکون زاروں کو جگر سوختہ اور تیری سانسوں کے سرگم کو دُکھ کا رِستا ہوا زخم بنا کر رکھ دوں گا۔''

تبرصی کچھ دیر خاموش رہا، سوچتا رہا، پھر دوبارہ لاف گزار کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔ ''کم از کم اپنے سر سے عمامہ ہی اتار دو۔ تاکہ میں جانوں کہ تو نے اپنے سر پر آہنی خود بھی ڈال رکھا ہے کہ وہ بھی تمہیں میسر نہیں۔''

جب تک وہ تبرصی تیغ زن بولتا رہا، عمیر بن نصر دھیرے دھیرے مسکراتا رہا۔ اُس کے خاموش ہونے پر اُسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ''تو میری فکر نہ کر، اپنی خیر منا۔ میرے عمامے کو بھول جا۔ میں نے عمامے کے اندر خود پہنا ہے کہ نہیں یہ تیری ضرورت نہیں۔ پر میں تمہیں بتا دوں کہ میرا یہی عمامہ تیرے گلے کا پھندہ، تیری موت کا پیغام بنے گا۔ اے قبرصی تیغ زن! اپنے فن میں اتنا مت اِترا۔ یہ بھی اپنے دل کے کونے میں لکھ رکھ کہ جب میں آتش سیال بن کر تیرے ہنر، تیری ممارست، تیری ریاضت کو شکن شکن کروں گا تو، تو اپنی ساری لاف گزاف کو بھول جائے گا۔ تبرصی! میری ایک اور بات لکھ کہ میں بدر کے مقدس میدانوں، اُحد کی متبرک چٹانوں کا بدو ہوں۔ ایسا بدو جس کی تیغ زنی کا فن رگوں میں مچلتے خون کی طرح وراثت میں ملتا ہے۔ ذرا مقابلہ شروع ہونے دے پھر میں تمہیں بتاؤں گا کیسے میں تیرا کبر ابلیسی، تیرا ہنر آذر، تیرے نفس کی بھوک اور تیری جوع القلب کو زخم زخم، لخت لخت کرتا ہوں۔''

قبرصی نے نصر کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا، اپنی تلوار لہراتا ہوا وہ اُس کی طرف بڑھا تھا۔ ابن نصر سمجھ گیا کہ وہ حملہ آور ہونا چاہتا ہے۔ قریب آ کر گردسو نے ایک بار پھر بڑے غور سے اُس نے عمیر بن نصر کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔ ''میں تمہیں پہلے حملہ آور ہونے کا موقع دیتا ہوں۔ لہٰذا تو حملہ آور ہو۔ تاکہ مقابلے کی ابتدا ہو سکے۔''

عمیر بن نصر نے کھا جانے والے انداز میں اُس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔ ''قبرصی! لاف گزاف کی ابتدا تو نے ہی کی تھی۔ لہٰذا حملے کی ابتدا ابھی تو ہی کر۔ میں تمہیں یہ بتاؤں گا کہ میں اپنا دفاع کیسے کرتا ہوں اور اپنے دفاع سے نکل کر اُسے پس پشت میں ڈال کر میں جارحیت کا جامہ کیسے پہنتا ہوں۔''

قبرصی نے کھا جانے والے انداز میں اُس کی طرف دیکھا، پھر ایک جست کے انداز میں اور عمیر بن نصر پر اُس نے وار کیا تھا۔ عمیر بن نصر چوکنا تھا، چوکس تھا۔ بڑی اُس نے گردسو کا وار اپنی ڈھال پر لیا۔ اس کے بعد اُس نے اس زور سے گردسو لڑھکتا ہوا چند قدم پیچھے ہٹ گیا تھا۔

قبرصی کا وار روکنے کے بعد عمیر بن نصر نے اُسے مخاطب کیا۔ ''تو مقابلے کی ابتدا کر چکا۔ میں نے تجھے پہلے وار کرنے کا موقع بھی دیا۔ تو اس سے استفادہ بھی کر چکا ہے۔ اب میری باری ہے۔ ذرا محتاط رہنا، اپنے دل سے یہ وہم بھی نکال دینا کہ تمہارا مقابلہ کسی بچے یا معمولی تیغ زن سے ہے۔ میں بدو ضرور ہوں لیکن تلوار کی اُونچ نیچ سے ناواقف نہیں ہوں۔ قبرصی! میں اپنے حملے کی ابتدا کرنے لگا ہوں۔ میرا وار روکنا۔''

اس کے ساتھ ہی گردسو ہی کے انداز میں عمیر بن نصر نے جست کے انداز میں آگے بڑھ کر حملے کی ابتدا کی۔

قبرصی سمجھتا تھا کہ اُس نے جست لگانے کا انداز میری طرف دیکھتے ہوئے اپنایا ہے۔ میری طرح وہ ایک ہی وار کرے گا۔ لیکن عمیر بن نصر نے ایسا نہیں کیا۔ اُس نے پے در پے قبرصی پر وار کرنا شروع کر دیئے تھے اور اُس کی تلوار قبرصی پر اولوں اور تیروں کی طرح برسنے لگی تھی۔ اس صورتِ حال کا مقابلہ کرنے کے لئے قبرصی اُلٹے پاؤں پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوا تھا۔

کچھ دیر تک دونوں ایک دوسرے پر ہولناک وار کرتے رہے۔ اس کے بعد گردسو نے اپنی طرف سے کوشش کی کہ ایک جگہ عمیر بن نصر کے حملوں کو روک کر اپنی جارحیت کی ابتدا کرے لیکن اُسے ایسا موقع نہ مل رہا تھا۔ قبرصی نے یہ بھی دیکھا کہ اُس پر حملہ آور ہوتے ہوئے عمیر بن نصر میں عجیب و غریب سی تبدیلی آ گئی تھی۔ وہ اب مقابلہ شروع ہونے سے پہلے والا بدو نہ رہا تھا، وحشی اور درندگی کا کوئی خطرناک عنصر بن کر رہ گیا تھا۔ وہ اب ہال کی تجارت کرنے والا کم اور موت کا سوداگر زیادہ دکھائی دے رہا تھا۔ گردسو نے یہ بھی دیکھا کہ وہ لحہ بہ لحہ اپنے حملوں میں تیزی پیدا کرتا جا رہا تھا۔ شاید اُس نے تہیہ کر لیا تھا کہ وہ گردسو کو کسی بھی صورت سنبھلنے کا موقع نہیں دے گا۔

ایک موقع پر عمیر بن نصر کی تلوار گردسو کی تلوار سے ٹکرائی تو عمیر بن نصر نے اپنی ڈھال کا وار بھی گردسو پر کرنا چاہا۔ گردسو بڑا محتاط اور چوکس تھا۔ وہ فوراً اپنی ڈھال کو سامنے لے آیا تاکہ عمیر بن نصر کی ڈھال کو اپنی ڈھال پر روکے۔ لیکن عمیر بن نصر بھی چوکس تھا۔ اُس نے اپنا رُخ بدلا اور بائیں طرف سے خوب قوت کے ساتھ گھوم کر اپنی ڈھال گردسو کی کنپٹی پر دے ماری تھی۔ عمیر کی طرف سے کنپٹی پر ڈھال کی ضرب لگنے سے گردسو چکرا سا گیا تھا۔ اس موقع سے فائدہ اٹھانے کی خاطر عمیر بن نصر نے دوسرے ردِعمل کا اظہار کیا اور ایک زوردار لات گردسو کے پیٹ پر دے ماری۔ گردسو بل کھاتا ہوا دُور جا گرا تھا۔ عمیر بڑی تیزی سے آگے بڑھا، گردسو کی تلوار پر اپنا پاؤں رکھ دیا تھا۔ پھر اُس نے اپنی تلوار بھی گردسو کی گردن پر رکھ دی۔

www.pdfbooksfree.pk

یہ بڑا انوکھا اور نیا سا سماں تھا۔ گردسو انتہائی بے بسی کے عالم میں زمین پر گرا ہوا تھا۔ اُس کا چہرہ ندامت اور خجالت میں سرخ ہو چکا تھا۔

جب عمیر بن نصر نے جھک کر گردسو کے ہاتھ سے اس کی ڈھال چھیننا چاہی تو گردسو نے چالاکی سے کام لیتے ہوئے اپنی ڈھال عمیر بن نصر کی ڈھال پر مارنا چاہی۔ لیکن عمیر فوراً ایک طرف ہٹ گیا اور اپنی ڈھال کو گردسو کی ڈھال سے ٹکرا دیا تھا۔ اسی دوران عمیر بن نصر نے ایک جھٹکے کے ساتھ گردسو کی تلوار چھین لی تھی۔ گردسو کی تلوار چھیننے کے بعد عمیر بن نصر پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا تھا، پھر منگول منصف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔

''کیا میں اس قبرصی سے مقابلہ جیت چکا ہوں؟''

منگول محبت سے کہنے لگا۔ ''ہاں، تو یقیناً یہ مقابلہ جیت چکا ہے۔''

عجیب سی فاتحانہ مسکراہٹ میں عمیر بن نصر نے گردسو کی تلوار ایک طرف پھینک دی اور اُسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ''قبرصی! اپنی تلوار اُٹھا، میرے ساتھ مقابلہ کر۔ اپنی قسمت آزما۔ تاکہ تجھے کوئی شک و شبہ نہ رہے۔''

گردسو نے شاید اسے اپنے لئے زندگی اور موت کا کھیل سمجھتے ہوئے جھک کر اپنی تلوار اُٹھا لی اور مستعد ہو گیا۔ اس کے بعد دونوں ایک دوسرے پر خطرناک وار کرنے لگے تھے۔

قبرصی جو اپنے آپ کو ایک پیشہ ور تیغ زن خیال کرتا تھا اور یہ محسوس کرتا تھا کہ وہ اپنے مدمقابل کو بہت جلد زیر کر دینے والا ہے، اب وہ اپنی پوری کوشش، اپنا پورا جتن کرتے ہوئے کسی نہ کسی طرح عمیر بن نصر کو اپنے سامنے زیر کرنے میں لگ گیا تھا۔ پھر اُس نے محسوس کیا کہ عمیر بن نصر کے مقابلے میں اُس کی بات بن نہ رہی تھی۔ اس لئے کہ اُس پر تھکاوٹ طاری ہونے لگی تھی جبکہ اُس نے دیکھا اُس کے مقابلے میں وہ عرب تاجر ابھی تک تازہ دم تھا۔

اب گردسو کی بے بسی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اس لئے کہ عمیر بن نصر نے اپنے حملوں میں پہلے سے بھی زیادہ تیزی اور خونخواری پیدا کر لی تھی۔ بڑے خوفناک انداز میں وہ گردسو پر حملہ آور ہو رہا تھا۔ گردسو پہلے ہی تھکاوٹ محسوس کر رہا تھا۔ اُس نے محسوس کیا عمیر بن نصر کے حملوں نے ایک طرح سے برف اُس کے جسم میں بھر دی ہے۔ تب اُس کے چہرے پر ...سیاں رقص کرنے لگی تھیں۔

...دیر عمیر بن نصر ہولناک انداز میں اس پر حملہ آور ہوتا رہا۔ پھر اُس نے زوردار انداز ...اوند قدوس کی عظمت اور اُس کی برتری کی تکبیریں بلند کیں، ساتھ ہی اُس نے کچھ ...ی میں گردسو پر حملہ کیا کہ گردسو کی تلوار کٹ گئی اور اس کا ایک حصہ زمین پر گر

گیا اور دستہ ہاتھ میں رہ گیا تھا۔

ایسا ہونے کے بعد بڑے کرخت لہجے میں گردسو کو مخاطب کرتے ہوئے عمیر بن نصر کہنے لگا۔ ''قبل اس کے کہ میں ہولناکی اور ہلاکت خیزی سے تیرے خلاف حرکت میں آؤں اور تیرے اعضاء کو لخت لخت کر دوں، تو اپنی کٹی ہوئی تلوار زمین پر پھینک دے۔ اسی میں تیری بہتری اور بھلائی ہے۔ اگر تو نے میری بات نہ مانی تو تجھ پر حملہ آور ہوں گا اور تیری گردن کاٹنے سے بھی دریغ نہیں کروں گا۔''

گردسو نے اپنی تلوار اور ڈھال زمین پر گرا دی۔ پھر عمیر بن نصر کہنے لگا۔ ''پورے دس قدم گن کر ایک طرف ہٹ کر کھڑے ہو جاؤ۔''

گردسو حرکت میں آیا اور پورے دس قدم ہٹ کر ایک طرف کھڑا ہو گیا۔

عمیر بن نصر آگے بڑھا، اپنے سر سے عمامہ اتارا، تلوار اُس نے اپنی نیام میں کی، ڈھال پیچھے باندھی پھر آگے بڑھ کر وہ اپنا عمامہ گردسو کے گلے میں ڈالنے لگا تو گردسو نے فوراً لگاتار تین گھٹنے عمیر بن نصر کی گردن اور پیٹ پر دے مارے تھے۔ عمیر بن نصر بڑی بے بسی کے عالم میں زمین پر گر گیا تھا۔

اُس کے گرنے سے فائدہ اٹھانے کی خاطر گردسو بھاگ کر اپنی کٹی ہوئی تلوار اور ڈھال کی طرف جانا چاہتا تھا لیکن عمیر بن نصر نے اپنا پاؤں گردسو کی ٹانگوں میں پھنسایا اور گردسو کو اپنے قریب ہی گرا لیا۔ پھر کسی خوفناک اور انتقام پر اترے ہوئے تیندوے کی طرح عمیر بن نصر اُٹھا، گردسو کا آہنی خود اُس نے اُس کے سر سے اُتارا اور اس کے بعد انتہائی غضبناکی کی حالت میں گردسو کو بالوں سے پکڑ کر اُس نے اٹھایا، اس کے خود سے اُس نے گردسو کے سر پر ضربیں لگانا شروع کر دی تھیں۔ اس کے چہرے، اُس کے شانوں اور پیٹھ پر عمیر بن نصر نے اُس کے آہنی خود سے خوب ضربیں لگائیں۔ اس کے بعد تین چار گھونسے بھی گردسو کے پیٹ اور چہرے پر دے مارے۔ گردسو بے سدھ سا ہو کر زمین پر گر گیا تھا۔

اس قدر کارروائی کرنے کے بعد عمیر بن نصر پیچھے ہٹا، اپنا عمامہ اٹھایا اور وہ عمامہ اُس نے گردسو کے گلے میں ڈال دیا، پھر قریب ہی کھڑے ہوئے منصف منگول کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ ''میرے عزیز! تیرا انصاف کیا کہتا ہے، کیا یہ مقابلہ میں جیت نہیں چکا؟''

منگول مسکرا دیا، آگے بڑھا، کہنے لگا۔ ''یہ مقابلہ تو بہت پہلے کا جیت چکا ہے۔ تو میرے ساتھ آ۔''

اس کے ساتھ ہی عمیر بن نصر اپنے عمامے کی مدد سے گردسو کو زمین پر گھسیٹتا ہوا اس سمت

www.pdfbooksfree.pk

بڑھا جہاں چھکڑے پر ایک سمت باتو، بختائی، سرتاک اور برقائی بیٹھے ہوئے تھے۔ منگول منصف اُس کے ساتھ تھا۔

چھکڑے کے قریب جا کر ایک گہری نگاہ باتو پر ڈالتے ہوئے عمیر بن نصر بول اُٹھا۔

''سائیں خان! یہ قبرصی تیغ زن گردسو ہے۔ کھلے میدان میں تیغ زنی کے مقابلے میں، میں نے اسے زیر کر دیا ہے۔ جس منگول کو اس مقابلے کا منصف مقرر کیا گیا تھا وہ بھی مجھے فاتح اور کامیاب قرار دے چکا ہے اور اس گردسو سے پوچھیں، یہ اگر مزید میرے ساتھ مقابلہ کرنا چاہتا ہے تو میں اسے اسی طرح گھسیٹا ہوا ایک بار پھر مقابلے کے میدان کے وسط میں لے جاؤں گا اور اس سے مقابلے کی ابتدا کر دوں گا۔ سائیں خان! اس نے میرے ساتھ انصاف پر رہتے ہوئے مقابلہ نہیں کیا۔ مقابلے کے دوران اس نے میرے ساتھ زیادتی کی۔ یہ مقابلہ صرف تیغ زنی کا تھا۔ حالانکہ جب پہلی بار میں نے اسے نیچا دکھایا تو میں نے اسے تلوار واپس دے کر اسے پھر مقابلہ کرنے کا موقع دیا۔ دوسری بار میں نے اسے صاف طور پر زیر کر لیا۔ یہ اس وقت زمین پر چت لیٹا ہوا تھا۔ میں اُس کے ہاتھ پر اپنا پاؤں رکھ کر تلوار چھیننے لگا تو اس نے بد دیانتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مجھ پر مکوں کی بارش کر دی۔ اس کے بعد یہ اپنی کٹی ہوئی تلوار کی طرف بھاگا۔ شاید یہ اس سے کام لے کر مجھے زخمی کر کے اپنے سامنے بے بس کرنا چاہتا تھا۔ پر سائیں خان! اس کے باوجود میں نے اسے مار مار کر ادھ موا کر دیا ہے۔ اب میں گھسیٹ کر اسے آپ کے پاس لایا ہوں۔ فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔''

باتو خان تھوڑی دیر تک بڑے غور، بڑی توجہ سے عمیر بن نصر کی طرف دیکھتا رہا، پھر کہنے لگا۔ ''قسم جاودانی نیلے آسمان کی جو توقعات میں نے تم سے وابستہ کر رکھی تھیں تم ان پر پورا اُترے ہو۔ اس سے پہلے تمہارے دو خالہ زاد بھی ہمارے لشکر میں شامل ہوئے تھے انہیں بھی میں تمہاری طرح تاجر اور سوداگر سمجھتا تھا۔ لیکن بڑے خریم بن مقروم نے تیغ زنی کے مقابلے میں جو اپنی شمشیر کے جوہر دکھائے، قسم آسمان کی بے پناہ قوتوں کی میں نے اپنی زندگی میں اُس جیسے تیغ زن بہت کم دیکھے ہیں۔ اب اُسی جیسا نمونہ تم نے بھی پیش کیا ہے۔ تم لوگ تجارت پیشہ ہونے کے باوجود راکھ تلے چھپے ہوئے شعلوں کی مانند ہو۔ تم جیسے لوگوں کو کسی شہر کا چوپان، کسی بستی کا پاسبان، راستوں کا محافظ اور لوگوں کا نگہبان ہونا چاہئے۔ یہ مقابلہ کر کے ثابت کر دیا ہے کہ یقیناً تم ان جوانوں میں سے ہو جو جانِ عالم اور ابروئے دہر بن کر ... کی ہمت اور جرأت رکھتے ہیں۔ تیرے ساتھ مقابلے سے پہلے یہ قبرصی تیغ زن ... کے اندر وحشی اور درندہ بنا پھرتا تھا۔ لیکن اس میدان میں تو نے اس کی ایسی

حالت کی کہ یہ سب کے سامنے بھیڑ کی طرح بے ضرر اور بلی کی طرح مسکین دکھائی دیا ہے۔ میں تمہیں تمہاری اس فتح پر مبارکباد دیتا ہوں۔''

باتو شاید مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اسی دوران اُس کا چھوٹا بھائی برقائی خان چھکڑے سے اُترا، آگے بڑھ کر اُس نے عمیر بن نصر کو گلے لگا لیا، پھر برقائی اپنا منہ اُس کے کان کے قریب لے گیا اور مسکراتی ہوئی آواز میں کہنے لگا۔ ''میرے بھائی! میرے رفیق! تو نے اس مقابلے میں میرا دل خوش کر دیا ہے۔ جو اُمیدیں میں نے تجھ سے لگائی تھیں وہ تو نے پوری کر دی ہیں۔ تو نے کیا خوب اس قبرصی تیغ زن کی حالت صحرائے بے ہنگم، نوائے پریشان جیسی کر کے رکھی ہے۔ سن صفا مروہ کی نورانی وادیوں کے میرے محترم! میرے دینی بھائی! میں تیری طاقت اور قوتِ ارادی، تیری جنگی مہارت اور قابلیت کو سلام کرتا ہوں۔ تو نے میری مرضی، میری خواہش، میری اُمیدوں کے مطابق اس قبرصی تیغ زن کی خونخواری کے سارے غرور اور تمکنت کو شام ہجراں میں اس کی آندھیوں جیسی سرکشیوں کو انتہائے کرب و دُکھ میں تبدیل کیا ہے۔ میں مبارک باد کے ساتھ ایک بار پھر تیری فتح مندی کو سلام کرتا ہوں۔''

برقائی سے علیحدہ ہونے کے بعد عمیر بن نصر نے ایک نظر جب بختائی پر ڈالی تو اُس نے دیکھا بختائی کے چہرے پر وصال کی سنہری رُتوں جیسا سکون، زندگی کے پُراثر نغموں جیسی شادابی تھی۔ جبکہ اس کی آنکھوں میں آدرش کے سورج اور نغمگی کے سکوت رقص کناں تھے۔ بختائی عمیر بن نصر کی اس کامیابی پر شبنم کے موتیوں، رنگوں کی جھلمل، بارش جیسی خوش اور پُرسکون تھی۔ وہ اس وقت اپنے تاثرات کا اظہار تو نہ کر سکی تھی تاہم وہ اپنی آنکھوں کی بے زبانی سے عمیر بن نصر کو بہت سے پیغام دے چکی تھی۔

دوسری جانب بختائی کے بھائی سرتاک کا چہرہ عمیر بن نصر کی کامیابی پر دیمک آلودہ در و بام جیسا ہو کر رہ گیا تھا اور اُس کے ظاہری تاثرات پر نفرت کی طیلسان میں سفلی خواہشات جوش مار رہی تھیں۔ پھر فضاؤں میں باتو کی آواز بلند ہوئی۔ اُس نے اپنے بھائی برقائی کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا تھا۔

''میرے عزیز بھائی! اب جبکہ یہ ابن نصر گردسو سے مقابلہ جیت چکا ہے تو وعدے کے مطابق اب یہ بختائی کا حقدار ہے۔ میں یہ کام تیرے ذمے لگاتا ہوں۔ آج شام سے پہلے پہلے بختائی اور عمیر بن نصر کی شادی کا اہتمام کر دو۔ ایک بڑے خیمے کا بھی اہتمام کیا جائے جو سرخ رنگ کے چمڑے کا ہو۔ یہ خیمہ برقائی! میرے اور تمہارے خیمے کے درمیان نصب ہونا چاہئے۔ اس خیمے میں شادی کے بعد میری بیٹی بختائی اپنے شوہر کے ساتھ رہے گی۔ اب تم

www.pdfbooksfree.pk

اُٹھو اور یہ سارے انتظامات کرو۔"

اس کے ساتھ ہی ہاتو خود بھی اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑا ہوا۔ پھر وہ برقائی، اپنی بیٹی بختائی، بیٹے سرتاک اور عمیر بن نصر کو لے کر وہاں سے چلا گیا تھا۔ مقابلہ دیکھنے والے لوگ بھی اپنے اپنے یورتوں کی طرف جا رہے تھے۔

اُسی روز شام سے قبل ہی عمیر بن نصر اور بختائی کو رشتہ ازدواج میں باندھ دیا گیا تھا۔ ہاتو اور برقائی خان کے خیمے کے درمیان سرخ رنگ کے چمڑے کا ایک خیمہ بھی دونوں کے لئے نصب کر دیا گیا تھا۔

سورج غروب ہونے کے قریب تھا۔ دریائے دولگا جو بے پناہ علوم و فنون، عالیشان حکایات کا امین تھا، زبردست سلطنتوں کی حیرت انگیز صناعی، شاندار تمدن اور نظر فریب تہذیبوں کا پاسبان تھا، مہ پاروں کی بے انت جھلکیوں، بے پناہ ادب لطیف کثیف کے ذخیروں کو اپنے سینے میں چھپائے ہوئے تھا، آباد کھنڈروں اور پتھریلے کوہساروں سے ٹکراتا کسی ٹوٹنے والے ستارے کی طرح سائبیریا کی طرف سے آتا ہوا جنوب کی طرف بھاگ رہا تھا۔ اُچھلتی، بل کھاتی اپنی لہروں سے جنگل میں چیختی ہواؤں کو نم آلود کرتا جا رہا تھا۔ موسموں کی کیفیت کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے بڑی جانبازی اور فداکاری کے ساتھ کوہساروں کا جگر چیرتا ہوا سانپ کی طرح لہریں لیتا اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھا۔

ایسے میں خریم بن مقرودم اپنے لشکر کے ساتھ دریائے دولگا کے کنارے کنارے اُس جگہ آیا جہاں دریائے دولگا ایک دم بائیں جانب کو بل کھاتا ہوا ولادی میر کی طرف چلا جاتا ہے۔ وہاں سامنے کی طرف سے وہ منگول ہرکارے آتے دکھائی دیئے جو اس کی مہم کی کامیابی کے لئے برقائی خان نے پہلے سے اُن علاقوں کی طرف روانہ کر رکھے تھے۔

انہیں دیکھتے ہی اپنے کارواں کو خریم بن مقرودم نے روک دیا۔ اتنی دیر تک منگول ہرکارے بھی قریب آ گئے تھے۔ لشکر کے سامنے خریم بن مقرودم، قریض، گوچلوک اور کوچمان تھے۔ منگول ہرکارے جب قریب آئے تب خریم بن مقرودم انہیں مخاطب کر کے کچھ کہنے ہی والا تھا کہ آنے والے ہرکاروں میں سے ایک اُسے مخاطب کرتے ہوئے بول اُٹھا۔

"ہم آپ لوگوں کے لئے اچھی اور بری دونوں طرح کی خبریں لے کر آئے ہیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد ہرکارہ رُکا، پھر خریم بن مقرودم کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ "پہلے میں ان علاقوں کی کیفیت آپ سے بیان کر دوں، اس کے بعد میں بتاتا ہوں کہ ہمیں کیا کرنا ہے۔ جہاں اس وقت آپ نے اپنے کارواں کو روکا ہے یہاں دیکھتے ہیں دو دریاؤں کا سنگم ہے۔ ایک دریائے دولگا ہے جو بائیں طرف کو ہو لیا ہے دوسرا دریائے بیلایا ہے جو دائیں طرف سے آتا ہے۔ ذرا مشرق میں اس دریائے بیلایا میں دو اور بڑے بڑے دریا ملتے ہیں۔ ایک

www.pdfbooksfree.pk

دریائے کاما اور دوسرا دریائے دیا تکا ہے۔ اب یوں جانیں چار دریا یہاں آ کے اپنے پانی کو انڈیلتے ہیں۔ ان چاروں دریاؤں کے درمیانی حصے میں جہاں برف پڑی رہتی ہے وہاں گھاس بھی خوب ہوتی ہے۔ وادیوں کے اندر لوگ اپنی ضروریات کا اناج بھی اُگا لیتے ہیں۔ جس جگہ آپ لوگ اپنے لشکر کے ساتھ کھڑے ہیں اس سے تھوڑا بائیں جانب جائیں تو دریائے وولگا کے قریب ہی قازان کا بڑا شہر ہے۔ اب فکرمندی کی جو بات ہے وہ یہ کہ وہ خانہ بدوش سلاف قبائل جن سے آپ انتقام لینا چاہتے ہیں وہ ان علاقوں میں اکیلے نہیں ہیں۔ ان کے علاوہ ان علاقوں میں دو اور خانہ بدوش قبیلے بھی ہیں۔ ایک کالمک اور دوسرے جنگاری۔ سلاف خانہ بدوشوں میں کچھ نصرانی بھی ہیں جبکہ کالمک اور جنگاری دونوں ہی بدھ مت کے پیروکار ہیں۔ ان تینوں وحشی خانہ بدوش قبائل کا آپس میں اتحاد ہو چکا ہے۔ دوسرے الفاظ میں، میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اب ہمیں سلافوں ہی نہیں کالمکوں اور جنگاریوں کے خلاف بھی جنگ کی طرح ڈالنی ہو گی۔ اس لئے کہ جب ہم سلافوں سے انتقام لیں گے تو از خود کالمک اور جنگاری بھی ہمارے خلاف اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ اس لئے کہ اُن کے ساتھ اُن کا اسی قسم کا اتحاد ہے۔ مزید یہ کہ کافی سلاف بھی بدھ مت کے پیروکار ہیں۔ یہ تو ایک تشویش ناک خبر ہے۔ ایک اچھی خبر بھی ہے وہ یہ کہ ان علاقوں میں بلغار ترک بھی ہیں جو دوسرے قبائل کی طرح خانہ بدوشوں کی سی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ یہ اسلام قبول کر چکے ہیں۔"

(مورخین اور سوانح نگار عام طور پر یہی تاثر دیتے ہیں کہ ان علاقوں میں سب سے پہلے منگولوں نے اسلام قبول کیا لیکن یہ درست نہیں ہے اس لئے کہ دریائے وولگا اور یورال اپنی تاریخ کی ابتدا سے ہی ترکوں کے علاقے چلے آئے ہیں۔ یہاں بلغار ترک رہا کرتے تھے۔ بلغاری ترک کا حکمران الماس سلجی پہلا حکمران تھا جو مسلمان ہوا۔ پھر تمام وادی بھی مسلمان ہو گئی۔ ان کے تعلقات سائبیریا کے ترکوں سے تھے لہٰذا ان کے ذریعے ان کے اندر بھی اسلام پھیل گیا۔ یہ ترک خانہ بدوش ایک طرح سے ان علاقوں کے آبادکار بھی تھے جہاں چاروں طرف وسیع و عریض غیر آباد علاقے تھے جنہیں گھنے جنگلوں، شوریدہ دریاؤں اور گہری دلدلوں نے ایک دوسرے سے کاٹ رکھا تھا۔ معاش کے ذرائع محدود تھے اور انہیں حاصل کرنے کے لئے سخت محنت کرنا پڑتی۔ وسیع جنگلوں کی پنہائیوں میں اور دریاؤں سے پار وسیع وسائل تھے۔ اصل کرنے کی خواہش نے انہیں ان رکاوٹوں کو تسخیر کرنے کی اُمنگ دی۔ یہ کوئی آسان کثر جانوں پر کھیلنا پڑتا۔ یہ لوگ پیدائشی طور پر جفاکش اور مضبوط تھے۔ یہاں کے اور طبعی ماحول نے انہیں اور سخت جان بنا دیا تھا۔ ان کے اندر مشکلات پر

قابو پانے کی قوت اور صلاحیت پیدا ہوئی۔ شدید موسموں اور پُرخطر حالات کا مقابلہ کرنے کی توانائی نے بھی جنم لیا اور ان تخلیقی قوتوں کو جلا بھی ملی جو خالق نے انسان کی فطرت میں ودیعت کی ہیں، جن کی مدد سے وہ اپنے آپ کو ہر قسم کے سنگین حالات سے نمٹنے کے لئے تیار کر لیتا ہے۔ اس ماحول نے ان بلغاری ترک مسلمانوں کی نفسیات پر گہرا اثر ڈالا۔ میلوں تک پھیلے برفیلے میدانوں، جنگلات کے گہرے سایوں اور افسردہ اور خنک فضاؤں نے ان کے اندر سرد مہری پیدا کی۔ طبعی اور غیر طبعی مشکلات پر قابو پانے کی عزیمت اور ان کے ساتھ کشمکش نے ان کے رویے میں سختی بھر دی تھی۔ اپنے آپ کو زندہ رکھنے کی خواہش اور ماحول اور زمانے کی ہلاکت خیزیوں سے محفوظ رکھنے کے احساس نے انہیں احساسِ ذات کا شعور بخشا اور اس احساسِ ذات نے ان کی صلاحیت کو اور صیقل کر دیا۔ اس احساسِ ذات ہی نے ان میں دوسری قوموں سے عظیم تر ہونے اور اپنے گرد و پیش کی قوموں کو اپنے سامنے فروتر سمجھنے کا جذبہ پیدا کیا۔)

مخاطب ہونے والا ہرکارہ تھوڑی دیر کے لئے رُکا۔ اس کے بعد خریم بن مقرودم کو مخاطب کرتے ہوئے وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔ "بلغاریوں کے سردار سے بھی ہماری بات ہوئی ہے۔ یہاں میں یہ بھی کہتا چلوں کہ یہاں بلغاریوں کا ایک گروہ نہیں کئی خانہ بدوش گروہ ہیں، ان کے کئی سردار ہیں ان میں سے ایک کے ساتھ ہماری بات ہوئی ہے۔ بلغاری ترک سردار کا نام بالا خان ہے۔ بہت دلیر، بہت شجاع اور بہت توانا ہے۔ اُس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ سلافوں، کالمکوں اور جنگاریوں کے خلاف ضرور ہماری مدد کرے گا۔ ان علاقوں کے اندر مزید تبدیلی یہ ہے کہ یہاں سلافوں، کالمکوں اور جنگاریوں نے تین مقامات کو اپنا مرکز بنا رکھا ہے اور تینوں مقامات کے درمیانی حصے میں وہ اپنے جانوروں کو نئی نئی چراگاہوں میں لئے پھرتے ہیں۔ ان تینوں قبائل کا ایک گروہ دریائے وولگا اور دریائے دیا تکا کے درمیان سرگرداں رہتا ہے۔ دریائے دیا تکا کے قریب انہوں نے پتھروں اور مٹی سے ایک شہر بھی آباد کر رکھا ہے جہاں وہ اکثر و بیشتر سرما گزارتے ہیں۔ اس شہر کا نام ارزوم ہے۔ ان وحشی قبائل کا ایک حصہ دریائے کاما اور دریائے دیا تکا کے جو درمیانی علاقے ہیں ان کے اندر سرگرداں رہتا ہے اور انہوں نے بھی اپنا ایک مستقل ٹھکانہ بنا رکھا ہے نام اس کا گلسوزی ہے۔ ان کا تیسرا حصہ دریائے کاما اور دریائے بیلایا کے درمیانی حصے میں جو چراگاہیں ہیں ان سے مستفید ہوتا ہے اور ان کی آماجگاہ اور ان کا جو شہر ہے اس کا نام گنگور ہے۔ اب جہاں تک بلغاری ترکوں کا تعلق ہے تو وہ جنگجوئی اور وحشت میں ان تینوں خانہ بدوشوں سے بالا ہیں۔ ان کا علاقہ دریائے بیلایا کے جنوب میں

www.pdfbooksfree.pk

ہے اور اوفا شہران کا مرکز ہے۔ ان کے سردار بالا خان نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ ہمیں جب بھی ان وحشی قبائل کے خلاف مدد کی ضرورت ہوئی وہ ضرور ہماری ضروریات کا خیال رکھیں گے۔''

یہاں تک کہتے کہتے آنے والے اُس ہرکارے کو تھوڑی دیر کے لئے رُک جانا پڑا اس لئے کہ پچھلے حصے سے برقائی خان کا دست راست تورائی خان اور ایک دوسرا منگول سردار کشلی خان اپنے گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے وہاں آ گئے تھے۔ شاید وہ کاروان کے پچھلے حصے میں سفر کر رہے تھے جس حصے میں لشکر کے لئے خوراک اور ضروریات کا دوسرا سامان تھا۔ شاید تورائی خان اور کشلی خان اس حصے کی حفاظت پر تھے۔

تورائی خان اور کشلی خان دونوں اپنے گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے جب خریم بن مقروم کے قریب آن کھڑے ہوئے تب ہرکارے باری باری بڑی عقیدت کے ساتھ ان سے ملے اور اب تک جو گفتگو ہوئی تھی اس سے ان دونوں کو آگاہ کیا۔

یہ ساری تفصیل سننے کے بعد تورائی خان نے بڑی ہمدردی اور شفقت میں خریم بن مقروم کی طرف دیکھا، پھر اُسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ''میرے عزیز بھائی! اگر برا نہ مانو تو ہمیں اپنے لشکر کے ساتھ یہاں پڑاؤ کر لینا چاہئے۔ یہاں پڑاؤ کرنے کی دو وجوہات ہیں۔ اول یہ کہ سورج تھوڑی دیر بعد غروب ہو جائے گا۔ رات تو ہمیں کہیں بسر کرنی ہے۔ کیوں نہ یہاں کریں۔ دوسری یہ کہ یہاں دو دریاؤں کا سنگم ہے۔ بے شک سرما کا موسم ہے، آسمان پر بادل بنے ہوئے ہیں، برف باری کا بھی امکان ہے۔ لیکن اگر ہم یہاں کچھ دن قیام کرنا چاہیں تو گھوڑوں اور دوسرے جانوروں کے لئے بے شمار خشک گھاس ہے جسے چر کر وہ اپنا پیٹ بھر سکتے ہیں۔ اور یہ بھی دیکھیں یہاں دائیں بائیں چھوٹے بڑے کافی درخت ہیں۔ کوہستانی سلسلوں کے اوپر اور نیچے وادیوں میں بھی گھاس اور درخت ہیں اور جو ایندھن ہمارے پاس ہے اسے محفوظ رکھتے ہوئے ہم ان درختوں کو کاٹ کر بھی اپنے لئے ایندھن حاصل کر سکتے ہیں۔''

خریم بن مقروم نے مسکراتے ہوئے تورائی خان کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ پھر جب خریم بن مقروم نے ہاں کی تب لشکر بڑی تیزی سے وہاں پڑاؤ کرنے لگا تھا۔ ایک لمبے گول دائرے کی شکل میں چھکڑوں کو کھڑا کر دیا گیا تھا اور ان کے بیچوں بیچ بڑی تیزی کے ساتھ خیموں کا شہر لگا تھا۔

نصب ہو چکی تب ایک بڑا شامیانہ جو چاروں طرف سے چمڑے کی چادروں
اس میں خریم بن مقروم، قریض، گوچلوک، کوچمان، تورائی خان، کشلی

خان، شمال کی طرف سے آنے والے منگول ہرکاروں کے علاوہ کچھ چھوٹے اہلکار اور سالار بھی شامل ہوئے۔

پھر خریم بن مقروم نے آنے والوں کا جو سرکردہ تھا اُسے مخاطب کیا۔ ''جو تفصیل تم نے ہمیں پہلے بتائی ہے وہ بڑی کارآمد ہے۔ کیا تمہارے لئے ایسا ممکن نہیں کہ ایک کپڑے پر اسے ایک تحریری شکل دے دو تا کہ آنے والے دنوں میں اس سے کام لیتے ہوئے اپنے دشمن پر کارگر ضربیں لگاتے رہیں۔''

اس کے ساتھ ہی سفید رنگ کا ایک کپڑا نکال کر خریم نے اُس ہرکارے کی طرف رکھ دیا تھا۔ ساتھ ہی اُس نے مخصوص انداز میں اپنے بھائی قریض کی طرف دیکھا۔ وہ بھی حرکت میں آیا۔ بانس کا ایک ٹکڑا اور ایک لمبا نوک دار جست کا ٹکڑا اُس نے اُس ہرکارے کی طرف بڑھایا۔ ہرکارہ مسکرایا۔ جست کا وہ ٹکڑا بانس پر رگڑ رگڑ کر اُس نے سفید رنگ کے ایک کپڑے پر نقشہ سا بنا دیا تھا۔

جب ایسا ہو چکا تو ہرکارے نے پھر خریم بن مقروم کو مخاطب کیا۔ ''میرے عزیز! سلافوں کے جس سردار سے آپ لوگ انتقام لینا چاہتے ہیں اب اس کی قوت میں کئی گنا اضافہ ہو چکا ہے۔ آپ نے مجھے اُس کا نام بتایا تھا لیکن اس وقت میرے ذہن سے نکل رہا ہے۔''

اس پر خریم فوراً بول پڑا۔ ''اُس کا نام سکتور ہے۔''

ہرکارہ مسکرایا اور کہنے لگا۔ ''ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ سلافوں کی طاقت اور قوت میں اس بنا پر اضافہ ہو گیا ہے کہ کالمک اور جنگاری بھی ان کے ساتھ مل گئے ہیں۔ جہاں تک کالمکوں کا تعلق ہے یہ دریائے دولگا کے شمالی حصوں کے پرانے رہائشی ہیں اور ماضی میں بھی ان کے اور بلغاری ترکوں کے درمیان کشمکش چلی آتی رہی ہے۔ بلغاری ترک جو اسلام قبول کر چکے ہیں ہمیشہ ان پر غالب رہے۔ جہاں تک جنگاریوں کا تعلق ہے یہ منگولیا کے رہنے والے ہیں۔ انتہائی خونخوار قبائل ہیں۔ ڈاکہ زنی، لوٹ مار ان کا آبائی پیشہ ہے۔ اب تینوں قبائل متحد ہو چکے ہیں۔ جیسا کہ آپ نے خود بتایا کہ سلافی قبائل کا سردار سکتور ہے۔ کالمکوں کا سردار غلاش اور جنگاریوں کا سردار بارخولا ہے۔ اب تینوں قبائل نے کالمکوں کے سردار غلاش کو اپنا متحدہ سردار تسلیم کر لیا ہے۔ اب شمال کے ان سائبیرین علاقوں کے اندر مختلف مقامات پر یہ قبائل سرگرداں رہتے ہیں اور سارے ہی کالمک سردار کی ہدایت کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ دریائے دولگا اور دریائے دیاتکا کا درمیانی حصہ ہے۔ یہاں زیادہ تر سلاف ہیں۔ زوم کو انہوں نے اپنا مسکن اور مرکز بنا رکھا ہے اور ان دونوں دریاؤں کے درمیان جو

www.pdfbooksfree.pk

ان سے یہ مستفید ہوتے ہیں۔ دریائے ویاتکا اور دریائے کاما کا درمیانی حصہ کالمکوں کے زیر نگرانی ہے۔ یہاں دریائے کاما اور دریائے بیلایا کے درمیان جو چراگاہیں پڑتی ہیں وہ جنگاریوں کے قبضے میں ہیں۔ اب یہاں ہیئت یہ ہے کہ جنگاریوں کے بالکل ملحق دریائے بیلایا کے اُس پار بلغاری ترک بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ زراعت پیشہ ہیں۔ پہلے یہ بھی خانہ بدوش تھے۔ لیکن اب آہستہ آہستہ ان علاقوں میں وہ مستقل آباد ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ پہلے وہ چراگاہوں کی تلاش میں ایک وادی سے دوسری وادی گھوما پھرا کرتے تھے۔ لیکن اب ان کے اکثر قبائل دریائے بیلایا کے بائیں ساحلوں کے ساتھ ساتھ پھیلے ہوئے ہیں۔ اونا ان کا ایک طرح سے مرکز ہے۔''

یہاں تک کہتے کہتے اُس منگول ہرکارے کو رُک جانا پڑا۔ اس لئے کہ خریم بن مقروم جو ابھی تک گہری سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا، بول اُٹھا۔

''میں سمجھتا ہوں ہمارے ان ہرکاروں نے ہمیں بہترین اور انتہا درجہ کی قابلِ اعتبار اطلاعات فراہم کی ہیں۔ جہاں تک میرا ذاتی خیال ہے ہمیں دو دن تک یہاں پڑاؤ کرنا چاہیے اور اپنے لشکر کے لوگوں کو آرام اور قیام کا موقع دینا چاہیے۔ ہمارے لشکر میں بے شمار عورتیں ہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہم بھی کوئی خانہ بدوش ہی ہیں اور ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف متحرک ہیں۔ یہاں میں یہ بھی کہنا پسند کروں گا کہ جہاں تک میرا اندازہ ہے سلافوں کے سردار سکتور کو اب ہماری طرف سے کوئی خطرہ نہیں رہا ہوگا۔ وہ یقین کر چکا ہوگا کہ جو تباہی اُس نے ہم پر نازل کی اسے ہم خاموشی سے برداشت کر چکے ہیں اور ہم انتقامی کارروائی نہیں کریں گے۔ لہٰذا اُس نے ہم پر نگاہ رکھنے کے لئے اپنے ہرکارے نہیں پھیلائے ہوں گے۔ اب ہم نے دو دن کے آرام کے بعد دریائے وولگا اور دریائے ویاتکا کے درمیانی حصوں کے ساتھ ساتھ آگے شمال کی طرف بڑھنا ہے۔ میں جانتا ہوں موسم خراب ہے۔ نقل و حرکت ہمارے لئے دشوار ہو جائے گی۔ لیکن جو بات میرے ذہن میں ہے وہ یہ کہ ہمیں سب سے پہلے سلافوں پر ضرب لگانا ہوگی۔ جب ہم ان کے ٹھکانے ارزدم کی طرف بڑھیں گے تو لازمی بات ہے ارزدم سے بہت پہلے ہمیں روکنے کی کوشش کریں گے۔ اس لئے کہ ان کے ...ن میں یہ بات آئے گی کہ ہم بھی خانہ بدوش ہیں اور ان کی چراگاہوں پر قبضہ کرنے کے ... کی طرف متحرک ہیں۔ ایسی صورت میں وہ ہم سے ضرور ٹکرائیں گے۔ میں چاہتا ہوں ... فیصلہ کن ہو اور اس ٹکراؤ کے نتیجے میں انہیں برباد کرنے کے بعد ہم ان کے ... میں داخل ہونے کی کوشش کریں گے۔ ارزدم کو اپنا ٹھکانہ بنا کر ہم اپنی

قوت کو مستحکم کریں گے، کھانے پینے کی اشیاء کا خاصا ذخیرہ کریں گے اس کے بعد ہم سوچیں گے کہ اگلا قدم ہم نے کیا اٹھانا ہے۔ اس لئے کہ میرا اندازہ ہے کہ ہم دریائے وولگا اور دریائے ویاتکا کے درمیانی حصوں میں جب سلافوں پر ضرب لگائیں گے اور سلاف ہم سے پٹنے کے بعد بھاگیں گے تو از خود ہی کالمک اور جنگاری ہمارا رُخ کریں گے اور ہم سے سلافوں کی شکست کا انتقام لینے کی کوشش کریں گے۔ اس کے بعد جوں جوں حالات رونما ہوتے رہیں گے ہم انہی کے مطابق اپنا لائحہ عمل تیار کرتے رہیں گے۔''

خریم بن مقروم جب خاموش ہوا تو منگول ہرکارہ بول اُٹھا۔ ''اس سلسلے میں میرے خیال میں زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلغاری ترکوں کے سردار بالا خان نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ بھی اپنے آدمی پھیلا کر رکھے گا۔ سلافوں، کالمکوں اور جنگاریوں پر نگاہ رکھے گا اور اگر کسی بھی موقع پر ہمیں ان قبائل کے خلاف مدد کی ضرورت پڑی تو بالا خان از خود ہی اپنے مسلح جوانوں کے ساتھ حرکت میں آئے گا اور ہماری مدد کرنے کی کوشش کرے گا۔''

جب وہ منگول ہرکارہ خاموش ہوا تب خریم بن مقروم اپنی جگہ سے اٹھا، کہنے لگا۔

''اب یہ معاملہ طے ہے کہ دو دن ہم یہاں خیمہ زن ہو کر آرام کریں گے۔ تیسرے دن یہاں سے کوچ کریں گے۔ میرا خیال ہے اب سب اُٹھو اور اپنے اپنے یورتوں میں جا کر آرام کرو۔'' اس کے ساتھ ہی سب اپنے خیموں کی طرف ہو لئے تھے۔

❁......❁

خریم اور قریض دونوں بھائی جب اپنے یورت میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا یورت کی خوب صفائی ہو چکی تھی۔ ہر چیز ایک قرینے اور سلیقے سے رکھی ہوئی تھی اور ایک طرف بشار اور طائسی دونوں بیٹھی باہم گفتگو کر رہی تھیں۔ شاید وہ ان دونوں ہی کا انتظار کر رہی تھیں۔ جب وہ دونوں یورت میں داخل ہوئے تو دونوں اُٹھ کھڑی ہوئیں۔

یورت کے اندر جلنے والی چھوٹی سی مشعل کی روشنی میں خریم بن مقروم نے یورت کا جائزہ لیا۔ بہترین صفائی ہو چکی تھی۔ ہر چیز کو اس انداز اور اس قرینے سے رکھا گیا تھا جن کو وہ دونوں بھائی نہ رکھ سکتے تھے۔ کچھ دیر وہ اپنے یورت کا جائزہ لیتا رہا، پھر مسکرا دیا۔ اُس کی طرف دیکھتے ہوئے بشار بول اُٹھی۔

''آپ جو یورت کی ہر چیز کو گھور کر دیکھ رہے ہیں، لگتا ہے آپ کو اپنے یورت کی یہ صفائی اور سجاوٹ پسند نہیں آئی۔''

خریم بن مقروم مسکرا دیا اور کہنے لگا۔ ''نہیں بشار، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ بلکہ میں تم

www.pdfbooksfree.pk

دونوں کا انتہا درجہ کا شکر گزار ہوں کہ تم دونوں ہمارا اس قدر خیال رکھتی ہو اور یہ کہ......"

بشار فوراً بول اُٹھی اور خریم بن مقروم کی بات کاٹتے ہوئے کہنے لگی۔ "کبھی کبھی جب آپ گفتگو کرتے ہیں تو بیچ میں اجنبیت اور تکلفات کے الفاظ بھی استعمال کر جاتے ہیں جس طرح شعور و لاشعور جسم و نبض میں ایک رشتہ ہوتا ہے، جس طرح لب و نطق، ساگر اور لہر، کہر و نمی اور برق و رعد کا ایک تعلق ہوتا ہے ویسے ہی حالات اور وقت نے ہم چاروں کے درمیان بھی ربط و رسائی کی سی کیفیت پیدا کر دی ہے۔ ہم چاروں کو ایک دوسرے کے دل کے محرابوں کے لئے رموز حیات کی سرکتی چھاؤں اور سانسوں کے خود کار عمل کے لئے شبستانوں کی فسوں سازی سا بنا دیا ہے۔ اب چونکہ ہم چاروں ایک دوسرے سے منسوب ہو چکے ہیں تو ہم چاروں ایک دوسرے کے لئے کہکشاؤں کے زینوں لالہ زاروں کے رنگوں اور کوہساروں کے جمال اور مہہ پاروں کے حسین روپ سے بھی زیادہ خوشنما اور پُرکشش ہیں۔"

جب تک بشار بولتی رہی خریم بن مقروم اور قریض دونوں بھائی مسکراتے رہے، اُس کی طرف دیکھتے رہے اور سنتے رہے۔ جب وہ خاموش ہوئی تب طائسی کی طرف دیکھتے ہوئے خریم بن مقروم کہنے لگا۔

"طائسی میری بہن! جو الفاظ بشار نے کہے تم نے بھی سنے ہم نے بھی سنے۔ کیا تم ایسے الفاظ ادا کر سکتی ہو؟"

شرم و حیا کے باعث طائسی نے اپنے منہ پر کپڑا رکھ لیا اور کہنے لگی۔ "بھائی! وقت آنے پر سب کچھ ہو سکتا ہے۔ بس یوں جانیں میری ترجمانی میری بہن بشار نے کر دی ہے لہٰذا مجھے کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں۔ ہاں اگر مجھے کہنا پڑا تو میں کہہ سکتی ہوں۔ اس لئے کہ جو کچھ بشار نے کہا ہے حقیقت بھی ہے۔"

جواب میں خریم مسکرا دیا اور کہنے لگا۔ "لگتا ہے تم دونوں نے ہم سے گفتگو کرنے کے لئے پہلے سے کوئی صلاح مشورہ کر رکھا ہے۔ بہرحال بیٹھ جاؤ، کھانا یہیں منگواتے ہیں اور چاروں بیٹھ کر کھاتے ہیں۔"

اس پر مسکراتے ہوئے بشار کہنے لگی۔ "جیسا آپ چاہ رہے ہیں ایسا نہیں ہوگا۔ کھانا آج سب طائسی کے یورت میں کھائیں گے۔ اس لئے کہ طائسی کے باپ نے ہم دونوں کو یہ کہنے کے لئے بھیجا تھا کہ کھانا آج اُن کے یورت میں ہوگا۔ لیکن طائسی اکیلی تم دونوں کے پہلے میرے پاس آئی، کچھ دیر وہاں بیٹھی رہی پھر ہم جب آپ کے یورت میں سالاروں سے مشورہ کرنے کے لئے یورت سے جا چکے تھے اسی بناء پر

ہم دونوں بہنیں یہاں بیٹھ کر انتظار کرتی رہیں۔ اب آپ دونوں اُٹھ کر چپ چاپ ہمارے ساتھ ہو لیں۔ اس دوران ہم بیکار نہیں بیٹھیں۔ یورت کی صفائی کر دی ہے، ہر چیز قرینے اور سلیقے سے سجا دی ہے۔"

اس پر خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے خریم کہنے لگا۔ "یہ کام تو تم ویسے بھی کرتی ہو۔" بشار مسکرا دی اور کہنے لگی۔ "یہاں چونکہ پڑاؤ کا پہلا دن تھا لہٰذا یورت کی زیادہ دیکھ بھال کرنی پڑی۔ اور پھر یہ کہ......"

قریض جو ابھی تک خاموش تھا پہلی بار بشار کی طرف دیکھنے لگا۔ "میری بہن! جو کچھ آپ آگے کہنا چاہتی ہیں وہ میں کہہ دیتا ہوں۔ آپ یہاں آ کر رُکی تھیں اور یہ کہ ایسا کرنا تمہارا اور طائسی کا فرض ہے اور میرے خیال میں تم دونوں کو ایسا کرنا بھی چاہئے۔ اس لئے کہ ہم چاروں خود نہیں بلکہ بڑوں کی رضامندی اور مرضی سے ایک دوسرے سے منسوب کئے گئے ہیں۔"

قریض جب خاموش ہوا تو طائسی نے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ "میرے خیال میں باتیں اب کافی ہو گئی ہیں۔ اب آپ دونوں بھائی یورت میں آ گئے ہیں تو بابا بھی یورت میں پہنچ چکے ہوں گے۔ میرے خیال میں چلیں یورت میں چل کر کھانا کھاتے ہیں۔" اس کے ساتھ ہی خریم اور قریض چپ چاپ طائسی اور بشار کے ساتھ ہو لئے تھے۔ دو دن بعد لشکر نے وہاں سے اپنے ہدف کی طرف جانے کے لئے کوچ کیا تھا۔

۞......۞

قازان شہر کو اپنے بائیں جانب رکھتے ہوئے دریائے وولگا اور دریائے دیالکا کے درمیان پڑنے والی وادیوں کے بیچوں بیچ خریم بن مقروم اپنے لشکر کے ساتھ اس شاہراہ پر شمال کی طرف بڑھا تھا جو سائبیریا کے برف زاروں کی طرف جاتی تھی۔ ابھی انہوں نے تھوڑا سا سفر ہی طے کیا ہوگا کہ سامنے کی طرف سے کچھ سوار اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے اُن کی طرف آتے دکھائی دیئے۔ اُنہیں دیکھتے ہوئے خریم بن مقروم نے اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچتے ہوئے اُسے روک دیا اور اُس کے اس عمل کو دیکھتے ہوئے اُس کے دائیں بائیں سفر کرنے والے کوچمان، گوچلوک، تورائی خان، کشلی خان، قریض اور دیگر نے بھی اپنے گھوڑوں کو روک لیا تھا اور ان کے پیچھے کارواں کی صورت میں آگے بڑھتا ہوا پورا لشکر رُک گیا تھا۔

سامنے سے آنے والے سوار اُن کے قریب آ کر رُکے، پھر ان میں سے ایک اپنے ساتھیوں سے چند قدم اپنے گھوڑے کو آگے لے آیا اور انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"تم کون ہو؟ تمہارا راہبر، تمہارا سربراہ کون ہے؟"

www.pdfbooksfree.pk

اُس کے اس سوال کا جواب تورائی خان دیتے ہوئے کہنے لگا۔ ''تم کیا چاہتے ہو؟'' ساتھ ہی اُس نے خریم بن مقروم کی طرف اشارہ کیا اور کہنے لگا۔ ''ہمارے اس کاروان کا یہ سالار ہے۔''

آنے والے اُس شخص نے خریم بن مقروم کی طرف دیکھتے ہوئے اُسے مخاطب کیا۔ ''تم لوگ کون ہو اور کیوں ان علاقوں میں داخل ہوئے ہو؟''

خریم بن مقروم نے مسکراتے ہوئے اُس کی طرف دیکھا پھر اُس نے بھی سوال داغ دیا۔ ''پہلے یہ بتاؤ تم کون ہو اور کیوں تم لوگوں نے ہماری راہ روکی ہے؟''

آنے والا تیز نگاہوں سے خریم کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ ''ہم سلاف ہیں۔ دریائے دولگا اور دریائے ویالکا کی اندرونی وادیاں ہماری ملکیت ہیں۔''

وہ مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اُس کی بات کاٹتے ہوئے خریم بن مقروم بول اُٹھا۔ ''تم خانہ بدوش سلاف ہو اور خانہ بدوشوں کی کوئی چیز، خصوصیت کے ساتھ زمین ملکیت نہیں ہوتی۔ ہم خود خانہ بدوش ہیں۔ جس طرح تم چراگاہوں کے متلاشی رہتے ہو ویسے ہم بھی چراگاہوں کے متلاشی ہیں۔ پھر تم ان علاقوں میں راہ روکنے کے مجاز نہیں ہو۔''

یہاں تک کہنے کے بعد خریم بن مقروم رُکا پھر وہ کہہ رہا تھا۔ ''ہماری راہ روکنے والو سنو! ہم آب و گل کی اس کوکھ میں حادثوں کی تقدیر میں ڈوبے حالات میں مشقتوں کے کاروان کی طرح اچھی چراگاہوں کے متلاشی ہیں۔ جہاں ہمیں اپنی پسند کی زمین ملی وہاں ہم پڑاؤ کریں گے۔''

راہ روکنے والوں کے سرکردہ نے پھر اُسے مخاطب کیا۔ ''پھر یہ چراگاہیں ہماری ملکیت ہیں۔ یہاں ہم تم لوگوں کو پڑاؤ نہیں کرنے دیں گے۔ یہاں سے گزر کر سائبیریا کی طرف جا سکتے ہو۔''

خریم بن مقروم مسکرایا، پھر کہنے لگا۔ ''میرے عزیز! دشت و دریا، کوہسار اور صحرا اُس ذات کی ملکیت ہیں جس نے اس زمین اور آسمان کو پیدا کیا۔ لہٰذا تم ہماری راہ کو نہ روکو گے اور ہم آگے بڑھ کر اپنی پسند کی جگہ پر پڑاؤ ضرور کریں گے۔''

اس پر راہ روکنے والوں کا سرکردہ کسی قدر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ ''یہ خیال کرنا کہ ہمارے پاس مسلح جوان نہیں ہیں۔ ہمارے پاس اس قدر عساکر ہیں کہ ہم ان کی خوب حفاظت کر سکتے ہیں۔ اگر ہماری بات نہیں مانو گے اور زبردستی ان علاقوں کو یاد رکھنا خانہ بدوش سلاف غبار آلود ہوس بن کر تم لوگوں کے دل کے گوشوں

کو ویران، دامنِ ہستی کو خون آلودہ، ہونٹوں کو مقفل، زبان کو پتھر کر کے رکھ دیں گے۔ ہم کسی کو اجازت نہیں دیں گے کہ وہ ہماری سرزمینوں کی جبیں زخم آلودہ کرتے ہوئے ہمیں صدیوں کی غلامی تلے دبا کر رکھ دے۔ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ تم آگے بڑھتے رہو گے اور ہم کوئی مزاحمت نہیں کریں گے تو یہ تمہاری بھول ہے۔ ہم پھول پتیوں کے فشار سے تمہارا استقبال کرنے سے رہے۔ اگر بات نہیں مانو گے، ہمارے علاقوں پر پڑاؤ کرنے کی کوشش کرو گے تو یاد رکھنا ہم لاشوں کے انبار لہو سے رنگین صلیبوں سے تمہارا استقبال کریں گے۔ ہاں گزرنا چاہو، سائبیریا کی طرف جانا چاہو تو بخوشی ایسا کر سکتے ہیں۔''

خریم بن مقردم نے بھی ناپسندیدگی کے انداز میں اُس کی طرف دیکھا، پھر اپنے لہجے میں کسی قدر کرختگی بھرتے ہوئے کہنے لگا۔ ''ہم لوگ موت کی وادیوں میں سرگرداں سرد راتوں کے دل خراش لمحوں جیسے ہیں۔ ہم سے ٹکراؤ گے تو یاد رکھنا تاریک ٹھٹھرے موسموں میں جذبات اور احساسات کی آگ میں بھسم ہو کر رہ جاؤ گے۔''

راہ روکنے والا پہلے کی نسبت زیادہ غضب ناک ہو کر بولا۔ ''اجنبی دراندازو! ہم سلاف اپنے جینے کے وسائل، اپنی زیست کی فصلوں کی حفاظت کرنا جانتے ہیں۔ اور اگر کوئی ہمارے ان وسائل پر شب خون مارنے کی کوشش کرے تو ہم ان کے سانسوں کی قربتوں میں دُکھ کے سائے، ہجرتوں کی تاریک وحشتیں اور مزاحمتوں کے بے کنار سمندر کھڑے کرنا بھی جانتے ہیں۔''

وہ جب خاموش ہوا تو طنزیہ سے انداز میں خریم بن مقروم نے اُسے مخاطب کیا۔ ''یہ تمہاری بھول ہے۔ ہم خود باطل قوتوں کی صف آرائیوں سے خوف زدہ ہونے والے نہیں ہیں۔ اگر ہمارے خلاف آمادہ جنگ و جدل ہو گے تو آگ اور خون کا کھیل کھیلو گے۔ بدبختی کے سیاہ سایوں کی خونی آہٹوں کو اپنے لئے آواز دو گے۔ اگر میں غلطی پر نہیں تو تمہارے سردار کا نام سکتور ہے۔ کیا تم اُس سے میری ملاقات کروا سکتے ہو؟''

آنے والے نے پھر کھولتے ہوئے لہجے میں کہنا شروع کیا۔ ''اب ان علاقوں میں اکیلا سلاف قبیلہ نہیں بستا۔ گو سلاف قبیلے کا سردار سکتور ہی ہے لیکن اب ان سرزمینوں میں یعنی ان دریاؤں کے درمیان پڑنے والے علاقوں کے اندر تین قبیلے متحد ہو چکے ہیں۔ ایک ہم سلاف، دوسرے کالمک، تیسرے جنگاری۔ سلافوں کے سردار سکتور اور جنگاریوں کے سردار بارخولا نے کالمک قبیلے کے سردار غلماش کو تینوں قبیلوں کا متحدہ اور واحد سردار مقرر کر رکھا ہے۔ ہمارا سردار سکتور ان دنوں تینوں قبیلوں کے سردار غلماش کی طرف گیا ہوا ہے۔ یہاں ہوتا بھی تو وہ تمہاری

www.pdfbooksfree.pk

راہ تو نہ روکتا۔ تم باز نہ آئے تو مسلح سلاف جن کی تعداد تمہارے کاروان سے بھی زیادہ ہے وہ نکلتے اور زبردستی تمہیں مار مار کر اپنی سرزمینوں سے بھگا دیتے۔ تم اتنے بڑے لشکر کے سالار ہو، نوجوان ہو اور تم جیسے نوجوان کو ایسے قبیلے، ایسے کاروان کا سالار بنا دینا میں سمجھتا ہوں کسی علت کے بغیر نہیں ہے۔''

راہ روکنے والا مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اُس کی بات کاٹتے ہوئے خریم بن مقروم بول اُٹھا۔ ''جو کچھ تم کہہ چکے ہو اسی پر اکتفا کرو۔ آگے مزید کچھ نہ کہنا۔ ہمارے راستے سے ہٹ جاؤ۔ جدھر سے آئے ہو اُدھر ہی چلے جاؤ۔ میری بات نہیں مانو گے تو میرے ایک اشارے پر میرے مسلح جوان آگے بڑھیں گے اور تم سب کو موت کے گھاٹ اتار دیں گے۔ لہٰذا اپنی خیریت اور عافیت چاہتے ہو تو فی الفور یہاں سے ہٹ جاؤ۔''

راہ روکنے والے خوفزدہ ہو گئے تھے۔ بڑی بے بسی کے عالم میں انہوں نے اپنے گھوڑوں کو موڑا پھر وہ جدھر سے آئے تھے اُدھر ہی چلے گئے۔

اُن کے جانے کے بعد خریم نے اپنے پہلو میں گھوڑے پر سوار تورائی خان کی طرف دیکھا اور اُسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ''تورائی میرے عزیز بھائی! اپنے چند ہرکاروں کو آگے بھیجو۔ تا کہ وہ سلافوں پر نگاہ رکھیں۔ اور جب سلافوں کا مسلح لشکر ہماری راہ روکنے کے لئے آئے تو اس کی آمد سے پہلے ہی ہمیں مطلع کر دیں تا کہ ان کا مقابلہ کرنے کے لئے ہم بہترین صف آرائی کر سکیں۔''

تورائی کے علاوہ کوچمان، گوچلوک، کشلی خان اور دوسرے سالاروں نے بھی اس سے اتفاق کیا۔ پھر تورائی نے چند منگول ہرکارے آگے روانہ کر دیئے تھے۔ اس کے بعد اپنے لشکر کے ساتھ خریم بن مقروم نے پھر شمال کی طرف بڑھنا شروع کیا۔

ابھی وہ لگ بھگ پانچ میل آگے گیا ہو گا کہ سامنے سے منگول ہرکارے واپس آتے دکھائی دیئے اور انہوں نے آتے ہی اطلاع دی کہ سلافوں کا ایک بہت بڑا لشکر بڑی تیزی سے پیش قدمی کرتا ہوا اُن کی طرف آ رہا ہے۔

یہ خبر سنتے ہی اپنے سارے سالاروں کے ساتھ خریم بن مقروم فوراً حرکت میں آیا۔ لشکر اں تھا وہیں اُسے روک دیا گیا۔ لشکر کے اندر جس قدر چھکڑا نما یورت تھے انہیں لشکر کے حصار کی شکل میں کھڑا کر دیا گیا اور ان کے اندر لشکر میں شامل عورتیں اور ضروریات سامان تھا وہ رکھ دیا گیا۔ اس طرح جس جگہ لشکر نے صف آرا ہونا تھا اس کے رت میں پڑاؤ قائم کر دیا گیا تھا تا کہ اس حصار کو توڑ کر کوئی لشکر میں شامل

عورتوں پر حملہ آور نہ ہو سکے۔

ایسا کرنے کے بعد اپنے سارے ساتھیوں کے ساتھ مل کر خریم بن مقروم نے اپنے لشکر کی صفیں درست کرنا شروع کر دی تھیں اور جس وقت سلاف سامنے کی طرف سے اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے آئے اس وقت تک اُن کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے لشکر کی صفیں درست کر کے خریم بن مقروم اور دوسرے سالار بالکل مستعد ہو چکے تھے۔

سلافوں نے جب دیکھا کہ آنے والے نوواردا اپنی صفیں درست کر چکے ہیں تب انہوں نے بھی اپنے لشکر کو استوار کرنا شروع کر دیا تھا۔

خریم بن مقروم نے لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کیا تھا۔ وسطی حصے میں خود رہا، قریقی اُس کے ساتھ اُس کے نائب کی حیثیت سے کام کر رہا تھا۔ لشکر کے دائیں جانب کی کمانداری تورائی خان اور بائیں حصے کی سرکردگی کشلی خان کر رہا تھا جبکہ کرغیزوں کے سردار گوچلوک اور باشکیریوں کے سردار کوچمان کو لشکر کے وسطی حصے میں رکھا گیا تھا۔ اُس کے ذمے دو کام لگائے گئے تھے۔ ایک یہ کہ وہ اپنے لشکریوں کو للکارتے ہوئے اُن کے حوصلے بلند رکھیں، دوسرے لشکر کا جو حصہ اُن کی کمانداری میں بھی دیا گیا تھا کسی موقع پر کسی وجہ سے اگر دشمن کے لشکر کا کوئی حصہ یورتوں کے حصار کو توڑ کر اندر داخل ہونا چاہے اور پڑاؤ کو نقصان پہنچانا چاہے یا لشکر میں شامل عورتوں کے درپے ہو تو انہیں روک کر مار بھگایا جائے۔

جس وقت سلاف اپنی صفیں درست کر رہے تھے، اپنے گھوڑے پر بیٹھے ہی بیٹھے خریم بن مقروم نے دُعا کے انداز میں اپنے ہاتھ بلند کئے پھر وہ آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی عاجزی اور رقت آمیزی میں کہہ رہا تھا۔

''اے خداوند مہربان! تو ہی منجمد رُتوں کے سناٹوں اور آسمان تک پھیلے سایوں کے ہجوم میں ماحول کی روشنی کی ردا اوڑھاتا ہے۔ تو ہی فضاؤں کے برجوں کے اندر سے بادلوں کے نگر کی بوندیں برساتا ہے۔ تو ہی آسمان کے ازل تاب جلووں سے نیند کی طرح اترتی شبنم اور اُجالوں کی مملکت میں چاند کے کھلتے بادبانوں کو متحرک کرتا ہے۔ میرے اللہ! تو ہی روتی بانجھ مدقوق راتوں میں آوازوں میں بھیگی دُعاؤں کا سننے والا ہے۔ تو ہی تقدیر کو سرنگوں کرتی آوازِ حق کو فوز مندی عطا کرتا ہے۔ الٰہی! اس وسعت افلاک تلے ہوش و خرد، قلب و نظر اور شعور و لاشعور کو تو ہی متحرک کرتا ہے۔ میرے اللہ! موت کی ان وادیوں میں دشمن ہم سے مرگ کا کھیل کھیلنے کے لئے وہم کے منحوس پرندوں کی طرح ہمارے سامنے کھڑا ہے۔ میرے اللہ! تو صاحب کمال ہی نہیں خالق کمال بھی ہے۔ یہ دشمن جو اس سے پہلے میری نسلوں کی تباہی کا

www.pdfbooksfree.pk

باعث بن چکے ہیں میرے اللہ ان کے مقابلے میں مجھے کامیابی اور سرفرازی عطا فرمانا۔

اے خدائے لم یزل! تو جانتا ہے میں نے ہمیشہ غیر کی دریوزہ گری سے منہ موڑتے ہوئے تیرے ہی سامنے قیام و قعود میں نصرت کی بھیک مانگی ہے۔ میرے اللہ! یہ دشمن جو جیون کی خونی جنجال کی طرح ہمارے سامنے ہے مجھے ہمت اور طاقت دے کہ میں النا کی کی بستیاں آباد کرنے والے ان ابلیسوں، ظلم و تشدد کی میزان کھڑی کرنے والے شیطانوں اور ابلیس کے خونی اشاروں پر کام کرنے والے گماشتوں پر اپنی برتری، اپنی فوزمندی ثابت کر سکوں۔ میرے اللہ میری مدد فرما کہ میں وحشت پرستی کے فرمان جاری کرنے والے ان دشمنوں، تہذیب کے دل میں لفظ انسانیت کو ملامتوں کے طوفان اور کذب دریا کی کالک میں ملوث کرنے والے شیطانوں کو بدترین شکست دے کر بھاگ جانے پر مجبور کر دوں۔ میرے اللہ! میری مدد فرما۔ میرے اللہ تیرے علاوہ اس کائنات میں کوئی ایسا نہیں جس کے سامنے دست طلب دراز کیا جا سکتا ہو۔ میرے اللہ! میں تجھ سے اپنی کامیابی کی بھیک مانگتا ہوں۔''

دُعا مانگنے کے بعد خریم بن مقروم بالکل سیدھا بیٹھ گیا تھا۔ اب اُس کی نگاہیں شاہین کی طرح دشمن کے لشکر پر جم گئی تھیں۔ کچھ دیر تک دشمن کے لشکر میں عجیب و غریب ہلچل برپا رہی، پھر سلاف اپنے لشکر کو حرکت میں لائے۔ طوفانوں کی طرح آگے بڑھے۔ اس کے بعد وہ ذہن کی قندیلیں گل، جسموں کی توانائی شل کر دینے والی کروٹیں لیتی بدی کی ترنگ، امر تکوینی کی اطاعت جلت و حرمت کے امتیاز اور جواز و عدم جواز کی پابندیوں سے بے پرواہ کر دینے والی دنیا پرستی اور خدا فروشی کی خوفناک تحریک کی طرح حملہ آور ہوئے تھے۔ حملہ آور ہوتے وقت سلاف جسم و رُوح کی بالیدگی کو ماند اور بیچارگی اور درماندگی طاری کرنے والے انداز میں عجیب طرح کی خوفناک آوازیں نکال رہے تھے۔

جب وہ اپنے حملہ آور ہونے کی تکمیل کر چکے تب خریم بن مقروم، تورائی خان، کشلی خان اور قریفس بن مقروم نے اپنے کام کی ابتدا کی۔ پہلے انہوں نے وحشتوں کے سیل بے اماں کو لرزاں لرزاں اور کرن کرن کی متلاشی رات میں زمین کا سینہ پھاڑ کر نمودار ہونے والے آتشی لاوے کے انداز میں تکبیریں بلند کیں، اس کے بعد سلافوں پر وہ یادوں کی اتھاہ سنسنانیوں میں ...گزیدہ سلگتے زخموں، سناٹوں کی فضاؤں اور بھیانک کھنڈرات میں ہانپتی خاموشیوں کا ...تی خونی کرنوں اور گردشِ دوراں کے دیولاخوں میں فرازِ کوہ تک اوپر سے گزر جانے ...سراہٹ کی طرح حملہ آور ہوئے تھے۔

تورائی خان، کشلی خان اور قریفس کے حملوں میں بھنور بناتی لہروں،

کھولتے بکھرتے لاووں جیسا زور، دل کی کھیتیاں برباد کرتے اندھیاؤ منتشر راہوں پر تشنگی کی موت جیسا طوفانی انداز، روتی راتوں میں برستے سنگِ گراں جیسی قہرمانیت تھی۔

کچھ دیر تک ان دیولاخوں اور میدانوں کے اندر ہولناک رن پڑا۔ پھر وقت کی آنکھ نے دیکھا کہ آہستہ آہستہ خریم بن مقروم کے مقابلے میں سلافوں کی حالت زیست کی سیاہ ردا میں بے پردہ وحشتوں، گونگے کواڑوں پر دستکیں دیتے دشت کے تنہا بگولوں اور شانوں پر مسافت کی تھکن لئے زمین پر رینگتی یادوں کی پرچھائیوں سے بھی زیادہ بدتر ہونا شروع ہو گئی تھی۔ جبکہ دوسری جانب ان پر اور زیادہ زور ڈالنے کے لئے اپنے حملوں میں تیزی پیدا کر کے خریم بن مقروم اور اُس کے دوسرے سالار اور لشکری سلافوں کے لئے روز و شب کی مشقتوں میں زہر کی طرح پھیلتی آگ، زیست کے پیچ و خم میں بپھری موجوں کے بگولوں اور اُداس لمحوں کی کہانیوں میں خواہشوں کے عذابوں کی صورت اختیار کرتے چلے جا رہے تھے۔

میدانِ جنگ تھوڑی دیر تک مزید سلگتا رہا، پھر تا رہا یہاں تک کہ سلافوں کو بدترین شکست ہوئی اور وہ میدانِ جنگ چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

خریم بن مقروم نے لشکر کا ایک مختصر سا حصہ علیحدہ کیا تا کہ وہ سارے چھکڑوں کو اُس کے پیچھے پیچھے سلافوں کے شہر ارزوم کی طرف لائے جبکہ اُس نے خود لشکر کے باقی حصے کے ساتھ بھاگتے سلافوں کا تعاقب شروع کر دیا تھا۔

سلافوں کے شہر ارزوم جا کر اپنے لشکر کو خریم بن مقروم نے روک دیا۔ اس موقع پر کشلی خان اور تورائی خان دونوں اپنے گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے خریم بن مقروم کے پاس آئے۔ پھر تورائی خان نے اُسے مخاطب کیا۔

''میرے عزیز بھائی! تم نے لشکر کو روک دیا ہے۔ خیریت تو ہے؟''

جواب میں خریم مسکرایا اور کہنے لگا۔ ''تورائی میرے عزیز! تم دیکھتے ہو کہ ہم سلافوں کے شہر ارزوم کے پاس پہنچ چکے ہیں۔ سلافوں کے جس لشکر نے شکست کھائی ہے یاد رکھنا وہ اسی شہر سے نکل کر گیا ہے اور اس شہر کے اندر بھی سلافوں کا کوئی حفاظتی لشکر ہو گا۔ لہٰذا اب ہمیں محتاط ہو کر آگے بڑھنا ہو گا۔ سب سے پہلے میں اپنے پیچھے آنے والے اپنے چھکڑوں کا انتظار کروں گا۔ جب وہ یہاں پہنچ جاتے ہیں تو میں آہستہ آہستہ اپنے لشکر کی ترتیب درست رکھتے ہوئے آگے بڑھوں گا تا کہ اگر سلاف اچانک ارزوم شہر سے نکل کر ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں تو ہم اپنا دفاع کرنے کے ساتھ ساتھ فی الفور جارحیت پر بھی اُترنے کے لئے تیار ہوں۔''

www.pdfbooksfree.pk

تورائی اور کشلی خان دونوں نے خریم بن مقروم کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ وہاں رُک کر انتظار کیا۔ یہاں تک کہ باشکیری اور کرغیز سردار کوچمان اور گوچلوک دونوں چھکڑوں کے کاروان کو لے کر اُن کے پاس پہنچ گئے۔ اُن کی آمد کے بعد اپنے لشکر کی ترتیب درست رکھتے ہوئے خریم بن مقروم نے ارزوم شہر کی طرف بڑھنا شروع کیا تھا۔

خریم بن مقروم کے اندیشے درست ثابت ہوئے۔ جونہی وہ شہر کے قریب ہوئے ایک دم سلافوں کا ایک بہت بڑا لشکر نکلا اور اُن پر خوابوں کے گھروندوں کو مسمار کرتی بے ضمیری کی خونی لہروں، قلب وجگر کے خاموش جذبوں میں زندہ نہ رہنے دینے والی درد کی اُٹھتی ٹیسوں اور ضبط کے آنچلوں میں خشک رُتوں کے اُجڑے خاکے برپا کرنے والے مجبور اور غم زدہ کرتے آزار کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔

خریم بن مقروم نے اندازہ لگایا کہ جو لشکر اس سے پہلے شکست اُٹھا کر اپنے شہر ارزوم کی طرف بھاگا تھا وہ اس بار اپنے ساتھ تازہ دم لشکری بھی لے کر آیا تھا لہٰذا وہ پہلے کی نسبت زیادہ جوش اور جذبے سے جنگ کی ابتدا کر رہے تھے۔ یہ صورت حال دیکھ کر اپنے گھوڑے کو موڑتے ہوئے خریم بن مقروم تھوڑا سا پیچھے ہٹا، پھر وہ اپنے لشکریوں کو مخاطب کرتے ہوئے بلند آواز میں کہہ رہا تھا۔

''شیر دل باشکیریو! جانثار کرغیزو! ناقابل تسخیر مکیارو! تمہارے سامنے نفس کو آزمائش میں ڈال کر زندگی کو اُجاڑ شمشانوں میں تبدیل کرنے والے ابلیس ہیں۔ یہ گلشن گلشن کو کدورت اور نفرت کی ہواؤں کا شکار کرنے والے ہیں، انسانیت کو تاریک رُوحوں کے استھانوں اور قریہ قریہ آفتوں کی دُھول اُڑا کر شہروں کو سنسان، مجبوریوں کے گرداب کا شکار کرتے ہیں۔ اپنے حملوں میں پہلے کی نسبت تیزی پیدا کر دو۔ اپنی پوری جواں مردی، اپنی پوری ممارست کے ساتھ ان پر ضرب لگاؤ۔ ان کے عزائم کو موسموں کی جھڑتی راکھ، ان کی خواہشوں کو اُڑتی چنگاریوں، ان کی سانسوں کی شاہراہوں کو ویران گزرگاہوں، ان کے ارادوں کو دُکھوں کے ذائقوں، رُوح کے آزار اور ان کی ساری جنگی جرأت مندی کو سلگتی، بھسم کرتی فرقتوں کی آگ میں تبدیل کرتے جاؤ۔''

خریم بن مقروم کے ان الفاظ کا خاطر خواہ اثر ہوا۔ اپنے لشکریوں کو اس طرح مخاطب کے بعد وہ اپنے گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے پھر اپنے لشکر کے آگے آ گیا تھا۔ ان الفاظ کہ باشکیری، کرغیز اور مکیار پہلے کی نسبت زیادہ خونخواری اختیار کرتے ہوئے حملہ بار اندھیروں میں بند قبا توڑتی ٹھہرتی بے روک آندھیوں، ہر گویائی کو

خاموش اور ہر احساس کو معطل کر دینے والے قدم قدم رقصاں ان گنت وسوسوں کی طرح نئے انداز میں حملہ آور ہوئے تھے۔

تھوڑی دیر تک سلافوں کے شہر ارزوم سے باہر گھمسان کا رن پڑا۔ یہاں بھی پہلی جنگ کی طرح سلافوں کی حالت دُکھوں سے تعارف کرواتی رات کی اتھاہ سیاہی، سراب مانگتی پیاسی ریت اور درد والم کے نصاب سے بھی زیادہ ہولناک ہونا شروع ہو گئی تھی۔

ایک بار پھر سلافوں کو بدترین شکست ہوئی اور وہ شہر کی طرف بھاگے۔

خریم بن مقروم نے آہستہ آہستہ شہر کی طرف بڑھنا شروع کیا تھا۔ دراصل وہ اپنے چھکڑوں کے کاروان کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتا تھا اس طرح وہ شہر میں داخل ہوا۔ اس کے شہر میں داخل ہونے تک شہر کے اندر جو مسلح جوان تھے وہ شہر خالی کر کے بھاگ چکے تھے۔ بہت کم سلاف شہر میں بچے جن کا خاتمہ کر دیا گیا۔ سلاف دریائے ویانکا کو عبور کرنے کے بعد دریائے ویانکا اور دریائے کاما کی اندرونی وادیوں کی طرف چلے گئے تھے جبکہ اپنے پورے لشکر کے ساتھ خریم بن مقروم سلافوں کے شہر ارزوم میں داخل ہو کر پڑاؤ کر گیا تھا۔

جس وقت لشکر پڑاؤ کر رہا تھا، خریم بن مقروم، کوچمان، گوچلوک، قریفن بن مقروم، تورائی خان اور کشلی خان ایک جگہ جمع ہوئے، پھر خریم بن مقروم انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''میرے عزیزو! سب سے پہلے تو ہمیں اپنے خداوند قدوس کا شکر یہ ادا کرنا چاہئے کہ اس نے دو مرتبہ ہمیں ان خونخوار سلافوں کے مقابلے میں کامیابی اور کامرانی عطا کی۔ اس وقت ہم سلافوں کے شہر ارزوم میں موجود ہیں۔ شہر کا جائزہ تم بھی لے چکے ہو اور شہر کو میں بھی بغور دیکھ چکا ہوں۔ یہ تمہارے شہر سرائے باتو سے مختلف ہے۔ سرائے باتو میں تو کچی مٹی کی بلند فصیل ہے اور اس کے اندر خیموں کا شہر آباد ہے لیکن یہاں صورتِ حال مختلف ہے۔

یہاں اندرونی حصے میں خیموں کا ہی شہر آباد ہے لیکن ان خیموں کے شہر کے اِردگرد ایسی بلند رہائش گاہیں بنائی گئی ہیں جو فصیل ہی کا کام دیتی ہیں۔ لیکن شہر میں داخل ہونے کے چار دروازے ہیں جن پر کوئی پھاٹک نہیں لگائے گئے۔ شاید سلافوں کو کسی سے کوئی خطرہ نہ تھا۔ وہ یہ خیال کرتے ہوں گے کہ مکیاروں پر حملہ آور ہونے کے بعد کوئی مکیار ان سے انتقام نہیں لے گا۔ اسی بنا پر انہوں نے اپنے اس شہر کے چاروں دروازوں پر پھاٹک نہیں لگائے۔

اب سب سے پہلا خدشہ جو ہمارے سامنے آتا ہے وہ یہ کہ فی الوقت تو سلاف ہم سے شکست کھانے کے بعد دریائے ویانکا اور دریائے کاما کی اندرونی وادیوں کی طرف چلے گئے ہیں لیکن [illegible]یت وہ لوٹیں گے، ہم پر حملہ آور ہوں گے اور ہم سے انتقام لینے کی کوشش کریں

www.pdfbooksfree.pk

گے۔ اور انتقام لینے کی اس کارروائی میں ظاہر ہے وہ اپنے دو اتحادی قبیلوں یعنی کالمکوں اور جنگاریوں کو بھی اپنے ساتھ لائیں گے۔

اپنے دفاع کو مکمل کرنے کے لئے ہم نے پہلا جو کام کرنا ہے وہ یہ کہ اس شہر میں داخلے کے لئے جو چار دروازے ہیں وہاں کئی ایک بڑے بڑے چھکڑے کھڑے کر دیئے جائیں گے اور ان چھکڑوں کے اندر ہمہ وقت بہترین تیر انداز متعین رہیں گے۔ یہ تیر انداز بدلتے رہیں گے تاکہ ہر وقت چوکسی کا احساس رہے۔ اس کے علاوہ جو دروازوں کو ملانے والی بڑی بڑی قیام گاہیں بنائی گئی ہیں ان کے اوپر بھی تیر انداز بٹھا دیئے جائیں گے تاکہ دن رات کے کسی بھی حصے میں اگر باہر سے کوئی حملہ آور ہو تو اپنے دفاع کی پہلے سے تکمیل کی ہوئی ہو۔

تورائی خان میرے بھائی! میں ایک کام تمہارے ذمے لگاتا ہوں۔ تم تھوڑی دیر تک تیز رفتار ہرکاروں کو بلغاری ترک سردار بالا خان کی طرف روانہ کرو۔ اب تک جو صورتِ حال نمودار ہوئی اس کی تفصیل اُسے بتاؤ اور اُس سے التماس کرو کہ آنے والے دنوں میں اگر سلاف، جنگاری اور کالمک قبائل متحد ہو کر ہم پر حملہ آور ہوتے ہیں تو اس سلسلے میں ہماری مدد کرے۔ مجھے اُمید ہے کہ کالمک، جنگاری اور سلاف فی الفور ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش نہیں کریں گے۔ پہلے وہ جائزہ لیں گے کہ ہم کون ہیں اور کیوں ان پر حملہ آور ہوئے ہیں؟ کیا چاہتے ہیں؟ ہماری ان سے کیا دشمنی ہے؟ یہ بھی کھوج لگانے کی کوشش کریں گے کہ ہمارا تعلق کن قبائل سے ہے؟ اتنی دیر تک ہم اپنی تیاریاں مکمل کر چکے ہوں گے اور بلغاری ترک سردار بالا خان سے بھی رابطہ قائم کر چکے ہوں گے۔ اس کے بعد یہاں رہتے ہوئے شہر اور اس کے اطراف کا جائزہ لیتے ہوئے اپنے دفاع کے لئے ہم مزید کارروائیاں بھی کریں گے۔ اب میرے خیال میں سب سے پہلے شہر کے چاروں داخلوں پر چھکڑے کھڑے کر کے وہاں تیر انداز مقرر کر دیئے جائیں۔ شہر کے اندر پڑاؤ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بے شمار خیمے ہیں، انہی خیموں کے اندر ہمارے آدمی آرام کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ شہر کے اندر ایک ایک قیام گاہ اور ایک ایک خیمے کا جائزہ لیا جائے۔ جو بھی سامان ملے وہ اکٹھا کر لیا جائے۔''

یہ فیصلہ ہونے کے بعد سارے سالار حرکت میں آئے۔ شہر میں داخلے کے جو چار دروازے تھے وہاں کئی بڑے بڑے چھکڑے کھڑے کر کے وہاں تیر انداز مقرر کر دیئے گئے۔ پاس تیروں کے ڈھیر لگا دیئے گئے تھے۔ داخلوں کے درمیانی حصے میں جو اونچی اونچی گاہیں بنی ہوئی تھیں ان کے اوپر بھی پہرے دار مقرر کر دیئے گئے تھے۔

خریم اور قریض دونوں بھائی جب اپنے یورت میں داخل ہوئے تو پیچھے سے کسی نے خریم کو آواز دیتے ہوئے رُکنے کے لئے کہا۔ دونوں بھائی یورت میں داخل ہوتے ہوئے رُک گئے تھے۔ جب انہوں نے مُڑ کر دیکھا تو حسین طائسی بڑی تیزی سے اُن کی طرف آ رہی تھی۔ قریب آ کر رُکی۔ خریم اور قریض دونوں بھائی بڑی پریشانی سے اُس کی طرف دیکھنے لگے تھے، پھر انتہائی شفقت بھرے انداز میں طائسی کو مخاطب کرتے ہوئے خریم نے پوچھ لیا۔

''طائسی میری بہن! خیریت تو ہے؟''

طائسی مزید قریب ہوئی، پھر خریم کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ ''پہلے تو میں آپ دونوں بھائیوں کو سلافوں کے خلاف فتح مندی پر تہہ دل سے مبارک باد دیتی ہوں۔ اس کے بعد ایک پریشانی کی بات بھی ہے۔''

دونوں بھائی بڑی فکرمندی سے طائسی کی طرف دیکھنے لگے۔ پھر خریم نے پوچھ لیا۔ ''کیسی فکرمندی میری بہن؟ اور آج تم خلافِ معمول اکیلی آئی ہو۔ بشار تمہارے ساتھ نہیں ہے۔''

طائسی کچھ اُداس اور افسردہ ہو گئی۔ کہنے لگی۔ ''بشار سے متعلق ہی تو میں کہنے آئی ہوں پر آپ وعدہ کریں جو کچھ میں آپ سے کہوں آپ اس کا ذکر بشار سے نہیں کریں گے۔ جو باتیں میں آپ سے کہنے لگی ہوں اگر بشار کو پتہ چل گیا کہ یہ میں نے آپ سے کہی ہیں تو وہ مجھے چھوڑے گی نہیں۔ اس لئے کہ میں اُسے وعدہ دے چکی ہوں کہ جو کچھ میں کہنے لگی ہوں آپ سے نہیں کہوں گی۔''

اس گفتگو نے خریم اور قریض دونوں کو پریشان اور فکرمند کر دیا تھا۔ پھر خریم بن مقروم نے اپنا ہاتھ بڑے پیارے انداز میں طائسی کے سر پر رکھا۔ کہنے لگا۔ ''طائسی! تم کہو میری بہن۔ جو کچھ بھی تم کہو گی اس سلسلے میں تمہارا نام نہیں آئے گا۔ کھل کر کہو کیا معاملہ ہے؟''

طائسی رُکی، پھر کہنے لگی۔ ''بھائی! بشار گزشتہ دو دن سے بخار میں تپ رہی ہے۔ ان دنوں اُس سے آپ کی ملاقات ہی نہیں ہوئی۔ لشکر کوچ ہی میں رہا اور پھر سلافوں کے شہر میں بھی ہولناک جنگ ہوئی۔ جس کی بناء پر آپ کی اُس سے ملاقات نہ ہو سکی۔ اُسے سخت بخار ہے۔ اُس کی ماں کا کہنا ہے کہ اُسے جب کبھی بھی بخار ہوتا ہے تو اُسے چرائتا اُبال کر پلائیں تو بخار اُتر جاتا ہے۔ پر وہ چرائتا پیتی نہیں ہے۔ آپ جانتے ہیں وہ بہت کڑوا ہوتا ہے۔ جب چھوٹی تھی تو اُس کو بخار ہوتا تھا تو اس کی ماں زبردستی اسے پلا دیتی تھی۔ اب جبکہ بڑی ہو گئی ہے تو پینے سے انکار کر رہی ہے۔ اس کے بابا ماں دونوں نے اس کی بہت منتیں کیں کہ تمہیں تیز بخار ہے، چرائتا پی لو ٹھیک ہو جاؤ گی لیکن وہ کہتی تھی کوئی بات نہیں، موسمی بخار ہے آہستہ آہستہ خود ہی

www.pdfbooksfree.pk

اتر جائے گا۔ بھائی! چراٹتا اُبال کر رکھا ہوا ہے۔ ٹھنڈا بھی ہو چکا ہے۔ اُسے کوئی چراٹتا پینے پر مجبور کر سکتا ہے تو وہ صرف آپ ہیں۔ اسی بنا پر خالہ سمنائی نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے کہ آپ آئیں اور اُسے چراٹتا پلائیں۔ لیکن یہ نہ پتہ چلنے پائے کہ آپ کو بشار کی ماں سمنائی نے بلایا ہے یا میں نے آپ کے پاس آ کر بشار کے بخار کی کیفیت کی اطلاع دی ہے۔ ایسا کرتے ہیں کہ میں پہلے بشار کے یورت کی طرف چلی جاؤں گی، اُس کے پاس جا کر بیٹھ جاؤں گی تھوڑی دیر بعد آپ دونوں بھائی وہاں آنا۔ اس کے بعد......"

اس پر کچھ سوچتے ہوئے خریم بن مقردم نے طائسی کی بات کاٹ دی اور کہنے لگا۔ "اس کے بعد کیا کرنا ہے میں سب نمٹ لوں گا۔ تمہیں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور ہاں طائسی میری بہن! اگر بشار کو یہ خبر بھی ہوگئی کہ اُس کے بخار کی اطلاع تم نے دی ہے تو میں تمہیں اس بات کی بھی ضمانت دیتا ہوں کہ وہ تمہیں کچھ نہیں کہے گی۔ اگر کہے گی تو میں ذمہ دار ہوں گا۔"

طائسی مسکرا دی اور کہنے لگی۔ "اگر آپ اُسے منع کر دیں گے تو واقعی وہ مجھے کچھ نہیں کہے گی۔ اس لئے کہ وہ آپ کو اپنی رُوح، اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتی ہے۔ اب آپ نے کیا کرنا ہے یہ تو مجھے خبر نہیں۔ اب میں اُس کے یورت کی طرف جاتی ہوں اور آپ دونوں بھائی میرے جانے کے تھوڑی دیر بعد اُس کے یورت کا رُخ کیجئے گا۔" اس کے ساتھ ہی طائسی پلٹی اور بشار کے یورت کی طرف چلی گئی۔ دونوں بھائی تھوڑی دیر تک وہاں کھڑے رہے۔

دوسری جانب طائسی بشار کے یورت میں جا کر بیٹھ گئی تھی۔ یورت میں اس وقت بشار، اُس کی ماں سمنائی، طائسی اور اُس کی ماں منگتائی بیٹھی ہوئی تھیں۔ کوچمان اور گوچلوک شاید لشکر کے انتظامات میں مصروف تھے۔ ایسے میں خریم اور قریض دونوں بھائی یورت میں داخل ہوئے۔ بڑے خوش کن انداز میں سمنائی، طائسی اور منگتائی تینوں نے اُن کا استقبال کیا۔ یورت کے وسطی حصے میں ایک گدے دار بستر پر بشار لیٹی ہوئی تھی۔ خریم اور قریض کے آنے پر وہ کچھ پریشان سی لگتی تھی تاہم وہ اپنا لباس درست کرتے ہوئے اُٹھ کے بیٹھ گئی۔

یورت میں داخل ہونے کے بعد خریم بن مقردم نے باری باری سب کا جائزہ لیا پھر بشار کی ماں سمنائی کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"آج عجیب بات ہے۔ میں جب کبھی اس یورت میں داخل ہوا میں نے بشار کو چاک و [illegible] آج پہلی بار ہے کہ یہ بالکل سستی کی ردا اوڑھے اپنے بستر پر پڑی ہوئی ہے۔ [illegible] کو لیٹنے آیا تھا۔"

اس پر مصنوعی حیرت کا اظہار کرتے ہوئے طائسی کہنے لگی۔ "بھائی! کیا ہم دونوں سے کوئی کام ہے؟"

[illegible] دزدیدہ نگاہوں سے بشار کی [illegible] دیکھتے ہوئے خریم کہنے لگا۔ "تم دونوں کو کیوں اپنے ساتھ لے کر جانا چاہتا ہوں یہ تو اپنے یورت میں ہی جا کر بتاؤں گا۔"

اس پر نحیف سی آواز میں بشار خریم بن مقردم کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ "آپ کھڑے کیوں ہیں؟ بیٹھ جائیں۔ جو کام آپ نے اپنے یورت میں جا کر بتانا ہے وہ یہیں بتا دیں۔"

بشار جب بولی تو خریم بن مقردم نے غور سے اُس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔ "بشار! کیا بات ہے؟ تمہاری آواز بدلی ہوئی ہے۔ تمہارے چہرے پر وہ پہلی رونق اور بشاشت بھی نہیں ہے۔ آنکھوں میں جو خوبصورت چمک ہوا کرتی تھی وہ بھی آج ماند ہے۔" اس کے ساتھ ہی وہ آگے بڑھا، کسی قدر بے باکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے وہ بشار کے بستر پر بیٹھ گیا۔ بشار خوفزدہ سی ہوگئی تھی۔ پھر اچانک ہاتھ آگے بڑھا کر بشار کا ہاتھ خریم نے اپنے ہاتھ میں لیا، اُس کے بازو کو پکڑ کر دیکھا، پھر اُس کے گال پہ ہاتھ لگایا، گردن پر اُلٹا ہاتھ رکھا پھر کسی قدر فکرمند لہجے میں اُس کی ماں سمنائی کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"اماں! اسے تو تیز بخار ہے۔ تبھی اس کی یہ حالت ہو رہی ہے۔ ورنہ آپ تو جانتی ہیں کہ اس وقت تو یہ بستر پر لیٹنے والی نہیں ہے۔"

سمنائی مسکرائی اور کہنے لگی۔ "بیٹے! تم بڑے اچھے وقت پر آئے ہو۔ اسے گزشتہ دو دن سے بخار ہے۔ اور یہ بخار ایک لمبے عرصے بعد ہوا ہے۔ بچپن میں جب کبھی اسے بخار ہوتا تو اس کو چراٹتا اُبال کر دیتی تھی۔ پیتی تھی تو ٹھیک ہو جاتی تھی اور اب......"

اس موقع پر سمنائی کی بات کاٹتے ہوئے خریم بول پڑا۔ "اچھا اماں! میں اپنے یورت کی طرف جاتا ہوں اور اس کے لئے دوا لے کر آتا ہوں۔"

جونہی خریم بن مقردم اُٹھنے لگا، بشار نے اُس کا لباس کھینچتے ہوئے دھیمی سی آواز میں کہا۔ "بیٹھے رہئے۔ یہاں سے جایئے گا نہیں۔"

اس موقع پر سمنائی نے خریم کو مخاطب کیا۔ "اس کے لئے کیا دوا لے کر آؤ گے بیٹے؟"

خریم نے ایک نگاہ بشار پر ڈالی پھر کہنے لگا۔ "اماں! میرے یورت میں چراٹتا پڑا ہوا ہے، ابھی میں لاتا ہوں اور اس کو اُبال کر پلاتے ہیں۔"

اس پر سمنائی نے ایک گہری نگاہ بشار پر ڈالی، پھر خریم بن مقردم کو کہنے لگی۔ "بیٹے! تمہیں زحمت کی ضرورت نہیں ہے۔ چراٹتا میں نے اُبال کر رکھا ہوا ہے، ٹھنڈا بھی ہو چکا ہے لیکن یہ

www.pdfbooksfree.pk

پیتی ہی نہیں ہے۔"

خریم بن مقروم فوراً اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑا ہوا اور سمنائی سے کہنے لگا۔ "پیتی کیسے نہیں ہے۔ اس کے باوا بھی پئیں گے۔ پھر سمنائی کے قریب گیا اور اُسے کہنے لگا۔ "اماں! آپ مجھے اُبلا ہوا چراُکتا لا کر دیں۔ پھر میں دیکھتا ہوں یہ کیسے نہیں پیتی۔"

اس موقع پر بشار خاموش تھی اور بے بسی سے کبھی اپنی ماں اور کبھی خریم بن مقروم کی طرف دیکھ لیتی تھی۔ سمنائی نے عجیب سے انداز میں طائسی کی طرف دیکھا۔ اس پر طائسی اُٹھی اور وہ برتن اُٹھا کر لے آئی جس میں چراُکتا کا اُبلا ہوا پانی رکھا ہوا تھا۔ وہ برتن خریم بن مقروم نے لیا۔ بشار کے بستر پر جہاں سے اُٹھا تھا وہیں آ کر بیٹھ گیا۔ پھر بشار کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"بشار! دیکھنا، میری عزت کا سوال ہے۔ جو میں کہہ رہا ہوں وہ اپنے دل پر پتھر رکھ کر کر گزرنا۔ چراُکتا پی لو۔ یوں جانو یہ کام تم میری خوشی کے لئے کر رہی ہو۔"

بشار نے رو دینے والے انداز میں انتہائی بے بسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے خریم بن مقروم کی طرف دیکھا پھر پیار بھرے انتہائی دھیمے لہجے میں کہنے لگی۔ "آپ کو یہ الفاظ کہنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ آپ صرف اشارہ کرتے میں سارا چراُکتا پی جاتی۔ چراُکتا تو کیا آپ کی خوشی، آپ کی عزت کی خاطر میں زہر کا جام پینے کے لئے بھی تیار ہوں۔" اس کے ساتھ ہی مسکراتے ہوئے بشار نے برتن لیا اور چراُکتا کا اُبلا ہوا پانی پی گئی تھی۔

پیالہ اُس سے لے کر خریم نے ایک طرف رکھ دیا تھا۔ کچھ دیر بڑے میٹھے سے انداز میں بشار خریم کی طرف دیکھتی رہی پھر رازدارانہ سے انداز میں کہنے لگی۔

"میں آپ کو آپ کی شاندار فتوحات پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔"

خریم نے غور سے اُس کی طرف دیکھا، پھر مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ "انسان کو لاف و گزاف سے کام نہیں لینا چاہئے۔"

بشار پریشان سی ہوگئی۔ سوالیہ سے انداز میں خریم کی طرف دیکھا اور پوچھنے لگی۔ "میں نے کون سا لاف و گزاف سے کام لیا ہے؟"

شرارت آمیز انداز میں خریم نے اُس کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔ "بشار! اب جبکہ ہم دونوں ایک دوسرے سے منسوب کر دیا گیا ہے تو کیا تم سمجھتی ہو کہ ہم دونوں میں کوئی فرق ہے؟"

مسکرا دی۔ کہنے لگی۔ "نہیں، کوئی فرق نہیں۔ ہم ایک ہیں۔"

ہونٹوں پر زبان پھیری، پھر کہنے لگا۔ "اگر ہم ایک ہیں تو پھر تم مجھے میری فتح پر رہی ہو؟ یہ میری نہیں تمہاری فتح ہے۔ گویا تم اپنی فتح پر خود کو مبارکباد دے

رہی ہو۔"

بخار کے باوجود بشار کھلکھلا کر ہنس دی تھی۔ پھر کہنے لگی۔ "اچھا، اب میں آپ کی بات کا مطلب سمجھی۔ اب آپ ایسا کریں یہاں بیٹھ کے مجھے گزشتہ دو جنگوں کے حالات تفصیل کے ساتھ سنائیں۔ اس طرح میرا دل بھی بہلا رہے گا اور میرے بخار میں کمی بھی آ جائے گی۔ بلکہ آپ کے یہاں موجود ہونے سے میرا بخار جلد دُور ہو جائے گا۔"

خریم مان گیا۔ پھر اُس کے بستر پر بیٹھے ہی بیٹھے اُسے گزشتہ دو جنگوں کے حالات سنا رہا تھا۔

www.pdfbooksfree.pk

رات گہری ہو چکی تھی۔ سرائے باتو میں چار سو خاموشی اور ہو کا عالم تھا۔ ایسے میں باتو کا بیٹا سرتاک اور راہب ولیم دونوں اُس خیمے میں داخل ہوئے جس میں گروسو کا قیام تھا۔ جب وہ خیمے میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا خیمے میں اس وقت گروسو کے دوست بروک کے علاوہ دو اور جوان بھی اُن کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ انہیں دیکھ کر سرتاک اور ولیم ٹھٹکے تھے۔ آہستہ آہستہ خیمے میں داخل ہوئے۔ انہیں دیکھتے ہی گروسو اور اُس کا ساتھی بروک اُٹھ کھڑا ہوا اور اُن کی طرف دیکھتے ہوئے دوسرے دو بھی کھڑے ہو گئے تھے۔

کمرے میں لگی ہوئی نشستوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے گروسو نے سرتاک اور راہب ولیم کو بیٹھنے کے لئے کہا۔ وہ دونوں چپ چاپ بیٹھ گئے۔ کچھ دیر خاموشی رہی، پھر گروسو کو مخاطب کرتے ہوئے سرتاک بول پڑا۔

''اگر تم برا نہ مانو تو کیا تم بتاؤ گے یہ تمہارے کمرے میں تمہارے دو ساتھی کون ہیں؟''

گروسو مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ ''خاقان کے بیٹے! جس وقت ہم یہاں آنے کے لئے قبرص سے روانہ ہوئے تھے اُس وقت ہم چار ساتھی تھے دو ہم اور دو یہ جو آپ کے سامنے کھڑے ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام باربک اور دوسرے کا نام سرجیس ہے۔ یہ ہماری بدبختی کہ راستے میں باربک بیمار ہو گیا۔ ہم نے سرجیس کو اس کی تیمارداری کے لئے چھوڑا اور خود یہاں روانہ ہو گئے۔ ہمارے بعد باربک تندرست ہو گیا تو یہ اور سرجیس بھی اب یہاں پہنچ گئے ہیں۔ یہ مقابلے سے تھوڑی دیر پہلے ہمارے خیموں کے شہر میں داخل ہوئے ہیں۔''

جواب میں سرتاک نے سکھ کا ایک لمبا سانس لیا اور کہنے لگا۔ ''چلو یہ بھی اچھا ہوا کہ اب تم دو کے بجائے چار ساتھی ہو۔ گروسو! یہ جو مقابلے کے میدان میں تمہیں مسلمان بدو عمیر بن نصر نے تیغ زنی کے مقابلے میں زیر کیا ہے مجھے اس کا بے حد دُکھ اور صدمہ ہے۔ گروسو! میں نے تو ایک لاجواب اور بہترین تیغ زن تھا۔ بڑے بڑے ماہر منگول تیغ زن تیرے سامنے سب کو زیر کر دیا۔ لیکن تجھے اس عمیر بن نصر کے سامنے کیا ہو گیا تھا؟ اُس نے تو زیر کر لیا اور تیرا کوئی بس نہ چلنے دیا۔ اس پر مستزاد یہ کہ اس نے تمہیں

زمین پر لٹایا اور ایسا مارا کہ جس کا ذکر نہیں کیا جا سکتا۔ گروسو! مجھے دوسرا افسوس یہ ہے کہ جب تو تیغ زنی کا مقابلہ ہار گیا تھا تو تو نے اُس کے ساتھ مُکہ بازی شروع کی تھی۔ کم از کم اس وقت ہی تو نے اُسے مار مار کر زمین پر گرا دیا ہوتا تو پھر بھی تمہاری عزت رہ جاتی۔''

گروسو بڑی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ ''یہ بدو بھی عجیب و غریب ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ تلوار اور تیغ زنی کے فن میں مجھ سے بہت اعلیٰ اور ارفع ہے۔ اس نے اپنے مقابلے میں میرا بس نہیں چلنے دیا۔ اُس نے اس انداز کے ساتھ مجھ پر حملے شروع کئے کہ میں اُس کے حملوں کا رُخ اور سمتوں کو سمجھ ہی نہ سکا۔ بس یوں جانو اُس نے مکمل طور پر مجھے اپنے سامنے بے بس کر دیا تھا۔ مجھے اُمید تھی کہ میں مُکہ بازی میں اُسے زیر کر لوں گا۔ لیکن میری بدبختی کہ اس میں بھی اُس کا پلڑا بھاری رہا۔ اور اب سب سے بڑی بدبختی یہ کہ اس کی شادی بختائی سے ہو گئی ہے۔ اب وہ بختائی کا شوہر ہونے کے ساتھ ساتھ اس شہر میں بہت زیادہ صاحبِ عزت اور خاقان کی نگاہوں میں ذی وقار ہو چکا ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد گروسو رُک گیا۔ وہ بڑا پریشان اور فکر مند تھا۔ اُس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے راہب ولیم اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ ''گروسو! یہ جو مسلمان بدو نے تمہیں اپنے سامنے مقابلے کے دوران زیر کیا ہے تو میں سمجھتا ہوں پوری نصرانیت ہی مسلمانوں کے سامنے زیر اور مغلوب ہو کر رہ گئی ہے۔ جتنا دُکھ مجھے تمہارے ہارنے کا ہوا ہے آج تک کسی کا نہ ہوا اور نہ ہی ہو گا۔ جس وقت وہ تمہیں اپنے عمامے سے باندھ کر گھسیٹتا ہوا خاقان کی طرف لا رہا تھا اُس وقت میرا جی چاہ رہا تھا کہ زمین پھٹ جائے اور میں اس میں سما جاؤں۔ میرا یہ بھی جی چاہ رہا تھا کہ کاش خداوند یسوع مسیح ایسا کرتا کہ تمہاری جگہ وہ بدو ہارتا اور تم اس کے گلے میں کپڑا ڈال کر گھسیٹ کر خاقان کے پاس لاتے۔ پر ہائے افسوس، میری کوئی بھی دُعا اس موقع پر قبول نہ ہوئی۔''

راہب ولیم کی اس گفتگو سے گروسو اور اس کے تینوں ساتھی فکر مند اور پریشان ہو گئے تھے۔

اس بار سرتاک گروسو کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ''گروسو! تیغ زنی کے مقابلے میں اس ناکامی پر دلبرداشتہ مت ہونا۔ میں اس عمیر بن نصر کو زندہ نہیں رہنے دوں گا۔ اس نے بختائی کو جیت کر اُس سے شادی کر کے ایک طرح سے ہماری عزت، ہمارے وقار پر شب خون مارا ہے اور یہ میں کسی بھی صورت برداشت نہیں کروں گا۔ ذرا حالات کو آگے بڑھنے دو، پھر میں تمہارے ساتھ چند دن تک مشورہ کروں گا اس کے بعد میں تم چاروں کو بتاؤں گا کہ کس طرح اس عمیر بن نصر کا خاتمہ کر کے اپنی بہن بختائی کو اس سے رہائی دلائی جا سکتی ہے۔ اب تم چاروں آرام

www.pdfbooksfree.pk

کرو۔ میں جاتا ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی سرتاک اور راہب ولیم اُن کے خیمے سے نکل گئے تھے۔

ایک شام عمیر بن نصر اور بختائی اپنے خیمے میں باہم گفتگو کر رہے تھے اور ان کے سامنے پکی مٹی کی بنائی ہوئی انگیٹھی میں آگ کے کوئلے دہک رہے تھے۔ ایسے میں برقائی خان اُن کے خیمے میں داخل ہوا۔ اُسے دیکھتے ہی دونوں اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ برقائی مسکرایا، ہاتھ کے اشارے سے دونوں کو بیٹھنے کے لئے کہا، خود بھی جا کر اُن کے قریب بیٹھ گیا۔ پھر عمیر بن نصر کو مخاطب کرتے ہوئے برقائی کہہ رہا تھا۔

"ابن نصر میرے بھائی! میں تیرے لئے دو خبریں لایا ہوں۔ پہلی یہ کہ دو دن پہلے میرے بھائی باتو نے تمہارے ساتھی عرب سوداگروں کو اپنے پاس بلایا تھا ان سے گرجستان کی ملکہ روسودان سے متعلق تفصیل طلب کی تھی جس کے جواب میں اُن عرب سوداگروں نے روسودان اور اس کے حسن و جمال کی بے حد تعریف کی۔ اس تعریف سے متاثر ہوتے ہی اسی روز میرے بھائی باتو نے دو قاصد گرجستان کی طرف روانہ کیے۔ اُن قاصدوں کے ذریعے سے اُس نے ملکہ روسودان کو حکم دیا ہے کہ بنفس نفیس اپنے محافظوں کے ساتھ باتو کی خدمت میں حاضر ہو۔"

برقائی جب خاموش ہوا تب کسی قدر جستجو کے انداز میں عمیر بن نصر کہنے لگا۔

"دوسری خبر کیا ہے؟"

"دوسری خبر یہ ہے کہ تیرے ساتھی سوداگر یہاں سے صبح ہی صبح کوچ کرنے والے ہیں۔ اس لئے کہ وہ اپنا سامانِ تجارت بیچ چکے ہیں۔" غور سے ابن نصر کی طرف دیکھتے ہوئے برقائی نے کہا تھا۔

یہ دونوں خبریں سن کر عمیر بن نصر تھوڑی دیر تک خاموش رہا، پھر کہنے لگا۔ "برقائی میرے عزیز بھائی! تمہارا کیا خیال ہے؟ باتو کس مقصد کے تحت گرجستان کی ملکہ کو اپنے ہاں طلب کر رہا ہے؟"

برقائی فوراً سنجیدہ ہو گیا، کہنے لگا۔ "گو باتو میرا بھائی ہے لیکن میں صاف دلی سے کہوں گا کہ وہ حسن پرست انسان ہے۔ پہلے دو قبرصی تیغ زنوں نے بھی ملکہ روسودان کے حسن و جمال ف کی تھی اس لئے کہ وہ گرجستان سے ہوتے ہوئے ادھر آئے تھے۔ اس کے بعد تاجر ساتھیوں نے بھی ویسی ہی تعریف ملکہ روسودان سے متعلق کی ہے جس سے ا چاہتا ہے کہ ملکہ روسودان کو اپنے حرم میں داخل کرے اور اس کے ملک پر

قبضہ کر لے۔ اس لئے اُس نے ملکہ روسودان کو اپنی خدمت میں حاضر ہونے کا حکم نامہ جاری کیا ہے۔"

عمیر بن نصر کی بجائے بختائی بول پڑی۔ "اگر میرا باپ یہ ارادہ رکھتا ہے تو اس کا یہ فیصلہ غلط ہے۔ اس کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ زبردستی گرجستان کی ملکہ روسودان کو اپنے حرم میں رکھ لے اور میرے باپ کو اپنی عمر کا بھی خیال رکھنا چاہئے۔ اس کے سب بچے جوان ہیں، خود وہ گنٹھیا کا مریض ہے۔ اس کا یہ مرض اپنی آخری حدود کو چھو چکا ہے۔ ایک لحاظ سے میرا باپ اس وقت قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہے لہٰذا اُسے یہ زیب نہیں دیتا کہ گرجستان کی ملکہ کو یہاں بلائے اور اپنے حرم میں داخل کر لے اور اس کے ملک پر قبضہ کرنے کی کوشش کرے۔"

بختائی جب خاموش ہوئی تو برقائی نے عمیر کو مخاطب کیا۔ "تمہارا کیا خیال ہے؟ کیا ملکہ روسودان باتو کا حکم سن کر اپنے محافظوں کے ساتھ میرے بھائی باتو کی خدمت میں حاضر ہو جائے گی؟"

اس پر عمیر بن نصر نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔ "میں ملکہ کو ایک عرصہ سے جانتا ہوں۔ باتو چاہے کتنے ہی قاصد ملکہ روسودان کی طرف بھجوائے ملکہ روسودان کبھی بھی باتو کی خدمت میں حاضر نہیں ہوگی۔ وہ بڑی پُروقار عورت ہے۔ ایک چالاک اور دانشمند حکمران بھی ہے۔ وہ جانتی ہے کہ باتو کی خدمت میں آئی تو اُسے زبردستی دریائے وولگا کے کنارے روک لیا جائے گا۔ اس لئے کہ اُسے اپنی سلطنت سے محروم کر دیا جائے۔ لہٰذا روسودان میرے خیال میں کبھی بھی ادھر کا رُخ نہیں کرے گی۔"

عمیر بن نصر کی اس گفتگو کے جواب میں برقائی کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اسی لمحہ ایک مسلح جوان اندر آیا اور عمیر بن نصر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ "آپ کا ایک ساتھی عرب تاجر آپ سے ملنا چاہتا ہے اور اس وقت وہ خیمے سے باہر کھڑا ہے۔"

"اُسے مت روکو، اندر آنے دو۔" عمیر بن نصر نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا۔

اس پر وہ شخص باہر نکل گیا۔ اس کے تھوڑی دیر بعد ایک عرب اندر داخل ہوا۔ ہاتھ کے اشارے سے عمیر بن نصر نے اُسے بیٹھنے کو کہا۔ اس پر وہ عرب بول اُٹھا۔

"میرے بھائی! میں بیٹھوں گا نہیں۔ جلدی میں ہوں۔ ہمیں اپنا سامان سمیٹنا ہے۔ میں سارے تاجر بھائیوں کے صلاح مشورے سے تمہارے پاس آیا ہوں۔ میں تم سے یہ پوچھنے آیا ہوں کیا تم کل ہمارے ساتھ واپسی کا سفر کرو گے؟ اس لئے کہ ہم تو اپنا سارا سامان فروخت کر چکے ہیں اور کل یہاں سے کوچ کریں گے۔"

www.pdfbooksfree.pk

عمیر نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔ ”تم لوگ صبح ہی صبح یہاں سے کوچ کر جاؤ۔ میرے حالات کچھ پلٹا کھا گئے ہیں۔ مجھے یہاں کچھ عرصہ رُکنا ہوگا۔ اس کے بعد فیصلہ کروں گا کہ مجھے کب اور کس سمت کوچ کرنا ہے۔“

اس پر وہ عرب تاجر بولا۔ ”میں واپس جا کر تمہاری ماں کو تمہارے متعلق کیا کہوں؟“

عمیر بن نصر اُداس ہو گیا۔ پھر کہنے لگا۔ ”میں تمہیں کچھ نقدی دیتا ہوں وہ تم اُسے دے دینا۔ اُس سے کہنا کہ تمہارے بیٹے نے وہاں شادی کر لی ہے۔ وہ بہت جلد لوٹ کر تمہارے پاس آئے گا۔“ اس کے ساتھ ہی عمیر بن نصر نے نقدی کی ایک تھیلی نکالی اور اُس تاجر کے حوالے کر دی تھی۔

اس موقع پر بختائی بھی اپنی جگہ سے اُٹھی، نقدی سے بھری ہوئی ایک تھیلی اُس نے لی اور عرب تاجر کو تھماتے ہوئے کہا۔ ”پہلی تھیلی عمیر بن نصر کی طرف سے ان کی ماں کے لئے ہے اور دوسری تھیلی میری طرف سے ہے۔ عمیر بن نصر کی ماں اب میری ماں ہے۔ لہٰذا یہ تھیلی میری طرف سے میری ماں کو دینا اور کہنا کہ ان کی بہو انہیں سلام پیش کرتی ہے اور بہت جلد ان کی خدمت میں حاضر ہوگی۔“

بختائی کی یہ گفتگو سن کر وہ عرب تاجر خوش ہو گیا تھا۔ پھر اُس نے آگے بڑھ کر عمیر بن نصر اور برقائی خان سے مصافحہ کیا؛ اس کے بعد وہ خیمے سے نکل گیا تھا۔

وہ عرب تاجر جب نکل گیا تو برقائی کچھ دیر تک تفکرات میں ڈوبا رہا، پھر عمیر بن نصر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ ”عمیر بن نصر! مجھے تمہاری اور خریم بن مقردم کی کچھ باتوں کی سمجھ نہیں آئی۔ ابھی یہ شخص کہہ رہا تھا کہ میں تمہاری ماں کو کیا جواب دوں؟ اور تم نے اپنی ماں کے لئے نقدی کی تھیلی بھجوا دی ہے۔ جبکہ خریم بن مقردم نے مجھ سے جو تفصیل کہی تھی اس کے مطابق اُس کے اہل خانہ کے علاوہ تمہارے اہل خانہ کا بھی کام تمام کر دیا گیا ہے۔ پھر یہ تمہاری ماں کہاں سے آ گئی؟“

عمیر بن نصر اُداس ہو گیا۔ کہنے لگا۔ ”یہ میری سگی ماں نہیں ہے۔ یہ میری اور خریم کی ماں کی دُور کی رشتہ دار ہے۔ اپنی ماؤں کے مرنے کے بعد میں، خریم اور قریض تینوں اُسے اپنی ماں ہی کا درجہ دیتے ہیں۔“

عمیر بن نصر کے جواب پر برقائی کسی قدر مطمئن ہو گیا تھا۔ پھر بات آگے بڑھاتے ہوئے میں تم پر ایک اور بات کا بھی انکشاف کروں۔ میرے بھائی باتو نے یہ بھی فیصلہ کر قاصد جو اس نے ملکہ روسودان کی طرف بھجوائے ہیں ان کے کہنے پر ملکہ

یہاں نہ آئی تو اس کے بعد باتو مزید قاصد ملکہ کی طرف بھجوائے گا اور اس کو پہلے جیسا حکم نامہ بھجوایا جائے گا۔ باتو کچھ مسلح جوان بھی ملکہ روسودان کے مرکزی شہر کی طرف بھجوائے گا اور اُس نے جو اپنے بھتیجے کو اندھے کنوئیں میں قید کر رکھا ہے منگول اُس کے بھتیجے کو وہاں سے نکال کر یہاں لے آئیں گے۔ اور اگر دوسری بار بھی ملکہ روسودان نے یہاں آنے سے انکار کر دیا تب میرا بھائی باتو ارادہ رکھتا ہے کہ روسودان کے بھتیجے کو ایک لشکر دے کر یہاں سے روانہ کر دے گا تا کہ گرجستان پر چڑھائی کر دی جائے۔ اس طرح اُسے نہ آنے کی سزا بھی دی جائے گی اور اس بہانے اس کے ملک پر قبضہ بھی کر لیا جائے گا۔“

تھوڑے سے توقف کے بعد برقائی پھر عمیر بن نصر کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ ”عمیر! جیسا کہ تم پہلے مجھے اور برقائی کو بتا چکے ہو کہ روسودان کی بیٹی تھمر نہ صرف یہ کہ اسلام قبول کر چکی ہے بلکہ وہ تمہیں چاہتی ہے اور تم اس سے محبت کرتے ہو۔ اس صورت حال میں تھمر سے متعلق تمہارا کیا فیصلہ ہوگا؟“

عمیر بن نصر کہنے لگا۔ ”میرے بھائی! اگر باتو خان نے ملکہ روسودان کے خلاف لشکر کشی کی تو جو لشکر وہ اس کے خلاف بھجوانا چاہے گا اس لشکر کی روانگی سے پہلے ہی میں یہاں سے کوئی بہانہ کر کے گرجستان کے مرکزی شہر کی طرف روانہ ہو جاؤں گا اور تھمر کو وہاں سے نکال لے جانے کی کوشش کروں گا۔“

عمیر بن نصر کے ان الفاظ پر بختائی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔ ”یقیناً ہمیں ایسا ہی کرنا چاہئے۔ تھمر کو کسی بھی صورت منگولوں یا روسودان کے بھتیجے کے حوالے نہیں کیا جا سکتا۔ ایک مسلمان کی حیثیت سے تھمر ہماری بہن ہے اور اس کی حفاظت کرنا ہمارے فرائض میں شامل ہے۔“

جواب میں برقائی کہنے لگا۔ ”میری بیٹی! یہ الفاظ کہہ کر تو نے میرا دل خوش کر دیا ہے۔ میں بھی یہی چاہتا تھا کہ جس وقت تمہارا باپ روسودان کے خلاف لشکر کشی کرے اس سے پہلے ہی عمیر یہاں سے روانہ ہو اور تھمر کو بچانے کے لئے گرجستان کے مرکزی شہر کی طرف روانہ ہو جائے۔“

عمیر بن نصر نے پھر برقائی خان کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ ”اب یہ آخری فیصلہ ہے کہ اگر ملکہ روسودان یہاں نہ آئی اور باتو نے اس کے خلاف لشکر کشی کرنا چاہی تو لشکر کی روانگی سے پہلے ہی میں یہاں سے تھمر کو بچانے کے لئے کوچ کر جاؤں گا۔“

برقائی نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔ ”لیکن اس سلسلے میں تم وہاں جانے کا میرے بھائی باتو

www.pdfbooksfree.pk

سے کیا بہانہ کرو گے؟''

جواب میں عمیر پھر بول اُٹھا۔ ''میں باتو خان سے یہ کہہ دوں گا کہ اپنے تجارتی سامان کے ساتھ ادھر آنے سے پہلے روسودان کے مرکزی شہر میں اپنا کچھ اثاثہ رکھا تھا۔ بس لشکر کشی سے پہلے میں وہاں سے اپنا اثاثہ نکال لینا چاہتا ہوں۔ مجھے اُمید ہے باتو کو اس سلسلے میں کوئی اعتراض نہیں ہوگا اور وہ مجھے وہاں لشکر کشی سے پہلے جانے کی اجازت دے دے گا۔''

برقائی کو شاید عمیر بن نصر کی یہ تجویز پسند آئی تھی۔ کہنے لگا۔ ''یہ ایک بہترین تجویز ہے۔ اب اسی تجویز پر عمل کیا جائے گا۔ پہلے یہ دیکھتے ہیں حالات کس کروٹ اپنی تبدیلی اور انقلاب پکڑتے ہیں اس کے بعد کوئی آخری فیصلہ ہوگا۔ اب تم دونوں میاں بیوی آرام کرو۔ میں جاتا ہوں۔'' اس کے ساتھ ہی برقائی، عمیر اور بختائی کے خیمے سے نکل گیا تھا۔ جاتے جاتے وہ دروازے کے قریب مڑا، دوبارہ عمیر اور بختائی کے سامنے آیا اور پھر بڑی فکرمندی کا اظہار کرتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

''میں نے تو تم دونوں سے ایک موضوع پر گفتگو کی ہی نہیں۔''

''تمہارا اشارہ کس طرف ہے میرے بھائی؟'' سوالیہ سے انداز میں برقائی کی طرف دیکھتے ہوئے عمیر نے پوچھ لیا۔

برقائی پھر بول اُٹھا۔ ''میں کہنا چاہتا تھا کہ یہ جو چار قبرصی تیغ زن ان دنوں ہمارے خیموں کے شہر میں ٹھہرے ہوئے ہیں ان میں سے دو کے متعلق تو مجھے یقین ہے کہ انہوں نے روسودان اور اُس کی بیٹی تھمر کو دیکھا ہوا ہے۔ اس لئے کہ وہ میری موجودگی میں میرے بھائی باتو کے سامنے روسودان کے علاوہ تھمر کی بھی تعریف کرتے رہے ہیں۔ جو قبرصی تیغ زن بعد میں آئے ہیں ان کے متعلق میں نہیں جانتا کہ انہوں نے روسودان اور تھمر کو دیکھا ہے کہ نہیں۔ بہرحال جب تم تھمر کو گرجستان کے مرکزی شہر تصبک سے نکالو گے تو کہاں لے کر جاؤ گے؟''

عمیر نے کچھ سوچنے کے بعد کہنا شروع کیا۔ ''میرا ارادہ یہ ہے کہ تھمر اور بختائی دونوں ایک ساتھ رہیں اور ہم تینوں مل کر خوشگوار زندگی بسر کریں۔''

جواب میں برقائی بول اُٹھا۔ ''میری اپنی بھی خواہش ہے کہ تم تھمر کو بھی یہاں لے آؤ اور ...ارے خیموں کے شہر میں اپنی دونوں بیویوں کے ساتھ ایک مسلمان کی حیثیت سے ...۔ تمہاری وجہ سے یہاں عرب تاجروں کا زیادہ آنا جانا ہوگا اور ان کی وجہ سے ...ے ہاں اسلام تیزی سے پھیلے گا۔ لیکن اس میں ایک قباحت ضرور ہے۔''

...ئی کو مخاطب کر کے پوچھ لیا۔ ''اے میرے عم! کیسی قباحت؟''

''بختائی! جس وقت قبرصی تیغ زن تمہارے باپ باتو کے سامنے روسودان کے حسن کی تعریف کر رہے تھے وہاں انہوں نے اس سے بڑھ کر اُس کی بیٹی تھمر کے حسن و جمال کی تعریف بھی کی اور ان کی باتوں سے متاثر ہو کر تمہارے بھائی سرتاک نے یہاں تک کہہ دیا تھا کہ وہ روسودان کی بیٹی تھمر کو اپنے لئے حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس پر باتو نے بھی اپنی پسندیدگی کا اظہار کر دیا تھا۔'' کچھ دیر رُکنے کے بعد اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے برقائی پھر کہہ رہا تھا۔ ''اب مجھے یہ خطرہ بھی لاحق ہے کہ باتو نے جو قاصد روسودان کو یہاں حاضر ہونے کے لئے روانہ کئے ہیں امید ہے روسودان یہاں نہیں آئے گی۔ اس کے بعد باتو ضرور اس کے خلاف کارروائی کرے گا۔ ایسی صورت میں باتو خود ملکہ کو اپنے حرم میں داخل کرنے کی کوشش کرے گا۔ جبکہ سرتاک کی خواہش ہوگی کہ وہ تھمر سے شادی کر لے۔''

اس پر بختائی بے پناہ غصے کا اظہار کر کے کہنے لگی۔ ''نہیں، ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ تھمر ایک مسلمان لڑکی ہے اور سرتاک کی اس سے شادی نہیں ہو سکتی۔ پھر اس کے علاوہ تھمر میرے شوہر کو چاہتی ہے۔ لہٰذا میری یہ خواہش ہوگی کہ تھمر کی شادی عمیر سے ہو خواہ اس کے لئے ہمیں یہاں سے نکل کر کہیں اور کیوں نہ پناہ لینی پڑے۔''

بختائی رُکی۔ اس کے بعد وہ دوبارہ کہہ رہی تھی۔ ''میری خواہش ہے کہ تھمر کو یہاں لایا جائے اور کسی نہ کسی حیلے بہانے ان چاروں قبرصی تیغ زنوں کا خاتمہ کر دیا جائے جنہوں نے تھمر کو دیکھا ہے۔ جب وہ ختم ہو جائیں گے تو میں اپنے باپ باتو سے کہہ دوں گی کہ شادی سے پہلے عمیر نے مجھے بتا دیا تھا کہ میری پہلے بھی ایک بیوی ہے اور میں اپنے باپ سے کہہ دوں گی کہ عمیر مستقل طور پر اب ہمارے شہر میں رہنا چاہتا ہے لہٰذا وہ اپنی دوسری بیوی کو بھی اپنے ساتھ لے آیا ہے تاکہ ہم تینوں مل کر خوشگوار زندگی بسر کریں۔ میرے خیال میں میری اس وضاحت سے میرے باپ کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔''

برقائی نے ان الفاظ پر بختائی کی طرف پسندیدگی کی نظر سے دیکھا پھر کہنے لگا۔ ''اچھا فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں۔ دیکھتے ہیں حالات کس کروٹ بیٹھتے ہیں۔ اگر ضرورت پڑی تو بختائی! تمہاری تجویز کے مطابق چاروں قبرصیوں کا خاتمہ کر دیا جائے گا یا ان کے ساتھ ایسا سلوک کیا جائے گا کہ وہ چاروں یہاں سے جانے پر مجبور ہو جائیں۔ بہرحال تم دونوں میاں بیوی اب آرام کرو۔ میں جاتا ہوں۔'' اس کے ساتھ ہی برقائی اُن دونوں میاں بیوی کے خیمے سے نکل گیا تھا۔

www.pdfbooksfree.pk

دوسری جانب باتو خان نے اپنے جو قاصد گرجستان کی ملکہ روسودان کی طرف روانہ کئے تھے اور روسودان کو حکم دیا تھا کہ وہ اُس کی خدمت میں حاضر ہو وہ ناکام ہو کر واپس آئے۔ روسودان نے باتو کی خدمت میں حاضر ہونے سے صاف انکار کر دیا تھا۔

باتو نے ملکہ کے اس رویئے کو بڑی ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا۔ بہرحال اُس نے انتہا پسندی سے کام نہیں لیا، صبر و تحمل کا دامن اُس نے نہیں چھوڑا۔ وہ چاہتا تھا کہ کسی نہ کسی طرح روسودان اُس کی خدمت میں حاضر ہو تو وہ اُس کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور اس کے ساتھ ایسا رویہ رکھے کہ روسودان اُس سے متاثر ہو کر اپنے مزاج میں تبدیلی پیدا کرے اور اس صورتِ حال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے باتو اُسے اپنے حرم میں داخل کر لے۔

وہ یہ بھی چاہتا تھا کہ اُس کی بیٹی تھمر کو اپنے بیٹے سرتاک کے ساتھ بیاہ دے۔ لیکن روسودان نے نہ آ کر باتو کی ساری اُمیدوں پر پانی پھیر دیا تھا۔ بہرحال باتو نے طلبی کے لئے دوبارہ اپنے قاصد اُس کی طرف روانہ کئے۔ باتو نے طلبی کے ساتھ نرم روی سے درخواست کی اور ملکہ کو سرائے باتو میں آنے کے لئے کہا۔ ملکہ اور اُس کی بیٹی تھمر کے لئے تحفے بھی روانہ کئے۔ لیکن اس بار بھی باتو خان کی سفارت ناکام رہی۔ اس لئے کہ روسودان نے باتو کے پاس آنے سے انکار کر دیا۔ اس پر باتو نے انتہا درجہ غضب ناکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے خفیہ طور پر اپنے کچھ منگول جاسوسوں کو گرجستان کے مرکزی شہر قصبک کی طرف روانہ کیا اور انہیں حکم دیا کہ روسودان نے جس کنوئیں میں اپنے بھتیجے کو قید کر رکھا ہے اس کنوئیں کی طرف جائیں اور کسی نہ کسی طرح سے اُسے اُس کنوئیں سے نکال کر سرائے باتو میں لے آئیں۔

باتو کی یہ ایک اچھی اور عمدہ تجویز تھی۔ خفیہ طور پر باتو نے جو اپنے چیدہ چیدہ جوان گرجستان کے مرکزی شہر قصبک کی طرف روانہ کئے تھے انہوں نے بڑی رازداری سے اپنا کام کیا اور روسودان کے بھتیجے کو ویران کنوئیں سے نکال کر سرائے باتو میں لے آئے۔ اب ملکہ روسودان کا بھتیجا داؤد سرائے باتو میں پہنچنے کے بعد باتو خان کے لئے انتہائی اہم ہو گیا تھا۔ باتو خان نے ایک لشکر ترتیب دیا اور داؤد کو اُس نے حکم دیا کہ چند روز تک وہ اس لشکر کے ساتھ گرجستان کے مرکزی شہر قصبک کی طرف جائے، روسودان پر حملہ آور ہو، اُسے اور اُس کی بیٹی [illegible]ں کو زندہ گرفتار کر کے سرائے باتو میں لے کر آئے۔

[illegible]اقعے کو کئی روز گزر گئے۔ یہاں تک کہ برقائی ایک روز پھر عمیر کے خیمے میں داخل [illegible] بختائی بھی خیمے میں موجود تھی۔ اندر آتے ہی وہ نشست پر بیٹھا پھر کہنے لگا۔ [illegible]ائی! میں تمہارے لئے ایک انتہائی اہم خبر لے کر آیا ہوں۔ دو روز تک

ملکہ روسودان کے بھتیجے کی سرکردگی میں لشکر گرجستان کے مرکزی شہر قصبک کی طرف روانہ ہو گا۔ میرے بھائی باتو نے داؤد کو یہ صاف اور واضح حکم دیا ہے کہ وہ گرجستان کے مرکزی شہر قصبک پر حملہ آور ہو اور ہر صورت میں روسودان اور اُس کی بیٹی تھمر کو گرفتار کر کے اُس کے سامنے پیش کیا جائے۔ اب یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ باتو روسودان کو اپنے حرم میں داخل کرے گا اور تھمر کی شادی وہ سرتاک سے کرنا چاہتا ہے۔ لہٰذا میرا مشورہ ہے کہ تم کل صبح ہی صبح یہاں سے گرجستان کے مرکزی شہر قصبک کی طرف روانہ ہو جاؤ اور تھمر کو وہاں سے نکالنے کی کوشش کرو۔''

یہاں تک کہنے کے بعد برقائی خان کچھ دیر کے لئے رُکا۔ اس کے بعد وہ پھر اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ ''ویسے تمہاری آسانی کے لئے میں باتو سے کہہ چکا ہوں کہ عمیر بن نصر اپنا کچھ سامان گرجستان کے مرکزی شہر قصبک میں چھوڑ آیا ہے وہ وہاں جا کر اپنا سارا اثاثہ یہاں لانا چاہتا ہے۔ میرا بھائی باتو اس بات پر رضامند ہے اور اس کی خواہش ہے کہ تم جاؤ اور اپنا سارا سامان لے کر بختائی کے پاس لوٹ آؤ۔ شاید وہ اس سلسلے میں خود بھی تم سے بات کرے۔''

عمیر بن نصر فیصلہ کن انداز میں کہنے لگا۔ ''برقائی میرے رفیق! میں تمہارا بے حد شکر گزار ہوں کہ تم نے یہ ساری اطلاعات مجھے فراہم کیں۔ میں کل صبح ہی صبح باتو خان سے اجازت لے کر یہاں سے کوچ کر جاؤں گا۔''

جواب میں بختائی یا برقائی دونوں میں سے کوئی جواب دینے ہی والا تھا کہ خیمے کے باہر پہرہ دینے والوں میں سے ایک نے باتو کے آنے کی اطلاع دی۔ برقائی، بختائی اور عمیر بن نصر تینوں کھڑے ہو گئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد باتو خیمے میں داخل ہوا اور اپنے بھائی برقائی کے پاس بیٹھ گیا۔ وہ تینوں بھی اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے تھے۔

پھر باتو نے عمیر بن نصر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ ''ابن نصر میرے بیٹے! برقائی نے بتایا ہے کہ تم اپنا کچھ سامان گرجستان کے مرکزی شہر چھوڑ آئے ہو اور اب وہاں سے اپنا سامان لانا چاہتے ہو؟''

عمیر فوراً بول اُٹھا۔ ''دراصل اس بات کا ذکر میں نے چند دن پہلے برقائی سے کیا تھا۔ اگر آپ مجھے کچھ دن کے لئے قصبک جانے کی اجازت دے دیں تو میں اپنا سارا سامان لے کر یہاں آ جاؤں۔ اب میں ارادہ کر چکا ہوں کہ مستقل طور پر یہاں بختائی کے پاس ہی رہوں گا۔''

عمیر بن نصر کا یہ جواب سن کر باتو خوش ہو گیا تھا۔ کہنے لگا۔ ''اس کے لئے تمہیں مجھ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر تم قصبک جانا چاہتے ہو تو تم صرف میری بیٹی بختائی کو

www.pdfbooksfree.pk

اطلاع کر دیتے۔ وہ مجھے بتا دیتی۔ تم کب گرجستان جانا پسند کرو گے؟''

عمیر بن نصر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے پھر بول اُٹھا۔ ''آپ کی آمد سے پہلے میں برقائی اور بختائی دونوں سے گفتگو کر رہا تھا۔ میرا ارادہ ہے کہ میں کل صبح ہی صبح یہاں سے کوچ کروں اور سارا سامان لے کر بہت جلد یہاں لوٹ آؤں۔''

باتو اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ ''اگر ایسا ہے تو تم کل یہاں سے روانہ ہو جاؤ۔''

اس کے ساتھ ہی باتو خیمے سے نکل گیا تھا۔ باتو کے ساتھ برقائی بھی چلا گیا۔ ان کے جانے کے بعد بختائی اور عمیر بن نصر تھوڑی دیر بیٹھے رہے۔ اس دوران بختائی کچھ سوچ رہی تھی۔ پھر اچانک اُسے کوئی خیال آیا اور وہ عمیر کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''دیکھیں، آپ کی روانگی کے بعد میں بھی پریشان اور فکر مند رہوں گی۔ چچا برقائی کے ساتھ گفتگو کے دوران یہ بات تو زیر بحث آئی ہی نہیں کہ تھمر کو وہاں سے نکالنے کے بعد آپ اس کے ساتھ کہاں قیام کریں گے۔ ظاہر ہے اسے نکالنے کے بعد آپ اسے یہاں تو نہیں لائیں گے۔ اس لئے کہ اُسے یہاں لے کر آنے میں تو سرتاک کی طرف سے اُسے خطرہ ہے۔ اور اگر اُسے یہ پتہ چل گیا کہ تھمر آپ کی بیوی ہے تو وہ نہ صرف آپ اور تھمر کے خلاف حرکت میں آئے گا بلکہ وہ ایسا سنگ دل اور حریص بھائی ہے کہ وہ آپ دونوں کے ساتھ میری جان کا بھی دشمن بن سکتا ہے۔''

عمیر کچھ سوچتے ہوئے بولنے لگا تھا کہ اس سے پہلے بختائی بول پڑی۔ ''کوئی ایسا مقام ہونا چاہئے جہاں تھمر کو آپ قصبک کے شاہی محل سے نکال کر قیام کر سکیں۔ اس مقام کا مجھے بھی پتہ ہو اور جب سارے حالات ہمارے حق میں ہو جائیں تو میں منگول قاصدوں کو آپ کی طرف روانہ کروں اور آپ کو یہاں بلا لوں۔ بس میں یہ چاہتی ہوں کہ ہم تینوں مل کر امن اور عافیت میں رہیں۔''

جواب دینے کے لئے عمیر بن نصر کچھ سوچتا رہا پھر اُس کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی اور بختائی سے کہنے لگا۔ ''بختائی! ایک ایسا مقام ہے جہاں میں تھمر کو رکھ سکتا ہوں جہاں میں اس کے ساتھ محفوظ بھی رہ سکتا ہوں۔ گرجستان میں ایک دریا ہے نام جس کا ارس ہے۔ اسے ارس کے کنارے روکوش نام کی ایک بستی ہے۔ اس بستی میں زیادہ تر مسلمان ہی رہتے بستی کے مغرب میں دریائے ارس کے کنارے ایک سرائے ہے۔ اس سرائے کا مسلمان ہی ہے۔ میں اس سرائے میں تھمر کے ساتھ قیام کروں گا اور اسی سرائے مجھے حالات سے آگاہ کر سکتی ہو۔''

جب تک عمیر بن نصر بولتا رہا بختائی اُس کی طرف دیکھتی رہی، مسکراتی رہی۔ اُس کے خاموش ہونے پر بول اُٹھی۔ ''میں جو معاملہ طے کرنا چاہتی تھی وہ طے ہو گیا۔ جب مجھے خبر ہو گی کہ آپ نے کہاں قیام کر رکھا ہے تو یہ احساس میرے لئے سکون اور آسودگی کا باعث ہو گا۔'' اس کے بعد دونوں میاں بیوی اپنے یورت میں آرام کرنے لگے تھے۔

ایک روز جب سرائے باتو میں شام خاصی گہری ہو گئی تھی، راہب ولیم باتو کے بیٹے سرتاک کے خیمے میں داخل ہوا۔ راہب ولیم کو دیکھتے ہی سرتاک اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ سردی چونکہ ان دنوں اپنے عروج پر تھی لہٰذا سرتاک خیمے میں دہکتے ہوئے کوئلوں کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔

راہب ولیم کو اُس نے اپنے سامنے ایک نشست پر بیٹھنے کو کہا۔ جب ولیم وہاں بیٹھ گیا تب سرتاک بھی اُس کے سامنے ایک نشست پر ہو بیٹھا۔ تھوڑی دیر تک خیمے میں خاموشی رہی پھر ولیم باتو کے بیٹے سرتاک کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''سرتاک! میں ایک انتہائی اہم معاملے پر تم سے گفتگو کرنے آیا ہوں۔''

ولیم کی اس بات پر سرتاک نے چونک کر اُس کی طرف دیکھا پھر پوچھا۔ ''محترم ولیم! آپ مجھ سے کیا کہنا چاہتے ہیں؟''

ولیم کچھ سوچتے ہوئے انتہائی سنجیدگی میں بول اُٹھا۔ ''سرتاک! یہ حقیقت اب میرے لئے رُوح فرسا اور جان لیوا ہے کہ ایک مسلمان عمیر بن نصر نے ہمارے قبرصی تیغ زن گردسو کو بدترین شکست دی بلکہ تمہاری بہن بختائی کو بھی اپنے حرم میں داخل کر لیا۔ اب تمہاری بہن عمیر بن نصر کی بیوی ہے اور یہ حقیقت میرے لئے قیامت خیزی سے کم نہیں ہے۔ میں چاہتا تھا تمہاری طرح تمہاری بہن بھی عیسائیت کی پیروکار ہو لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ میں یہ بھی چاہتا تھا کہ میں آہستہ آہستہ اُسے اسلام سے منحرف کر کے عیسائیت کی طرف راغب کرتا لیکن مجھے موقع ہی نہیں ملا اس سے پہلے ہی بختائی عمیر بن نصر سے بیاہ دی گئی۔ اب اُسے اسلام سے منحرف کر کے عیسائیت کی طرف لانا ناممکن ہو چکا ہے۔ میں تم سے یہ کہنے آیا ہوں کہ تم اپنی بہن بختائی سے تعلقات اچھے رکھو۔ ملتے رہو اور باتوں باتوں میں اُسے اپنے شوہر ابن نصر سے منحرف کرنے کی کوشش کرتے رہو۔ مجھے اُمید ہے تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے اور میرے خیال میں بختائی عمیر بن نصر کو چھوڑنے پر آمادہ ہو جائے گی۔''

یہ سب کچھ سننے کے بعد سرتاک نے غور سے ولیم کی طرف دیکھا پھر پوچھا۔ ''اگر بختائی نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تب؟''

www.pdfbooksfree.pk

ولیم نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ ''پھر میں یہ فیصلہ تمہارے لئے چھوڑتا ہوں۔ تم جو چاہو کر لینا۔''

سرتاک بڑی سفاکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔ ''اگر آپ مجھ سے فیصلہ سننا چاہتے ہیں تو میں چند روز تک بختائی کو راہ راست پر لانے کی کوشش کروں گا۔ اور اگر اُس نے میری بات ماننے سے انکار کر دیا تو میں کچھ لوگوں کو اپنے ساتھ ملا کر بختائی کو موت کے گھاٹ اتار دوں گا۔''

سرتاک کا جواب سن کر ولیم کے چہرے پر حیرت کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔ ساتھ ہی اُس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ اور سکون دیکھا جا سکتا تھا۔ پھر وہ سرتاک کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ''اگر بختائی تمہارا کہا نہیں مانتی اور نافرمانی کے صلے میں تم بختائی کو قتل کر دیتے ہو تو میں سمجھتا ہوں تم حق پر ہو گے اور ایسا کرنا ایک نصرانی پر فرض بنتا ہے میرے عزیز۔ ایک معاملہ تو طے ہوا۔ اب دوسرے معاملے پر آتے ہیں۔''

سرتاک نے غور سے ولیم کی طرف دیکھا اور پوچھ لیا۔ ''دوسرا معاملہ کیا ہے؟''

ولیم پھر بول اُٹھا۔ ''تو جانتا ہے کیف کا رئیس میخائل جب اپنے نائب کے ساتھ تمہارے اس خیموں کے شہر میں باتو کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے آیا تھا تو اپنے ساتھ کچھ محافظ بھی لایا تھا۔ وہ لوگ ان دنوں خیموں کے اس شہر کے باہر ایک خیمے کے اندر قیام کئے ہوئے ہیں۔''

سرتاک کہنے لگا۔ ''میں جانتا ہوں۔ ان محافظوں سے مل بھی چکا ہوں۔ وہ تعداد میں دو ہیں۔''

راہب ولیم کہنے لگا۔ ''تمہارا اندازہ درست ہے۔ میں ابھی انہی محافظوں سے مل کر آ رہا ہوں۔ انہوں نے ہم پر ایک انکشاف کیا ہے جو ہمارے حق میں کام دے سکتا ہے۔''

سرتاک نے بڑی رازداری سے پوچھا۔ ''کون سا انکشاف انہوں نے کیا ہے؟''

ولیم بھی اُسی کے انداز میں بول اُٹھا۔ ''میں نے ان دونوں محافظوں سے طویل گفتگو کی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ جس وقت میخائل اپنے نائب کے ساتھ اپنے شہر کیف سے چلا تھا تو اس کے ساتھ اس کی بیوی بھی تھی اس کا نام نکسار ہے۔ میخائل باتو کی طرف سے خوفزدہ تھا لہٰذا اپنی ...ار کو یہاں نہیں لایا بلکہ دریائے ڈان کے کنارے اپنے عزیزوں کے ہاں چھوڑ آیا۔ ...ا ہے کہ میخائیل نے اس نکسار نام کی لڑکی سے صرف چند ماہ پہلے شادی کی تھی۔ ...ار جہاں اپنی خوبصورتی اور حسن میں کوئی جواب نہیں رکھتی وہاں وہ ایک

رقاصہ کی حیثیت سے بھی بے مثال ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ مرنے والے میخائیل کی بیوی نکسار کو برقائی کے خلاف استعمال کیا جا۔۔۔''

ولیم تھوڑی دیر کے لئے رُکا پھر۔۔۔ لگا۔ ''ہم دونوں کی بدقسمتی ہے کہ ہم میخائیل اور اس کے نائب دونوں کو نہ بچا سکے حالانکہ یہ دونوں ہمارے نصرانی بھائی تھے۔ انہیں یوں تمہارے باپ باتو کے ہاتھوں قتل نہیں ہونا چاہئے تھا۔ اب مجھے سب سے زیادہ خطرہ تمہارے چچا برقائی کی طرف سے ہے۔ سرتاک! تو جانتا ہے کہ تیرا باپ باتو بوڑھا ہونے کے ساتھ ساتھ گنٹھیا کا مریض بھی ہے۔ اس کا یہ مرض اپنی آخری حدود کو چھو چکا ہے۔ اپنے بڑھاپے اور گنٹھیا کے مرض کی وجہ سے باتو کسی بھی وقت موت کا لقمہ بن سکتا ہے۔ تمہارے باپ باتو کے بعد جو حالات ہیں ان کے مطابق تم نہیں بلکہ تمہارا چچا ان علاقوں کے منگولوں کا خاقان بنے گا اور میری بات سنو۔ ایک بار ان علاقوں کا خاقان برقائی بن گیا تو ان علاقوں میں دو بڑے انقلاب رونما ہوں گے۔''

سرتاک چوکنا ہو گیا۔ کہنے لگا۔ ''تمہارا اشارہ کن انقلابوں کی طرف ہے؟''

ولیم نے جواب دیتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ ''پہلا انقلاب یہ رونما ہو گا کہ تمہارے اور تمہاری آنے والی نسلوں کے ہاتھوں سے ہمیشہ کے لئے خاقان کا عہدہ چھین لیا جائے گا۔ اس لئے کہ برقائی خان کے بعد اس کی اولاد منگولوں کی حکمران بنے گی۔ دوسرا انقلاب یہ رونما ہو گا کہ جیسا کہ تم جانتے ہو کہ برقائی خان اسلام قبول کر چکا ہے، ایشیا میں مسلمانوں کے ساتھ اس کے اچھے اور گہرے تعلقات ہیں۔ باتو کے بعد دیکھنا ان علاقوں میں برقائی خان اور اس کے ساتھیوں کی وجہ سے اسلام پھیلے گا اور دُور دُور تک نصرانیت کا نام و نشان نہیں ملے گا۔''

سرتاک بڑی رازداری میں ولیم کو مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔ ''مقدس راہب! تمہارے خیال میں کیا اقدام کئے جائیں جن کی بنا پر تمہارے خدشات کے مطابق رونما ہونے والے دونوں انقلابوں کو روکا جا سکے۔''

راہب ولیم فیصلہ کن انداز میں کہنے لگا۔ ''میرے عزیز! اگر تم منگولوں کا خاقان بننا چاہتے ہو اور ان علاقوں میں مسلمانوں کے پھیلاؤ کو روکنا چاہتے ہو تو اس مقصد کے لئے پہلا کام جو تمہیں کرنا ہو گا وہ یہ کہ برقائی خان کا خاتمہ کرنا ہو گا۔''

اس پر سرتاک خوف اور خدشے سے لرز گیا، پھر ولیم کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ''میرے چچا برقائی خان کا خاتمہ کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اس لئے کہ منگولوں کے اندر ان گنت لوگ اس کے حامی ہیں۔ اندر ہی اندر اس کی وجہ سے اور جو مبلغ آتے ہیں ان کی وجہ سے بہت سے

www.pdfbooksfree.pk

منگول اسلام قبول کر چکے ہیں اور برقائی خان کے لئے اپنے تن من دھن کی بازی لگانے کے لئے تیار ہیں۔"

ولیم فکرمند ہو گیا۔ پھر بولا۔ "ہم برقائی خان کے خاتمے کے لئے ایسا رازدارانہ طریقہ استعمال کریں گے کہ کسی کو خبر تک نہ ہو گی کہ برقائی کے قتل میں میرا اور تمہارا ہاتھ ہے۔ سنو، برقائی خان کے ساتھ ساتھ ہمیں بختائی کا بھی کچھ کرنا ہو گا۔ اگر وہ تمہاری بات مانتی ہے، اسلام ترک کر کے عیسائیت قبول کر لیتی ہے اور عرب بدو عمیر بن نصر سے علیحدگی اختیار کرنے پر تیار ہو جاتی ہے تو اسے کچھ نہیں کہا جائے گا اور اگر وہ ایسا کرنے پر آمادہ نہیں ہوتی تو تمہیں برقائی خان کے ساتھ ساتھ بختائی کا بھی خاتمہ کرنا پڑے گا۔"

سرتاک عجیب سی وحشت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔ "میں پہلے اپنی بہن بختائی کے خلاف حرکت میں آؤں گا۔ میں چند دن تک اسے راہِ راست پر لانے کی کوشش کروں گا۔ اگر اس نے میری بات نہ مانی تب میں سب سے پہلے اسے موت کے گھاٹ اتاروں گا اس کے بعد برقائی خان کا کچھ بندوبست کروں گا۔ لیکن تم یہ کہو کہ تم برقائی خان کو کیسے قتل کرنا چاہتے ہو؟"

ولیم کچھ سوچتے ہوئے کہنے لگا۔ "میرے عزیز! برقائی کے خاتمے کے لئے میں میخائیل کی بیوی نکسار کو استعمال کروں گا جیسا کہ اس کے محافظ کہہ چکے ہیں کہ وہ ابھی نوخیز اور نوجوان ہے، انتہائی حسین اور خوبصورت رقاصہ ہے تو سنو میں مرنے والے میخائیل کے دونوں محافظوں سے کہوں گا کہ وہ دریائے ڈان کی طرف جائیں اور نکسار کو یہاں لے آئیں اور اپنے خیمے میں اس کے ساتھ قیام کریں اور اس کی آمد سے مجھے مطلع کریں۔ جب نکسار یہاں آئے گی تو میں اس سے ملوں گا اور کہوں گا کہ اس کے شوہر میخائیل اور اس کے مالک کو برقائی خان نے قتل کر دیا تھا اس لئے کہ ان دونوں نے برقائی خان کے سامنے جھکنے اور سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا۔"

سرتاک فکرمند ہو گیا۔ تنبیہہ کرنے کے انداز میں ولیم کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ "اگر تم یہ کام کرنا چاہتے ہو تو احتیاط کرنا۔ اس معاملے میں میرا یا میرے باپ کا نام نہیں آنا چاہئے۔ تمہاری زبان سے غلطی سے بھی یہ نکلنا نہیں چاہئے کہ میخائیل اور اس کے ساتھی کو میرے باپ نے قتل کیا تھا۔ میں نہیں چاہتا کہ میرا باپ قتل ہو۔ وہ قبر کے کنارے کھڑا ہے اور اگر برقائی کا خاتمہ ہو جاتا ہے تو میرے باپ کی موت کے بعد منگولوں کا خاقان میں ہی بنوں گا۔ ساری کارروائی میں میرے باپ کا کوئی نقصان نہیں ہونا چاہئے۔"

سرتاک جب بول چکا تب راہب ولیم کچھ سوچتے ہوئے کہنے لگا۔ "تو چونکہ نصرانی ہے لہٰذا تیری وجہ سے تیرے باپ کا احترام اور اس کی عزت کرتا ہوں۔ بس جو کچھ تیرے میرے درمیان طے ہو چکا ہے آج سے ہم اس پر عمل شروع کر دیں گے۔ میں اب میخائیل کے دونوں محافظوں کی طرف جاتا ہوں اور ان سے کہتا ہوں کہ وہ اپنی مالکن نکسار کی طرف جائیں اور اُسے دریائے ڈان کے کنارے سے یہاں لے آئیں اور اُسے یہ مت بتائیں کہ اس کے شوہر میخائیل اور اس کے ساتھی کو قتل کر دیا گیا ہے۔ نکسار نام کی لڑکی جب یہاں پہنچے گی تو میں خود سارے حالات اپنی مرضی کے مطابق اُس سے کہوں گا۔ میں اُس پر انکشاف کروں گا کہ منگولوں کے خاقان باتو کے بھائی برقائی نے اس کے شوہر کو قتل کروایا ہے۔ میرا دل کہتا ہے یہ خبر سننے کے بعد وہ لڑکی ضرور میری تجویز کے مطابق عمل کرنا شروع کر دے گی۔ پھر دیکھنا میں کس طرح نکسار کے ہاتھوں برقائی کا خاتمہ کرواتا ہوں۔ دوسری بات یہ کہ تم بھی آج سے اپنی بہن بختائی کے پیچھے پڑ جاؤ۔ دیکھو عمیر بن نصر یہاں سے گرجستان کے مرکزی شہر قصبک کی طرف کوچ کر چکا ہے اور اُس کی غیر موجودگی میں تم بختائی کو اپنی راہ پر لانے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ اگر بختائی تمہاری بات نہیں مانتی تو میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ عمیر بن نصر کی آمد سے پہلے ہی بختائی کا خاتمہ کر دو۔ مجھے اُمید ہے کہ عمیر بن نصر بھی زندہ لوٹ کر نہیں آئے گا۔"

راہب ولیم کی اس گفتگو سے سرتاک چونک اُٹھا تھا۔ پھر ولیم کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "مقدس راہب! کیا اُس کا بھی آپ نے کوئی بندوبست کر دیا ہے؟"

راہب ولیم انتہائی مکروہ ہنسی ہنستے ہوئے کہنے لگا۔ "تو فکر نہ کر۔ میں نے عمیر بن نصر کا ایسا بندوبست کیا ہے کہ مجھے اُمید ہے وہ گرجستان سے واپس خیموں کے اس شہر میں نہیں لوٹے گا۔ میں نے اس کا کیا بندوبست کیا ہے یہ میں بعد میں کسی وقت بتاؤں گا یا تمہیں عمیر بن نصر کے خاتمے کے بعد خود ہی پتہ چل جائے گا کہ میں نے اسے راستے سے ہٹانے کے لئے کیا کچھ کیا ہے۔ اب مجھے اجازت دو۔" اس کے ساتھ ہی ولیم اُٹھا اور سرتاک کے خیمے سے نکل گیا تھا۔

دوسری جانب عمیر بن نصر گرجستان کے مرکزی شہر قصبک کی طرف جانے کے لئے پہلے دریائے دولگا کے کنارے کنارے سفر کرتا رہا۔ جہاں دریائے دولگا بحیرہ قزوین میں گرتا ہے وہاں اُس نے اپنا رُخ بدلا۔ تب وہ بحیرہ قزوین کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا گرجستان کے مرکزی شہر قصبک کی طرف بڑھا تھا۔

قزوین کے کنارے کنارے اُس نے تھوڑا سا ہی سفر طے کیا ہو گا کہ اُس نے دیکھا شاہراہ پر دو گھوڑ سوار اُس کی راہ روکے کھڑے ہوئے تھے اور ان دونوں گھوڑ سواروں نے اپنے چہرے

www.pdfbooksfree.pk

ڈھانپ رکھے تھے۔ اُن کے ہاتھوں میں برہنہ تلواریں تھیں۔ عمیر بن نصر دُور سے انہیں دیکھتے ہوئے چونکا تھا۔ اپنی حفاظت کی خاطر اُس نے اپنی تلوار بے نیام کر لی تھی۔ ڈھال پر بھی اُس نے اپنی گرفت مضبوط کر لی تھی۔ گھوڑے کو اسی انداز میں وہ دوڑاتا رہا۔ پھر قریب جا کر اُس نے اپنے خود کو بھی درست کر لیا تھا۔ جب وہ نزدیک آیا تو وہ دونوں گھوڑ سوار شاہراہ پر اس طرح کھڑے ہو گئے کہ انہوں نے عمیر بن نصر کی راہ روک لی تھی۔ اس موقع پر عمیر بن نصر نے اپنی تلوار فضا میں لہراتے ہوئے اُنہیں مخاطب کیا۔

”تم کون ہو اور کیوں میری راہ روکے کھڑے ہوئے ہو؟“

اس پر اُن دونوں نے اپنے چہروں سے نقاب ہٹا دیئے۔ دونوں قبرصی تیغ زن گردسو اور بروک تھے۔ پھر گردسو عمیر بن نصر کو انتہائی کرودھ میں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”تو کیا سمجھتا تھا کہ تو باتو کے سامنے مجھے تیغ زنی کے مقابلے میں شکست دینے کے بعد بچ رہے گا؟ تیرے ہاتھوں ہزیمت اور شکست اٹھانے کے بعد میں نے قسم کھائی تھی کہ تیرا خاتمہ ضرور کر کے رہوں گا۔ تو جہاں بھی جائے گا میں سائے کی طرح تیرا تعاقب کروں گا۔ دیکھ اب ان ویرانوں میں کیسے تیری راہ روک کھڑا ہوا ہوں اور اب یہ بحیرہ قزوین کا کنارہ تیری موت کی آماجگاہ بنے گا۔“

غصے میں عمیر بن نصر کا چہرہ تپ گیا تھا۔ کہنے لگا۔ ”بدبختو! کیوں ان ویرانوں اور دیولاخوں کے اندر تم لوگ اپنی جان اور رُوح کے لئے عذاب مانگتے ہو۔ اگر اپنی جان کی سلامتی چاہتے ہو تو ہٹ جاؤ، میرا راستہ چھوڑ دو۔ مجھے اپنی منزل کی طرف نکل جانے دو۔“

اس پر گردسو کہنے لگا ”ہماری منزل تو تیری موت ہے۔ ہم ہر صورت میں بحیرہ قزوین کے کنارے تیری گردن کاٹنا چاہتے ہیں اور یہ ہم نے راہب ولیم کے ساتھ وعدہ کیا تھا۔ سرائے باتو سے روانہ ہوتے وقت ولیم کو ہم نے یقین دلایا تھا کہ تم گرجستان کے شہر قصبک نہ پہنچ پاؤ گے اور ہم دونوں راستے ہی میں تمہاری گردن کاٹ دیں گے۔“

عمیر بن نصر اور زیادہ غضب ناک ہو گیا۔ بھڑک جانے کے انداز میں بول اُٹھا۔ ”پیشہ ور قاتلو! اگر تمہارے یہی ارادے ہیں تو اپنے دل کے صفحات پر لکھ رکھو کہ میں اکیلا ہی اس کارگاہِ ہستی میں سوچوں کا بوجھ، بے کراں وسعتوں میں فرقتوں کا سایہ بن کر تم پر حملہ آور ہوتے ہوئے تم پر یوں چھاؤں گا جیسے سیاہ گوشۂ شب میں موت کا تاریک اور عمیق ہیولہ بکھر جاتا ہے۔“

نصر کے ان الفاظ کے جواب میں گردسو کہنے لگا۔ ”اتنی بڑھ چڑھ کر باتیں نہ کر۔ ... چادر میں بحیرہ قزوین کے کنارے ہم دونوں تیری حالت خونی شگنوں

تہذیب کے بوسیدہ خیموں، شکستہ اور منہدم در و دیوار جیسی بنا کر رکھ دیں گے۔ تجھے مارنے سے پہلے ہم تجھے شکم گرسنہ، جگر تشنہ اور قلب دریدہ کریں گے۔ اپنے منفی کردار کی پوری خونخواری سے تجھ پر وارد ہوں گے اور تیری ذات میں سکون برباد کر دینے والی حرص و ہوس کی تلخی گھول کر رکھ دیں گے۔“

عمیر بن نصر نے پہلے جیسے غضب ناک انداز میں کہنا شروع کیا۔ ”بدبختو! ان کہر آلود فضاؤں میں تم پر زوال و فنا کے عناصر چیختے چلاتے صحراؤں، عقوبت کے سمندر کی طرح نزول کروں گا اور تم دونوں کو شب کی آخری ساعتوں کی زہریلی آوازوں، درد کے قلزم اور صدیوں کی زنگ آلود صدائے مرگ میں ڈبوتا ہوا یہاں سے نکل جاؤں گا۔ تم اپنی پوری طاقت، اپنا پورا زور لگا لو۔ میں تم دونوں کو اپنی راہ سے ہٹا کر گرجستان کے مرکزی شہر قصبک ضرور پہنچوں گا۔ گردسو! تو اس سے پہلے منگولوں کے خاقان باتو کے سامنے بھی میری تیغ زنی کا فن دیکھ چکا۔ اب اگر تو اس دھوکے اور فریب میں ہے کہ تیرے ساتھ تیرا ساتھی بروک بھی ہے اور یہ کہ تم دونوں مل کر مجھے اپنے سامنے مغلوب کر لو گے تو پھر یہ تمہارا فریب نظر ہے۔ میں تو دشت کی ان تنہائیوں میں تم دونوں کے سر کاٹ کر گرجستان نکل جاؤں گا۔“

یہاں تک کہتے کہتے عمیر بن نصر چوکنا ہو گیا۔ گفتگو کا سلسلہ اُس نے بند کر دیا تھا۔ اس لئے کہ اُس نے دیکھا گردسو اپنا ہاتھ لباس کے اندر لے گیا تھا۔ پھر پلک جھپکتے میں گردسو حرکت میں آیا، لباس کے نیچے سے اُس نے خنجر نکالا اور تاک کر عمیر بن نصر کو دے مارا تھا۔

عمیر بن نصر محتاط تھا۔ گہری نگاہ گردسو پر رکھے ہوئے تھا لہٰذا اُس نے فوراً اپنا دفاع مکمل کر لیا۔ اپنی ڈھال سامنے لاتے ہوئے گردسو کے خنجر کو اپنی ڈھال پر لیا تھا۔ پھر عمیر بن نصر طوفانی انداز میں حرکت میں آیا۔ جونہی گردسو کا خنجر اُس کی ڈھال سے ٹکرایا اُس نے پھرتی سے کام لیتے ہوئے خنجر پر گرفت کی۔ پھر اُس نے تاک کر خنجر گردسو کے ساتھی بروک کے دے مارا۔ وہ خنجر بروک کے دل میں پیوست ہو گیا تھا۔ خنجر لگتے ہی درد کی شدت کے باعث بروک ایک طرف جھک گیا تھا۔ دوسری جانب گردسو اپنے ساتھی کو زخمی دیکھ کر پریشان اور فکرمند ہو گیا تھا۔ اس موقع سے عمیر بن نصر نے فائدہ اٹھایا۔ وہ جنگل کے کسی وحشی اور برق کے کسی کوندے کی طرح حرکت میں آیا، اپنے گھوڑے کو غصیلی ایڑ لگاتے ہوئے آگے بڑھایا۔ پھر اُس نے تلوار بلند کی اور پہلے ہی وار میں گردسو کے ساتھی بروک کی گردن کاٹ کر رکھ دی تھی۔ فضاؤں میں ایک ہولناک چیخ بلند ہوئی اور پھر ان ویرانوں میں چاروں طرف ویرانی طاری ہو گئی تھی۔

گردسو اپنے ساتھی کے اس طرح مارے جانے پر افسردہ اور پریشان ہو گیا تھا۔

www.pdfbooksfree.pk

بردک کا خاتمہ کرنے کے بعد عمیر بن نصر اپنے گھوڑے کو عین گردسو کے سامنے لایا، ہلکا سا ایک قہقہہ لگایا پھر کہنے لگا۔ ''سن درندہ صفت کتے! میں نے تیرے ساتھی کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اپنے اس ساتھی کی ہمراہی پر تو اِتراتا تھا۔ اب وہ موت کے اندھے غاروں اور اجل کی سرحدوں سے بھی آگے جا چکا ہے۔ اب یہاں ان ویرانوں میں مارگزیدہ کی طرح ڈستی خاموشیوں اور نیم کے کڑوے ذائقے سے دوچار سکوت کے اندر گردسو! میں تیرے کاسۂ سر میں مرگ کے سکے بھروں گا۔ تیرا پالا ایسے زہر سے پڑے گا جو تیرے سارے جسم میں پھیل کر تجھے فنا کر کے رکھ دے گا۔''

اس کے ساتھ ہی عمیر بن نصر نے کچھ سوچا، اپنے گھوڑے کو ایڑ لگاتے ہوئے اُس نے بڑھایا اور گردسو پر وہ حملہ آور ہوا۔ گردسو نے اپنی ڈھال پر عمیر بن نصر کا وار لیا، جوابی حملہ کیا جسے عمیر نے بھی اپنی ڈھال پر روک لیا تھا۔ پھر دونوں ایک دوسرے پر بڑھ چڑھ کر حملہ آور ہونے لگے تھے اور ان ویرانوں میں کوشش کرنے لگے تھے کہ اپنے مقابل کو زیر کر کے فتح مندی کا اعلان کریں۔

ایک بار گردسو نے عمیر بن نصر پر ہولناک حملہ کیا جسے اُس نے اپنی ڈھال پر روکا۔ عمیر بن نصر نے حملہ آور ہونے کا ایک نیا انداز اپنایا، اپنی ٹانگ کو پھیلا کر اُس نے آگے کیا، پھر اُس نے اپنے پاؤں کو اُس کے گھوڑے کی پسلیوں پر جماتے ہوئے اس قدر زوردار قوت کا جھٹکا دیا کہ گردسو کا گھوڑا توازن کھو بیٹھا۔ گرنے کے قریب تھا کہ گردسو فوراً اپنے آپ کو بچانے کے لئے زین کے ہنے کو پکڑ کر سنبھلنے کی کوشش کرنے لگا تھا۔

یہ گردسو کے لئے بڑا نازک اور خطرناک لمحہ تھا۔ اس سے عمیر بن نصر نے فائدہ اٹھایا، اپنی تلوار فضا میں بلند کر کے گرائی اور گردسو کو اُس نے دو حصوں میں کاٹ کر رکھ دیا تھا......!

دونوں کا خاتمہ کرنے کے بعد عمیر اپنے گھوڑے سے اُترا، اپنی تلوار اور ڈھال صاف کر کے تلوار کو اُس نے نیام میں کیا، ڈھال اُس نے زین سے باندھی، گردسو اور بردک کے ہتھیار بھی صاف کر کے اُس نے اُن پر قبضہ کر لیا اس کے بعد ان دونوں کے گھوڑوں کو آپس میں باندھا، اپنے گھوڑے پر سوار ہوا، پھر بحیرہ قزدین کے کنارے کنارے دونوں گھوڑوں کو آگے آگے ہانکتا ہوا جا رہا تھا۔

چند میل آگے جا کر اُسے ایک سرائے دکھائی دی۔ وہ سرائے میں داخل ہوا۔ وہاں اُس نے بردک کے گھوڑوں کو بیچ کر رقم حاصل کر لی۔ پھر اُس نے اپنا رُخ دائیں جانب موڑا۔ دریائے ارس کے کنارے گرجستان کے مرکزی شہر قصبک کا رُخ کر رہا تھا۔

ایک روز جبکہ شام خوب گہری ہو رہی تھی وہ قصبک شہر میں ملکہ رسودان کے محل سرا کے صدر دروازے پر نمودار ہوا۔ دروازے کے قریب جب وہ اپنے گھوڑے سے اُترا تو دروازے کے محافظوں میں سے ایک اُس کی طرف آیا۔ شاید وہ لوگ عمیر بن نصر کو جانتے تھے۔ اس لئے کہ وہ گرجستان میں سامانِ تجارت کے ساتھ آیا کرتا تھا۔ وہ محافظ قریب آیا اور اُسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''ابن نصر! کیا بات ہے؟ آج تم اکیلے ہی محل سرا کی طرف آئے ہو۔ اس سے پہلے تم اپنے ساتھی تاجروں کے ساتھ آیا کرتے تھے اور پھر چند روز پہلے ہی تم یہاں سے گئے ہو۔ تم اکیلے ہو، اُلجھے اُلجھے بھی ہو۔ خیریت تو ہے؟''

عمیر بن نصر نے کچھ سوچا، پھر بات بناتے ہوئے کہنے لگا۔ ''تمہارا اندازہ درست ہے۔ میں جب یہاں سے دریائے دولگا کی طرف جانے کے لئے روانہ ہوا تھا تب میں یہاں ایک چیز بھول گیا تھا۔ اس سلسلے میں شہزادی تھمر سے ملنا چاہتا ہوں۔ اگر میرے اس نقصان کا ازالہ نہ ہوا تو میں سمجھتا ہوں کہ میں زندگی بھر کے لئے قلاش ہو کر رہ جاؤں گا۔ اس لئے تم مجھ پر ایک مہربانی کرو، تھمر تک میرا پیغام بھجواؤ کہ میں تھوڑی دیر کے لئے اس سے ملنا چاہتا ہوں۔''

محافظ مان گیا۔ کہنے لگا۔ ''ایسی کوئی بات نہیں۔ میں محل سرائے کے کسی خادم کے ذریعے سے تمہارا پیغام تھمر تک بھجواتا ہوں۔ جو وہ جواب دیتی ہے تم تک پہنچا دیا جائے گا۔''

عمیر اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے وہیں انتظار کرنے لگا تھا جبکہ وہ شخص محل سرا کے اندر چلا گیا تھا۔

عمیر بن نصر کا پیغام اُس نے اس شخص تک پہنچایا جو تھمر کی خدمت پر مامور تھا۔ یہ پیغام سن کر اُس شخص نے تھمر کی خواب گاہ پر دستک دی تھی۔ دستک کے جواب میں اندر سے باریک کھنکتی ہوئی آواز آئی اور دستک دینے والے کو اُس نے اندر آنے کے لئے کہا۔ اس پر وہ خادم دروازہ کھول کر اندر گیا۔

تھمر اس وقت اپنے زرق برق لباس میں ایک ریشمی نشست پر بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ سرمدی خوابوں کی جنت درخشاں، ایام کی یادوں دلکش داستانوں جیسی حسین، ہلسی کی مدھر تانوں، کومل سپنوں کی بارات اور رنگوں کی جھلمل جیسی پُر جمال تھی۔ اُس کے خوبصورت سے گلاب ہونٹوں پر شبنم کے لبوں پر ناچتی کرنوں جیسی دائمی مسکراہٹ تھی اور اس کے چہرے پر آسودگی اور خوشیوں کا ایک ملا جلا طلسم تھا۔ مجموعی طور پر تھمر کا جسم اور خوبصورتی صندلی تحریروں اور دیومالائی قصوں جیسے تھے۔

www.pdfbooksfree.pk

جب خادم اندر گیا تو تھمر اپنی جگہ سے اُٹھی اور اُس کے اندر آنے کی وجہ پوچھی۔ اس پر وہ کہنے لگا۔ ”خانم! تھوڑی دیر پہلے صدر دروازے کا ایک خادم اندر آیا۔ اُس کا کہنا ہے کہ ایک نوجوان نام جس کا عمیر بن نصر ہے اور جو اکثر و بیشتر مالِ تجارت کے ساتھ یہاں آتا ہے وہ.....“

یہاں تک کہتے کہتے اُس خادم کو رُک جانا پڑا۔ اس لئے کہ اُس کی بات کاٹتے ہوئے تھمر بڑی بے چینی سے بول اُٹھی۔ ”کیا ہوا عمیر بن نصر کو؟“

وہ خادم جواب میں پھر بول اُٹھا۔ ”اُس کا کہنا تھا کہ عمیر بن نصر ایک انتہائی اہم کام کے سلسلے میں آپ سے ملاقات چاہتا ہے اور وہ اس وقت محل کے صدر دروازے پر کھڑا ہے۔“

اس پر تھمر کا چہرہ غصے سے غضبناک ہو گیا وہ ایک طرح سے خادم پر برس پڑی تھی۔ ”ابن نصر کو کس نے محل کے صدر دروازے پر روکا ہے؟ اسے کیوں نہیں عزت اور احترام کے ساتھ اندر لایا گیا؟ ابھی اور اسی وقت اندر جاؤ اور اُسے لے کر میری خواب گاہ میں آؤ۔“

اس پر وہ خادم وہاں سے نکل گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد عمیر جب تھمر کے کمرے میں داخل ہوا تو تھمر نے جونہی عمیر کو دیکھا وہ بھاگی۔ بڑی چاہت اور محبت میں آگے بڑھ کر اُس نے عمیر بن نصر کے ہاتھ تھام لئے۔ اُس نے اُسے اپنے پہلو میں ایک نشست پر بٹھایا پھر بڑی چاہت اور محبت میں اُسے مخاطب کر کے پوچھنے لگی۔

”عمیر! تم اتنی جلدی لوٹ آئے...... خیریت تو ہے؟“

اس پر عمیر سنجیدہ سے لہجے میں کہنے لگا۔ ”تھمر! میں تمہیں یہاں سے نکالنے کے لئے آیا ہوں۔ میں تمہارے ساتھ بہت طویل گفتگو کرنا چاہتا ہوں لیکن یہاں نہیں۔ پہلے میں تم سے یہ کہوں کہ یہاں سے بھاگ چلو۔“

تھمر نے پریشانی کے عالم میں عمیر کی طرف دیکھا پھر پوچھنے لگی۔ ”یہ تم کیسی گفتگو کر رہے ہو؟ پہلے تو تم نے ایسی گفتگو نہ کی تھی۔“

خدشات بھری آواز میں عمیر کہنے لگا۔ ”تھمر! کچھ قبرصی تیغ زنوں نے چنگیز خان کے پوتے باتو خان کے سامنے تمہاری ماں رسودان اور تمہارے حسن و جمال کی بے حد تعریف کی تھی۔ اس کے جواب میں باتو خان نے تمہاری ماں کو اپنے حرم میں داخل کرنے کا فیصلہ کر لیا جبکہ اُس کا بیٹا سرتاک تمہاری چاہت میں گرفتار ہو بیٹھا ہے۔ تمہیں یاد ہوگا کہ باتو نے دو بھیج کر تمہاری ماں کو اپنے خیموں کے شہر میں طلب کیا تھا لیکن تمہاری ماں نے جانے اب باتو نے یہ کیا ہے کہ تمہاری ماں نے جو اپنے بھتیجے کو اندھے کنوئیں میں قید

کر رکھا تھا باتو نے اپنے کچھ منگولوں کو بھیجا جو اُسے وہاں سے نکال کر لے گئے۔ اب باتو نے داؤد کو ایک بہت بڑا لشکر مہیا کیا ہے۔ اس لشکر کے ساتھ داؤد آندھی اور طوفان کی طرح قصبک شہر کی طرف بڑھتا چلا آ رہا ہے۔ وہ قصبک پر حملہ آور ہو کر ہر صورت میں کوشش کرے گا کہ تم دونوں ماں بیٹی کو گرفتار کر کے دریائے وولگا کے کنارے باتو کی طرف بھجوا دے اور خود گرجستان کا حکمران بن بیٹھے۔ تھمر! قبل اس کے کہ تمہارا ماموں زاد بھائی اپنے لشکر کے ساتھ یہاں پہنچے تم ابھی اور اسی وقت میرے ساتھ نکل بھاگو۔ ورنہ یاد رکھنا عمر بھر پچھتاؤ گی۔“

تھمر عجیب سے انداز میں مسکرائی پھر کہنے لگی۔ مجھے پچھتانے کی ضرورت نہیں۔ تم جانتے ہو تم پہلے نوجوان ہو جسے میں نے اپنے دل کی گہرائیوں سے چاہا ہے اور تمہارے ہر فیصلے سے اتفاق بھی کروں گی۔ میں ابھی اور اسی وقت تمہارے ساتھ چلنے کو تیار ہوں۔“

اس پر عمیر کہنے لگا۔ ”اگر ایسا ہے تو میں اصطبل کی طرف جاتا ہوں۔ میرا گھوڑا پہلے ہی تیار ہے۔ میں تمہارے لئے بھی ایک گھوڑا تیار کرتا ہوں۔ تم اپنا ضروری سامان لے کر نیچے آؤ۔ ممکن ہو تو مردانہ لباس پہن کر نیچے آنا۔ اس طرح تمہیں کوئی پہچان نہیں سکے گا اور ہم دونوں کے یہاں سے بھاگنے میں آسانی ہوگی۔“

اس پر تھمر بڑی چاہت کا اظہار کر کے کہنے لگی۔ ”عمیر! تم فکر نہ کرو۔ تم اصطبل میں جا کر میرا انتظار کرو۔ میں ابھی اپنا ضروری سامان سمیٹ کر اور مردانہ لباس پہن کر آتی ہوں۔“

تھمر کا یہ جواب سن کر عمیر بن نصر خوش ہو گیا تھا۔ پھر وہ تھمر کی خواب گاہ سے نکلا اور محل کے اصطبل کا رُخ کر رہا تھا۔

اصطبل میں جا کر عمیر نے تھمر کے لئے بھی ایک گھوڑا تیار کر دیا تھا۔ پھر وہ وہاں اُس کا انتظار کرنے لگا تھا۔ اُسے زیادہ دیر وہاں رُکنا نہ پڑا۔ اس لئے کہ تھمر جلد ہی اپنی خوابگاہ سے نکل کر وہاں آ گئی۔ وہ مردانہ جنگی لباس میں تھی۔ اپنے چہرے کا اکثر حصہ اُس نے خوب ڈھانپ رکھا تھا اور چمڑے کی ایک بہت بڑی منہ بند خرجین اُس نے اپنے ہاتھوں میں اُٹھا رکھی تھی۔

تھمر جونہی اصطبل میں داخل ہوئی عمیر نے آگے بڑھ کر چمڑے کی خرجین لے لی اور اپنے گھوڑے کی زین سے باندھ لی پھر وہ تھمر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ”اب ہم دونوں کو وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ میں جانتا ہوں اس موقع پر تم مجھ سے بہت سے سوال کرو گی لیکن یہ سوال کرنے کا وقت نہیں ہے۔ خاموشی سے اس محل سے نکل کر اس محفوظ جگہ بھاگ چلیں جس کا میں نے پہلے سے تعین کر رکھا ہے۔“

تھمر نے جواب میں کچھ نہ کہا۔ پھر وہ عمیر کے کہنے پر اپنے گھوڑے پر سوار ہوئی۔ خود عمیر

www.pdfbooksfree.pk

بھی اپنے گھوڑے پر ہو بیٹھا۔ محل کے صدر دروازے پر آئے۔ پھر تھمر محافظوں کے سرخیل کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ ''میں تھوڑی دیر کے لئے ایک انتہائی اہم اور ضروری کام کے سلسلے میں جا رہی ہوں۔ جلد لوٹ کر آؤں گی۔ اس دوران اگر میری ماں پوچھے تو اُس سے کہنا کہ فکرمند نہ ہوں۔'' اس کے ساتھ ہی تھمر اور عمیرا اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگاتے ہوئے آگے بڑھ گئے تھے۔

قصبک سے نکل کر اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے وہ دریائے ارس کے کنارے آئے اور پھر بڑی تیزی سے اپنی منزل کا رُخ کر رہے تھے۔

❂......❂

خیموں کے شہر سرائے باتو میں ایک رات موسلا دھار بارش ہو رہی تھی۔ سرتاک ولیم کے خیمے میں داخل ہوا۔ راہب ولیم سردی سے بچنے کے لئے آگ کے انگاروں کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور دونوں قبرصی تیغ زن جن کے نام باربک اور سرجیس تھے وہ بھی راہب ولیم کے دائیں بائیں بیٹھے ہوئے تھے۔

سرتاک جب خیمے میں داخل ہوا تو اُس کے پیچھے پیچھے دو مسلح منگول بھی داخل ہوئے جنہوں نے اپنے آپ کو بارش اور سردی سے بچانے کے لئے قیمتی سمور میں چھپا رکھا تھا۔ جونہی سرتاک خیمے میں داخل ہوا ولیم اور دونوں تیغ زنوں نے کھڑے ہو کر اس کا استقبال کیا۔ پھر ولیم نے سرتاک کو اپنے پاس بٹھایا جبکہ دونوں مسلح منگول خیمے کے وسط میں آن کھڑے ہوئے تھے۔

اس موقع پر سرتاک نے راہب ولیم کو مخاطب کیا۔ ''مقدس راہب! میں نے تمہارے خیمے کے اردگرد اپنے آدمی کھڑے کر دیئے تا کہ میری اور تمہاری گفتگو کوئی اور نہ سن سکے۔ میں نے اپنی بہن بختائی کو راہِ راست پر لانے کی بے حد کوشش کی لیکن اس نے بڑی ہٹ دھرمی اور ضد کا مظاہرہ کیا ہے۔ اس نے اسلام ترک کر کے نصرانیت اختیار کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ ان حالات کو سامنے رکھتے ہوئے میں نے اُس کے قتل کا ارادہ کر لیا ہے۔ یہ دونوں منگول جو خیمے میں کھڑے ہیں ان کے ذمے میں نے بختائی کے قتل کی ذمہ داری سونپی ہے۔ دونوں میرے ایسے قابل اعتبار آدمی ہیں کہ بختائی کو قتل کرنے کے بعد اس خبر کی ہوا تک نہ اُڑنے دیں گے۔''

پر ولیم نے اپنی پسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ ''تمہارا فیصلہ بہت بختائی کا خاتمہ کرنے کے بعد ہم برقائی خان کے خلاف حرکت میں آئیں گے۔ ضروری ہے۔ اس لئے کہ اگر برقائی خان زندہ رہتا ہے تو تمہارے باپ خان ان علاقوں کا خاقان ہوگا۔ اگر وہ خاقان بنتا ہے تو پھر عیسائیت

کا فروغ ان علاقوں میں بند ہو جائے گا۔ دنیا کے نقشے میں ان علاقوں میں مسلمانوں کی ایک اور سلطنت نمودار ہو جائے گی۔ جبکہ میں ایسا ہرگز پسند نہیں کروں گا۔''

ولیم کی اس گفتگو کے جواب میں سرتاک کہنے لگا۔ ''تم پریشان مت ہو۔ بختائی کے بعد برقائی کا بھی نمبر آئے گا۔ اس لئے کہ برقائی کو راستے سے ہٹانے کے بعد ہی میں منگولوں کا خاقان بن سکتا ہوں۔ اس کی موجودگی میں میرے مقدر میں خاقان بننا نہیں لکھا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد اپنا سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے سرتاک پھر کہہ رہا تھا۔ ''میں بختائی کے بعد ان دونوں محافظوں کا بڑی بے چینی سے انتظار کروں گا جو میخائیل کی بیوی کو لینے کے لئے دریائے ڈان کی طرف گئے ہیں۔ اگر ہم نکسار کے ذریعے برقائی کا خاتمہ کر دیں تو جس وقت نکسار برقائی کا خاتمہ کرے گی تو اس کے ساتھ ہی نکسار کو بھی موت کے گھاٹ اُتار دیں گے اور پھر میں اپنے باپ سے کہوں گا چونکہ تم نے میخائیل کا خاتمہ کیا تھا جس کے جواب میں میخائیل کی بیوی نکسار نے تمہارے بھائی برقائی کا خاتمہ کر دیا لیکن میں اپنے چچا کی موت کو برداشت نہ کر سکا اس لئے میں نے نکسار کو قتل کر دیا۔ میرا باپ یقیناً اس فیصلے سے اتفاق کرے گا اور میری کارگزاری پر خوش ہوگا۔ اس طرح ہم بختائی اور برقائی کا خاتمہ کرنے کے بعد ان علاقوں میں اپنا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب رہیں گے۔''

ولیم نے سرتاک کے اس فیصلے کی تائید کی۔ پھر سرتاک اپنی جگہ سے اُٹھا اور کہنے لگا۔ ''دیکھو رات اب کافی جا چکی ہے۔ میں جاتا ہوں اور اپنے ان دونوں جانثاروں کو بختائی کے خیمے کی طرف بھیجتا ہوں تا کہ وہ اس کے محافظوں کا خاتمہ کر کے بختائی کے قتل کئے جانے کی اطلاع دیں۔''

اس کے ساتھ ہی سرتاک عجیب سے انداز میں مسکرا کر ولیم کے خیمے سے نکل گیا۔ دونوں محافظ بھی اس کے پیچھے پیچھے خیمے سے نکلے۔ خیمے سے باہر سرتاک نے جو محافظ پھیلائے ہوئے تھے وہ بھی سرتاک کے پاس جمع ہوئے۔ جن اشخاص کے ذمے سرتاک نے اپنی بہن بختائی کے قتل کی ذمہ داری سونپی تھی انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اب تم جاؤ اور اپنی کارگزاری کی ابتدا کرو۔ سنو جو کام میں نے تمہیں سونپا ہے اس بارش میں اسے بڑے احسن طریقے سے ادا کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے کہ برستی بارش میں کوئی تم دونوں کے قدموں کے نشان نہ دیکھنے پائے گا۔''

اس کے ساتھ ہی سرتاک اپنے دوسرے محافظوں کو لے کر وہاں سے چلا گیا تھا جبکہ وہ دونوں مسلح منگول بڑی احتیاط سے خیموں کے اندر سے گزارتے ہوئے بختائی کو قتل کرنے کے

www.pdfbooksfree.pk

لئے اُس کے خیمے کی طرف جارہے تھے.....

⁂

اگلے روز کا سورج جب طلوع ہوا تو سرائے باتو میں ایک کہرام سا مچ گیا تھا اور ہر سو باتو کی بیٹی بختائی کے قتل کی خبریں اُڑنے لگی تھیں۔

یہ خبر سنتے ہی باتو اور برقائی دونوں تقریباً بھاگتے ہوئے بختائی کے خیمے کے پاس آئے۔ انہوں نے دیکھا خیمے سے باہر بختائی کے دونوں منگول محافظ مُردہ پڑے ہوئے تھے۔ ان کے حلقوم کاٹ دیئے گئے تھے۔ خیمے میں خون سے لت پت بختائی کی لاش پڑی تھی۔ اُس کا بھی گلا کٹا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ خیمے کے اوپری حصے کو جگہ جگہ سے خنجروں سے چاک کر دیا گیا تھا اور وہاں سے بارش کا پانی خیمے کے اندر جمع ہو گیا تھا جس کی وجہ سے قاتلوں کے پاؤں کے نشانات نہ دیکھے جا سکتے تھے۔ شاید قاتلوں نے یہ سب کچھ سوچی سمجھی تجویز کے تحت کیا تھا۔

بہرحال خیمے کے باہر دونوں محافظوں اور خیمے کے اندر بختائی کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ خیمے کے چاروں طرف پانی کھڑا تھا اور قاتلوں کا کوئی سراغ نہ مل رہا تھا۔ بختائی کو خیمے کے اندر خون میں لت پت دیکھتے ہوئے باتو کا چہرہ چتا کی آگ اور دہکتے ہوئے آتش فشاں کی صورت اختیار کر گیا تھا۔ اُس کی آنکھوں میں دُکھ کے نگر جیسا انقلاب برپا ہو کر رہ گیا تھا۔

دوسری جانب برقائی کی حالت بھی مختلف نہ تھی۔ اُس کے چہرے پر بھی بھنور کی گرہیں جبر کی ڈھول جوش مار رہی تھی جبکہ اُس کی آنکھوں کے اندر سرکش اور بے زنجیر جذبے اور موت کی اندھی چاپ رقص کناں تھی۔ قبل اس کے باتو اپنی بیٹی کی موت پر اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کچھ کہتا اس سے پہلے ہی برقائی بول اُٹھا۔

''میرے عزیز و محترم بھائی! تو جانتا ہے بختائی کو میں نے اپنی سگی بیٹی کی طرح چاہا اور وہ مجھے باپ کی طرح پیار کرتی تھی۔ میری بیٹی بختائی کے قاتل جو بھی ہوئے یاد رکھنا میں ان کے حلقوم کاٹوں گا۔ اور اگر وہ زمین کی تہہ میں بھی چلے گئے، برفانی سرزمینوں کی پاتال میں بھی اُتر گئے تو میں ان کا تعاقب کروں گا اور ان کے اعضاء کاٹوں گا۔ میں ان سے اپنی بیٹی بختائی کا انتقام ضرور لوں گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد عجیب سے انداز میں برقائی رُک گیا۔ پھر وہ راہب ولیم اور اپنے
ک کی طرف سوالیہ سے انداز میں دیکھ رہا تھا۔ برقائی کے اس طرح دیکھنے سے
، ہواؤں کے نوحوں، قتل گاہوں کے مقروض اور زخم خوردہ زبان جیسی ہو کر رہ
راہب ولیم کی حالت بھی اُس سے مختلف نہ تھی۔

قبل اس کے سرتاک یا ولیم میں سے کوئی اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کچھ کہتا برقائی کی اس گفتگو کا جواب دیتے ہوئے باتو کہہ رہا تھا۔

''عزیز بھائی! تو ٹھیک کہتا ہے۔ قسم نیلے جاودانی آسمان کی، بختائی میری نسبت تم سے زیادہ پیار کرتی تھی۔ بلکہ یوں جانو میں یہ خیال کرنے لگا تھا کہ میری نسبت وہ تمہیں ہی اپنا باپ سمجھنے لگی تھی۔ میرے بھائی! تیرا دعویٰ درست ہے۔ قاتل جو بھی ہیں میرے ہاتھوں سے بچ نہیں سکیں گے۔ قسم نیلے جاودانی آسمان کی، قتل میں اگر میرا بیٹا بھی ملوث ہوا تو میں اس کی بھی گردن کاٹ کر رکھ دوں گا۔ اس لئے کہ بختائی میرے جسم کا ایک حصہ تھی۔''

یہاں تک کہنے کے بعد باتو رُکا، اس کے بعد وہ پھر اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ ''اپنی ذات کے بعد اگر میں نے کسی کو سب سے زیادہ چاہا ہے وہ میری بیٹی بختائی تھی۔ اس کے قاتل جہاں بھی جائیں میری گرفت سے نہ بچ سکیں گے۔''

اس پر سرتاک آگے بڑھا اور اپنے باپ باتو کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگا۔ ''آپ کا کہنا درست ہے۔ میری بہن کے قاتل جو بھی ہوئے، جو بھی اس قتل میں ملوث ہوا وہ ہمارے خونی انتقام سے بچ نہ سکے گا۔ یہ کوئی معمولی قتل نہیں ہے۔ خاقان کی بیٹی کو قتل کیا گیا ہے اور اس قتل کو کسی بھی صورت معاف نہیں کیا جا سکتا۔''

باتو نے اپنے بیٹے سرتاک کی گفتگو کا جواب کچھ نہ دیا تھا۔ جوشِ انتقام میں اُس نے اپنی گردن گرا دی تھی۔

اس کے بعد سب بختائی اور اُس کے محافظوں کو دفن کرنے کا اہتمام کرنے لگے تھے۔

⁂

www.pdfbooksfree.pk

دریائے ویاتکا اور دریائے کاما کے درمیانی میدانوں کے اندر وحشی بدھ مت کالمک قبائل کے شہر گلوزی میں ایک روز کالمکوں کا سردار غلماش، سلافوں کا سردار سکتور اور وحشی جنگاری قبائل کا سردار بارخولا اکٹھے بیٹھے کسی موضوع پر باہم گفتگو کر رہے تھے کہ ایک مسلح جوان نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ اس پر کالمک قبائل کا سرار غلماش جو اس وقت گفتگو کر رہا تھا رُک گیا اور آنے والے محافظ کو مخاطب کرتے ہوئے اُسے اندر آنے کی اجازت دی۔ مسلح جوان اندر آیا۔ پھر غلماش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''مالک! سلافوں کے مرکزی شہر ارزوم کی طرف سے کچھ ہرکارے آئے ہیں اور وہ کوئی انتہائی اہم پیغام رکھتے ہیں۔''

غلماش شاید آنے والے کے الفاظ کو سمجھ گیا تھا۔ سکتور اور بارخولا بھی پریشان ہو گئے تھے۔ پھر غلماش بول اُٹھا۔ ''اُن میں سے کچھ کو اندر لاؤ۔''

وہ محافظ باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد دو اشخاص اُس کمرے میں داخل ہوئے۔ سکتور اُنہیں پہچان گیا وہ اُس کے اپنے آدمی تھے۔ اُس نے فوراً اُن دونوں کو مخاطب کیا۔

''کیا بات ہے؟ کیا کوئی حادثہ پیش آ گیا ہے؟''

جواب میں آنے والے ان دونوں قاصدوں نے سلافوں پر خریم بن مقردم کے حملہ آور ہونے اور دو مختلف مقامات پر سلافوں کو بدترین شکست دینے کی تفصیل کہہ دی تھی۔

یہ واقعات سن کر سلافوں کے سردار سکتور کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی تھی۔ غلماش اور بارخولا بھی پریشان ہو گئے تھے۔ پھر سکتور نے آنے والے قاصدوں کو مخاطب کیا۔ ''یہ حملہ آور کون ہیں؟ اور کیا وہ تعداد میں اس قدر زیادہ تھے کہ وہ ہم پر حملہ آور ہوئے اور ہمارے شہر پر ا ہو کر بیٹھ گئے اور ہمارے قبائلیوں کو انہوں نے دریائے ویاتکا عبور کر کے بھاگنے پر مجبور

الے قاصدوں میں سے ایک بول پڑا۔ ''مالک! اُن کی جو تھوڑی بہت تفصیل
وہ لوگ بھی خانہ بدوش لگتے ہیں۔ جہاں تک ہمارے کچھ آدمی تفصیل

حاصل کر سکے ہیں ان کے مطابق وہ تین قبائل پر مشتمل ہیں۔ ان میں باشکیری، کرغیز اور مکیار ہیں۔''

اس بار کالمک قبیلے کا سردار غلماش بول اُٹھا۔ ''جہاں تک باشکیریوں اور کرغیزوں کا تعلق ہے تو ان علاقوں میں باشکیری اور کرغیز مسلمان ہیں۔ جہاں تک مکیاروں کا تعلق ہے تو مکیار ان علاقوں میں بہت کم ہیں وہ زیادہ تر ماضی کے حملوں کے دوران مغرب کی طرف ہجرت کر چکے ہیں۔ پھر اتنے مکیار کہاں سے آ گئے؟ اور پھر انہوں نے سائبیریا کے ان علاقوں کا رُخ کیوں کیا جبکہ وہ جنوب مغرب میں آباد تھے؟ بہترین چراگاہوں پر قابض ہو چکے تھے؟ یاد رکھنا، اگر ان تینوں قبائل نے متحد ہو کر سائبیریا کے ان علاقوں کا رُخ کیا ہے تو اس کی کوئی نہ کوئی وجہ ہو گی۔''

غلماش جب خاموش ہوا تب جنگاری سردار بارخولا بول اُٹھا۔ ''وجہ کچھ بھی ہو، پر ان لوگوں کو اس طرح ہمارے علاقوں پر حملہ آور ہونے کی جرأت کیسے ہوئی؟ بہر حال ان میں سے کوئی بھی بچ کر واپس نہیں جائے گا۔ ان سب کا ہم قتل عام کریں گے۔''

سلافی قبیلے کا سردار سکتور ابھی تک گردن جھکائے بیٹھا تھا۔ اس موقع پر غلماش نے اُسے مخاطب کیا۔ ''سکتور! کیا تمہارے ذہن میں باشکیریوں، کرغیزوں اور مکیاروں کے اس حملے کی کوئی وجہ آتی ہے؟''

اپنی گردن کو مثبت انداز میں ہلاتے ہوئے سکتور نے اپنی گردن سیدھی کی پھر کہنے لگا۔

''ہاں، میرے ذہن میں اس حملے کی ایک وجہ آتی ہے۔ ماضی میں ہمارے قبائل اور مکیار آمنے سامنے رہتے تھے۔ یہ مکیاروں کا ایک چھوٹا سا گروہ تھا جو ایک طرح سے ہمارے ہمسائے تھے۔ عرب تاجروں کے آنے جانے کی وجہ سے ان لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ ان کے اس فعل کو میں نے ناپسند کیا۔ لہٰذا میں نے ان پر حملہ کر دیا اور ان کا خوب قتل عام کیا۔ میرا دل کہتا ہے کہ مکیاروں کے جو لوگ بچے ہوں گے انہوں نے مغرب کے مکیاروں کو اپنے ساتھ ملایا ہو گا۔ اس سلسلے میں باشکیریوں اور کرغیزوں سے مدد طلب کی ہو گی۔ اس لئے کہ باشکیری اور کرغیز مسلمان ہیں۔ تاہم مغرب کے مکیار مسلمان نہیں ہیں۔ میرے ذہن میں ایک اور بات بھی آتی ہے۔ وہ یہ کہ منگول جو مغرب کی طرف حملہ آور ہوئے تو میرا اندازہ ہے کہ مغرب پر یلغار کے دوران ان کے لشکر میں مکیار بھی شامل ہو گئے ہوں گے۔ اور جب وہ لوٹے ہوں گے تو مکیار بھی ان کے ساتھ آ گئے ہوں گے اور کسی نہ کسی طرح ہمارے ہاتھوں زک اُٹھانے والے مکیاروں نے ان سے رابطہ قائم کیا ہو گا اور وہ بھی ہم سے انتقام لینے کے لئے باشکیریوں

www.pdfbooksfree.pk

اور کرغیزوں کے ساتھ اتحاد کر چکے ہوں گے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد آنے والے ہرکاروں میں سے ایک بول اُٹھا۔"مالک! حملہ آوروں میں جو مکیار شامل ہیں ہمارے ساتھیوں نے اندازہ لگایا ہے ان میں سے اکثر مسلمان ہیں۔ اس لئے کہ ان کے طور طریقے مسلمانوں جیسے ہیں۔ انہی کی طرح عبادت کرتے ہیں۔"

قاصد کے انکشاف پر سکتور لمحہ بھر کے لئے پریشان ہو گیا تھا، پھر اُس کی پریشانی کو کالمک سردار غلماش نے رفع کر دیا۔ اس لئے کہ اُسے مخاطب کر کے وہ کہہ رہا تھا۔

"سکتور! اس میں پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اگر مکیار، باشکیری اور کرغیز اتحاد کر چکے ہیں تو ہم بھی ان کے مقابلے میں تین قبائل ہیں۔ سلاف ہیں، کالمک اور جنگاری ہیں۔ اور انہیں ہم ایسی مار ماریں گے کہ زندگی بھر بھلا نہیں سکیں گے۔ ان کے کئے کی انہیں ہم ایسی سزا دیں گے کہ اس وقت جو انہوں نے تمہارے شہر ارزوم پر قبضہ کر لیا ہے تو وہاں سے ہم کسی کو بھاگ کر اپنی جان بچانے کی مہلت نہیں دیں گے۔ میرے خیال میں اُٹھو بارخولا! تم اپنے قبیلے کی طرف جاؤ اور اپنا لشکر لے کر یہاں پہنچو۔ جتنے دن تک تم نہیں پہنچتے میں یہاں رُک کر تمہارا انتظار کروں گا۔ سکتور! تم بھی اپنے محافظ دستے کے ساتھ یہاں سے کوچ کر جاؤ اور تمہارا شکست خوردہ لشکر جو دریائے دیا تکا کو عبور کر کے ہمارے علاقوں میں داخل ہوا ہے اسے دریائے دیا تکا کے بائیں کنارے روک کر استوار کرو۔ بارخولا جب اپنے جنگاری لشکر کے ساتھ میرے پاس آئے گا تو ہم دونوں متحد ہو کر دریائے دیا تکا کے کنارے تم سے آن ملیں گے۔ اس کے بعد ہمارا متحدہ لشکر دریائے دیا تکا کو عبور کرے گا اور تمہارے شہر ارزوم پر قبضہ کر لینے والے باشکیریوں، کرغیزوں اور مکیاروں کے خلاف حرکت میں آئے گا۔ پھر میں دیکھتا ہوں وہ اپنی جانیں بچانے کے لئے ہمارے سامنے اپنا دفاع کیسے کر سکتے ہیں۔"

اس کے ساتھ ہی کالمک سردار غلماش کی تجویز کے مطابق عمل کیا گیا۔ بارخولا اُسی دن اپنے قبیلے کی طرف روانہ ہو گیا جبکہ سکتور بھی اپنے شکست خوردہ لشکر کو استوار کرنے کے لئے دریائے دیا تکا کا رُخ کر گیا تھا۔

۞......۞

کچی مٹی کی فصیل پر مشتمل سلافوں کے شہر ارزوم میں ایک روز خریم کے یورت میں خود یف، کوچمان، گوچلوک، بشار، طائسی، دونوں کی مائیں سمنائی اور منگتائی بیٹھی ہوئی موضوع پر گفتگو ہو رہی تھی کہ گھنٹیاں بجاتے ہوئے کچھ منگول سلافوں کے شہر ے۔ یہ گھنٹیاں چھوٹی چھوٹی چھڑیوں کے ساتھ بندھی ہوئی تھیں جنہیں

انہوں نے اپنے کندھوں پر رکھا ہوا تھا اور انہیں ہلاتے ہوئے آوازیں نکالتے ہوئے وہ ارزوم شہر میں داخل ہوئے تھے۔ پھر وہ قا۔ مہ خریم بن مقروم کے یورت کی طرف آئے، ان کے آنے کی اطلاع جب خریم بن مقرو۔ ۔ی گئی تو وہ خیمے سے باہر نکلا۔ اُس کے پیچھے پیچھے باقی لوگ بھی باہر آ گئے تھے۔ کچھ دیر تک اُن آنے والے ہرکاروں کا خریم بن مقروم جائزہ لیتا رہا، پھر کہنے لگا۔

"میرے عزیزو! تمہارے چہرے بتاتے ہیں کہ تم کوئی اچھی خبر نہیں لائے۔ آؤ، یورت کے اندر بیٹھتے ہیں۔ پھر بتاؤ کیا معاملہ ہے؟"

دوبارہ سب یورت میں داخل ہوئے۔ آنے والے منگول قاصد بھی یورت کے اندر جا کر بیٹھ گئے۔ پھر خریم نے انہیں مخاطب کیا۔"اب کہو تم کیا پیغام لائے؟ کیا ہمارے لئے باتو یا برقائی کی طرف سے نئے احکام جاری کئے گئے ہیں؟"

اس پر ایک منگول نے نفی میں گردن ہلائی۔ اس کے بعد اُس نے عمیر بن نصر کے سرائے باتو میں داخل ہونے، تبرصی تیغ زنوں کے ساتھ اُس کے مقابلے، بختائی سے شادی، پھر اُس کے گرجستان کے مرکزی شہر قصبک کی طرف جانے اور اُس کی غیر موجودگی میں بختائی کے قتل کئے جانے کی ساری داستان تفصیل کے ساتھ کہہ دی تھی۔

سارے حالات سن کر وہ سب غمزدہ اور خاموش ہو گئے تھے۔ پھر ایک محافظ کو خریم نے بلایا اور آنے والے منگول قاصدوں کو اُس کے ساتھ روانہ کیا تاکہ اُن کے کھانے اور آرام کا اہتمام کیا جائے۔ دوبارہ وہ اپنی نشست پر بیٹھا اور پھر وہ کوچمان اور گوچلوک کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"باتو کی بیٹی بختائی اپنے کردار، اپنے اخلاق کے لحاظ سے ایک لاجواب لڑکی تھی۔ اُس نے ہمیشہ مجھے ایک بھائی کا درجہ دیا۔ ہمارے لئے یہ بات تو خوش آئند تھی کہ ہمارا بھائی عمیر بن نصر سرائے باتو میں داخل ہوا اور اس نے بختائی کے عقیدے کی حفاظت کی خاطر اس سے شادی کی حالانکہ میں جانتا تھا کہ وہ تھمر کو پسند کرتا ہے لیکن اُس کی غیر موجودگی میں یوں بختائی کا مارا جانا انتہائی دُکھ اور افسوس کا باعث ہے۔"

خریم بن مقروم کی اس گفتگو کا جواب کوچمان یا گوچلوک میں سے کوئی دینا ہی چاہتا تھا کہ ان سے پہلے ہی بشار بڑے دُکھ بھرے انداز میں خریم کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی میٹھی آواز میں کہہ رہی تھی۔"آپ کا کہنا درست ہے۔ بختائی جیسی لڑکیاں بہت کم ملتی ہیں۔ جہاں اُس نے آپ اور تریف کو ہمیشہ بھائی کا درجہ دیا وہاں اُس نے مجھے اور طائسی دونوں کو اپنی چھوٹی

www.pdfbooksfree.pk

بہن کی طرح جانا۔ وہ ہم سے بے پناہ محبت کرتی تھی۔ زیادہ کسی سے اُٹھنے بیٹھنے والی نہ تھی۔ نہ گھل مل جانے والی تھی۔ اسلام قبول کرنے کے بعد اُس کا زیادہ اُٹھنا بیٹھنا میرے اور طائسی ہی کے ساتھ تھا۔ میں سمجھتی ہوں سرائے باتو میں جو آپ کے بھائی عمیر بن نصر کی غیر موجودگی میں بختائی کو قتل کیا گیا ہے تو یہ کوئی عام قتل نہیں، اس کے پیچھے ضرور کوئی سازش ہوگی۔''

بشار جب خاموش ہوئی تو اُس کی طرف دیکھتے ہوئے خریم بول اُٹھا۔ ''بشارا! تمہارا کہنا درست ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ عمیر بن نصر کی غیر موجودگی میں اس سازش کی تکمیل کی گئی ہے۔ اگر بختائی کو اس طرح قتل کیا جا سکتا ہے تو پھر یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ وہاں برقائی کی جان بھی خطرے میں ہو سکتی ہے۔ میرے خیال میں کچھ لوگوں کو بختائی کا اسلام قبول کرنا ناگوار گزرا ہے اور اسی بنا پر اُسے موت کے گھاٹ اُتار دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں جہاں تک میں اُن کے اندر رہتے ہوئے سمجھ سکا ہوں اس میں بختائی کے بھائی سرتاک کو بھی مشکوک نگاہ سے دیکھا جا سکتا ہے۔ سرتاک کے علاوہ مغرب کے نائٹ جو باتو کے لشکر میں شامل ہو چکے ہیں وہ بھی اس سلسلے میں مشکوک سمجھے جا سکتے ہیں۔ بہر حال دیکھتے ہیں بختائی کے اس قتل کا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ فی الحال عمیر گرجستان کی طرف گیا ہوا ہے۔ میرے خیال میں وہ چند دن تک نہیں لوٹے گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد خریم اپنے چھوٹے بھائی قریض کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ ''قریض میرے بھائی! چند دن تک حالات کا جائزہ لیتے ہیں، اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ تم اپنے چند دستوں کے ساتھ سرائے باتو کی طرف کوچ کر جانا۔ اتنی دیر تک شاید گرجستان سے عمیر واپس آ چکا ہوگا۔ پھر تم دونوں بھائی سرائے باتو میں قیام کرنا، حالات کا جائزہ لینا۔ یاد رکھنا گرجستان سے واپسی کے بعد عمیر ضرور بختائی کے قاتلوں سے انتقام لینے کے لئے سرگرداں ہوگا اور میں نہیں چاہتا اس سلسلے میں وہ اکیلا سرائے باتو کے اندر دھکے کھاتا رہے۔ یہ ٹھیک ہے برقائی اپنے ساتھیوں کے ساتھ اُس کی مدد پر ہوگا لیکن میرے بھائی! پھر بھی تم وہاں جانا۔ تمہاری موجودگی میں اُسے تقویت حاصل ہوگی۔۔ ساتھ ہی اُسے اپنی اس مہم کی تفصیل بھی بتانا۔''

خریم بن مقروم کی اس تجویز سے اُس کے بھائی قریض نے اتفاق کیا تھا۔ اس کے جواب میں کو جمان خریم بن مقروم کو اس سلسلے میں مخاطب کر کے کچھ کہنے ہی والا تھا کہ ایک منگول ت کے دروازے پر نمودار ہوا اور خریم کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

نے کچھ ہرکارے آئے ہیں۔ اور وہ سلافوں، کالمکوں اور جنگاری قبائل کی طرف سے لے کر نہیں آئے۔''

اس خبر سے سب چونک گئے تھے۔ پھر خریم نے اُس آنے والے مسلح جوان کو مخاطب کیا۔

''جو ہرکارے یہ خبر لے کر آئے ہیں انہیں ذرا یورت میں لاؤ۔''

ہرکارے تھوڑی دیر بعد یورت میں داخل ہوئے۔ انہیں مخاطب کرتے ہوئے خریم بن مقروم کہنے لگا۔ ''میرے عزیزو! جو خبریں تم لائے ہو وہ تفصیل سے کہو۔''

اس پر اُن آنے والے قاصدوں میں سے ایک خریم بن مقروم کو مخاطب کرتے ہوئے بول اُٹھا تھا۔ ''ابن مقروم! جو خبر ہم لائے ہیں وہ اچھی نہیں۔ اگر ہم پہلے سے تیاری کر لیں تو ہم اپنے دفاع کو مضبوط اور مستحکم کر سکتے ہیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وہ ہرکارہ رُکا، پھر اپنا سلسلہ کلام آگے بڑھاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ ''میں آپ پر انکشاف کروں کہ جس وقت ہم نے سلافوں پر حملہ آور ہو کر ان کے مرکزی شہر ارزوم پر قبضہ کر لیا اُس وقت سلافوں کا سردار سکتور، کالمک قبائل کے مرکزی شہر گلوزی کی طرف گیا ہوا تھا۔ صرف سلاف نہیں بلکہ جنگاریوں کا سردار بارخولا بھی وہاں موجود تھا۔ کسی عام موضوع پر تینوں سردار اکٹھے ہوئے تھے۔ جس وقت وہ کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے وہیں اُن کے قاصدوں نے ہمارے ہاتھوں سلافوں کی شکست اور ان کے شہر ارزوم پر قبضہ کر لینے کی اطلاع دی۔ اس پر تینوں قبائل کے سردار بھڑک اُٹھے ہیں۔ سلافوں کا جو لشکر ہمارے ہاتھوں شکست اٹھانے کے بعد دریائے دیا تکا کو عبور کر کے چلا گیا تھا اب وہ دریائے دیا تکا کے بائیں کنارے استوار ہو چکا ہے۔ ان کا سردار سکتور بھی ان میں پہنچ چکا ہے۔ دوسری جانب جنگاری قبیلے کا سردار بارخولا اپنے لشکر کو لے کر کالمکوں کے مرکزی شہر گلوزی پہنچا۔ وہاں اُس کی آمد تک کالمکوں نے بھی اپنے سردار غلماش کی سرکردگی میں ایک بہت بڑا لشکر تیار کر لیا تھا۔ اب صورتحال کچھ اس طرح ہے کہ سلافوں کا سردار سکتور اپنے لشکر کے ساتھ دریائے دیا تکا کے بائیں کنارے اپنے لشکر کی حالت درست کر رہا ہے جبکہ کالمک اور جنگاری اپنے اپنے سرداروں کی سالاری میں ایک بہت بڑا اور جرار لشکر لے کر ان علاقوں کا رُخ کر رہے ہیں جہاں سکتور نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا ہے۔ تینوں سردار اپنے متحدہ لشکر کو لے کر دریائے دیا تکا کو عبور کریں گے اور ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں گے۔ جس رفتار سے وہ آگے بڑھ رہے ہیں اگر وہ اسی رفتار سے آگے بڑھتے رہے تو میرے خیال میں انہیں کم از کم ایک دن ضرور لگ جائے گا۔ اس دوران ان کا مقابلہ کرنے کے لئے میرے خیال میں ہم اپنی تیاری کو آخری شکل دے سکتے ہیں۔''

ان مخبروں کی اس اطلاع پر خریم بن مقروم نے اُن کا شکریہ ادا کیا۔ انہیں آرام کرنے کا

www.pdfbooksfree.pk

مشورہ دیا۔ پھر کچھ دیر کی سوچ بچار کے بعد وہ اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑا ہوا۔ اُس کی طرف دیکھتے ہوئے باقی لوگ بھی کھڑے ہو گئے۔ سب یورت سے باہر آئے۔ پھر بشار کی طرف دیکھتے ہوئے خریم بن مقرروم کہنے لگا۔

''بشار! تم، طائسی اور تم دونوں کی مائیں یہیں یورت میں آرام کرو۔ میں ذرا اس سلسلے میں تورائی اور کشلی خان سے مشورہ کرتا ہوں۔ پھر دیکھتے ہیں ان تینوں وحشی قبائل کے متحدہ لشکر کا ہم نے کس طرح سامنا کرنا ہے۔'' خریم بن مقرروم کے کہنے پر بشار، طائسی، سمنائی اور منگتائی پھر یورت میں چلی گئی تھیں جبکہ خریم، قریفں، کوچمان اور گوچلوک یورتوں کے اُس شہر کے وسطی حصے کا رخ کر رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد سب ایک یورت میں داخل ہوئے۔ یورت میں وہاں پہلے سے تورائی اور کشلی خان اکٹھے بیٹھے کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے۔ اُن سب کے آنے پر اپنی جگہوں سے اُٹھ کر دونوں نے ان کا استقبال کیا پھر جب سب نشستوں پر بیٹھ گئے تب سلاقی کالمک اور جنگاری قبائل کی طرف سے جو نئی صورتحال سامنے آ رہی تھی اس کی تفصیل اُن دونوں سے کہہ دی تھی۔

کچھ دیر خاموشی رہی، پھر تورائی خان خریم بن مقرروم کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔
''میرے عزیز بھائی! اس سلسلے میں تمہاری کیا تجویز ہے؟ جہاں تک میں ان تینوں قبائل کے متعلق جانتا ہوں یہ بے پناہ انفرادی قوت رکھتے ہیں۔ میرا اندازہ ہے کہ یہ ایک نہیں کئی لشکر لے کر ہم پر حملہ آور ہوں گے اور ہمیں بد سے بدتر حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ یہ تینوں قبائل ایک طرح سے وحشی ہیں۔ انسانیت اور حیوانیت میں تمیز قسم کی کوئی چیز یہ نہیں رکھتے۔ بہرحال ہم ان سے خوب نمٹیں گے اور ایسا نمٹیں گے کہ وہ صدیوں تک یاد رکھیں گے۔ اب اگر تینوں قبائل ایک متحدہ اور بہت بڑے لشکر کے ساتھ دریائے دیا تکا کو عبور کرنے کے بعد ہماری طرف بڑھ رہے ہیں تو اس سلسلے میں آپ کا کیا لائحہ عمل ہونا چاہئے؟''

خریم بن مقرروم نے کچھ سوچا۔ پھر تورائی خان اور کشلی خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ ''اب تک میں نے کسی پر اپنا لائحہ عمل ظاہر نہیں کیا۔ دراصل میں تم دونوں سے گفتگو کرنے کے بعد اپنی تجویز پیش کرنا چاہتا تھا۔ اس وقت میرے ذہن میں جو بات آئی ہے وہ اس طرح ہے کہ آنے والی شب ہمیں ارزوم شہر کو خالی کر دینا چاہئے۔ شہر میں داخل ہونے کے جو چار ... تے ہیں، انہیں جس طرح اب ہم نے چھکڑے کھڑے کر کے بند کر رکھا ہے وہ ویسے کے ... رہنے چاہئیں تاکہ حملہ آور یہی خیال کریں کہ ہم نے ارزوم شہر کے اندر پڑاؤ کر رکھا ہے۔ اب جو لائحہ عمل دشمن کے خلاف ہم نے استعمال کرنا ہے وہ کچھ یوں ہے۔

آپ لوگ دیکھتے ہیں ارزوم کے اطراف میں دُور نہیں بلکہ بالکل نزدیک کوہستانی سلسلے ہیں جن کے اندر وادیاں ہیں، بڑے بڑے میدان ہیں۔ رات کو ایسا کریں گے کہ وہ چھکڑے کھڑے رہیں گے کہ جنہوں نے شہر کے راستے مضبوط کر رکھے ہیں۔ باقی کے سارے چھکڑوں کے اندر اپنی عورتوں اور اپنی ضروریات کا سارا سامان بھر کر ارزوم شہر کے مغرب میں جو کوہستانی سلسلہ ہے اس کی گھاٹیوں اور درّوں کے اندر اپنا سامان احتیاط کے ساتھ رکھ دیا جائے گا۔ عورتوں اور بچوں، بوڑھوں کو بھی وہیں رکھا جائے گا اس کے بعد لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ ایک میرے پاس ہو گا۔ میرا بھائی میرے ساتھ ہو گا۔ ایک لشکر تورائی خان! تمہارے اور کشلی خان کے پاس ہو گا۔ اور لشکر کا تیسرا حصہ کوچمان اور محترم گوچلوک کی نگرانی میں کام کرے گا۔ لشکر کا جو حصہ میرے پاس ہو گا اسے لے کر میں ارزوم شہر کے غربی حصے میں جو کوہستانی سلسلہ ہے وہاں گھات لگا لوں گا، بالکل وہیں جہاں ہم اپنی عورتوں، بچوں اور سامان والے چھکڑے کھڑے کریں گے۔

تورائی خان اور کشلی خان! تم لوگ اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ ارزوم شہر کے شمال میں گھات لگاؤ گے جبکہ جنوب کی طرف محترم کوچمان اور گوچلوک ہوں گے۔ ہم صرف دریائے دیا تکا والی جگہ خالی رکھیں گے کیونکہ اس طرف سے دشمن نے دریا کو عبور کرنے کے بعد ارزوم شہر کا رُخ کرنا ہے۔ دشمن جب دیکھے گا کہ ارزوم شہر کے اندر جو داخل ہونے کے راستے ہیں وہ ہم نے بڑے بڑے چھکڑے کھڑے کر کے مسدود کر رکھے ہیں تب وہ یہی خیال کریں گے کہ ہم شہر کے اندر موجود ہیں اور یہ بھی سوچیں گے کہ اگر وہ آگے بڑھتے ہیں تو ایک دم ان پر تیر اندازی بھی ہو سکتی ہے۔ لہٰذا بڑا محتاط رہتے ہوئے وہ آگے بڑھنے کی کوشش کریں گے۔ اس دوران ہم نے دو کام کرنے ہیں۔ پہلا کام یہ ہو گا کہ اگر وہ رات کے وقت ارزوم شہر پر شب خون مارنے کی کوشش کرتے ہیں تو میری طرف سے جلتے ہوئے پروں کا ایک تیر فضا میں چھوڑا جائے گا جو حملہ آور ہونے کی نشانی ہو گی۔ تیر کے فضا میں بلند ہوتے ہی مغربی طرف سے میں، شمال کی طرف سے تورائی خان اور کشلی خان اور جنوب کی طرف سے محترم کوچمان اور گوچلوک بڑے خوش کن انداز میں تکبیریں بلند کرتے ہوئے اپنے حملوں کی ابتدا کریں گے۔ اور اگر دشمن دن کے وقت ارزوم شہر کا گھیراؤ اور محاصرہ کرنے کی کوشش کرتا ہے تب شمال اور جنوب میں رہنے والے ہمارے لشکری مغرب کی طرف دھیان رکھیں گے۔ مغرب میں جب کوہستانی سلسلے کے اوپر سرخ جھنڈی لہرائی جائے گی تو سرخ جھنڈی اس بات کا اشارہ ہو گی

www.pdfbooksfree.pk

کہ حملے کی ابتدا کرنی ہے اور وہ سرخ جھنڈی دیکھتے ہی تینوں لشکر ایک ساتھ پیش قدمی کرتے ہوئے حملہ آوروں پر ٹوٹ پڑیں گے۔ مجھے اُمید ہے کہ ایسا کر کے ہم اُن تینوں وحشی قبائل کے لشکر کو اگر واضح اور بدترین شکست نہ دے سکے تو کم از کم اُنہیں ارزوم شہر کے نواح سے ہٹ جانے پر مجبور ضرور کر دیں گے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد خریم بن مقروم خاموش ہو گیا۔ پھر سارے سالار آپس میں مشورہ کرتے رہے اور کسی لائحہ عمل پر پہنچنے کے بعد اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اُسی روز مغرب کی نماز کے بعد لشکر کے تینوں حصے اپنی اپنی گھات کی طرف چلے گئے تھے۔ لشکر میں جس قدر عورتیں، بچے اور بوڑھے تھے انہیں چھکڑوں میں سوار کر دیا گیا اور جس جگہ خریم بن مقروم نے گھات لگائی تھی وہاں چھکڑوں کو حفاظت کے ساتھ کھڑا کر دیا گیا تھا۔

رات جس وقت عشا کی نماز کے بعد گہری ہونا شروع ہو گئی تھی تب منگول ہرکاروں نے آ کر خریم بن مقروم کو خبر دی کہ دشمن اپنے کام کی ابتدا کر چکا ہے اور یہ کہ سلافوں، کالمک اور چنگاریوں کا متحدہ لشکر دریائے دیا تکا کو عبور کرنے کے بعد ارزوم شہر کا محاصرہ کر چکا ہے۔

یہ خبر سننے کے بعد خریم بن مقروم نے اپنے کام کی ابتدا کی۔ جس قدر لشکر اُس کی کمان میں تھا اُسے اُس نے تیار اور مستعد کر دیا۔ گھات کے اندر ہی رہتے ہوئے اپنے لشکر کے آگے اپنے گھوڑے پر سوار ہوا، رات کی گہری تاریکی میں ایک بار اُس نے آسمان کی طرف دیکھا پھر انتہائی رقت میں وہ اپنے خداوند قدوس کو مخاطب کرتے ہوئے دُعا مانگ رہا تھا۔

"اے خدائے مہربان و عظیم! تو ہی زمین کے میلے بدن اور زیست کے ویران لمحوں میں نیلی جھیلوں، ہرے جنگلوں اور پریم نگر کی ان گنت شگوفیوں جیسے موسموں کو رواں دواں کرتا ہے۔ تو ہی ہستی کی راہ گزار کی بھول بھلیوں میں نڈھال قدموں کو اُمید کی توانائی دیتا ہے۔ آتی جاتی چاندنی کی لہروں اور صدیوں کے گناہ آلود ملبوں کو تو ہی کرنوں کے سرگرداں رتھ اور کہنہ اُمیدوں کا فسوں دینے والا ہے۔ میرے اللہ! اندھیری رات کے طوفانوں، صبح کی گونجتی اذانوں میں تو ہی روشنی کی بستیاں اور صداؤں کی تڑپ پیدا کرتا ہے۔ غموں کے ہجوم میں تو ہی قدیم عکس لئے آئینوں کے اندر خوابوں کے اوطاقوں اور خوشیوں کے مخصوص لمحے لئے اُلفتوں کے اتھاہ جذبوں کو جنم دیتا ہے۔ میرے اللہ! اجل کی کارکشاء زیست میں تو ہی نمود کی لامکاں، کو ان کی ہیئت عطا کرنے والا ہے۔

للہ! دشمن ضمیر کو شکستہ کرتی وحشت کے موسموں، جسموں کا رنگ و روغن بگاڑتی قہر کے حلقوں کی طرح ارزوم شہر کا محاصرہ کر چکا ہے۔ عمروں کے خیموں کے

اُکھاڑ دینے والے اُمڈتے نا آشنا سرخ طوفانوں کی طرح ہماری زیست، ہماری زندگی کے درپے ہے۔ میرے اللہ! تو رحیم و کریم ہے۔ میری تجھ سے التجا ہے کہ اپنی رات کی تقدیس، حضورؐ کی امانت و صداقت، صحابہؓ کے ایثار و قربانی کے صدقے میں، بدر کے میدانوں، اُحد کے کوہستانوں کے شہیدوں کے طفیل، یرموک و حنین، تبوک کے غازیوں کی کارگزاری کے صلے میں، حجر اسود، مطاف کعبہ، مسجد نبویؐ، گنبد خضریٰ، غار حرا، صفا و مروا کی حرمت کے طفیل میرے اللہ مجھے ہمت و طاقت عطا فرما کہ میں وحشتوں کی آندھیوں کی طرح آنے والے دشمن کے سامنے بے انت تاریکیوں کے جھکڑوں کی طرح جم جاؤں۔ میری مدد فرما کہ میں دشمن کے سامنے زندگی کا ذائقہ بدل دینے والا خوف ناک سیال جذبہ ثابت ہوں۔ میرے اللہ! میں تیری نصرت کا طلبگار ہوں۔ مجھے اس قابل بنا دے کہ میں انتقام کی کھوج میں جل تھل بربادی کو جنم دینے والا تجسس بن کر دشمن کے سامنے آؤں اور ان سے اپنے انتقام کی تکمیل کروں۔ میرے اللہ! دروازوں پر دستک دیتی سیاہ رات کے اندر مجھے ہمت دے کہ میں دُور دیس سے آنے والے بے روک اندھیاؤ، فنا کا پیغام دیتے رہٹ کے بگولوں اور جنگل میں چیختی شور کرتی ہواؤں کی طرح ان پر حملہ آور ہوں اور انہیں اپنے سامنے نیم شب کے پُرہول سکوت سے بدتر کرتا چلا جاؤں۔"

اس کے بعد خریم بن مقروم کے کہنے پر اُس کے لشکر میں جو چھوٹا سالار تھا اُس نے جلتے ہوئے پروں کا تیر فضا میں چلا دیا تھا...... پھر خریم بن مقروم نے اپنے کام کی ابتداء کی۔ اپنے لشکر کے ساتھ وہ گھات سے نکلا، پھر تھوڑی دیر بعد وہ سلافوں، جنگاریوں، کالمکوں کے متحدہ لشکر پر فاصلوں میں لپٹی خاموشیوں کے اندر گہرائیوں میں ڈبو دینے والے خوابوں، عالم وجدان میں رقص کرتے وحشت بھرے عذابوں، ماضی کے بند دیولاخوں سے نکل کر ہر شے کی حالت پت جھڑ کے پیلے پتوں، یادوں کے بوسیدہ اوراق کی طرح کر دینے والے پتھریلے لمحوں کی طوفانی یورش کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔

دوسری طرف فضاؤں کے اندر جلتے ہوئے پروں کے تیر نے اپنا کام دکھایا اور خریم بن مقروم کے تھوڑی ہی دیر بعد شمال کی طرف سے تورائی خان اور کشلی خان بھی راحتوں کے خیال و خواب کو برباد کر دینے والے خونی ٹڈی دل اور اُداس خاموشیوں میں چہروں کی پیلاہٹوں اور بکھرتے خار و خس کی سی کیفیت طاری کر دینے والے بے انت ہجرتوں کی کھولتی آتش کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔ ان دونوں کے بعد جنوب کی طرف سے انقلاب رونما ہوا اور اُس سمت سے کوچمان اور گوچلوک دونوں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ دل کے پیالے دہن

www.pdfbooksfree.pk

کے کاسے میں دربدری کے عذاب ڈال دینے والی لمحوں کی بے عکس اذیت ناکی، غصے، نفرت، جلن اور کرودھ کے طوفانوں، دیولاخوں کے یخ کدوں میں جوالہ مکھی کی طرح بھڑک اُٹھنے والے بے خدوخال ہیولوں کی طرح حملہ آور ہوگیا تھا۔

ارزوم شہر کے نواح میں دونوں لشکروں کے ٹکرانے سے چاروں سمت پاگل ہواؤں کے نوحوں، کوہستانوں میں بھٹکتی گونجوں، دلگیر غمناک آوازوں کی کیفیت طاری ہونا شروع ہوگئی تھی۔ خریم بن مقردم، تورائی خان، کشلی خان، گوچلوک اور کوچمان کے حملوں کے باعث ارزوم کے باہر ایسا سماں سندھ گیا تھا جیسے صدیوں کی دہلیز پر دستک دیتے دشت کے بے رنگ مناظر ہر چیز کو نگلنا شروع کر دیں گے۔ اُن کے خوفناک حملوں کے باعث وقت کی آنکھوں میں ہزاروں سوال، ہونٹوں پر تجسس بھرا تبسم اور چہروں پر گونجتی اُداسیاں بکھر گئی تھیں۔

میدانِ جنگ کے اندر رقص کرتی تاریکیوں میں زخم سلگنے لگے تھے۔ زندگی کی پناہ گاہوں میں موت دستک دیتی آندھیوں کی صورت اختیار کر گئی تھی۔ ایسا لگتا تھا جیسے ارزوم شہر کے باہر سایوں کا تعاقب کرتی خونی کرنیں اور رقص کرتی وحشتیں چاروں طرف کھولتے ہوئے اپنی موجودگی کا پتہ دینے لگی ہوں۔

ارزوم شہر سے باہر رات کی گہری تاریکی میں جنگ کی ابتداء ہونے کے بعد چارسُو اُفق کے سرخ کناروں پر سرکتے منحوس سایوں، ظلمتوں کی رات میں کالے تمدن کے راج اور رینگتی، شور کرتی آوازوں کا انوکھا سماں برپا ہو کر رہ گیا تھا۔

خریم بن مقردم، کوچمان، گوچلوک، تورائی خان اور کشلی خان نے اپنے اپنے حصے کے لشکریوں کے ساتھ بھرپور کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح سلافوں، جنگاریوں اور کالمکوں کے اس متحدہ لشکر کو ارزوم شہر کا محاصرہ ترک کر کے واپس دریائے دیاتکا کے اُس پار چلے جانے پر مجبور کر دیں لیکن وہ ایسا نہ کر سکے اس لئے کہ اُن کے لشکر کے مقابلے میں کالمکوں، جنگاریوں اور سلافوں کے پاس جو لشکر تھا وہ کئی گنا بڑا تھا اور ابھی تک وہ صرف دشمن کے لشکر کے بیرونی کناروں پر ہی ضرب لگا چکے تھے۔ رات کی گہری تاریکی میں دشمن کا متحدہ لشکر ارزوم شہر کے باہر دُور تک پھیلا ہوا تھا اور ان کے جو لشکری خریم بن مقردم، کوچمان، گوچلوک، تورائی خان یا کشلی خان کے ہاتھوں مارے جاتے اُن کی جگہ لینے کے لئے پچھلی صفوں سے ایک کے ائے دس جنگجو نمودار ہو جاتے تھے۔

ت بھر اسی طرح کشمکش رہی۔ یہاں تک کہ مشرق سے جب سورج طلوع ہوا تب خریم دیکھا ابھی تک ارزوم شہر کے بعد حد نگاہ تک دشمن کے لشکری پھیلے ہوئے تھے۔

شور کر رہے تھے اور اب جب کالمکوں، جنگاریوں اور سلافوں نے یہ اندازہ لگایا کہ جو لشکر تین اطراف سے اُن پر حملہ آور ہوا ہے وہ تعداد کے لحاظ سے ان کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں تب اُن کے حوصلوں، اُن کے ولولوں کو مزید تقویت ملی۔ وہ نئے انداز سے حملہ آور ہونا چاہتے تھے کہ دریائے دیاتکا کے دائیں کناروں کے ساتھ ساتھ ایک اور خونی انقلاب رونما ہوا۔ ایک بہت بڑا لشکر جنوب کی طرف سے نمودار ہوا۔ اس لئے کہ دُور دُور تک دُھول اُڑ رہی تھی۔ جس سے اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ لشکر کی تعداد خاصی ہوگی۔ پھر آہستہ آہستہ دُھول اُڑاتا ہوا وہ لشکر ارزوم شہر کے قریب سے قریب تر ہوتا چلا جا رہا تھا۔

کچھ دیر بعد جب گرد کے بادل چھٹے تب ہر آنکھ نے دیکھا ایک لشکر طلسماتِ حیرت میں امر ہونے والے سیال لمحوں، کہن سالہ وقت میں فطرت کی سحر کاری کرتے جہانگیر و دائم جذبوں کی طرح نمودار ہوا۔ پھر سب کے دیکھتے ہی دیکھتے آنے والا وہ لشکر جنوب کی طرف سے کالمکوں، جنگاریوں اور سلافوں کے قریب آ کر اپنی حیثیت اپنی شناخت کو عیاں کر گیا۔ اس لئے کہ آنے والے اُس لشکر کے عسکریوں نے درد کی نوبت کے پُر شور آہنگ اور اُجالوں کی ساعتوں میں لپٹی بے رنگ صداؤں کی طرح تکبیریں بلند کی تھیں۔ اس کے بعد آنے والا وہ لشکر دشمن کے متحدہ لشکر پر بے کراں خلاؤں کی وسعتوں میں المیوں کی رقص کرتی آتش، الفاظ و معانی کی شفق اور صبحوں کے اجالوں کی طرح اپنی اتھاہ سے نکل کر تاریکیوں کی ردا میں لپٹی ہر شے کو ہجرتوں کی خوفناکی میں تبدیل کر دینے والے جاگتے بے داغ طوفانوں کی طرح حملہ آور ہوگیا تھا۔

آنے والا وہ لشکر خواہشوں کی خون آلود آندھیوں، بھرتی اذیتوں کی اندھیاؤں کی طرح جس سمت بھی حملہ آور ہوتا اپنے پیچھے کرب بھرے درد کے نشار، بے روگ لہو کے بہاؤ، نہ مندمل ہونے والے دل کے گھاؤ کی کیفیت چھوڑتا چلا گیا تھا۔ لاشوں کے انبار اپنے پیچھے لگانے لگا تھا۔

اس سے پہلے کالمک، جنگاری اور سلاف خوش تھے کہ جس لشکر کے ساتھ اُن کا مقابلہ ہے اُس کی تعداد اُن کے مقابلے میں نہ ہونے کے برابر ہے۔ لیکن اب جو نیا لشکر آیا ہے اس نے اُن کی دلی اور ذہنی کیفیت کو تبدیل کر کے رکھ دیا تھا۔

اس کے ساتھ ہی جنوب کی سمت وہ باشکیری اور کرغیز جو کوچمان اور گوچلوک کی سرکردگی میں دشمن کے ساتھ برسرِ پیکار تھے وہ آنے والے نئے حملہ آوروں کو پہچان گئے اور شور کرنے لگے کہ بلغاری ترکوں کا سربراہ بالا خان مسلمانوں کی مدد کے لئے پہنچ گیا ہے۔ اور یہ خبر اب

www.pdfbooksfree.pk

خریم بن مقردم کے علاوہ تورائی اور کشلی خان کے لشکر تک بھی پہنچ گئی تھی۔

بہر حال بلغاری ترکوں کے سردار بالا خان کے حملہ آور ہونے کے بعد سلافوں، کالمکوں اور جنگاریوں کی حالت اب بڑی تیزی سے بے بال و پر ہوتے طیور، برگ وثمر سے محروم اشجار، پیلے پتوں، سوکھے چہروں، تنکا تنکا ہو کر منتشر ہوتے گھونسلوں اور دربدر بے بسیرا مسافروں سے بھی زیادہ ہولناک ہونا شروع ہو گئی تھی۔

تھوڑی دیر کی مزید جنگ کے بعد دشمن نے اندازہ لگا لیا کہ بلغاری ترکوں کی آمد کے بعد اُن کے اندر پسپائی کے آثار نمودار ہو جائیں گے۔ لہٰذا سلافوں کے سردار سکتور، کالمکوں کے سردار غلماش اور جنگاریوں کے سردار بارخولا نے باہم مشورہ کیا، پھر انہوں نے پسپا ہونا شروع کیا اور دریائے ویا تکا کے لکڑی کے پُل کو عبور کر کے وہ دریا کی دوسری جانب جا کر فروکش ہو گئے تھے اور وہیں اُن کا پہلے سے پڑاؤ بھی قائم تھا۔

پسپا ہونے والے کالمک، جنگاری اور سلاف اپنے پیچھے لاشوں کے سوا کچھ چھوڑ کر نہ گئے تھے۔ جب وہ چلے گئے تب خریم بن مقردم، قریض، کوجمان، گوچلوک، تورائی خان اور کشلی خان اس سمت بڑھے جہاں بلغاری ترکوں کا لشکر اپنے زخمیوں کی دیکھ بھال کر رہا تھا۔ انہیں اپنے لشکر کی طرف آتا دیکھ کر بلغاری ترکوں کا سربراہ بالا خان بھی اُن کی طرف بڑھا۔ جب سب ایک دوسرے کے قریب آئے تو اپنے گھوڑوں سے اُتر گئے۔ سب کا آپس میں تعارف ہوا۔ بالا خان سب سے بغلگیر ہوا۔ آخر میں اُس نے خریم بن مقردم کے شانے پر ہاتھ رکھا پھر کہنے لگا۔

”میرے بھائی! تمہیں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہارے درد بھرے حالات تفصیل کے ساتھ مجھ تک پہنچ چکے تھے اور میں ان کالمکوں، جنگاریوں اور سلافوں پر کسی اچھے وقت میں ضرب لگانا چاہتا تھا۔ میں سمجھتا ہوں میں نے ٹھیک وقت پر ان پر حملہ کیا ہے۔“

خریم بن مقردم نے پہلے بالا خان کا شکریہ ادا کیا پھر کہنے لگا۔ ”رات بھر تو ہم ان سے اُلجھتے رہے۔ اس وقت گہری تاریکی میں ہم ان کی تعداد کا صحیح اندازہ نہیں کر سکے تھے۔ لیکن جب سورج طلوع ہوا تب ہم نے دیکھا کہ ان کی تعداد ہم سے کئی گنا زیادہ تھی۔ اُن کی تعداد کو ۔۔۔ ہوئے ہمارے کچھ لشکری بددل بھی ہوئے تھے لیکن ہم نے اُن کے ساتھ ٹکراؤ جاری ۔۔۔ ورج طلوع ہونے کے بعد جس وقت دریائے ویا تکا کے کنارے کنارے جنوب ۔۔۔ ب کا لشکر دھول اُڑاتا ہوا نمودار ہوا اور اس کے بعد ہمارے لشکر کے کچھ ۔۔۔ وع کیا کہ بلغاری ترکوں کا سردار بالا خان آ گیا ہے تب میں بتا نہیں

سکتا ہے ہمارے لشکریوں کو آپ کے آنے کی وجہ سے کس قدر تقویت ملی تھی۔ میرے بھائی! جنوب کی طرف سے حملہ آور ہو کر تم نے دشمن پر کیا خوب موت کی مُنبت کاری کی۔ اُن کے احساس کے سایوں میں تلخ تعبیریں، ہجر کے قصوں کے عکس بھر کر رکھ دیئے۔ میں خریم بن مقردم آپ اور آپ کے ساتھیوں کی خاموشیوں کی تہوں میں قلزموں کے مدوجزر جیسی جرأت مندی، صبح سے شام تک ہر شے کو خاشاک کر دینے والی جاں طلب ساعتوں کی شجاعت اور ظلم کے تاجروں کے خلاف کرب کا احساس لئے موت کی علامتوں جیسی آپ کی بے باکی کو سلام کرتا ہوں۔ میں نے دیکھا میرے بھائی! اپنے عسکریوں کے ساتھ جس سمت سے بھی تم نے دشمن پر ضرب لگائی، اپنے پیچھے زرد موسموں، خونی بن باس، بے یقینی کی فضاؤں اور پیچ و تاب کھاتی قضا کا سماں باندھتے چلے گئے۔ ایک بار پھر میں آپ کی آمد، آپ کی جرأت مندی کو سلام کرتا ہوں اور ساتھ ہی میرے بھائی! تمہارا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں کہ......“

یہاں تک کہتے کہتے خریم بن مقردم کو خاموش ہو جانا پڑا۔ اس لئے کہ بالا خان جو عمر میں کوئی زیادہ نہ تھا، آگے بڑھا، خریم بن مقردم کے منہ پر اُس نے ہاتھ رکھ دیا۔ پھر مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

”ابن مقردم! تم زیادتی کر رہے ہو میرے بھائی! تمہارے کچھ ہرکاروں نے مجھ سے رابطہ قائم کیا تھا کہ تم لوگ کالمکوں، سلافوں اور جنگاریوں کے خلاف کس بنا پر حرکت میں آنا چاہتے ہو۔ خدا کی قسم تم لوگوں نے مجھ سے رابطہ نہ بھی کیا ہوتا اور مجھے یہ خبر ہو جاتی کہ کچھ مسلمان اپنے ساتھیوں کی تباہی اور بربادی کا انتقام ان تینوں خونی قبائل سے لینا چاہتے ہیں تب بھی میں بن بلائے ہی ان تینوں وحشی قبائل کے خلاف تم لوگوں کی مدد پر آمادہ ہو جاتا۔ بہر حال فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم لوگوں کی نسبت ان کالمکوں، جنگاریوں اور سلافوں کو میں بہتر طور پر جانتا ہوں اس لئے کہ ماضی میں میرا بھی ان کے ساتھ ٹکراؤ ہو چکا ہے۔ اگر میں نے ان کے مقابلے میں اپنی طاقت اور قوت کو بھرپور طریقے سے استوار نہ کیا ہوتا تو یہ تینوں وحشی قبائل اب تک مسلمان بلغاری ترکوں کو ان علاقوں سے نکال باہر کرتے۔

میرے بھائی! یہ بھی یاد رکھنا ان کی فطرت سے میں خوب واقف ہوں۔ یہ جو اس جنگ میں ہم نے انہیں پسپا ہونے پر مجبور کیا ہے اور یہ دریائے ویا تکا کے اُس پار اپنے پڑاؤ میں چلے گئے ہیں تو یہ ہار ماننے والے نہیں۔ واپس نہیں جائیں گے۔ موقع ملتے ہی پھر ہم پر ضرب لگانے کی کوشش کریں گے۔ پہلے تو وہ یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ آج صبح ہی صبح جنوب کی طرف سے جو نیا لشکر آیا ہے وہ کس کا ہے۔ جب انہیں خبر ہو گی کہ بلغاری ترک بھی تم لوگوں

www.pdfbooksfree.pk

کے ساتھ آن ملے ہیں تب وہ اپنے جنگی طریقہ کار کو تبدیل کرنے کی کوشش کریں گے۔ چھاپہ مار جنگ کی ابتدا کر سکتے ہیں، لیکن جنگ سے ٹلیں گے نہیں۔ اس لئے کہ میں ان کی فطرت سے خوب واقف ہوں۔ لیکن میں ان کا بندوبست بھی خوب کروں گا۔ مجھے میرے کچھ مخبروں نے یہ بھی اطلاع کر دی ہے کہ آپ نے اپنے لشکر کے سارے مرد، عورتوں اور بچوں کو مغربی کوہستانی سلسلے کے اندر چھپا رکھا ہے۔ سب سے پہلا کام یہ کریں کہ ان سارے چھکڑوں کو باہر نکال کر شہر کے اندر محفوظ کریں۔

جب تک یہ تینوں وحشی قبائل ٹل نہیں جاتے اُس وقت تک میں تم لوگوں کے ساتھ یہاں قیام کروں گا اور مجھے اُمید ہے کہ اُن پر ہم ایسی ضربیں لگائیں گے کہ یہ بھاگنے پر مجبور ہوں گے۔ لیکن ان کے ساتھ کسی طریقے، کسی سلیقے کے ساتھ نمٹنا ہو گا۔ جہاں تک میں ان کی فطرت کو جانتا ہوں اس کے مطابق یہ کالمک، جنگاری اور سلاف جنگ کو طول دینے کی کوشش کریں گے۔ انہیں جب خبر ہو گی کہ بلغاری ترک بھی آن ملے ہیں تب وہ یہ کوشش کریں گے کہ جنگ طول پکڑے تا کہ بلغاری ترک تنگ آ کر واپس جانے پر مجبور ہو جائیں اور اُن کے جانے کے بعد یہ لوگ تم لوگوں کے خلاف بے باکی سے حرکت میں آئیں۔ لیکن میں اُن کے ان ارادوں کی تکمیل نہیں ہونے دوں گا۔ یہاں پڑاؤ کر کے ہم کچھ دن قیام کریں گے۔ اگر یہ دریائے دیا تکا کے کنارے اپنے پڑاؤ سے پیچھے نہیں ہٹتے تب انہیں پیچھے ہٹانے کے لئے بھی ایک حربہ استعمال کیا جائے گا اور یہ ایسے پیچھے ہٹیں گے کہ چیختے چلاتے دریا کے کنارے کو چھوڑ دیں گے۔ جہاں تک مجھے خبریں ملی ہیں ان کے مطابق ابن مقروم میرے بھائی! تم سلافوں کے سردار سکتور سے انتقام لینا چاہتے ہو۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ آنے والے دنوں میں خداوند نے چاہا تو سلافوں کے سردار سکتور کو ہم زندہ گرفتار کر کے تمہارے سامنے پیش کریں گے۔ اس کے بعد تم اُس سے جس طرح چاہنا انتقام لینا۔ اب سب سے پہلا کام یہ کرو کہ مغربی کوہستانی سلسلے کے اندر جو تم نے اپنے لشکر کی عورتوں، بچوں، بوڑھوں کو محفوظ جگہ رکھا ہوا ہے انہیں نکال کر یہاں شہر کے اندر محفوظ کر دو۔ لشکر کا ایک حصہ ارزوم شہر کے شرقی جانب متعین کرتے ہیں تا کہ کسی بھی موقع پر دریائے دیا تکا کے لکڑی کے پل کو عبور کر کے وہ وحشی ادھر آنے کی کوشش نہ کریں۔ میرے خیال میں چند دن تک وہ ایسا کریں گے بھی نہیں۔ ۔۔ں گے، طول دیں گے، صبر آزما جنگ کی ابتدا کریں گے تا کہ میں بلغاریوں کو لے مجبور ہو جاؤں۔ لیکن میں ایسا نہیں کروں گا۔"

دار بالا خان کی اس تجویز کو پسند کیا گیا۔ پھر لشکر کا ایک حصہ ارزوم شہر

کے شرقی جانب متعین کر دیا گیا۔ باقی لشکر نے شہر کے باہر پڑاؤ کر لیا تھا اور مغربی کوہستانی سلسلے کے اندر چھکڑوں میں عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو جو محفوظ کیا گیا اُن سارے چھکڑوں کو نکال کر بھی پہلے کی طرح ایک وسیع گول دائرے میں کھڑا کر دیا گیا تھا۔

www.pdfbooksfree.pk

عمیر بن نصر اور تھمر ایک روز دریائے ارس کے کنارے کنارے اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے رات کی تاریکی میں ایک بستی میں آن رُکے تھے۔

وہاں عمیر بن نصر نے اپنے گھوڑے کو روک لیا۔ اُس کی طرف دیکھتے ہوئے تھمر بھی اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچ چکی تھی۔ پھر عمیر نے تھمر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"تھمر! رات کی گہری تاریکی میں جو بستی ہمارے سامنے دکھائی دے رہی ہے اس کا نام درکوش ہے۔ یوں جانو یہ چھوٹا سا ایک شہر یا قصبہ ہے۔ اس میں میرے کچھ جاننے والے ہیں یا میں یوں کہہ سکتا ہوں دُور کے کچھ عزیز ہیں جنہیں میں، میرے بھائی خریم اور قریض اپنا ماموں خیال کرتے ہیں۔ جب تک گرجستان کے مرکزی شہر تفلیس سے منگولوں کے عذاب کا خطرہ ٹل نہیں جاتا اور یہ خونی سیلاب گزر کر کسی اور سمت کا رُخ نہیں کرتا اس وقت تک میں اور تم اسی بستی میں قیام کریں گے۔ پہلے میرا ارادہ ایک سرائے میں قیام کرنے کا تھا۔ لیکن حالات کو دیکھتے ہوئے میں اپنا ارادہ ملتوی کر چکا ہوں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد عمیر رُکا، اس کے بعد اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔ "جب یہ خطرہ ٹل جائے گا، حالات درست ہو جائیں گے تو پھر میں تمہیں یہیں چھوڑ کر خود سرائے باتو کا رُخ کروں گا۔ وہاں سے بختائی کو لے کر تمہارے پاس لوٹوں گا۔ پھر ہم تینوں مل کر خوشگوار اور پُرسکون زندگی کی ابتدا کریں گے۔"

اس کے بعد عمیر بن نصر نے تھمر کو اُس کے کہنے پر اپنے سامانِ تجارت کے ساتھ سرائے باتو میں داخل ہونے، وہاں حادثاتی طور پر بختائی کے کام آنے، اُس سے شادی کرنے کی ساری تفصیل سنا ڈالی تھی۔

تھمر کے چہرے کے تاثرات سے لگتا تھا کہ وہ ان حالات سے بے حد متاثر ہوئی تھی۔ پھر نمی میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہنے لگی۔ "جن حالات میں آپ نے بختائی کو اپنایا خدا کی قسم کے تحت میں بختائی کو اپنی بہن سمجھ کر قبول کروں گی اور اپنی زندگی کا اُسے شریک رکھوں گی۔ کسی بھی موقع پر اُس کی حق تلفی نہیں ہونے دوں گی۔ میں سمجھتی

ہوں کہ میں اور بختائی دونوں آپ کے لئے پیدا ہوئی تھیں۔"

جب تک تھمر بولتی رہی، عمیر مسکراتا رہا، پھر کہنے لگا۔ "تمہارے فیصلے نے تھمر! مجھے خوش کر دیا ہے۔ اصل میں، میں ساری باتوں کا انکشاف تمہارے محل میں نہ کر سکا اس لئے کہ مجھے ادھر آنے میں جلدی تھی اور میں وہاں تفصیل میں پڑ کر وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس ساری تفصیل کے جواب میں تھمر تم نے جو ردِعمل کا اظہار کیا ہے تو قسم خدائے واحد کی مجھے تم سے ایسے ہی جواب اور ردِعمل کی اُمید تھی۔"

عمیر بن نصر جب خاموش ہوا تب تھمر نے اُسے مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔ "یہ جو سامنے رات کی تاریکی میں بستی دکھائی دے رہی ہے جس کا نام آپ نے درکوش بتایا ہے یہاں آپ میرے ساتھ کس کے ہاں پناہ لیں گے؟"

جواب میں پُرسکون انداز میں عمیر کہہ رہا تھا۔ "میں تمہیں بتا چکا ہوں نا کہ اس بستی میں میرے دُور کے رشتہ دار رہتے ہیں۔ ان کا نام حمود ہے۔ میں انہیں ماموں کہتا ہوں۔ دُور کے ماموں بھی لگتے ہیں۔ یوں جانو وہ ہم تینوں کو بیٹوں کی طرح عزیز رکھتے ہیں۔ ہم اُنہی کے ہاں پناہ لیں گے۔"

تھمر کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ اُس کے دانت اندھیروں میں موتیوں کی طرح چمک رہے تھے۔ پھر اُس نے کہنا شروع کیا۔ "کیا ایسا ممکن نہیں کہ حمود کے گھر میں داخل ہونے کے بعد ہم جو پہلا کام کریں وہ یہ ہو کہ ہم دونوں شادی کر لیں۔ آنے والے دور میں نہ جانے ہم دونوں پر کیا بیتے۔ حالات کیا رُخ اور خطرناک صورت اختیار کر لیں۔ میری یہ آخری خواہش ہے کہ اگر مجھے ان حالات میں موت آ جائے تو میں آپ کی بیوی کی حیثیت سے مروں۔ اور پھر آپ جو مجھے حمود کے ہاں چھوڑ کر سرائے باتو کی طرف جائیں گے آپ کی بیوی کی حیثیت سے درکوش نام کی اس بستی میں آپ کا انتظار کرنا میرے لئے آسان اور سہل رہے گا۔ اس کے علاوہ آپ کی غیر موجودگی میں جب لوگ حمود سے میرے متعلق پوچھیں گے تو وہ انہیں بتا سکے گا کہ میں اُس کے عزیز یا بھانجے کی بیوی ہوں۔ اس طرح یہاں رہتے ہوئے بستی کے لوگ مجھ پر شک و شبہ نہ کر سکیں گے نہ کسی اور طرح سے میرے خلاف اُنگلیاں اُٹھا سکیں گے۔ میں سمجھتی ہوں اس سلسلے میں آپ مجھ سے اتفاق کریں گے۔"

جواب میں عمیر نے تھمر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ "تمہاری تجویز بہت معقول ہے۔ میں تمہارے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ بستی میں داخل ہونے کے بعد حمود کے ہاں قیام کے بعد جو میں سب سے پہلا کام کروں گا وہ یہ کہ تم سے شادی کروں گا۔ چند دن یہاں میں

www.pdfbooksfree.pk

تمہارے ساتھ رہوں گا اور جب دیکھوں گا کہ منگولوں کا خطرہ ٹل گیا ہے تو میں بختائی کو لانے کے لئے سرائے باتو کی طرف چلا جاؤں گا۔"

اس پر تھمر بیچاری جذبات میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہہ رہی تھی۔ "شمالی برف زاروں کی طرف جاتے ہوئے آپ یہ وعدہ ضرور کریں گے کہ آپ زیادہ دن وہاں قیام نہیں کریں گے اور بختائی کو لے کر فوراً میرے پاس لوٹ آئیں گے۔"

اس پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے عمیر نے گھوڑے پر بیٹھے ہی بیٹھے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور تھمر کا نرم اور گداز ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور ہلکے ہلکے دباتے ہوئے وہ انتہائی محبت آمیز انداز میں کہنے لگا۔

"تھمر! میں جانتا ہوں، میں اور تم دونوں اپنی زندگیاں ایک دوسرے کے لئے وقف کر چکے ہیں۔ یہی وعدہ بختائی نے میرے ساتھ اور میں نے اُس کے ساتھ کیا تھا۔ میں تیرے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ میں تجھے اس بستی میں چھوڑنے کے بعد بختائی کو لانے کے لئے زیادہ دن نہیں لوں گا۔ میں اُسے لے کر بہت جلد تمہارے پاس پہنچوں گا اور پھر ہم اپنے مستقل ٹھکانے کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔"

عمیر کا یہ جواب سن کر تھمر خوش ہو گئی تھی۔ پھر دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگائی اور سامنے دکھائی دیتی بستی کی طرف ہو لئے تھے۔

رات کے گھپ اندھیرے میں دونوں اپنے گھوڑوں کو ہانکتے ہوئے بستی میں داخل ہوئے۔ ایک حویلی کے دروازے پر عمیر رُک گیا۔ گھوڑے سے اُترا، پھر دروازے پر اُس نے دستک دی تھی۔ اتنی دیر تک تھمر بھی اپنے گھوڑے سے اُتر چکی تھی۔ اپنے اور عمیر کے گھوڑے کی باگیں اُس نے پکڑ لی تھیں۔

دستک دینے کے تھوڑی ہی دیر بعد دروازے کے قریب ہی مشعل کی روشنی دکھائی دی تھی۔ پھر کسی نے دھیمی آواز میں پوچھا۔ "کون ہے؟"

جواب میں عمیر کہنے لگا۔ "ماموں! میں عمیر بن نصر ہوں۔ دروازہ کھولو۔"

عمیر بن نصر کا یہ کہنا تھا کہ دروازہ فوراً کھل گیا۔ کھولنے والا ایک بوڑھا شخص تھا جس کے ہاتھ میں جلتی ہوئی ایک چھوٹی مشعل تھی جس کی روشنی میں اُس بوڑھے نے عمیر بن نصر کی ۔۔۔ غور سے دیکھا پھر جلتی ہوئی مشعل اُس نے ایک طرف رکھ دی اور بڑے پُر جوش انداز ۔۔۔ بن نصر سے گلے مل رہا تھا۔

گلے لگائے ہی لگائے حمود نے جب تھمر کے متعلق پوچھا تو عمیر نے بڑے

رازدارانہ انداز میں اُسے تھمر کے متعلق تفصیل بتا دی تھی۔ پھر وہ علیحدہ ہوا اور بڑی عقیدت مندی میں تھمر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"بچی! میرا نام حمود ہے۔ میں گرستان کی شہزادی کو اپنے گھر میں خوش آمدید کہتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی حمود نے زمین پر رکھی مشعل اُٹھا لی۔ دروازہ اُس نے پوری طرح کھول دیا۔ اُس کے ایسا کرنے پر عمیر بن نصر حرکت میں آیا، دونوں گھوڑوں کی باگیں اس نے تھمر سے لے لیں۔ تینوں حویلی میں داخل ہوئے۔

حمود کی رہنمائی میں گھوڑوں کو چھوٹے سے اصطبل میں باندھ کر ان کے آگے چارہ ڈال دیا گیا تھا۔ پھر عمیر اپنے پہلو میں کھڑی تھمر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ "تھمر! یہ میری ماں کی طرف سے میرے رشتہ دار ہیں لہٰذا انہیں میں ماموں ہی کہہ کر پکارتا ہوں۔ ان کی بیوی بھی میری ماں کے رشتہ داروں میں سے ہے لہٰذا میں اسے خالہ کہتا ہوں۔ آؤ میں تمہیں اُس سے ملاتا ہوں۔"

عمیر کے ان الفاظ پر بوڑھا بیچارہ پریشان اور افسردہ ہو گیا تھا۔ کہنے لگا۔ "میرے بیٹے! تمہاری خالہ اب اس دنیا میں نہیں ہے۔ پچھلی بار جب تم مجھ سے ملنے کے بعد شمالی برفستانوں کی طرف گئے تھے تمہارے جانے کے کچھ دنوں بعد وہ بیمار ہوئی۔ اس بیماری نے اُسے چند ہی روز کی مہلت دی اور وہ اس دنیا سے کوچ کر گئی۔ اب اس حویلی میں، میں اکیلا ہی رہتا ہوں۔"

حمود کے اس انکشاف پر عمیر درد کی ہجر کیانیوں، دل آشوب مناظر کی طرح اُداس اور افسردہ ہو گیا تھا۔ اس انکشاف پر عمیر کے پہلو میں کھڑی تھمر بیچاری بھی دُکھ کے جال اور درد کی اذیت ناکی جیسی پریشان ہو گئی تھی۔ جبکہ اُن کے سامنے کھڑا حمود زیست کے سوگ اور زندگی کی نوحہ گری کی طرح ہو کر رہ گیا تھا۔

لگتا تھا اُس کی بیوی کی یاد نے اُسے چھلنی چھلنی، زخمی زخمی کر دیا ہو۔ اُس کے چہرے پر اُس کی ذات کی محرومی اور بے نام زنگ آلود مسافتوں کا زہر عود کر آیا تھا۔ تھوڑی دیر تک بوڑھا حمود ابد کے لمحوں میں زیست کی بے ثباتی کی طرح کھڑا رہا، پھر عمیر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میرے بیٹے! آؤ میں تم دونوں کے کھانے پینے کا اہتمام کرتا ہوں۔"

اس پر تڑپ کر عمیر کہنے لگا۔ "ماموں! تمہیں کچھ بھی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں راستے میں کھانا کھانے کے بعد قصبک کے شاہی محل میں داخل ہوا تھا جبکہ وہاں میری آمد سے پہلے تھمر رات کا کھانا کھا چکی تھی۔ لہٰذا اب تمہیں زحمت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

اس موقع پر تھوڑی دیر کے لئے عمیر بن نصر نے حمود کے کانوں میں سرگوشی کی جسے سن کر

www.pdfbooksfree.pk

اُس کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی، پھر وہ کہنے لگا۔ ''بیٹے! اگر یہ معاملہ ہے تو پھر تم آج کی رات انتظار کرو۔ میں کل اپنے چند جاننے والوں کو بلاؤں گا اور تمہیں اور تھمر کو رشتۂ ازدواج میں ڈال دوں گا۔ تم دونوں کو فکرمند اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس حویلی میں تم جب تک چاہو قیام کر سکتے ہو۔ آؤ میرے ساتھ۔''

جواب میں عمیر بن نصر اور تھمر مسکراتے ہوئے حمود کے ساتھ ہو لئے تھے۔ حمود نے ان دونوں کو ایک کمرہ دکھایا جس میں ضرورت کی ہر شے موجود تھی۔ عمیر اور تھمر نے وہ رات اسی کمرے میں گزاری۔ دوسرے روز حمود کی بھاگ دوڑ رنگ لائی اور دونوں کو رشتۂ ازدواج میں منسلک کر دیا گیا تھا۔ گرجستان کے حالات ٹھیک ہونے تک عمیر اور تھمر نے حمود کی حویلی میں ہی قیام کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔

دوسری جانب منگول بڑی تندہی، بڑی سرگرمی سے ملکہ روسودان کے علاقوں پر حملہ آور ہوئے تھے۔ روسودان جانتی تھی کہ وہ کسی بھی صورت منگولوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی لہٰذا منگول اُسے گرفتار کر کے باتو کے سامنے پیش کر دیں گے۔ روسودان کو خطرہ تھا کہ اگر اُسے باتو کے سامنے پیش کیا گیا تو باتو اُس کی گردن کاٹ دے گا۔ اس لئے کہ اُس نے دو بار باتو کے بلانے کے باوجود اُس کی خدمت میں حاضری نہیں دی تھی۔

اُسے یہ بھی یقین تھا کہ باتو اُس کا انجام برا کرے گا۔ لہٰذا اسی انجامِ بد سے بچنے کے لئے اُس نے ایک اور راستہ اختیار کیا اور وہ یہ کہ جس وقت منگول اُس کی سلطنت کے اندر یلغار کرتے ہوئے اُس کے مرکزی شہر تفسبک کے قریب پہنچے تو روسودان نے خودکشی کر کے اپنا خاتمہ کر لیا۔

اس طرح جب منگول گرجستان کے مرکزی شہر تفسبک میں داخل ہوئے تو اُنہیں ملکہ کی صرف لاش ہی ملی۔ اس پر منگولوں نے ملکہ روسودان کے بھتیجے داؤد کو گرجستان کی سلطنت کے تخت پر بٹھایا۔ کئی دن تک منگول لشکر نے وہاں قیام کر کے داؤد کے لئے انتظامات کو درست کیا اس کے بعد منگول وہاں سے سرائے باتو کی طرف چلے گئے تھے۔

✡......✡

اپنی بیٹی کے مرنے کی وجہ سے باتو بری طرح بیمار پڑ گیا تھا۔ اور شاید وہ اپنی بیٹی کی جدائی کو برداشت نہ کر سکا تھا۔ باتو کے طبیب بڑی دلجمعی سے باتو کا علاج کر رہے تھے۔ باتو کا بیٹا اور بھائی برقائی بھی باتو کی خدمت میں لگ گئے تھے تاہم باتو کی حالت دن بدن بگڑ رہی تھی۔

ایک روز جبکہ سرائے باتو کا سب سے بڑا طبیب باتو کا جائزہ لے رہا تھا اس وقت باتو کے قریب ہی اُس کا بیٹا سرتاک اور ولیم بیٹھے ہوئے تھے۔ جب طبیب پوری طرح باتو کا جائزہ لے چکا تو سرتاک اور ولیم طبیب کو خیمے کے دروازے پر لے گئے اور سرتاک نے بڑی رازداری سے طبیب کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

''اب تم میرے باپ کی حالت کیسی محسوس کرتے ہو؟''

اس پر طبیب نے بڑی رازداری سے کہا۔ ''یوں جانو تمہارا باپ اب لاعلاج ہو چکا ہے۔ یہ چند روز کا مہمان ہے۔ میرے اندازے کے مطابق یہ بچے گا نہیں۔'' اس کے ساتھ ہی طبیب وہاں سے چلا گیا تھا۔ طبیب کے جانے کے بعد ولیم نے سرتاک کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

''طبیب درست کہتا ہے۔ میرا بھی یہ اندازہ ہے کہ باتو اب زندہ نہیں بچے گا۔ لہٰذا تم نے اگر کچھ کرنا ہے تو کر لو ورنہ باتو کے بعد برقائی خان خاقان بن کر نمودار ہو گا اور ہمارا ان سرزمینوں میں رہنا مشکل ہی نہیں ناممکن بنا دے گا۔''

سرتاک نے اس موقع پر ولیم کے منہ پر اُنگلی رکھ دی، اُسے خاموش رہنے کے لئے کہا، پھر کہنے لگا۔ ''خیمے میں چلتے ہیں اور وہاں پر تفصیل سے گفتگو کرتے ہیں۔''

دونوں پھر باتو کے خیمے میں داخل ہوئے۔ خدام کو اُس نے اپنے باپ کی دیکھ بھال کرنے کی تاکید کی، پھر ولیم کے ساتھ وہ خیمے میں سے نکلا اور اُسے اپنے ساتھ اپنے خیمے میں لے گیا۔ دونوں جب نشست پر بیٹھ گئے تب ولیم کو مخاطب کرتے ہوئے سرتاک کہنے لگا۔

''بزرگ باپ! اب کہو کیا کہنا چاہتے ہو؟''

ولیم مکاری اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ ''طبیب کے مطابق تو تمہارا باپ باتو اب چند دنوں کا مہمان ہے۔ اس کی بیماری سے میں بھی اندازہ لگا چکا ہوں کہ وہ بچے گا نہیں۔ سن سرتاک! اگر تو ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھا رہا تو تیرے دیکھتے ہی دیکھتے نہ صرف یہ کہ برقائی خان مغرب کے منگولوں کا خاقان بن جائے گا بلکہ تیرا بھی کام تمام کر کے رکھ دے گا۔ لہٰذا قبل اس کے کہ برقائی خان تمہارے خلاف حرکت میں آئے اور تمہاری زندگی کی ڈور کاٹ دے تم اس سے پہلے ہی حرکت میں آ جاؤ اور اس کے لئے ایسی دلدل ثابت ہو کہ وہ اس سے نکل نہ سکے۔''

سرتاک ولیم کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ ''کھل کر کہو کیا کہنا چاہتے ہو؟''

جواب میں ولیم رُکا، سوچا، پھر سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔ ''میں چاہتا

www.pdfbooksfree.pk

ہوں کہ تو اپنے باپ کی موت سے پہلے مشرق کی طرف روانہ ہو۔ منگولوں کے مرکزی شہر قراقرم جاؤ، وہاں منگولوں کے بڑے خاقان منگو کی خدمت میں حاضر ہو اور اپنے باپ کے بعد اپنے لئے خاقان کا عہدہ حاصل کرنے کے لئے التجا کرو۔ مجھے امید ہے کہ جب تم منگو کی خدمت میں حاضر ہو گے اور میرے کہنے کے مطابق التجا کرو گے تو وہ انکار نہیں کرے گا۔ اس لئے کہ منگو اور اس کے بھائی جانتے ہیں کہ برقائی خان اسلام قبول کر چکا ہے لہذا وہ یقیناً برقائی پر تمہیں ترجیح دیں گے۔ جب منگو خان تحریری طور پر مغرب کے منگولوں کا تمہیں خاقان مقرر کر دے گا تو یاد رکھنا برقائی خان آپ سے آپ تمہارے سامنے جھک جائے گا اور تمہیں مغرب کے منگولوں کا خاقان تسلیم کر کے تمہاری فرمانبرداری پر آمادہ ہو جائے گا۔ لیکن ایسا اسی وقت ہو سکتا ہے جب تم وقت ضائع کئے بغیر منگو خان کی خدمت میں حاضر ہو کر اس سے اپنے لئے خاقان کا عہدہ طلب کرو۔''

ولیم کی ساری گفتگو سن کر سرتاک کچھ دیر سوچتا رہا پھر کہنے لگا۔ ''میں نے مرنے والے روسی سردار میخائیل کی بیوی کو بلوایا ہے۔ میں نے سنا ہے وہ انتہا درجے کی پرکشش، خوبصورت چیز ہے۔ میں اس کے ذریعے اپنے چچا برقائی کا خاتمہ کروانا چاہتا ہوں۔ آج اگر میرا باپ باتو مرتا ہے تو یہ بات تو عیاں ہے کہ اس کے بعد میرا چچا برقائی خان مغرب کے منگولوں کا خاقان بن جائے گا لیکن اگر میں نکسار کی مدد سے برقائی کو ٹھکانے لگانے میں کامیاب ہو جاؤں تو خود بخود خاقان بن جاؤں گا۔ اس طرح مجھے منگو خان کی خدمت میں حاضر ہونے کی زحمت بھی نہ اٹھانی پڑے گی۔''

جواب میں ولیم کچھ سوچتے ہوئے کہنے لگا۔ ''تو جانتا ہے تیرا چچا برقائی خان تجھے شک کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ میرے خیال میں وہ تجھے بختائی کا قاتل بھی سمجھنے لگا ہے۔ جس روز بختائی ماری گئی تھی، قتل ہوئی تھی اس روز بختائی کے خیمے کے پاس کھڑے ہو کر برقائی خان نے میری اور تمہاری طرف اس انداز سے دیکھا تھا جس سے صاف ظاہر تھا کہ بختائی کے قتل کے معاملے میں وہ ہم پر شبہ کر رہا ہے۔ سرتاک! جب تو مر جائے گا اس کے بعد برقائی خاقان بنے گا تو تیری ہی نہیں میری بھی بدبختی کی ابتدا ہو جائے گی۔ تمہارے باپ باتو کی موت کے بعد تمہارا چچا برقائی خاقان بنتا ہے اور اس دوران میخائیل کی خوبصورت ترین بیوی نکسار یہاں پہنچ جاتی ...تا اور اس کے ذریعے تم برقائی کا خاتمہ کرنے کی کوشش کرتے ہو تو سن رکھو کہ تمہاری یہ تدبیر ... ہو سکتی ہے۔ اگر نکسار، برقائی خان کو قتل نہ کر سکی اور پکڑی گئی اور اُس نے یہ بتا دیا کہ ... نے اُسے لگایا ہے تو یاد رکھو پھر تم ہی نہیں نکسار اور میرے خلاف بھی برقائی خان

حرکت میں آئے گا اور ہم سب کی گردنیں کاٹ کے رکھ دے گا۔''

جواب میں سرتاک بوکھلائے ہوئے انداز میں کہنے لگا۔ ''پھر مجھے کیا کرنا چاہئے؟''

ولیم اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہنے لگا۔ ''میں تمہیں بتا چکا ہوں تمہیں آج ہی منگو خان کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے مشرق کی طرف روانہ ہو جانا چاہئے۔ میں بھی تمہارے ساتھ روانہ ہوں گا اس لئے کہ میری منزل تو پہلے ہی منگو خان ہے اور قبرصی نائٹ اس وقت یہاں قیام کئے ہوئے ہیں، انہیں بھی ہم اپنے ساتھ لے جائیں گے۔ وہ ہمارے بہترین محافظ ثابت ہوں گے۔''

سرتاک ولیم کی یہ بات مان گیا۔ کہنے لگا۔ ''اگر یہ معاملہ ہے تو میں ابھی اور اسی وقت تیرے ساتھ منگو خان کی طرف کوچ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ جب ہماری غیر موجودگی میں نکسار یہاں پہنچ جائے گی تو وہ یہاں بیٹھ کر کیا کرے گی؟ کون اُسے اُس کے کام میں لگائے گا؟''

ولیم گہری سوچوں میں چند لمحے کھوئے رہنے کے بعد بول اُٹھا۔ ''یہ مسئلہ واقعی غور طلب ہے۔'' پھر قبل اس کے کہ ولیم مزید کچھ کہتا سرتاک بول اُٹھا۔

''اس کا حل بھی میرے ذہن میں آ گیا ہے۔''

اس پر ولیم چونک اُٹھا۔ پوچھا۔ ''کیسا حل؟''

سرتاک اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑا ہوا، اپنے خیمے سے باہر نکلا۔ اُس نے دیکھا خیمے کے چاروں طرف اُس کے محافظ پھیلے ہوئے تھے۔ پھر اُس نے قریبی محافظ کے کان میں کچھ کہا جس کے جواب میں وہ محافظ کہنے لگا۔ ''خاقان! آپ فکر نہ کریں، کوئی بھی غیر ضروری شخص آپ کے قریب پھٹکنے نہیں پائے گا۔''

اُس کا یہ جواب سن کر سرتاک دوبارہ اپنی نشست پر آ کر بیٹھ گیا اور ولیم کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ''مقدس باپ! منگولوں کا ایک نامور سردار ہے، وہ میرے باپ کا دست راست ہے۔ نام اُس کا اغون خان ہے۔ میرا بھی بڑا عقیدت مند ہے۔ یوں جانو کہ میں نے جو اپنی بہن بختائی کو قتل کیا تھا تو اُس کے قتل میں یہ اغون خان بھی شامل تھا۔ اُسی نے مجھے دو منگول مہیا کئے تھے جنہوں نے بختائی کا کام تمام کیا تھا۔ اس اغون خان پر میں اندھا اعتماد اور بھروسہ کر سکتا ہوں۔ میرا ارادہ یہ ہے کہ میں اور تم آج ہی برقائی خان یا باتو کو بتائے بغیر یہاں سے رات کے وقت دونوں قبرصی تیغ زنوں کے ساتھ منگو خان کی طرف روانہ ہو جائیں۔ اگر میں نے برقائی خان یا اپنے باپ باتو سے اجازت لی تو یاد رکھنا میرا باپ باتو تو شاید جانے کی

www.pdfbooksfree.pk

اجازت دے دے لیکن برقائی خان مجھے خیموں کے اس شہر سے باہر نکلنے نہیں دے گا۔ اس لئے کہ وہ بختائی کے معاملے میں مجھ پر شک کرنے لگا ہے۔ اور جونہی میرے باپ باتو کی آنکھیں بند ہوئیں، برقائی خان میرے خلاف ضرور اپنی تلوار نیام سے باہر کرے گا اور مجھ سے بختائی کے قتل کا انتقام ضرور لے گا۔ اس لئے کہ برقائی خان کی طرح بختائی بھی اسلام قبول کر چکی تھی اور پھر میری بہن بختائی میرے باپ باتو کی نسبت اپنے چچا برقائی کو زیادہ پسند کرتی تھی۔ میں اغون خان کو سارا معاملہ سمجھا جاؤں گا۔ ہمارے جانے کے بعد نکسار جب یہاں پہنچے گی تو اغون اُسے سنبھال لے گا۔ اُس کی رہائش کا انتظام کرے گا۔ اس کی اور برقائی خان کی ملاقات کا اہتمام کروائے گا۔ نکسار اس پر اپنی محبت اور حسن کے ڈورے ڈالے گی اور اغون خان کی ہدایت کے مطابق برقائی خان کو قتل کرنے کی کوشش کرے گی۔"

اس پر ولیم خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ "ہاں میرے بیٹے! یہ ایک بہترین تجویز ہے۔ پر اس پر فوراً عمل کرنا چاہئے۔"

سرتاک اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑا ہوا، کہنے لگا۔ میں اغون خان کو فوراً یہاں بلاتا ہوں۔ اس کے ساتھ سارا معاملہ طے کرتا ہوں۔"

پھر ایک آدمی کو اُس نے اغون خان کو بلانے کے لئے بھیجا اور خود دونوں خیمے میں بیٹھ کر بڑی بے چینی سے انتظار کرنے لگے۔

تھوڑی دیر بعد اغون خان خیمے میں داخل ہوا۔ جونہی وہ خیمے میں آیا، سرتاک نے ہاتھ کے اشارے سے اُسے اپنے پہلو میں بیٹھنے کو کہا۔ اغون خان چپ چاپ آگے بڑھا اور سرتاک کے پہلو میں بیٹھ گیا۔ سرتاک نے اُسے مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

"اغون خان! میں نے تمہیں انتہائی اہم کام کے سلسلے میں بلایا ہے۔ میرا باپ باتو بیمار ہے۔ اُس کے بچنے کی کوئی اُمید نہیں۔ اگر وہ مر گیا تو لازمی طور پر برقائی خان اُس کی جگہ مغرب کے منگولوں کا خاقان بنے گا۔ لہٰذا میں آج ہی رات ولیم اور اپنے دو قبرصی تیغ زنوں کے ساتھ منگو خان کی طرف روانہ ہوں گا اور اُس سے اپنے لئے خاقان بننے کا پروانہ حاصل کروں گا۔"

یہ کہنے کے بعد سرتاک رُکا، پھر وہ کہہ رہا تھا۔ "اغون خان! میرے بعد تو میرے
ے کی حیثیت سے یہیں رہے گا۔ میری غیر موجودگی میں نکسار یہاں آئے گی۔ اس کا
لیے ہی تم سے کر چکا ہوں۔ میخائل کی بیوی ہے، انتہائی خوبصورت، پرکشش، نوعمر اور
ار کا قیام میرے اس خیمے میں کرانا اور اُسے سارا معاملہ سمجھانا کہ اُس کے شوہر

اور اس کے شوہر کے دوست دونوں کو برقائی خان نے قتل کر دیا ہے۔ اس کے بعد نکسار کو اُبھارنا کہ وہ اپنے حسن، اپنی خوبصورتی کو کام میں لاتے ہوئے برقائی خان کا کام تمام کر دے۔ اغون! تو ایسا کرنا کہ پہلے نکسار اور برقائی خان کا تعارف کروانا، پھر ان دونوں کے ملنے کے مواقع نکالنا۔ اس طرح نکسار آہستہ آہستہ اپنے حسن اور خوبصورتی کے ڈورے برقائی پر ڈالے گی۔ جب برقائی خان کو اُس پر اعتماد اور بھروسہ ہو جائے گا تو پھر کسی مناسب وقت پر نکسار برقائی خان کا کام تمام کر دے گی۔ اس دوران ہو سکتا ہے میں بھی منگو خان سے خاقان کا پروانہ لے کر یہاں پہنچ جاؤں۔"

سرتاک کی گفتگو کے جواب میں اغون خان چھاتی تان کر کہنے لگا۔ "کیوں نہیں سرتاک! تم جب چاہو ولیم اور اپنے دو تیغ زنوں کے ساتھ منگو خان کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ بالکل بے فکر رہنا۔ تمہاری غیر موجودگی میں اگر میخائل کی بیوی نکسار یہاں آتی ہے تو اس کے ذریعے برقائی خان کو کیسے ٹھکانے لگانا ہے یہ مسئلہ میں خود ہی سنبھال لوں گا۔ برقائی خان تمہارا ہی نہیں میرا بھی دشمن ہے اور تمہاری نسبت میں اُس کے زیادہ خلاف ہوں اور اُسے ٹھکانے لگانے کا آرزو مند ہوں۔"

سرتاک نے آگے بڑھ کر ایک طرح سے اُسے لپٹا لیا، پھر کہنے لگا۔ "اغون خان! میں اپنے سارے محافظوں سے کہہ دوں گا کہ میرے بعد وہ تمہارا ایسا ہی خیال رکھیں کہ جس طرح میرا خیال رکھتے ہیں اور وہ تمہاری حفاظت بھی کریں گے اور جب نکسار اس شہر میں داخل ہوئی تو اس کی اطلاع بھی کریں گے۔"

اس پر اغون خان اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑا ہوا۔ کہنے لگا۔ "میں اب جاتا ہوں سرتاک! تو بالکل بے فکر رہ۔ تمہاری غیر موجودگی میں، میں تمہارا ہر کام تمہاری خواہش اور مرضی کے مطابق کروں گا۔" اس کے ساتھ ہی اغون خان وہاں سے چلا گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد سرتاک اور ولیم قبرصی تیغ زنوں کو لے کر وہاں سے منگو خان کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

حمود کی حویلی میں ایک روز حمیر بن نصر چھوٹے سے اصطبل میں اپنے گھوڑے کو کھریرا کر رہا تھا۔ اُس کے قریب ہی تھمر بیٹھی ہوئی تھی کہ اتنے میں حویلی کے بیرونی دروازے پر دستک ہوئی۔ حمود باہر نکل آیا۔ دروازے کی طرف بڑھنا چاہتا تھا کہ عینر نے اُسے مخاطب کیا۔

"ماموں! میں دیکھتا ہوں دروازے پر دستک دینے والا کون ہے۔" اس کے ساتھ ہی گھوڑے کو کھریرا کرنا اُس نے چھوڑ دیا اور دروازے کی طرف بڑھا۔

www.pdfbooksfree.pk

جونہی اُس نے دروازہ کھولا اُس نے دیکھا دروازے پر پانچ منگول سوار کھڑے تھے۔ عمیر بن نصر کو دیکھتے ہی اُس کے چہروں پر دُور دُور تک خوشیاں بکھر گئی تھیں۔ پھر ان میں سے ایک گھوڑے سے اُترا، آگے بڑھ کر اُس نے عمیر سے مصافحہ کیا، پھر کہنے لگا۔

''میرے عزیز! تم ہمیں ہمارے چہروں سے پہچانو گے نہیں لیکن ہم تمہیں جانتے اور پہچانتے ہیں۔ اس لئے کہ تم ایک سوداگر کی حیثیت سے اکثر و بیشتر سرائے باتو میں آیا کرتے تھے۔ پچھلے دنوں تم سرائے باتو میں داخل ہوئے، تمہارا مقابلہ ایک قبرصی تیغ زن سے ہوا جس کے نتیجے میں باتو خان نے اپنی بیٹی بختائی کو تم سے بیاہ دیا تھا۔ اس ناتے سے سرائے باتو میں تمہارا ایک اعلیٰ اور بلند مقام ہے۔''

وہ سوار یہیں تک کہہ سکا تھا کہ اُسے مخاطب کر کے عمیر بن نصر کہنے لگا۔ ''باتوں کو چھوڑو، یہ کہو کہ تم کس مقصد کے تحت میری طرف آئے ہو؟''

اس پر وہ شخص مسکرایا، کہنے لگا۔ ''ہم تمہارے لئے کوئی بری خبر لے کر نہیں آئے۔ ہم سرتاک کے محافظ دستوں میں سے ہیں۔ شاید تمہیں خبر ہو گی کہ جب قبرصی تیغ زنوں نے باتو کے سامنے گرجستان کی ملکہ رسودان اور اُس کی بیٹی تھمر کے حسن و جمال، خوبصورتی و کشش کی تعریف کی تھی تو اس وقت سرتاک غائبانہ طور پر رسودان کی بیٹی تھمر کو پسند کرنے لگا تھا۔ جبکہ باتو رسودان کو اپنے حرم میں داخل کرنے کا عزم کئے ہوئے تھا اسی بناء پر باتو خان نے دو دفعہ رسودان کو سرائے باتو میں طلب کیا لیکن اُس نے آنے سے انکار کر دیا جس کے نتیجے میں منگول گرجستان پر حملہ آور ہوئے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ ملکہ رسودان خودکشی کر کے اپنا خاتمہ کر چکی ہے۔ گرجستان میں اس وقت رسودان کا بھتیجا داؤد حکمران ہے۔ سرتاک نے ہمیں گرجستان میں صرف تھمر کو لانے کے لئے روانہ کیا تھا۔ جب ہم گرجستان میں داخل ہوئے تو قصبک کے محل میں صرف رسودان کی لاش ملی تھی۔ تھمر کا پتہ نہ چلا۔ آخر ہم نے متعلقہ لوگوں سے پوچھنا شروع کر دیا۔ بڑی مشکل سے کچھ محافظوں سے پتہ چلا کہ تم محل میں آئے تھے اور تھمر کو اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ اس کے بعد ہم پوچھتے پوچھتے بڑی مشکل سے یہاں تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اب یہ کہو تھمر کہاں ہے؟''

صحن میں کھڑی تھمر بھی یہ ساری گفتگو سن چکی تھی لہٰذا وہ اوٹ میں ہو گئی تا کہ کسی منگول کی نگاہ اُس پر نہ پڑے۔

منگول کی اس گفتگو کے جواب میں عمیر بن نصر نے کہنا شروع کیا۔ ''تم لوگ جانتے ہو کچھ ضروری سامان لینے کے لئے سرائے باتو سے قصبک کی طرف گیا تھا۔ تم یہ بھی

جانتے ہو کہ باتو کی بیٹی بختائی میری بیوی ہے۔ میں جب یہاں آیا تو مجھے رسودان کے ارادے کچھ اچھے نہ لگے تھے۔ وہ عزم کر چکی تھی کہ جس وقت منگول اُس کے مرکزی شہر قصبک پر حملہ آور ہوں گے تو وہ اپنی بیٹی تھمر کا خاتمہ کر کے خود بھی اپنے آپ کو موت کی گود میں پھینک دے گی۔ لیکن میں نہیں چاہتا تھا کہ تھمر مرے اور اُس کی محبت اور یاد میں سرتاک ایک آشوب کا شکار ہو۔ لہٰذا میں نے تھمر کو شاہی محل سے نکال کر یہاں اس گھر میں پہنچا دیا ہے۔ یہ گھر میرے ایک جاننے والے کا ہے۔ تھمر اس وقت یہیں قیام کئے ہوئے ہے۔ تم اتنی دیر تک دیوان خانے میں آ کر بیٹھو، میں اس سے گفتگو کرتا ہوں کہ وہ تمہارے ساتھ جانے پر آمادہ ہے کہ نہیں؟''

عمیر بن نصر کی اس گفتگو سے منگول خوش ہو گئے تھے۔ پھر وہی منگول اُسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ''ابن نصر! ہم دیوان خانے میں بیٹھ تو جاتے ہیں لیکن ایک بات واضح ہے کہ تھمر ہمارے ساتھ جانے پر رضامند ہو یا انکار کرے اُسے ہر صورت میں اُس کی رضامندی سے یا زبردستی لے کر ہم سرتاک کے پاس جائیں گے۔ اگر وہ نہ بھی جانا چاہے تب بھی اُس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر ہم اُسے سرائے باتو لے کر جائیں گے۔''

عمیر بن نصر نے منگول کے ان الفاظ کو خاصا ناپسند کیا تھا۔ وقتی طور پر چہرہ غصے اور غضبناکی میں تپ سا گیا تھا۔ اُس کے سرخ چہرے پر نامہربان گردشوں اور آشوب کے چڑھتے دریاؤں کی مانند کیفیت طاری ہو گئی تھی جبکہ نفرت میں اُس کی آنکھوں کے اندر کرب آلود زہریلے لمحے لہولہو حروف سے لکھے زندگی کے خونی سانحے رقص کر گئے تھے۔ اس حالت میں عمیر بن نصر اُس منگول کو مخاطب کر کے کچھ کہنا چاہتا تھا کہ حالات کے تقاضے کو دیکھتے ہوئے اُس نے فوراً اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ غصہ تھوک دیا، چہرے پر بشاشت لاتے ہوئے اُس سے کہنے لگا۔

''تمہیں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تو منگولوں کے طریقوں سے واقف ہوں۔ میں جانتا ہوں جو چیز تم حاصل کرنا چاہتے ہو دنیا کی کوئی طاقت اسے روک نہیں سکتی۔ تم میرے ساتھ آؤ۔ میں تمہیں دیوان خانے میں بٹھاتا ہوں۔''

اس کے ساتھ ہی منگولوں نے اپنے گھوڑوں کو باہر ہی ایک دوسرے کے ساتھ باندھ دیا، پھر وہ حویلی میں داخل ہوئے۔ عمیر بن نصر کی رہنمائی میں وہ دیوان خانے میں بیٹھ گئے۔ انہیں وہاں بٹھانے کے بعد عمیر بن نصر باہر نکلا۔ ابھی وہ دروازے کے قریب ہی گیا تھا کہ ایک منگول نے اُسے مخاطب کیا۔

''ابن نصر! ہماری طرف سے تھمر سے کہنا کہ اس کی مرضی کچھ بھی ہو اُسے ہر صورت میں ہمارے ساتھ سرتاک کے پاس جانا ہو گا۔ یہ ہمارا آخری فیصلہ ہے، اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہو

www.pdfbooksfree.pk

گی اور نہ ہی ہم خالی ہاتھ سرائے باتو کی طرف جائیں گے۔''

اُس منگول کا لہجہ ایک بار پھر عمیر بن نصر کے لئے ناقابل برداشت ہو گیا تھا۔ پھر بھی ضبط کر گیا۔ دیوان خانے سے باہر نکلا، باہر تھمر کھڑی ساری گفتگو سن رہی تھی۔ اس موقع پر تھمر اُسے مخاطب کر کے کچھ کہنا چاہتی تھی کہ عمیر بن نصر نے آگے بڑھ کر اُس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور اُسے اپنے پیچھے پیچھے دوسرے کمرے میں آنے کو کہا۔

تھمر خاموش ہی رہی۔ چپ چاپ عمیر کے ساتھ ہو لی۔ دوسرے کمرے میں جا کر عمیر نے اُسے مخاطب کیا۔ ''تھمر! تم فی الفور اپنی تیاری کرو اور اسی وقت تم ان منگولوں کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہو جاؤ۔''

عمیر بن نصر کے اس فیصلہ پر تھمر کی رگوں میں خوف کا زہر گھل گیا تھا۔ اُس کی سانسوں کے تسلسل میں چھلنی چھلنی زخم زخم کرتی پھانس سی ہو گئی تھی۔ تھوڑی دیر تک وہ وقت کے موڑ پر خراب و خستہ بدحال و بے نوا منزل اور آتش کدوں کی بجھی آگ کی طرح خاموش رہی، پھر وہ شکووں اور گلوں بھری آواز میں کہنے لگی۔

''میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا کہ آپ مجھے ان منگولوں کے ساتھ جانے کا مشورہ کیوں دے رہے ہیں؟ کیا آپ جو میرے شوہر ہیں جس پر میں اپنی جان، اپنی رُوح، اپنا جسم سب کچھ قربان کر چکی ہوں، جسے میں زندگی کی آخری پونجی اور اثاث البیت شمار کرتی ہوں......''

تھمر کو رُک جانا پڑا۔ اس لئے کہ اُس کی بات کاٹتے ہوئے ابن نصر بول پڑا۔ ''تھمر! اس میں کوئی شک نہیں کہ تم میری زندگی کا مقصود ہو۔ میری بے داغ سحر میں تمناؤں کی بستی، زیست کے زخموں کا مرہم، مجبوریوں کی چار دیواری میں المیوں کا مداوا ہو۔ پر دیکھو تھمر، خدا کی اس بستی میں تم میرے لئے مہکتا پھول، خوشیوں کا نغمہ ہو، پھر میں کیسے تمہیں بھنور اور خونی دلدل میں اپنے ہاتھوں سے دھکیل سکتا ہوں؟ جو کچھ کر رہا ہوں اس میں تمہاری اور میری دونوں ہی کی بہتری ہے۔ تم چپ چاپ میرا کہا مان کر ان منگولوں کے ساتھ ہو لو۔ پھر دیکھنا میں ان سب کا کیا انجام کرتا ہوں۔''

اس گفتگو سے تھمر کو کچھ حوصلہ اور اعتماد ہوا، کہنے لگی۔ ''آپ جیسا کہیں گے میں ویسا ہی کروں گی۔ میں جانتی ہوں آپ مجھے اپنی زندگی کا ایک حصہ اور اپنے جسم کا ایک عضو خیال ہیں اور آپ میری حفاظت کا انتظام ضرور کریں گے۔''

اس جواب سے عمیر بن نصر مطمئن ہو گیا تھا۔ اس موقع پر حمود بھی ان کے قریب آنا چاہتا تھا کہ اُس کی تسلی کے لئے اُسے مخاطب کر کے عمیر بن نصر کہنے لگا۔

''ماموں! جو کچھ میں کر رہا ہوں اس میں ہم سب کی بہتری ہے۔ یہ میں تھوڑی ہی دیر بعد تمہیں بتا دوں گا کہ میں نے ایسا کیوں کیا؟ اور تم دونوں مانو گے کہ واقعی میں نے صحیح فیصلہ کیا ہے۔'' اس کے ساتھ ہی عمیر بن نصر باہر نکلا، اصطبل میں جا کر جلدی جلدی تھمر کا گھوڑا تیار کیا، گھوڑے کو وہ صحن میں لایا پھر تھمر کو اُس نے گھوڑے پر بیٹھنے کو کہا۔ تھمر چپ چاپ گھوڑے پر ہو بیٹھی۔ اُس کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر عمیر بن نصر باہر لایا، اُسے وہاں کھڑا کرنے کے بعد دیوان خانے میں آیا اور منگولوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''گرجستان کی تھمر تمہارے ساتھ سرائے باتو میں جانے کے لئے تیار کھڑی ہے۔''

عمیر بن نصر ابھی اپنی بات پوری بھی نہ کر پایا تھا کہ سب منگول اُٹھ کھڑے ہوئے، پھر مخاطب کرنے والا منگول بول اُٹھا۔ ''ابن نصر! میں دیکھتا ہوں تم نے بڑی دانش مندی اور عقلمندی کا ثبوت دیا ہے کہ میں اور میرے ساتھی یہی خیال کر رہے تھے کہ تم ہمارے ساتھ اڑ جاؤ گے۔ لیکن تم نے ایسا نہیں کیا۔ کچھ لوگوں نے ہمیں یہ بھی شبہ ڈالا تھا کہ تم تھمر سے اور تھمر تم سے محبت کرتی ہے۔ ان لوگوں نے ہمیں یہ بھی رائے دی کہ تم کسی بھی صورت تھمر کو ہمارے حوالے نہیں کرو گے۔ لہٰذا ہم یہ فیصلہ کر چکے تھے کہ ہم ہر صورت میں تھمر کو تم سے لے کر جائیں گے چاہے اس سلسلے میں ہمیں تمہاری گردن کیوں نہ کاٹنی پڑے۔ بہر حال تم نے اپنی جان بھی محفوظ کی اور اس گھر کو لہولہو ہونے سے بھی بچا لیا۔''

ابن نصر دل پر پتھر رکھ کر ان منگولوں کی باتیں سن رہا تھا اور برداشت کر رہا تھا۔ پھر منگول باہر نکلے۔ عمیر بن نصر اُن کے ساتھ تھا۔ انہوں نے دیکھا حویلی کے باہر تھمر اپنے گھوڑے پر سوار کھڑی تھی۔ سب منگول اُس کے پاس آئے۔ اس موقع پر عمیر بن نصر نے اُنہیں مخاطب کیا۔ ''تم یہاں سے تھمر کو لے کر گرجستان کے مرکزی شہر قصبک کی طرف جاؤ گے یا یہاں سے سیدھے سرائے باتو کا رُخ کرو گے؟''

اس پر ایک منگول بول اُٹھا۔ ''ابن نصر! ہم نے قصبک جا کر کیا کرنا ہے؟ ہم یہاں سے سیدھا سرائے باتو کا رُخ کریں گے۔''

اس منگول کا یہ جواب سن کر عمیر بن نصر خاموش رہا۔ اُس کے چہرے کے تاثرات سے اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ وہ منگول کے جواب سے مطمئن تھا۔ تھمر بار بار اُس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اُس کے دیکھنے کے انداز میں ایک عجیب خاموش طرح کی التجا اور تمنا تھی۔ پھر منگول بھی اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور تھمر کو اپنے ساتھ لے کر وہاں سے کوچ کر گئے تھے......!

www.pdfbooksfree.pk

سرتاک اپنے باپ باتو کو بتائے بغیر ولیم کے ساتھ سرائے گوبی کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

جس رات اُس نے ولیم کے ساتھ اپنے آبائی دشت کی طرف جانے کا فیصلہ کیا تھا اُسی رات منگولوں کے مرکزی شہر قراقرم سے کچھ قاصد باتو کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ وہ منگو کا یہ پیغام لے کر آئے تھے کہ بے شک باتو کے کہنے پر منگو کو منگولوں کا خاقان بنا دیا گیا ہے لیکن مرنے والے خاقان تویوق کی بیوی، اُس کے بیٹے اور کچھ دوسرے عزیز واقارب منگو کو خاقان ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

کہتے ہیں اس پیغام کے جواب میں باتو خان بے حد برہم اور خفا ہوا۔ اُس نے صرف ایک رات ان قاصدوں کو وہاں قیام کرنے کی اجازت دی۔ دوسرے روز انہیں منگو کی طرف روانہ کر دیا اور ان کے ہاتھ منگو کو پیغام بھجوایا کہ چنگیز خان کے خاندان میں سے جو بھی اُسے خاقان ماننے کے لئے آمادہ اور تیار نہیں ہے اس کا خاتمہ کر دیا جائے، اُس کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔

ان منگول قاصدوں نے اس برق رفتاری سے سفر کیا کہ وہ ولیم اور سرتاک سے پہلے اپنے مرکزی شہر قراقرم پہنچ گئے۔

سرتاک اور ولیم آہستہ آہستہ بڑی نرم روی سے ایک سرائے سے دوسری سرائے میں قیام کرتے ہوئے قراقرم کا رُخ کر رہے تھے۔

باتو خان کا پیغام جب منگو خان کو پہنچا تو اُس کا پیغام سن کر منگو بے حد خوش ہوا۔ اُس نے خود تو اپنے خاندان کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی بلکہ باغیوں کا خاتمہ کرنے کے لئے اُس نے اپنے ایک سالار کو مقرر کیا جس کا نام منگوسار تھا۔

منگوسار سب سے پہلے مرنے والے خاقان تویوق کی بیوہ اوغول غائش کے خلاف حرکت آیا۔ یہ بڑی سرکش خاتون تھی۔ اُسے جب پکڑا گیا تو منگوسار نے اُس کے لئے حکم دیا کہ اتھ چمڑے کے تھیلے میں سی دیئے جائیں۔

اوغول غائش نے بڑی خونخواری اور بڑے گھمنڈ اور استہزا کا مظاہرہ کرتے

ہوئے منگوسار کو برے نتیجے کی تنبیہ کی۔ اس پر منگوسار انتہا درجہ برہم ہو گیا۔ اس برہمی میں اُس نے اوغول غائش کو بالکل برہنہ کر دیا اور اُس پر جادوگری کا الزام لگا دیا۔

یہ حالت دیکھتے ہوئے بڑی غضب ناک حالت میں اغول غائش نے اُس سے کہا۔ ”تم میرے جسم پر کیسے نظر ڈال سکتے ہو جس پر سوائے منگولوں کے شہنشاہ کے کسی اور کی آنکھ نہ پڑی ہو؟“

بہر حال منگوسار نے اُس عورت کو سمور کے کپڑوں میں سی کر اُس کی ہڈی پسلی کچل کر رکھ دی اور اُسے پانی میں ڈوبنے کے لئے پھنکوا دیا۔

اس کے بعد قدآن اور اُس کے بھائی قائدو کی باری آئی جو اوغدائی کے بیٹے تھے۔ انہیں جلاوطن کر دیا گیا۔ موت کے گھاٹ نہیں اتارا گیا۔

اس کے بعد بوری کا نمبر آیا۔ بوری باتو کے خلاف سخت باتیں کرنے والا تھا۔ اس نے سرکشی اور بغاوت کا بھی اظہار کیا تھا۔ لہٰذا بوری کو گرفتار کر کے منگو خان نے باتو کی طرف روانہ کر دیا تا کہ وہ جو چاہے اُس کے ساتھ سلوک کرے۔

دوسری طرف بوری کے بھائی بائیدار کو اپنے برے انجام کی خبر ہو گئی تھی۔ اپنی جان بچانے کے لئے وہ بھاگ گیا تھا۔ روپوش ہو گیا۔ کدھر گیا، کسی کو کچھ خبر نہ ہوئی۔ اس طرح باتو خان کے کہنے پر اپنے خاندان کے ان عزیز واقارب کو جو منگو کو خاقان ماننے کے لئے تیار نہ تھے اُن کا خاتمہ کر دیا گیا۔ کچھ کو جلاوطن کر دیا گیا۔

ایک روز خریم بن مقروم اور قریض دونوں بھائی اپنے یورت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک یورت میں تورائی خان اور کشلی خان داخل ہوئے۔ دونوں نے اپنی جگہ سے اُٹھ کر ان کا استقبال کیا۔ چاروں نشست پر بیٹھ گئے پھر گفتگو کا آغاز تورائی خان نے کیا۔

”خریم میرے بھائی! ہم سب لوگوں نے مل کر ایک فیصلہ کیا ہے اور مجھے اُمید ہے کہ تم دونوں بھائی ہم سب کے متفقہ فیصلے سے اتفاق کرو گے اس لئے کہ اس فیصلے میں بلغاری ترکوں کا سردار بالا خان بھی شامل ہے۔ بالا خان اس موقع پر ہم دونوں کے ساتھ آنا چاہتا تھا لیکن وہ جس مقصد کے لئے ہم آئے ہیں اس کی تیاریوں میں لگ گیا ہے۔“

تیز نگاہوں سے خریم نے تورائی اور کشلی خان کی طرف دیکھا اور پھر کہنے لگا۔ ”تورائی خان میرے عزیز بھائی! میری کوئی حالت تم سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ میں تمہارے اندازِ گفتگو سے بھی واقف ہوں۔ پر یہ چھپی چھپی ڈھکی ڈھکی باتیں نہ کیا کرو۔ کھل کر کہو، کیا کہنا چاہتے ہو؟“

www.pdfbooksfree.pk

تورائی مسکرایا اور کہنے لگا۔ ”میرے عزیز بھائی! ہم سب نے مل کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ تمہاری اور بشار جبکہ قریض اور طائسی کی شادی کا اہتمام آج مغرب کی نماز کے بعد کیا جائے۔ کیا اس سلسلے میں تم دونوں بھائیوں کو اعتراض ہے؟ میرے خیال میں تم یہ کہنا چاہو گے کہ کاش تمہارا تیسرا بھائی خالہ زاد عمیر بن نصر بھی تمہاری اس خوشی میں شریک ہوتا۔ وہ اپنے کاموں میں مصروف ہے اور اس مہم سے فارغ ہو کر مجھے اُمید ہے کہ تم تینوں بھائی اکٹھے ہو جاؤ گے اور جو خواہش میں نے پیش کی ہے یہ ہم سب کی متفقہ خواہش ہے۔ ہم آپ کی اس منطق کو بھی قبول نہیں کریں گے کہ اپنے دشمنوں سے انتقام لینے کے بعد آپ لوگ شادی کریں۔ اس لئے کہ.....“

اس موقع پر مسکراتے ہوئے خریم نے اپنے بھائی قریض کی طرف دیکھا، پھر کہنے لگا۔ ”قریض! کہو اس سلسلے میں تم کیا کہتے ہو؟“

قریض مسکرایا، پھر کہنے لگا۔ ”میرے عزیز و محترم بھائی! میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ آپ کا فیصلہ میرے لئے آخری ہی نہیں حکم کا درجہ بھی رکھتا ہے۔“

اس پر خریم مسکراتے ہوئے تورائی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ”تورائی اور کشلی خان میرے دونوں بھائیو! میں تمہاری کسی خواہش کو ٹھکراؤں گا نہیں۔ جو فیصلہ تم نے کیا میں سمجھتا ہوں وہ ہمارے حق میں بہتر ہو گا۔ لہٰذا تم جیسا چاہو کرو اس سلسلے میں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔“

خریم کا یہ جواب سن کر تورائی اور کشلی خان دونوں خوش ہو گئے تھے۔ پھر تورائی خان اپنی جگہ سے اُٹھا اور کہنے لگا۔ ”جس یورت میں اس وقت تم دونوں بھائی بیٹھے ہوئے ہو اس یورت میں اب صرف قریض اپنی بیوی طائسی کے ساتھ رہے گا۔ خریم میرے بھائی! تمہارے اور بشار کے لئے ہم نے ایک بہترین اور نیا یورت تیار کیا ہے اور تم دونوں شادی کے بعد اُس یورت میں رہو گے۔ اب ہم چلتے ہیں۔ تم دونوں کی شادی کا اہتمام کرتے ہیں۔“

اس کے ساتھ ہی کشلی خان اور تورائی خان دونوں وہاں سے نکل گئے تھے۔ اُسی روز مغرب کی نماز کے بعد خریم اور بشار جبکہ قریض اور طائسی کی شادی کا اہتمام کر دیا گیا تھا۔

⁂

ـک روز خریم بن مقروم اپنے نئے یورت میں داخل ہوا۔ چھوٹا بھائی قریض اُس کے ساتھ
، اس وقت بشار اور طائسی دونوں بیٹھی گفتگو کر رہی تھیں۔ وہ دونوں بھائی جب
ـے بشار اور طائسی دونوں اپنی جگہ پر احتراماً اُٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔ پھر بشار
ـیم بن مقروم کہنے لگا۔

”بشار! تم اور طائسی دونوں یورت کے پچھلے حصے میں پردے کی اوٹ میں چلی جاؤ۔ سارے سالار یہاں جمع ہو رہے ہیں۔ تم دیکھتی ہو کہ گزشتہ کئی دنوں سے سلاف، کالمک اور جنگاری دریائے ویاتکا کے اس پار پڑاؤ کئے ہوئے ہیں اور کسی بھی وقت ہم پر حملہ آور ہو سکتے ہیں۔ دراصل وہ دریا کے کنارے اس لئے پڑاؤ کئے ہوئے ہیں کہ ہمارے پاس جو رسد کا سامان ہے وہ ختم ہو جائے اور اس کے بعد وہ ہم پر حملہ آور ہو کر ہماری کایا پلٹ کر رکھ دیں۔ اُن کے اسی حربے کو ناکام بنانے کے لئے یہاں میرے یورت میں سارے سالار جمع ہو رہے ہیں۔ ان سے نمٹنے کے لئے بلغاری ترکوں کے سردار بالا خان کے پاس ایک تجویز ہے۔ اُسی پر یہاں بحث ہو گی۔“

خریم بن مقروم جب خاموش ہوا تب کسی قدر فکر مندی کا اظہار کرتے ہوئے بشار بول اُٹھی۔ ”آپ نے ابھی تک کھانا بھی نہیں کھایا۔ آپ کے ساتھ قریض بھی بھوکا ہی گھوم رہا ہو گا۔“

اس پر خریم مسکرا دیا، کہنے لگا۔ ”یہ جو اجتماع ہو رہا ہے اس میں جو فیصلے ہونے ہیں اس کے بعد چاروں اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھائیں گے۔“

بشار اور طائسی نے اس پر رضامندی کا اظہار کیا اور اس کے ساتھ ہی وہ یورت کے پچھلے حصے میں جو پردہ لگا تھا اس کی اوٹ میں چلی گئی تھی۔

تھوڑی دیر بعد اس نئے یورت میں کوچمان، گوچلوک، کشلی خان، تورائی خان اور بالا خان کے علاوہ کچھ دوسرے چھوٹے سالار بھی داخل ہوئے تھے۔ یورت کے اندر جو نشستوں کا اہتمام تھا اس پر سب بیٹھے گئے تھے اور یورت کے آگے احتیاط کی خاطر جو بحث ہونی تھی، وہ راز میں رکھنے کے لئے پردہ ڈال دیا گیا تھا۔

جب ایسا ہو چکا تب خریم بن مقروم نے بلغاری ترکوں کے سردار بالا خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ ”بالا خان میرے محترم بھائی! اب کہو ان سلافوں، کالمکوں اور جنگاریوں سے نمٹنے کے لئے تمہارے پاس کیا تجویز ہے؟“

جواب میں بالا خان نے کھنکارتے ہوئے گلا صاف کیا، پھر کہنے لگا۔ ”عزیزانِ من! میں تم لوگوں کی نسبت ان کالمکوں، سلافوں اور جنگاریوں کو بہتر جانتا ہوں۔ اس لئے کہ یہ میرے ہمسائے ہیں اور ماضی میں یہ مجھ سے ٹکراتے بھی رہے ہیں۔ یہ ایک علیحدہ بات ہے کہ یہ مجھے زیر نہیں کر سکتے۔ اب تم لوگ جانتے ہو کہ تینوں قبائل کا متحدہ لشکر اس وقت دریائے ویاتکا کے کنارے پڑاؤ کئے ہوئے ہے وہ اس اُمید اور آس پر پڑاؤ کئے ہوئے ہے کہ ہمارے پاس رسد کا سامان جب ختم ہو جائے گا تب وہ ہم پر آخری ضرب لگائیں گے اور ہمیں شکست سے

www.pdfbooksfree.pk

دو چار کر کے بھاگنے پر مجبور کر دیں گے۔ لیکن ہم اُن کی اس خواہش کو پورا نہیں ہونے دیں گے۔ اس سے پہلے ہی میں چاہتا ہوں ان پر ایسی ضرب لگائی جائے کہ وہ تلملا اُٹھیں اور دریائے دیا تکا کا کنارہ چھوڑ دیں، اپنا پڑاؤ ختم کر کے اپنے اندرونی علاقوں کی طرف چلے جائیں۔ جب ایسا ہو جائے گا تب ہم ان پر آخری ضرب لگائیں گے اور اس کے بعد میرے خیال میں وہ ہمارے سامنے کوئی زیادہ مزاحمت بھی نہ کر سکیں گے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد بالا خان رُکا، پھر اپنا سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

''خریم بن مقرون میرے بھائی! تمہاری خواہش ہے کہ سلافوں کے سردار سکتور کو زندہ گرفتار کر لیا جائے اس لئے کہ وہ مکیاروں کے ایک گروہ کی بربادی کا باعث ہے اور تم اُس سے انتقام لینا چاہتے ہو۔ میرے خداوند نے چاہا تو ایسا ہی ہو گا۔ اب ہمارے سامنے جو پہلا کام ہے وہ یہ کہ ان تینوں قبائل کے متحدہ لشکر کے ساتھ ایک ایسا حربہ استعمال کیا جائے کہ یہ دریائے دیا تکا کے کنارے اپنے پڑاؤ کو اٹھانے پر مجبور ہو جائیں۔ اس کے بعد ان پر ضرب لگانا ہمارے لئے آسان ہو جائے گا اس لئے کہ جب انہیں ہم پڑاؤ اٹھانے پر مجبور کر دیں گے تو ان کا کافی نقصان ہو چکا ہو گا۔ جو طریقہ کار اس وقت میرے ذہن میں ہے وہ کچھ اس طرح ہے۔

میرے عزیزو! دریائے دیا تکا اور دریائے کاما کے درمیان کالمکوں کا شہر گلوزی ہے۔ یوں جانو یہ ان کا مرکز ہے۔ جبکہ دریائے کاما اور دریائے بیلایا کی درمیانی وادیوں کے اندر وحشی جنگاریوں کا شہر کنگور ہے۔ یہ ان کا مرکز ہے۔ اب ہم نے پہلے ان کے مرکزوں پر ضرب لگانی ہے۔ اگر ہم ایسا کرنے میں کامیاب ہو جائیں اور کالمکوں اور جنگاریوں کو یہ خبر ہو جائے کہ ہم نے حملہ آور ہو کر ان کے دونوں شہروں یعنی گلوزی اور کنگور کو تباہ و برباد اور نیست و نابود کر دیا ہے تو یاد رکھنا وہ یہ خبر سن کر اپنے اپنے شہروں کی طرف بھاگیں گے۔ کالمک اپنے مرکزی شہر گلوزی کا رُخ کریں گے اور جنگاری کنگور کا رُخ کریں گے۔ جہاں تک سلافوں کا تعلق ہے تو میرے خیال میں وہ دریائے دیا تکا کے کنارے ہی رہنا پسند کریں گے اس لئے کہ ان کا شہر تو دریائے دیا تکا اور دریائے دولگا کے درمیان ارزوم ہے جس پر اس وقت ہم قابض ہیں۔

میرے عزیزو! کالمکوں کے شہر گلوزی اور جنگاریوں کے شہر کنگور میں میرے اندازے کے مطابق چھوٹے چھوٹے حفاظتی لشکر ہوں گے جنہیں ہم نیست و نابود کر کے رکھ دیں گے۔

اب جو لائحہ عمل تیار کرنا ہے وہ کچھ اس طرح ہو گا۔ اس وقت میری کمانداری میں جو اپنا ...سے لے کر میں دریائے دیا تکا کے کنارے کنارے رات کی تاریکی میں جنوب کا رُخ ...سب جگہ جا کر میں دریائے دیا تکا کو عبور کر کے درمیانی وادیوں سے گزرتا ہوا

دریائے کاما کو بھی عبور کر جاؤں گا اور جنگاریوں کے مرکزی شہر کنگور پر ضرب لگاؤں گا۔ اب باقی رہ گیا کالمکوں کا شہر گلوزی تو اس کے متعلق میری رائے کچھ اس طرح ہے۔ خریم بن مقروم میرے بھائی! جس قدر لشکر تمہارے ساتھ ہے، اسے دو حصوں میں تقسیم کر دو۔ ایک حصہ محترم گوچلوک اور کوچمان کی سرکردگی میں دے دو۔ تمہارے لشکر میں جس قدر خوراک اور ضروریات کا سامان ہے اور لشکر کے اندر جس قدر عورتیں، بچے، بوڑھے ہیں ان سب کو یورتوں میں اور چھکڑوں میں سوار کروا کر اسی محفوظ جگہ بھجوا دو جہاں اس سے پہلے سلافوں پر ضرب لگانے کے لئے تم نے انہیں محفوظ جگہ رکھا تھا۔ اب تمہارے لشکر کا وہ حصہ جو محترم کوچمان اور گوچلوک کی سرکردگی میں ہو گا وہ ان چھکڑوں کی حفاظت پر مامور ہو گا جن کے اندر لشکر کی ضروریات کے سامان کے علاوہ عورتیں، بچے، بوڑھے ہوں گے۔ اور یہ کوہستانی سلسلے کے اندر محفوظ جگہ ہوں گے اور ان پر اگر کوئی حملہ آور ہو گا تو کوچمان اور گوچلوک بڑی آسانی سے ان کا دفاع کر سکیں گے۔

دوسرے حصے کو تم اپنی کمانداری میں لو۔ اپنے بھائی کو بھی ساتھ رکھو، کشلی خان اور تورائی خان کو بھی ساتھ لو۔ میں تمہیں اپنے کچھ بلغاری ترک مہیا کروں گا جو کالمکوں کے شہر گلوزی تک تمہاری رہنمائی کریں گے۔ اب تم لوگوں نے گلوزی شہر پر حملہ آور ہو کر اُسے برباد کرنا ہے۔ اتنی دیر تک میں جنگاریوں کے شہر کنگور کو برباد کر چکا ہوں گا۔ کچھ لوگوں کو زندہ چھوڑ دیا جائے گا تا کہ وہ دریائے دیا تکا کا رُخ کریں اور تینوں قبائل کے سرداروں کو اپنی تباہی اور بربادی کی داستان سنائیں۔ جب ایسا ہو چکے گا تو خریم میرے بھائی! وہ ہرکارے جو دشمن کی نقل و حرکت پر ہم مقرر کریں گے وہ ہمیں دشمن کے متعلق اطلاعات فراہم کرتے رہیں گے اور اگر ہمیں بتائیں کہ کالمکوں اور جنگاریوں کے اپنے اپنے مرکزی شہر جانے کے بعد سلافوں نے دریائے دیا تکا کے کنارے ہی پڑاؤ کر رکھا ہے تب تم اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ حرکت میں آنا اور دریائے دیا تکا کے کنارے سلافوں پر ضرب لگانا اور ان کے سردار سکتور کو زندہ گرفتار کرنے کی کوشش کرنا۔ اس دوران اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ میں تمہارے اِرد گرد اور تمہارے نواح ہی میں رہوں گا۔ اسی ٹکراؤ کے دوران اگر کالمکوں یا جنگاریوں نے کسی بھی ردِ عمل کا اظہار کرنا چاہا تو میں ان سے نمٹ لوں گا۔ اگر کالمک اور جنگاری حرکت میں نہ آئے تب میں سلافوں پر حملہ آور ہوتے میں بھی تمہاری مدد کروں گا۔ اس طرح میرے خیال میں ہم اپنی کارروائی کی تکمیل احسن طریقے سے کر سکتے ہیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد بالا خان رُکا پھر باری باری سب کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہہ رہا

www.pdfbooksfree.pk

تھا۔ ''عزیزانِ من! جو کچھ میرے ذہن میں تھا وہ میں نے تم لوگوں سے کہہ دیا ہے۔ اب اس سلسلے میں تم میں سے کوئی اس میں تبدیلی چاہتا ہے تو کہو۔ بہتر تبدیلی کو قبول کر لیا جائے گا۔''

اس پر تھوڑی دیر کے لئے خریم بن مقروم نے کوچمان، گوچلوک، تورائی خان، کشلی خان، قریض اور دوسرے سالاروں سے مشورہ کیا، اس کے بعد بالا خان کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

''بالا خان میرے محترم بھائی! جو تجویز تم نے پیش کی ہے یہ آخری ہے۔ اس میں کوئی کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی جائے گی۔''

بالا خان خوش ہو گیا۔ پھر خریم کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ ''میرے بھائی! ایک احتیاط رکھنا۔ وہ احتیاط میں بھی برتوں گا۔ جب تم کالمکوں کے شہر گلوزی پر حملہ آور ہو اور اُسے برباد کر دو تو پھر اپنی کارروائی مکمل کرنے کے بعد کہیں محفوظ جگہ میں چلے جانا تاکہ کالمک جب پلٹ کر اپنے شہر کی طرف آئیں تو ان کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی پہلے تم محفوظ جگہ جا چکے ہو۔ جو کچھ میں نے کہا ہے اگر یہ آخری ہے تو پھر اُٹھو سب کھانا کھاؤ۔ میرا لشکر بالکل تیار ہے۔ تم اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کرنا۔ پھر ہم اپنی اپنی منزل کی طرف نکل جائیں گے۔''

خریم بن مقروم نے اس سے اتفاق کیا، پھر سب اُٹھ کر یورت سے چلے گئے تھے۔ خریم بن مقروم اور قریض وہیں بیٹھے رہے۔ سب کے جانے کے بعد بشار اور طائسی بھی باہر نکل آئیں۔ پھر طائسی کو مخاطب کر کے قریض کہنے لگا۔ ''طائسی آؤ! میرے خیال میں ہم بھی اپنے یورت میں چلیں۔''

اس پر مسکراتے ہوئے خریم کہنے لگا۔ ''نہیں، کھانا چاروں یہیں بیٹھ کر اکٹھے کھاتے ہیں۔ اس کے بعد تم دونوں اپنے یورت کی طرف چلے جانا۔''

بشار نے بھی اس سے اتفاق کیا۔ پھر چاروں نے اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھایا۔ اس کے بعد قریض اور طائسی اپنے یورت کی طرف چلے گئے تھے۔

تھوڑی دیر بعد بالا خان اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ جنگاریوں کے شہر کنگور کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ خریم نے اپنے حصے کے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا، ایک حصہ جو کوچمان اور گوچلوک کی کمانداری میں تھا وہ چھکڑوں میں لدے سامان اور عورتوں اور بچوں کو لے کر اُنی سلسلے کے اندر محفوظ جگہ چلا گیا تھا۔ جبکہ دوسرے حصے کے ساتھ خریم بن مقروم، کشلی خان اور قریض کالمکوں کے شہر گلوزی کا رُخ کر گئے تھے۔

تھمر کے ساتھ منگولوں نے دریائے ارس کے کنارے کنارے لگ بھگ پانچ میل کا سفر کیا ہو گا کہ ٹھٹک کر رُک گئے۔ اس لئے کہ منگولوں نے دیکھا اُن کے سامنے عمیر بن نصر اپنے گھوڑے پر سوار اُن کی راہ روکے کھڑا تھا......

قریب جا کر قبل اس کے کہ منگولوں میں سے کوئی اُسے مخاطب کرتا، عمیر بن نصر نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''سنو منگولو! حسنِ انسانیت کو لہولہو، ماں کی گود کی نرمی کو ناآسودگی میں تبدیل کرنے والو! سنو خون کی اُڑتی آندھیوں میں دہشت کے گھونٹ بن کر پھیلنے بکھرنے والو! عصمتوں پر گندگی اُچھالنے والو! مشکیزوں میں سوراخ کرنے والو! میں آج ان ویرانوں میں تمہارے لئے لہو کی بارش، بربریت کی آنکھ پھوڑی ثابت ہوں گا۔ غلیظ منگولو! درکوش نام کی بستی کی حویلی میں تم پانچوں نے میرے اندر کی دستک کو نہیں سنا تھا۔ اب میں ان ویرانوں میں تمہارا آغاز بھی تھمر اور تمہارا انجام بھی تھمر بناؤں گا۔ تم کیا سمجھتے تھے کہ میں یونہی تھمر کو تمہارے حوالے کر دوں گا اور تم بڑی آسانی سے اسے اپنے ساتھ سرائے باتو کی طرف لے جاؤ گے؟ ہرگز نہیں۔ سنو، جس طرح باتو کی بیٹی بختائی میری بیوی ہے اسی طرح تھمر بھی میری بیوی ہے۔ جب تک تم میرا سامنا نہیں کرتے اُس وقت تک تم تھمر کو کسی بھی صورت سرتاک کے لئے سرائے باتو نہیں لے جا سکتے۔''

عمیر بن نصر کی اس گفتگو نے منگولوں کو شش و پنج میں ڈال دیا تھا۔ قبل اس کے کہ ان میں سے کوئی جواب دیتا، تھمر نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور اسے بھگاتی ہوئی عمیر بن نصر کے پہلو میں جا کھڑی ہوئی تھی۔ اپنی ڈھال اور تلوار اُس نے سنبھال لی تھی۔

جب ایسا ہو چکا تو ان پانچوں منگولوں کا جو سرغنہ تھا اُس نے عمیر بن نصر کو دھمکی آمیز لہجے میں مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔ ''اپنی تیغ زنی پر اتنا بھروسہ، اتنا گھمنڈ نہ کر۔ تو کیوں ان اندھیروں، ان ویرانوں میں اپنے جسم و رُوح کی جدائی کا تماشا بننا چاہتا ہے؟ تو کیوں ان ویرانوں میں اپنے آپ کو حالات کی صلیب کے حوالے کر کے سیاہ لمحوں کا مسافر بننا چاہتا ہے؟

www.pdfbooksfree.pk

اگر تو نے ہم سے ٹکرانے کی کوشش کی تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ہم تمہاری حالت بوند بوند پانی کو ترستے صحرا جیسی بنا کر رکھ دیں گے۔ اب بھی وقت ہے تھمر کو ہمارے حوالے کر دو۔ ہمارا راستہ چھوڑ دو۔ ورنہ ہم سے مقابلہ کرتے ہوئے تمہیں ساری عمر کی تلخیاں پہننا ہوں گی۔‘‘

عمیر بن نصر کی چھاتی تن گئی تھی۔ پھر وہ اپنی چمکتی ہوئی تلوار فضا میں لہراتے ہوئے کہنے لگا۔ ’’منگولو! اس دریائے ارس کے کنارے میں تمہیں یقین دلاتا ہوں تمہاری موت تمہاری اجل تمہارے سر پر نزول کرنے والی ہے۔ میں تمہیں یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ اپنی تلوار سے میں تم سب کی گردنیں کاٹوں گا اور تم سب کی لاشوں کو دریائے ارس میں پھینکنے کے بعد تھمر کو واپس اُسی بستی کی طرف لے کر جاؤں گا جہاں سے تم اسے اپنے ساتھ لے کر آئے ہو۔‘‘

اس کے بعد ایسا ہوا کہ منگولوں میں سے کسی کے بھی جواب کا انتظار کئے بغیر عمیر بن نصر نے اپنی تلوار بائیں ہاتھ میں کی پھر گھوڑے کی زین کے ساتھ لٹکی ہوئی اپنی خرجین کے اندر اُس نے ہاتھ ڈالا اور پھر پلک جھپکتے میں دو تیز دھار والی پھل کے خنجر تاک کر جو اُس نے مارے تو ان خنجروں کی مدد سے اس نے دو منگولوں کے سینے چھلنی کر کے انہیں ہلاک کر دیا تھا۔

دونوں منگولوں کے دم توڑنے کے بعد اُن کی لاشیں گھوڑوں سے گر گئی تھیں۔ باقی تین منگول عمیر بن نصر کی اس اچانک کارروائی پر حیران و پریشان اور دنگ رہ گئے تھے۔ اب وہ کسی قدر عمیر بن نصر کی طرف دیکھتے ہوئے خوفزدہ اور پریشان تھے۔

بچنے والے تینوں منگول مرنے والے ساتھیوں کی طرف بھی بڑی پریشانی کی حالت میں دیکھ رہے تھے کہ اچانک عمیر بن نصر نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور پُر زور انداز میں اُس نے تکبیر بلند کرتے ہوئے نعرہ مارا۔ پھر اُس نے ان تینوں پر حملہ کر دیا تھا۔ اپنے اس حملے میں اُس نے ایک اور منگول کے شانے کو ران تک کاٹ کر رکھ دیا تھا۔ وہ منگول بھی چیخ مارتا ہوا گھوڑے سے گرا اور دم توڑ گیا تھا۔

اب باقی دو منگول بچے تھے جو اپنے آپ کو ایسا محسوس کر رہے تھے جیسے بھیڑیوں کے درمیان گھری ہوئی لومڑیاں، شاہینوں کے چنگل میں پھنسی گدھیں جیسے درندوں میں گھرا ہوا کوئی جنگلی بھینسا۔

اپنی کارروائی مکمل کرنے کے بعد عمیر بن نصر اپنے گھوڑے کو ایڑ لگاتا ہوا پھر تھمر کے پہلو کھڑا ہوا تھا۔ اب وہ پہلے کی نسبت زیادہ خونخوار اور بے باکی سے باقی بچنے والے دو
ب کر کے کہہ رہا تھا۔

نگولو! تم دیکھتے ہو کہ میں نے لمحوں کے اندر تمہارے تین ساتھیوں کا خاتمہ کر

دیا ہے۔ اب میں تمہیں موقع دیتا ہوں کہ آگے بڑھو اور مجھ پر حملہ آور ہو۔ پھر دیکھو میں تمہارا کیا انجام کرتا ہوں۔‘‘

دونوں منگول عمیر بن نصر سے خوفزدہ اور بدحواس دکھائی دے رہے تھے کہ فی الفور دونوں کو جرأت نہ ہوئی کہ آگے بڑھ کر دونوں اُس پر حملہ آور ہوں اور اُس سے اپنے مرنے والے ساتھیوں کا انتقام لیں۔

منگولوں کو پس و پیش میں دیکھتے ہوئے عمیر بن نصر نے خود پہل کی اور بے کراں وسعتوں سے جدائی کے اندھے سایوں، وقت کے منجدھار میں موت کے بھنور کی طرح وہ حرکت میں آیا، آگے بڑھ کر اُس نے دونوں منگولوں پر بے چین قوتِ ارادی اور ہنر و کسب کی ریاضت کی طرح حملہ کر دیا تھا۔

دونوں منگول بڑے چوکنا ہو گئے تھے اور وہ اپنی پوری طاقت اور مکاری کو استعمال میں لاتے ہوئے عمیر بن نصر کے ساتھ اپنا دفاع کرنے کے ساتھ ساتھ جارحیت پر بھی اُتر رہے تھے۔ جس وقت عمیر بری طرح اُن منگولوں سے اُلجھا ہوا تھا، تھمر نے کوئی فیصلہ کیا۔ اس کے بعد اچانک اُس نے اپنے گھوڑے کو انگیخت کرنے والی ایڑ لگائی اور اُسے سرپٹ دوڑاتے ہوئے وہ منگولوں کی پشت کی طرف آئی اور منگولوں کی پشت کی طرف سے اُس نے آگ بگولوں اور نفرتوں کے گرداب کی طرح حملہ کر دیا تھا۔

اب صورتِ حال یہ پیش آئی کہ ایک منگول عمیر بن نصر سے اور دوسرا تھمر سے ٹکرانے لگا تھا۔ عمیر اور تھمر اب بیک وقت دائیں بائیں سے قانونِ فطرت کے بدترین عذابوں اور نفرت کے طوفانوں کی طرح دونوں منگولوں پر وارد ہونا شروع ہو گئے تھے۔

بہت جلد عمیر بن نصر نے اپنے ساتھ ٹکرانے والے منگول کا خاتمہ کر دیا۔ پھر وہ دوسرے کی طرف پشت کی طرف سے حملہ آور ہوا جو تھمر سے ٹکرا رہا تھا اور اُسے بھی دولخت کر کے رکھ دیا تھا۔

جب ایسا ہو چکا، جب دونوں نے اپنی تلواریں نیام میں کر لیں اس موقع پر عمیر نے تھمر کو مخاطب کیا۔ ’’تھمر! میں جانتا ہوں اس موقع پر تم مجھ سے بہت کچھ پوچھنا چاہو گی۔ تم یہ جاننا چاہو گی کہ آخر میں نے کیوں درکوش میں تمہیں ان منگولوں کے حوالے کیا؟ کس طرح رات کی تاریکی میں دریائے ارس کے کنارے میں ان منگولوں کی راہ روکے کھڑا ہوا تھا؟ اور ایسا کرنے میں کیا راز تھا؟‘‘

جب تک عمیر بولتا رہا تھمر چپ چاپ سنتی رہی۔ کچھ نہ بولی۔ عمیر پھر بولا۔ ’’میرے خیال

www.pdfbooksfree.pk

میں آؤ، دونوں میاں بیوی منگولوں کی لاشوں کو دریائے ارس میں پھینکتے ہیں اس کے بعد میں تمہیں تفصیل بتاؤں گا۔"

دونوں نے مل کر مرنے والے منگولوں کی لاشوں کو دریائے ارس میں پھینک دیا۔ جگہ جگہ جو خون کے دھبے تھے ان پر مٹی ڈال دی تھی۔ اس کے بعد تھمر کی طرف دیکھتے ہوئے عمیر بول پڑا۔ "تھمر آؤ، پہلے اپنے گھوڑوں پر بیٹھتے ہیں۔ مرنے والے منگولوں کے گھوڑوں کو اپنے ساتھ لے چلتے ہیں۔ انہیں بیچ کر جو رقم حاصل ہوگی وہ ماموں حمود کے حوالے کر دیں گے تاکہ اُس کی زندگی کے باقی ماندہ دن آسانی سے گزر جائیں۔"

تھمر چپ چاپ عمیر بن نصر کے کہنے پر عمل کر رہی تھی۔ دونوں اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے، مرنے والوں کے گھوڑوں کو اپنے آگے آگے ہانکتے ہوئے دریائے ارس کے کنارے واپس ہو لئے تھے۔

اس موقع پر تھمر کو مخاطب کرتے ہوئے عمیر پھر کہنے لگا۔ "تمہارے ذہن میں یقیناً یہ سوال اُبھر رہا ہوگا کہ میں نے کیوں تمہیں منگولوں کے حوالے کر دیا؟ میں تمہیں اس کی تفصیل بتاتا ہوں۔ تھمر! میرا تمہارے ساتھ کیا رشتہ ہے یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کہ مجھے تم کس قدر عزیز ہو اس کے متعلق بھی میں کچھ نہیں کہوں گا۔ میں صرف یہ کہنا چاہوں گا کہ میں بوڑھے حمود کے گھر میں ان پانچوں سے ٹکراتا، اپنا دفاع کرتا اور یہ پانچوں میرے ہاتھوں مارے جاتے تو پوری بستی میں ان کے مارے جانے کا چرچا ہوتا۔ پھر کسی نہ کسی وقت منگولوں کو خبر ہو جاتی کہ سرتاک نے جو پانچ منگولوں کو تھمر کو اٹھانے کے لئے بھیجا تھا ان کو میں نے قتل کر دیا ہے۔ اس طرح منگول نہ صرف میرے خلاف حرکت میں آتے بلکہ حمود کا بھی خاتمہ کر دیتے اور تم جہاں کہیں بھی جاتیں وہ تمہارا پیچھا کرتے اور تمہیں زبردستی اُٹھا کر سرتاک کے پاس لے جاتے۔

ایسے حالات میں میں نے فیصلہ کیا کہ میں تمہیں منگولوں کے ساتھ جانے کی اجازت دوں۔ تاہم میں نے تہیہ کر لیا تھا کہ منگول دریائے ارس کے کنارے سرائے باتو کی طرف جانے کے لئے جب درکوش کی بستی سے چند میل دُور جائیں گے تو میں ان کی راہ روک کھڑا ہوں گا اور ان سب کی گردنیں کاٹ دوں گا اور تمہیں واپس گھر لے آؤں گا۔ تھمر! تم نے دیکھا میں اپنے مقصد میں کامیاب ہوا ہوں۔ پانچوں منگولوں کے جنگل میں مارنے جانے سے کوئی مجھ پر شک و شبہ بھی نہیں کرے گا۔ میں تم پر یہ بھی انکشاف کروں کہ جس وقت منگول لے کر روانہ ہوئے تھے تو میں نے اپنا سارا لائحہ عمل ماموں حمود پر ظاہر کر دیا تھا۔ پھر میں راستے سے روانہ ہوا۔ تم نے دیکھا دریائے ارس کے کنارے میں ان کی راہ

روک کھڑا ہوا۔ اب تک منگولوں کی لاشیں رات کی تاریکی میں دریا میں بہتی ہوئی کہیں کی کہیں پہنچ جائیں گی۔ پھر کسی کو ان کی مرگ اور موت کی خبر نہ ہوگی۔"

یہاں تک کہنے کے بعد عمیر بن نصر رُکا، اس کے بعد وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔ "تھمر! ایسا کر کے نہ صرف میں تمہیں اپنے آپ کو بلکہ حمود کو بھی محفوظ کرنا چاہتا تھا۔ اب یہ مرنے والے پانچوں منگول سرائے باتو میں نہ پہنچیں گے اور تمہارا بھی انتظار کرتے کرتے سرتاک تھک جائے گا تو میرے خیال میں وہ کچھ اور منگول اس کی طرف بھیجے گا اور مجھ سے ان پانچ منگولوں کے متعلق استفسار کریں گے۔ میں کہوں گا کہ وہ پانچ منگول تھمر کو لینے ضرور آئے تھے لیکن اس وقت میں اور تھمر رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئے تھے لہٰذا وہ پانچوں منگول واپس چلے گئے۔ اس طرح ان کے قتل کی ذمہ داری ہم پر نہیں آئے گی اور منگول ہم سے انتقام بھی نہیں لیں گے۔"

عمیر بن نصر کی ساری باتیں سن کر رات کی تاریکی میں حسین تھمر کے چہرے پر خوشگوار مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ پھر وہ اپنا گھوڑا عمیر کی طرف لائی، اپنا خوبصورت اور گداز ہاتھ بڑھا کر اُس نے عمیر کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"جس وقت منگول مجھے لے کر روانہ ہوئے اس وقت بھی مجھے بھروسہ اور اعتماد تھا کہ آپ مجھے یونہی ان کے حوالے نہیں کریں گے بلکہ میری حفاظت، میرے بچاؤ کا کوئی نہ کوئی سامان ضرور کریں گے۔" اس قدر کہنے کے بعد تھمر رُکی، کس قدر خدشات کا اظہار کرتے ہوئے وہ کہہ رہی تھی۔

"عمیر! یہ جو ہم مرنے والے پانچوں منگولوں کے گھوڑوں کو اپنے آگے آگے ہانکتے ہوئے لے جا رہے ہیں کیا یہی گھوڑے ہمارے لئے مصیبت کا باعث نہ بن جائیں گے؟ جب ان پانچوں گھوڑوں کو حمود کے گھر لے کر جائیں گے، یہ گھوڑے وہاں رہیں گے اور جب ہم انہیں بیچنے کی کوشش کریں گے تو بستی کے لوگوں کو خبر تو ہوگی کہ ہم نے گھوڑے بیچے ہیں اور ذہنوں میں یہ سوال بھی اُٹھے گا کہ آخر ہمارے پاس یہ گھوڑے کہاں سے آئے۔ لہٰذا بات پھیلنی شروع ہوگی تو گھوم گھما کر ان پانچوں منگولوں کے قتل کا سلسلہ پھر ہماری ذات سے جڑے گا۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ ان پانچوں گھوڑوں کو ہمیں نہیں لینا چاہئے بلکہ انہیں مار مار کر بھگا دینا چاہئے۔ جہاں تک آپ کا یہ خیال ہے کہ ان پانچوں گھوڑوں کو بیچ کر ایک معقول رقم حمود کو دیں گے تو اس کے لئے آپ بے فکر رہیں۔ میرے پاس خاصی بڑی رقم ہے جو میں محل سے نکلتے وقت اپنے ساتھ لائی۔ اس میں سے جس قدر آپ چاہیں حمود کو دے سکتے ہیں بلکہ میں آپ سے یہ بھی کہوں کہ میرے پاس اس قدر نقدی ہے کہ ہم دونوں میاں بیوی ساری زندگی کچھ بھی نہ

www.pdfbooksfree.pk

کریں تب بھی ہم بڑے سکون اور بے فکری سے اپنی زندگی گزار سکتے ہیں۔"

"تمہارے خدشات درست ہیں۔ ان گھوڑوں کو اپنے ساتھ لے کر نہیں لے جانا چاہئے۔ یہی گھوڑے ہمارے لئے مصیبت کا باعث بھی بن سکتے ہیں۔" کچھ سوچتے ہوئے عمیر نے کہنا شروع کیا تھا۔ پھر اچانک اس نے اُن گھوڑوں کو مار مار کر دریائے ارس کے کنارے بھگا دیا۔ اس کے بعد دونوں اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے حمود کی حویلی کا رُخ کر رہے تھے۔

۞......۞

ادھر سرائے باتو میں اُس کا ہمنوا ہر دلعزیز منگول سردار اغون خان اپنے یورت میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا کہ اُس کا محافظ اندر آیا اور سر کو خم کرتے ہوئے کہنے لگا۔ "باتو خان کے بیٹے سرتاک کے محافظوں میں سے ایک آپ سے ملنے کا خواہش مند ہے۔"

اس پر اغون خان اُسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ "اُسے روکو مت۔ فوراً میرے پاس بھیجو۔ میں جاننا چاہتا ہوں کہ وہ کیا کہنا چاہتا ہے۔"

اس کے ساتھ ہی وہ محافظ باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک نوجوان اندر آیا۔ اُسے دیکھتے ہی باتو کا دست راست اغون خان مطمئن ہو گیا۔ آنے والے نوجوان کے لئے اپنے سامنے خالی نشست کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اُسے بیٹھنے کے لئے کہا۔ جب وہ بیٹھ گیا تو اغون خان نے اُسے مخاطب کیا۔

"کہو، تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

آنے والا وہ منگول کہنے لگا۔ "میں آپ کے لئے ایک اچھی خبر لے کر آیا ہوں۔ دو محافظ جو آپ نے میخائیل کی بیوی نکسار کو لینے کے لئے بھیجے تھے وہ لوٹ آئے ہیں۔"

یہ خبر سن کر اغون خان اپنی جگہ سے ایک طرح سے اُچھل پڑا تھا۔ کہنے لگا۔ "وہ میخائیل کی بیوی نکسار کو اپنے ساتھ لے کر آئے ہیں؟"

اس پر وہ منگول کہنے لگا۔ "ہاں، آپ کا اندازہ درست ہے۔ وہ نکسار کو بھی اپنے ساتھ لے کر آئے ہیں اور نکسار اس وقت باتو خان کے بیٹے سرتاک کے خیمے میں موجود ہے۔"

اغون خان فوراً اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ "تمہاری بڑی مہربانی کہ تم نے اس کی اطلاع دی۔ میں خود جاتا ہوں اور نکسار سے ملتا ہوں۔ یاد رکھو جس طرح تم سرتاک کی اس کی حفاظت کرتے تھے اسی طرح نکسار کی بھی کرو گے۔"

اُس منگول نے اپنے سر کو خم کر دیا۔ پھر اغون خان اُس خیمے سے نکل گیا تھا۔ اغون خان سرتاک کے خیمے میں داخل ہوا۔ خیمے میں اس وقت میخائیل کی

جوان نوخیز بیوی نکسار بیٹھی ہوئی تھی۔ خیمے میں تھوڑا آگے جا کر نکسار کی طرف دیکھتے ہوئے اغون خان ایک طرح سے دنگ رہ گیا تھا۔ اُس نے جب جائزہ لیا میخائیل کی بیوی نکسار نوخیز اور شاداب ہونے کے ساتھ ساتھ دوریوں کی منزلوں میں مزامیر داؤدی، لحن زبور اور سحر سامری جیسی پُرکشش اور محویت تفکرات کے اوطاق میں معجزات، عجائبات، تازہ آرزو اور خیالِ نو جیسی حسین تھی۔

کچھ دیر تک منگول سردار اغون خان نکسار کو اُس کے حسن و جمال اور کشش کی وجہ سے دیکھتا رہا، پھر وہ آگے بڑھا اور نکسار کے سامنے آتے ہوئے کہنے لگا۔

"میرا نام اغون خان ہے۔ یقیناً آپ نے یہ نام سن رکھا ہوگا۔"

نکسار اپنی جگہ پر کھڑی ہوئی اور کہنے لگی۔ "ہاں اس نام کا مجھ سے کئی بار ذکر کیا گیا ہے۔ جو محافظ لے کر آئے ہیں انہوں نے خیمے میں بٹھانے کے تھوڑی دیر بعد مجھے بتایا کہ مجھے اب آپ ہی کی راہبری اور راہنمائی میں کام کی ابتدا کرنا ہوگی۔"

مطمئن انداز میں نکسار کو مخاطب کر کے اغون کہنے لگا۔ "جو محافظ تمہیں لینے گئے تھے انہوں نے تم سے اس حادثے کا ذکر ضرور کیا ہوگا کہ تمہارے شوہر میخائیل کو منگولوں کے خاقان باتو نے ہی طلب کیا تھا۔ میخائیل کو درحقیقت باتو کے بھائی برقائی نے مروا دیا ہے۔ برقائی خان مسلمان ہے اور باتو کا بیٹا سرتاک نصرانی ہے اور برقائی خان نصرانیوں سے حد درجہ کی نفرت رکھتا ہے۔ تمہیں یہاں لانے کا مقصد یہی ہے کہ تم اس سرائے باتو میں اپنے حسن، اپنی خوبصورتی کے جادو کا ایک جال پھیلاؤ۔ اس جال میں برقائی خان کو پھنساؤ اور پھر موقع جان کر کسی تیز دھار والے خنجر سے اس کا حلقوم کاٹ کر رکھ دو۔"

اغون کی اس گفتگو کے جواب میں نکسار نے کچھ سوچا، پھر کہنے لگی۔ "اغون خان! جو باتیں تم کر رہے ہو یہ پہلے ہی محافظ میرے ذہن میں ڈال چکے ہیں۔ میں کسی بھی صورت باتو کے بھائی برقائی کو معاف نہیں کروں گی۔ اُس نے میرے شوہر کو قتل کیا ہے۔ میں ضرور اس کا حلقوم کاٹ کر رہوں گی۔ لیکن ایسا کرنے سے پہلے مجھے بتدریج اور آہستہ آہستہ اثر کرنے والے زہر کی طرح کام کرنا ہوگا۔ اگر میں فی الفور اُس کے خلاف حرکت میں آ گئی تو منگول مجھے بھی زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

اغون خان نے اُس کی تائید کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ "تم ٹھیک کہتی ہو...... سب سے پہلے برقائی خان سے اپنے تعلقات بڑھاؤ۔ اتنی اُس کے قریب ہو جاؤ، اتنا اس کا قرب حاصل کر لو کہ دن رات جب کبھی بھی تم اس کے خیمے میں جاؤ تو اس کے محافظ تمہارے جانے

www.pdfbooksfree.pk

پر اعتراض نہ کریں۔ جب تم یہ مقام حاصل کرلو گی تو برقائی خان کا خاتمہ تمہارے لئے آسان ہو جائے گا۔‘‘

کچھ دیر کے توقف کے بعد نکسار نے کہنا شروع کیا۔ ’’سب سے پہلے تم مجھے برقائی خان کے پاس لے جانا، اُس سے میرا تعارف کروانا اس کے بعد میں خود ہی برقائی خان سے ملتی رہوں گی۔ اس کو اتنا قریب، اتنی سپردگی دوں گی کہ وہ میرے اشاروں پر کام کرنے لگے گا۔ پھر دیکھنا میں اُس کا کام کیسے تمام کرتی ہوں۔‘‘

اس پر اغون خان بڑی دلجمعی اور خوشی کا اظہار کر کے کہنے لگا۔ ’’مجھے تم سے یقیناً ایسے ہی ردیئے کی توقع تھی۔ دراصل باتو خان سخت بیمار ہے۔ اس کے بچنے کی کوئی اُمید نہیں۔ جو محافظ تمہیں لینے گئے ہوں گے انہوں نے باتو کے بیٹے سرتاک اور راہب ولیم کا بھی ذکر کیا ہوگا۔‘‘

نکسار فوراً بول اُٹھی۔ ’’سرتاک کے ساتھ میرے سامنے راہب ولیم کا بھی ذکر کیا گیا تھا جو محافظوں کے کہنے کے مطابق میرا اور میرے شوہر کا بڑا ہمدرد ہے۔‘‘

ساری گفتگو، سارا معاملہ چونکہ اغون کی اُمیدوں کے مطابق ہو رہا تھا لہٰذا بات کو آگے بڑھاتے ہوئے اغون کہنے لگا۔ ’’راہب ولیم یقیناً تمہارا اور تمہارے شوہر میخائیل کا بڑا ہمدرد تھا۔ چند ہفتے پہلے تک سرتاک اور راہب ولیم نے یہیں قیام کر رکھا تھا۔ لیکن باتو کے بیمار ہونے کے بعد جب اس کے زندہ بچنے کی ساری اُمیدیں ختم ہوتی دکھائی دیں تب سرتاک اور راہب ولیم دونوں مشرق کی طرف منگولوں کے بڑے خاقان منگو کی طرف جا چکے ہیں۔ سرتاک وہاں قیام کر کے منگو خان سے مغرب کے منگولوں کے خاقان کا عہدہ حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ سرتاک ایسا نہ کرتا تو تمہارے شوہر کی طرح یقیناً برقائی خان اس کا بھی خاتمہ کرا دیتا۔ باتو خان چونکہ اب چند دنوں، ہفتوں یا مہینوں کا مہمان ہے۔ اس کی موت کے بعد منگول متحدہ طور پر باتو خان کے بھائی برقائی خان کو اپنا خاقان تسلیم کر لیں گے۔ برقائی خان اسلام قبول کر چکا ہے، مسلمانوں کی وہ بڑی آؤ بھگت کرتا ہے اور اُس کے پاس اکثر و بیشتر مسلم مبلغ آتے رہتے ہیں اور ان علاقوں میں وہ اگر مسلمانوں کا مبلغ بن گیا تو مسلمانوں کی ایک اہم اور مستحکم سلطنت قائم ہو جائے گی۔ جبکہ میں اور سرتاک نصرانیت سے متاثر ہیں اور ہم ... چاہتے کہ برقائی خان ایسا کر سکے۔‘‘

... خان جب خاموش ہوا تب نکسار بول پڑی۔ ’’میں بھی یہ پسند نہیں کروں گی کہ ... کر کنارے مسلمانوں کی ایک نئی سلطنت خطہ ارض پر اپنا وجود حاصل کرے۔ لہٰذا ... کے خلاف حرکت میں آؤں گی اور اگر باتو خان کا بیٹا سرتاک منگو خان

سے خاقان کا عہدہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تو میں سمجھتی ہوں برقائی خان کی اہمیت ویسے ہی ختم ہو کر رہ جائے گی۔ پھر اس کا قتل کرنا انتہائی آسان ہو جائے گا۔‘‘

اس پر اغون خان خدشات کا اظہار کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ ’’نہیں نکسار! معاملہ ایسا نہیں ہے۔ یہ برقائی خان اپنے اخلاق، اپنے کردار کی وجہ سے منگولوں میں انتہا درجہ کا ہر دل عزیز ہے۔ یوں جانو کہ نوے سے پچانوے فیصد منگول جانثارانہ انداز میں برقائی خان کو پسند کرتے ہیں۔‘‘

نکسار کچھ پریشان ہو گئی۔ کہنے لگی۔ ’’منگولوں کے دل میں برقائی خان کے لئے ایسی عزت اور احترام کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟‘‘

اس پر کچھ سوچتے ہوئے اغون خان کہنے لگا۔ ’’ایسا اس لئے ہے کہ وہ لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے۔ مہربانی کے ساتھ پیش آتا ہے۔ آدھے سے زیادہ اپنا مال لوگوں میں تقسیم کرتا ہے اور انہیں اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔‘‘

اس پر پہلی بار نکسار نے شبہ کے انداز میں اغون خان کی طرف دیکھا اور کہنے لگی۔ ’’اگر برقائی خان ایسے اوصاف کا مالک ہے تو ایسا شخص میرے شوہر کو قتل نہیں کر سکتا۔‘‘

اغون خان کو شاید اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تھا لہٰذا برقائی خان کی جو تعریف اُس نے کی تھی اس کا ازالہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔ ’’نکسار! تم اس برقائی خان کو نہیں سمجھ سکتی۔ وہ دوہرے کردار کا مالک ہے۔ ظاہر کا کچھ اور باطن کا کچھ اور ہے۔ اس نے عجیب سا لبادہ اوڑھ رکھا ہے جس کی وجہ سے یہ منگولوں میں ہر دلعزیز ہے اور اندر ہی اندر یہ دوسروں کی جڑیں کاٹنے والا شخص بھی ہے۔‘‘

نکسار اس بار کسی قدر مطمئن ہوتے ہوئے کہنے لگی۔ ’’بہرحال، تم فکر نہ کرو۔ میں اُسے ایسا سبق دوں گی کہ اس کی پشتیں تک یاد رکھیں گی۔‘‘

نکسار کی اس گفتگو کے جواب میں اغون خان کچھ کہنے والا تھا کہ باہر پہرہ دینے والے محافظوں میں سے ایک محافظ اندر آیا، اغون خان کو مخاطب کر کے کچھ کہنے ہی والا تھا کہ اغون خان نے اُسے مخاطب کیا۔ ’’کیا تم باتو خان کی طرف سے آ رہے ہو؟‘‘

آنے والے نے سر کو خم کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ ’’آپ کا اندازہ درست ہے۔ میں وہیں سے آ رہا ہوں۔‘‘

اغون خان پھر بولا۔ ’’آج یہاں آبائی دشت سے چغتائی کا بیٹا بوری آنے والا تھا اور....‘‘

اغون خان اپنی بات مکمل نہ کر سکا تھا کہ آنے والا اُس کی بات کاٹتے ہوئے بول پڑا۔ ’’بوری یہاں پہنچ چکا ہے۔ جونہی وہ یہاں پہنچا اُسے باتو کے سامنے پیش کر دیا گیا۔ اس وقت باتو کے پاس اُس کا بھائی برقائی خان بھی بیٹھا ہوا ہے۔ بوری کو دیکھتے ہی باتو اور برقائی بے

www.pdfbooksfree.pk

پناہ غصے میں اُس کی طرف دیکھتے رہے، پھر باتو خان نے اُس سے پوچھا۔

''گزشتہ جنگوں میں جب ہم نے یورپ پر چڑھائی کی تھی تو نے مجھے بڑھیا کہا تھا۔''

باتو خان کی اس بات پر بوری کانپ گیا اور کپکپاتے ہوئے کہنے لگا۔''جب میں نے آپ کو بڑھیا کہا میں اُس وقت نشے میں تھا۔''

باتو نے بیماری اور لاغر پن کے باوجود غصے میں اُسے جواب دیا۔''تم نے مدہوشی کے عالم میں جو الفاظ کہے تھے وہ تمہیں خوب یاد ہیں۔'' اس کے ساتھ ہی باتو کے حکم پر بوری کو قتل کر دیا گیا ہے اور دوسری بری خبر جو میں لے کر آیا ہوں وہ کچھ یہ ہے کہ بوری کے بعد خود باتو خان بھی مر چکا ہے۔''

اغون خان فوراً اُٹھ کھڑا ہوا، نکسار کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔''جس بات کا مجھے ڈر اور خدشہ تھا وہی ہوئی۔ باتو خان مر چکا ہے۔ اب سرتاک کی غیر موجودگی میں منگول متفقہ طور پر برقائی خان کو اپنا خاقان تسلیم کر لیں گے۔ اب آج کے بعد جبکہ باتو مر چکا ہے سرتاک کا جینا ان سرزمینوں میں انتہائی مشکل اور دوبھر ہو کر رہ جائے گا۔ اب ان علاقوں میں برقائی خان خاقان بن جائے گا تو میں سمجھتا ہوں نکسار، تیرا میرا کام بھی مشکل ہو جائے گا۔''

نکسار کہنے لگی۔''اغون خان! فکر اور غم نہ کر۔ میں مشکل کام کو آسان کرنے کا بڑا اچھا ڈھنگ جانتی ہوں۔''

اغون خان فکرمندی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔''اچھا اب میں جاتا ہوں۔ بعد میں تم سے ملوں گا۔'' اس کے ساتھ ہی اغون خان خیمے سے نکل گیا تھا۔

اغون خان جب باتو کے خیمے کے پاس پہنچا تو وہاں سب منگول سردار جمع تھے۔ برقائی اُن میں پیش پیش تھا۔ برقائی کی اپنے بھائی کی موت پر بری حالت ہو رہی تھی۔ بہرحال سب مل کر باتو خان کی تجہیز و تکفین کا اہتمام کرنے لگے تھے۔

۞......۞

دوسری جانب ملکہ روسودان کی خودکشی کرنے کے بعد منگولوں کی مدد سے ملکہ کا بھتیجا گرجستان کا حکمران بن بیٹھا تھا۔ تخت نشین ہونے کے بعد اُس نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اپنے جاسوس اور خاص آدمی روسودان کی بیٹی اور گرجستان کی شہزادی تھمر کو تلاش کرنے پر لگا دیئے۔ داؤد اپنے دل کی گہرائیوں سے تھمر کو پسند کرتا تھا۔ اُس کے قرب کا متمنی تھا۔ اُس سے شادی کرنے کا خواہاں تھا۔ لہٰذا حکومت ملتے ہی اُس نے اپنے آدمی تھمر کی تلاش میں لگا دیئے۔

اس صورتِ حال میں عمیر بن نصر اور تھمر بھی محتاط ہو گئے تھے اس لئے کہ انہیں بھی خبریں

مل چکی تھیں کہ حکومت سنبھالنے کے بعد داؤد نے تھمر کی تلاش میں اپنے آدمی لگا دیئے ہیں۔ لہٰذا وہ حمود کے گھر میں اپنا زیادہ وقت گھر کے تہہ خانے میں گزارنے لگے تھے۔

داؤد کے آدمی تھمر اور عمیر کو تلاش کرتے ہوئے کئی بار حمود کی بستی اور اُس کے گھر میں بھی آئے، اُس کے گھر کی تلاشی لی اور ہر بار اُنہیں ناکام اور نامراد واپس جانا پڑا۔

تاہم حمود نے داؤد کے اُن متلاشی لوگوں پر یہ بات واضح کر دی تھی کہ عمیر بن نصر اور تھمر اُس کی طرف آئے ضرور تھے لیکن دونوں نے شادی کر لی پھر دونوں سرائے باتو کی طرف چلے گئے تھے۔

۞......۞

ایک روز عمیر بن نصر اور تھمر عشا کی نماز تہہ خانے میں ادا کرنے کے بعد باہر آئے۔ وہ چاہتے تھے کہ تہہ خانے سے باہر حمود کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائیں، اس کے بعد دوبارہ تہہ خانے میں چلے جائیں۔ جونہی وہ تینوں کھانے کے لئے بیٹھے، رات کی تاریکی میں بیرونی دروازے پر زوردار دستک ہوئی تھی۔

رات کے وقت ایسی دستک پر وہ چونک پڑے تھے۔ پھر حمود نے سوالیہ سے انداز میں باری باری عمیر اور تھمر کی طرف دیکھتے ہوئے بڑی رازداری میں اُنہیں مخاطب کیا۔

''میرا جی کہتا ہے کہ گرجستان کے نئے حکمران داؤد کی طرف سے پھر کوئی تھمر کا پوچھنے یہاں آیا ہے۔ تم دونوں ایسا کرو تہہ خانے میں چلے جاؤ۔ میں دیکھتا ہوں دروازے پر کون ہے۔''

جواب میں عمیر کہنے لگا۔''ماموں! میں اور تھمر دونوں تہہ خانے میں زندگی بسر کرتے کرتے بیزار ہو چکے ہیں۔ میرے خیال میں اب مجھے یہاں سے چلے جانا چاہئے۔ میں تھمر کو لے کر سرائے باتو کا رُخ کروں گا۔ حالات جو بھی ہوئے اُن سے میں اپنی بیوی بختائی اور برقائی خان سے مل کر نمٹ لوں گا۔ میرے خیال میں اگر سرتاک تھمر کو پسند کرتا ہے، اُسے اپنانے پر تلا ہوا ہے جب اُسے یہ خبر ہو گی کہ تھمر مجھ سے شادی کر چکی ہے اور میری بیوی ہے تو میرے خیال میں باتو اسے میرے خلاف کوئی اقدام نہیں کرنے دے گا۔ اس لئے کہ باتو کی بیٹی بھی میری بیوی ہے۔ وہ میرا ہر صورت میں دفاع کرے گی۔ ماموں! تم دروازہ کھولو۔ میں اور تھمر دروازے کے ایک طرف ہٹ کر کھڑے ہو جائیں گے۔ اگر دستک دینے والے گرجستان کے حکمران داؤد کے آدمی ہوئے تو تم انہیں تلاشی کی خاطر اندر لے آنا۔ جب وہ اندر داخل ہوں گے تو میں اور تھمر دروازے کی اوٹ ہی میں کھڑے رہیں گے۔ تم دروازے کو اس طرح کھول دینا اس طرح ہم دونوں دروازے کی اوٹ میں ہو جائیں گے۔ اور جب وہ

www.pdfbooksfree.pk

تلاشی لے کر چلے جائیں گے تو میرا ارادہ ہے کہ میں آج رات تھمر کو لے کر یہاں سے کوچ کر جاؤں گا۔''

عمیر بن نصر کی اس تجویز سے تھمر نے بھی اتفاق کیا تھا۔ تب حمود کہنے لگا۔ ''اگر تم دونوں میاں بیوی کا یہی ارادہ ہے تو آؤ میرے ساتھ۔''

عمیر اور تھمر جلدی جلدی اپنے آپ کو مسلح کر کے حمود کے ساتھ ہو لئے۔

حمود نے جب دروازہ کھولا تو تھمر اور عمیر دروازے کے پیچھے ہو گئے تھے۔ دروازے پر دو سوار گھوڑوں کی باگیں پکڑے کھڑے تھے۔ چاندنی رات میں اُن دونوں سواروں نے بڑے غور سے حمود کی طرف دیکھا، پھر ان میں سے ایک تھوڑا سا آگے بڑھا، پھر بڑی رازداری میں کہنے لگا۔ ''اگر میں غلطی پر نہیں تو تمہارا نام حمود ہے۔ اس لئے کہ عمیر بن نصر نے خان برقائی کو دریائے ارس کے کنارے درکوش نام کی بستی کے حمود کا نام بتایا تھا جس کے ہاں اس نے تھمر کے ساتھ پناہ لینے کا وعدہ کیا ہوا تھا۔''

اس پر حمود فوراً بول اُٹھا۔ ''دیکھو اجنبی! جہاں تک نام کا تعلق ہے تو میرا نام حمود ہی ہے۔ یہ تو کہو تم دونوں کون ہو اور کہاں سے آئے ہو؟''

ان دونوں منگولوں میں سے ایک کہنے لگا۔ ''بزرگ حمود! برقائی خان کی وجہ سے سرائے باتو میں بہت سے لوگ اسلام قبول کر چکے ہیں اور ان منگولوں میں ہم دونوں بھی شامل ہیں۔ الحمدللہ ہم دونوں مسلمان ہیں۔ ہم سے کسی قسم کا خطرہ محسوس نہ کرو۔ ہم جانتے ہیں گرجستان میں اس وقت منگولوں کی وجہ سے ملکو روسودان کا بھتیجا حکمران بن چکا ہے۔ وہ تھمر سے شادی کرنا چاہتا ہے، اسے پسند کرتا ہے۔ لہٰذا اس کے آدمی بڑی سرگرمی سے اسے تلاش کر رہے ہیں۔ یہ ساری باتیں ہمیں گرجستان کی سرحد میں داخل ہونے کے بعد ہی معلوم ہو گئی تھیں۔ ہم سے خطرہ محسوس نہ کرو، ہم داؤد کے نہیں، برقائی خان کے آدمی ہیں اور برقائی خان کا ایک انتہائی اہم پیغام ہم عمیر بن نصر کے لئے لے کر آئے ہیں۔''

دروازے کی اوٹ ہی میں رہتے ہوئے عمیر بن نصر نے چاندنی رات میں دیکھا سوار دو ہی تھے۔ اُس نے ان کے پیچھے دائیں بائیں بھی دیکھا، کوئی اور نہ تھا۔ لہٰذا اُسے اطمینان ہو گیا کہ آنے والے ضرور برقائی خان کی طرف سے ہیں۔ اس موقع پر اُس نے بڑی رازدارانہ تھمر کے کان میں کی، پھر وہ دروازے کے سامنے آیا اور کہنے لگا۔

خان کے دونوں قاصدو! میں درکوش نام کی اس بستی میں تم دونوں کو خوش آمدید کہتا آرام اور پُرسکون ماحول میں گفتگو کرتے ہیں۔''

چاندنی رات میں جب ان دونوں منگولوں نے عمیر بن نصر کو اپنے سامنے دیکھا تو باری باری وہ دونوں عمیر سے بغلگیر ہوئے۔ گھوڑوں کو انہوں نے اصطبل میں باندھ کر ان کے چارے کا انتظام کر دیا تھا۔ پھر حمود اور عمیر ان دونوں کو دیوان خانے میں لے گئے۔ تھمر بھی ان کے ساتھ دیوان خانے میں چلی گئی تھی۔

دیوان خانے میں تھوڑی دیر تک خاموشی رہی، پھر آنے والے ان دونوں منگولوں میں سے ایک بولا۔ ''ابن نصر! جیسا کہ میں دروازے پر کھڑا ہو کر حمود کو بتا چکا ہوں کہ ہم دونوں برقائی خان کے قاصد ہیں، ہم الحمدللہ مسلمان ہیں۔ ہم سرائے باتو سے تمہارے لئے اہم خبریں لے کر آئے ہیں اور ہم تمہیں لینے آئے ہیں تا کہ تم اور تھمر ہمارے ساتھ سرائے باتو چلو۔ اس لئے کہ برقائی خان نے تمہیں بلایا ہے اور وہ تمہاری سخت ضرورت محسوس کرتا ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وہ منگول رُکا، اس کے بعد وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔ ''سرائے باتو کے متعلق سب سے اہم اور دل سوختہ خبر یہ ہے کہ تمہاری بیوی بختائی کو کسی نے قتل کر دیا ہے۔ برقائی خان بختائی کے قتل کا ذمہ دار اس کے بھائی سرتاک اور راہب ولیم کو ٹھہراتا ہے۔ برقائی خان کا خیال ہے کہ سرتاک اور راہب ولیم نے بختائی کو اسلام سے منحرف کر کے نصرانیت قبول کرنے پر آمادہ کرنا چاہا۔ جب بختائی نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تو انہوں نے اسے مجبور کیا کہ وہ کم از کم عمیر بن نصر کو چھوڑ دے۔ لیکن جب بختائی نے ایسا کرنے سے بھی انکار کر دیا تو برقائی کا خیال ہے کہ سرتاک اور راہب ولیم نے رازدارانہ انداز میں بارش کی ایک رات بختائی کو قتل کر دیا۔ اس طرح بارش کی وجہ سے قاتلوں کے نشانات نہیں پہچانے جا سکے اور ابھی تک بختائی کے قاتلوں کو پہچانا نہیں جا سکا۔''

بختائی کے مرنے کی خبر سن کر عمیر بن نصر کی حالت عجیب و غریب ہو چکی تھی۔ اُس کے چہرے پر بے مروت قہر کے طوفان، بے اتھاہ خونی بھنور اور لہو رنگ انقلاب کی نمود جوش مارنے لگی تھی۔ دوسری جانب بختائی کی موت کا سن کر تھمر بھی کربناک بیداری اور دھرتی پر اُترتی تاریکیوں کی طرح اُداس اور ویران ہو کر رہ گئی تھی۔

کچھ دیر خاموشی رہی۔ پھر اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے عمیر بن نصر کہنے لگا۔

''میرے عزیزو سنو! اگر میری بیوی بختائی کے قاتل اس کا بھائی سرتاک اور راہب ولیم ہیں تو میں تم دونوں کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ دونوں میرے انتقام سے بچ نہیں سکیں گے۔ راہب ولیم میری بیوی بختائی کے قتل کا کیا اہتمام کرے گا میرے خیال میں یہ سب کچھ سرتاک ہی کے باعث ہے۔ شاید برقائی خان اپنے بھائی باتو خان کی وجہ سے اس کے خلاف کوئی اقدام نہیں

www.pdfbooksfree.pk

کر سکا ہو گا۔ لیکن میں سرتاک کو کسی بھی صورت معاف نہیں کروں گا۔ رہا سوال ولیم کا تو میرے خیال میں اس کو اس میں ملوث نہیں کرنا چاہیے۔''

عمیر بن نصر جب خاموش ہوا تو ایک منگول بول پڑا۔''ابن نصر! جہاں تک برقائی کا سرتاک کے خلاف حرکت میں آنے کا سلسلہ ہے تو میں تم پر یہ انکشاف کروں کہ باتو مر چکا ہے۔ اس کی موت کے بعد منگولوں نے متفقہ طور پر برقائی کو اپنا خاقان تسلیم کر لیا ہے۔ رہا سوال سرتاک کا تو جب باتو بیمار تھا طبیبوں کی وجہ سے اُسے یقین ہو گیا کہ باتو بچے گا نہیں لہٰذا وہ منگولوں کے مرکزی شہر قراقرم کی طرف بھاگ گیا تا کہ منگولوں کے بڑے خاقان منگو خان کی خدمت میں حاضر ہو۔ ایسا کرنے سے اُس کے دو مقاصد تھے۔ پہلا یہ کہ وہ مغرب کے منگولوں کا خاقان بننا چاہتا تھا اس لئے اُسے یقین تھا کہ اُس کے باپ باتو خان کے بعد منگو خان برقائی کو مغرب کا نمائندہ تسلیم کر لے گا۔ سرتاک منگو خان کے پاس گیا تا کہ وہاں سے تحریری حکم نامہ اپنے لئے حاصل کرے جس کے تحت اُسے مغرب کے منگولوں کا خاقان مقرر کیا گیا ہو۔ دوئم یہ کہ چونکہ اس کا باپ باتو خان بیمار پڑ گیا تھا، اس کے بچنے کی کوئی اُمید نہ تھی لہٰذا اُسے خدشہ تھا کہ اگر باتو مر گیا تو اس کے ساتھ ہی برقائی خان اس کے خلاف حرکت میں آئے گا اور ضرور اسے بختائی کے قتل کی سزا دے گا اور اس سے انتقام لے گا۔ پھر ابن نصر! برقائی بھی بڑا سیانا، زیرک اور دانش مند انسان ہے۔ جب اُسے خبر ہوئی کہ سرتاک اور راہب ولیم دونوں منگو خان کی طرف بھاگ گئے ہیں تو اُس نے اُن کے پیچھے اپنے ہرکارے لگا دیئے۔ انہوں نے برقائی خان کو خبر دی کہ سرتاک اپنے لئے خاقان کا حکم نامہ حاصل کرنے کے لئے منگو کی طرف چلا گیا ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد جب وہ منگول رُکا تب ابن نصر نے اُسے مخاطب کیا۔''اب جبکہ سرتاک قراقرم کی طرف بھاگ گیا ہے تو باتو خان کے جو دوسرے بیٹے ہیں اُن کا رویہ برقائی خان کے ساتھ کیسا ہے؟''

وہی منگول بول اُٹھا۔''ابن نصر! شاید تمہیں معلوم ہو گا باتو خان کی چھبیس بیویاں تھیں اور وہ کثیر الاولاد ہے۔ سرتاک کے بعد اُس کا سب سے بڑا بیٹا نوگائی ہے جو ایک طرح سے برقائی کو اپنا راہنما، نجات دہندہ اور اپنے خاندان کا سرکردہ تسلیم کرتا ہے۔ جس طرح نوگائی اپنے باپ باتو خان کی عزت کیا کرتا تھا میرے خیال میں اس سے بڑھ کر وہ اپنے چچا برقائی خان سے محبت کرتا ہے۔ اب صرف سرتاک ہی ہے جو باغی پن کا اظہار کر رہا ہے۔''

کچھ دیر خاموشی رہی، پھر عمیر بن نصر کہنے لگا۔''میرے بھائیو! اگر تم تھکاوٹ محسوس نہیں کر

رہے تو میں ابھی اور اسی وقت اپنی بیوی تھمر کے ساتھ سرائے باتو کی طرف روانہ ہوں گا۔''

جواب میں ایک منگول خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔''میرے عزیز! ہمارے آرام اور ہماری تھکاوٹ کا کوئی احساس نہ کرو۔ ہم ایک سرائے میں رُک کر آرام کر چکے ہیں۔ ہمارے گھوڑوں کو بھی ستانے کا موقع مل گیا ہے۔ اس لئے ہم ابھی اور اسی وقت آپ کے ساتھ کوچ کرنے پر آمادہ ہیں۔''

عمیر بن نصر اور تھمر نے اُس سے اتفاق کیا۔ پھر دونوں نے جلدی جلدی اپنی تیاری کی۔ حمود سے الوداعی ملاقات کرنے کے بعد اپنے گھوڑوں کو وہ باہر لائے۔ پھر ان دونوں منگولوں کے ساتھ وہ سرائے باتو کی طرف کوچ کر گئے تھے......!

ایک روز عمیر بن نصر اور تھمر اپنے دونوں منگول ساتھیوں کے ساتھ دریائے ارس کے کنارے کنارے اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے جا رہے تھے کہ ایک دم عمیر بن نصر نے اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچتے ہوئے اُسے روک لیا۔ اُسے دیکھتے ہوئے تھمر اور دونوں منگولوں نے بھی اپنے گھوڑوں کو روک لیا تھا۔

پھر تھمر عمیر بن نصر کے قریب آئی۔ اُس نے دیکھا عمیر فضاؤں کے اندر کوئی آواز سننے کی کوشش میں تھا۔ اس موقع پر تھمر مزید قریب ہوئی اور اپنا ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے عمیر بن نصر کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے بڑے پیارے انداز میں پوچھا۔

''آپ نے گھوڑا کیوں روک لیا؟ کیا کوئی خطرہ محسوس کرتے ہیں؟''

ابن نصر فضاؤں کے اندر کچھ سننے کی کوشش کرنے لگا۔ پھر کہنے لگا۔''تمہارا کہنا درست ہے۔ میں اپنے پیچھے بھاگتے ہوئے گھوڑوں کی آوازیں سنتا ہوں۔ سن تھمر! میں اور میرے دونوں خالہ زاد صحراؤں کے رہنے والے ہیں۔ بھاگتے گھوڑوں کی آوازوں اور اپنے دشمن کی بو بڑی دُور سے پا لیتے ہیں۔ تھمر، کیا تجھے اپنے پیچھے گھوڑے بھاگنے کا احساس نہیں ہوتا؟''

اس دوران منگول بھی قریب آ گئے تھے۔ پھر تھوڑی دیر جائزہ لینے کے بعد ایک منگول کہنے لگا۔''آپ کا کہنا درست ہے۔ واقعی کوئی ہمارے تعاقب میں ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ گرجستان کے حکمران داؤد کو آپ اور تھمر کے بھاگنے کی اطلاع ہو گئی ہو اور اس کے آدمی ہمارے تعاقب میں لگ گئے ہوں؟''

عمیر بن نصر نے اُس منگول کی طرف بڑے غور سے دیکھا پھر کہنے لگا۔''لگتا ہے داؤد کے آدمی اس بستی میں ہماری تاک میں تھے جس میں ہم نے قیام کر رکھا تھا اور کسی نے ضرور

www.pdfbooksfree.pk

ہماری مخبری کی ہوگی۔ بہرحال ان کو آنے دو۔ دیکھتے ہیں وہ کیا کرتے ہیں۔''

عمیر بن نصر جب خاموش ہوا تو سہمے اور خوفزدہ لہجے میں تھمر بول اُٹھی۔ ''کیا ایسا ممکن نہیں کہ یہاں رُکنے کے بجائے ہم اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگا کر سرپٹ دوڑا دیں؟''

عمیر بن نصر نے خدشات کا اظہار کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ ''نہیں تھمر، ہمیں ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ اگر ہم اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگا کر بھگا دیتے ہیں تو تعاقب کرنے والے ہمارے پیچھے لگے رہیں گے۔ اس تعاقب کے دوران ہوسکتا ہے ہماری تلاش میں ان کے اِدھر اُدھر پھیلے ہوئے ساتھی بھی ان سے آن ملیں اور اگر ان کی تعداد زیادہ ہوگئی تو پھر ہمارے لئے ان سے نمٹنا مشکل ہو جائے گا۔ اس لئے کہ ابھی دریائے ارس کے کنارے کنارے گرجستان کی سلطنت کے نکلنے کے لئے ہمیں ایک لمبا سفر کرنا ہے اور میں اس تعاقب کو لمبا نہیں کرنا چاہتا۔ میرا ارادہ ہے کہ اسی دریائے ارس کے کنارے تعاقب کرنے والوں سے نمٹ کر ان کا خاتمہ کر دیا جائے۔''

پھر نجانے عمیر بن نصر کو کیا سوجھا، وہ اپنے گھوڑے سے اُترا پھر وہ زمین پر بیٹھ گیا۔ پھر اُس نے اپنے کان زمین کی چھاتی سے لگا دیئے۔ تھوڑی دیر تک وہ کچھ سننے اور جائزہ لینے کی کوشش کرتا رہا، پھر اُٹھا، دونوں منگولوں اور تھمر کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''جہاں تک میں اندازہ لگا سکا ہوں تعاقب کرنے والوں کی تعداد سات یا آٹھ کے لگ بھگ ہے اور مجھے امید ہے کہ ہم با آسانی ان سے نمٹ سکیں گے۔''

اب تعاقب کرنے والوں کے گھوڑوں کی آواز نیند سے اُلجھی ہوئی ویران شب میں دل کو زخمی کرتی صداؤں کی طرح صاف سنائی دینے لگی۔ یہ آوازیں سنتے ہوئے تھمر بیچاری کی حالت سرِ منزل لٹ جانے والے قافلوں جیسی ہونے لگی تھی۔

تھمر کی بدلتی ہوئی حالت کو عمیر بن نصر بھی دیکھنے لگا تھا۔ لہٰذا اُسے تسلی دیتے ہوئے کہنے لگا۔ ''تھمر! زیادہ فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم ان کا مقابلہ کریں گے اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ہم انہیں زیر کر کے اپنی منزل کی طرف ضرور روانہ ہوں گے۔''

اتنا کہنے کے بعد تھمر کی طرف سے ہٹ کر عمیر بن نصر نے اُن دونوں کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔ ''عزیز ساتھیو! جس وقت میں حملے کی ابتدا کروں تم بھی ان پر ٹوٹ پڑنا اور مجھے امید ہے کہ ہم انہیں دریائے ارس کے کنارے لہولہو کر کے رکھ دیں گے۔''

یہاں تک کہتے کہتے عمیر بن نصر خاموش ہوگیا۔ اس لئے کہ تعاقب کرنے والے نزدیک آ کر ان کے گھوڑے چاندنی رات میں ہیولوں کی طرح دکھائی دینے لگے تھے۔ یہ دیکھتے ہوئے انہوں نے اپنی تلواریں کھینچ لی تھیں۔ ڈھالیں سنبھال لیں تھیں۔ پھر عمیر بن نصر نے

مزید کیا کہ اپنے گھوڑے کی خرجین میں ہاتھ ڈال کر بھاری پھل کے دو خنجر نکال کر اپنی گود میں رکھ لئے تھے۔

تعاقب کرنے والے وہ سوار اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے آئے اور ان چاروں کے قریب آ کے تھوڑی دیر تک وہ ان چاروں کا جائزہ لیتے رہے۔ انہوں نے دیکھا تعاقب کرنے والوں کی تعداد واقعی آٹھ تھی۔ کچھ دیر تک وہ ان چاروں کو عجیب سے انداز میں دیکھتے رہے پھر ان میں سے ایک نے اپنے گھوڑے کو تھوڑا سا آگے بڑھایا اور عمیر بن نصر کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

''تم کیا خیال کرتے تھے کہ تم تھمر کو لے کر بھاگنے میں کامیاب ہو جاؤ گے؟ داؤد نے جو ہمیں تھمر کو تلاش کرنے کے کام پر لگایا تھا تو ہم اس میں ناکام نہیں ہونا چاہتے تھے۔ ہمیں پورا یقین تھا کہ تھمر نے درکش نام کی بستی ہی میں قیام کر رکھا ہے۔ لہٰذا ہم تاک میں تھے اور ہمیں اُمید تھی کہ کسی نہ کسی وقت کسی نہ کسی روز تم اور تھمر اس بستی سے نکل کر شمالی بیابانوں کی طرف جانے کی کوشش ضرور کرو گے۔ سو دیکھو، ہمارے اندازے درست ہوئے۔ ہم نے تمہیں آن لیا ہے۔ دریائے ارس کے کنارے ہم تمہاری اور تمہارے دونوں ساتھیوں کی گردنیں کاٹ کر تھمر کو بحفاظت اپنے ساتھ قصبک لے جانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔''

عمیر بن نصر کچھ دیر تک انہیں دیکھتا رہا، پھر قہر بھری خاموش ظلمت کے سیاہ سناٹوں میں اُس کی آواز آہنی بیڑیوں کی خوفناک جھنکار کی طرح بلند ہوئی تھی۔

''تعاقب کرنے والو! کسی خوش فہمی، کسی دھوکے، کسی فریب میں مت رہنا۔ اگر ہم سے ٹکراؤ گے تو پاش پاش ہو جاؤ گے۔ ہم تھمر کو چھوڑ کر صرف تین ہیں اور تمہاری تعداد آٹھ ہے۔ ہم تین ہوتے ہوئے بھی تم آٹھوں کی حالت محرومیوں کی داستانوں، غم زدہ اشکبار جذبوں کی طرح بنا کر رکھیں گے۔ تمہارے سینوں کو دُھواں دُھواں، تمہارے دلوں کو برباد، تمہاری روحوں کو ویران کر کے رکھ دیں گے۔''

عمیر بن نصر کے اس جواب پر تعاقب کرنے والوں میں سے وہی پھر بولا جس نے اپنے گھوڑے کو ذرا آگے بڑھایا تھا۔ کہنے لگا۔ ''اپنے آپ پر اتنا گھمنڈ مت کر۔ تھوڑی دیر تک جب ہم تم پر حملہ آور ہوں گے تو تمہاری اس جرأتمندی کا پول کھل کر رہ جائے گا۔''

تعاقب کرنے والا یہیں تک کہنے پایا تھا کہ عمیر بن نصر فوراً حرکت میں آیا، گود میں جو خنجر اُس نے جمار کھے تھے باری باری اُس نے سنبھالے اور اس قدر تیزی سے تاک کر مارے کہ وہ خنجر تعاقب کرنے والوں میں سے دو کے دلوں میں پیوست ہو کر رہ گئے تھے اور وہ بھیانک

www.pdfbooksfree.pk

چیخیں بلند کرتے ہوئے اپنے گھوڑوں سے گر گئے تھے۔

تعاقب کرنے والے اپنے دو ساتھیوں کے یوں اچانک مرنے سے بدحواسی کا شکار ہو گئے تھے اور اسی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عمیر بن نصر نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی، پھر خوابیدہ شب میں دشت عقوبت اور لہر لہر کپکپاتے شعلوں کی طرح اُن پر حملہ آور ہو گیا تھا۔

عمیر بن نصر نے جب اپنی کارروائی شروع کی تو منگول بھی حرکت میں آ گئے۔ وہ بھی اپنی تلواریں لہرتے ہوئے جان سوز کراہوں اور لہراتی تاریکیوں کی طرح تعاقب کرنے والوں پر ٹوٹ پڑے تھے۔ اس موقع پر تھمر بھی پیچھے نہ رہی۔ اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر اُس نے تھوڑا سا چکر لگایا، پھر وہ تعاقب کرنے والوں کی پشت کی طرف گئی اور پشت کی طرف سے وہ اُن پر زہریلی آوازوں اور سوز و اضطراب کے اُبال کی طرح حملہ آور ہوئی تھی۔

رات کی گہری تاریکی میں دریائے ارس کے کنارے تلواروں اور ڈھالوں کے لگاتار ٹکرانے سے آوازوں کا طوفان اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔

اپنے پہلے ہی حملے میں عمیر بن نصر نے تعاقب کرنے والوں میں سے ایک کا سر قلم کر دیا۔ پھر وہ دوسرے پر حملہ آور ہو چکا تھا۔ تین تعاقب کرنے والوں کو منگولوں نے اپنے ساتھ اُلجھا لیا تھا جبکہ باقی تعاقب کرنے والے سے تھمر ٹکرا چکی تھی۔

اچانک عمیر بن نصر نے اپنے سے ٹکرانے والے پر اپنا وار کیا تو وہ اُسے روک نہ سکا اور عمیر کی تلوار اُسے شانے سے پیٹ تک کاٹتی چلی گئی تھی۔ ایسا کرنے کے بعد عمیر بن نصر نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور پشت کی جانب سے اُس پر حملہ آور ہوا جو تھمر سے ٹکرا رہا تھا اور لمحوں کے اندر اُس کا بھی خاتمہ کر دیا۔

اس کے بعد اس نے ان تینوں تعاقب کرتے والوں کی پشت کی طرف سے حملہ کر دیا جو دونوں منگولوں سے ٹکرا رہے تھے۔ عمیر بن نصر کی طرف دیکھتے ہوئے تھمر بھی ان پر حملہ آور ہو گئی تھی۔ اس طرح تعاقب کرنے والے تین رہ گئے تھے۔ سامنے کی طرف سے دونوں منگول اُن پر ضرب لگا رہے تھے۔ پشت کی طرف سے عمیر اور تھمر ان پر ضربیں لگا رہے تھے۔ وہ زیادہ دیر ان چاروں کے سامنے نہ ٹھہر سکے اور جلد ان کا بھی خاتمہ کر دیا گیا۔

ایسا کرنے کے بعد وہ چاروں ایک بار پھر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

ادھر باتو خان کے مرنے کے چند روز بعد اغون خان ایک روز صبح ہی صبح تکسار کے خیمے میں داخل ہوا۔ اس وقت تکسار شب خوابی کے لباس میں اپنے بستر پر محو استراحت تھی۔ اغون خان ہلکے ہلکے کھانستا ہوا خیمے کے دروازے سے جب اندر داخل ہوا تو تکسار اُٹھ کھڑی ہوئی۔ سفید رنگ کی موٹی عبا اُس نے اپنے لباس پر پہنی اور سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ اغون خان آگے بڑھا اور معذرت طلب انداز میں کہنے لگا۔

"مجھے اُمید نہیں تھی کہ تم اس وقت سوئی ہو گی۔ میں تمہیں زحمت دینے پر معذرت خواہ ہوں۔"

تکسار بڑی شیریں آواز میں کہنے لگی۔ "نہیں، ایسی کوئی بات نہیں۔ مجھے آج اُٹھنے میں تاخیر ہو گئی۔ ورنہ میں اتنی دیر سونے کی عادی نہیں ہوں۔ کہو، تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

اغون خان اُس کے قریب ہو بیٹھا۔ پھر وہ کہہ رہا تھا۔ "باتو خان کے مرنے کی وجہ سے میں تمہیں زیادہ وقت نہ دے سکا۔ گزشتہ رات میں نے برقائی خان کے ساتھ تمہارے متعلق تفصیل سے گفتگو کی تھی۔ میں نے اُسے تم سے ملاقات کرنے پر آمادہ کر لیا ہے۔ اگر تم زحمت محسوس نہ کرو تو ابھی تیار ہو جاؤ اور میرے ساتھ چلو۔ میں تمہیں برقائی خان کے پاس لے کر چلتا ہوں۔ ایک بار تم دونوں کی ملاقات کروا دیتا ہوں اس کے بعد تم اپنے حسن، اپنی جوانی اور خوبصورتی کو کام میں لاتے ہوئے برقائی خان سے ملنے کی راہیں استوار کرتی رہنا۔ ویسے ان دنوں برقائی خان اور اس کے حواریوں کے لئے ایک اور خطرہ بھی منڈلا رہا ہے۔ خاص کر ایک ایسے مسلمان کے لئے جو منگولوں کے اندر نو وارد ہے جس کا نام خریم بن مقروم ہے ان دنوں وہ شمال کی مہموں میں مصروف ہے۔"

تکسار نے غور سے اُس کی طرف دیکھا پھر پوچھ لیا۔ "کیسا خطرہ؟"

اس پر اغون خان پھر بول اُٹھا۔ "تکسار! بات کچھ یوں ہے کہ ہمارے آبائی دشت میں ہمارے ایک مرحوم خاقان اوغدائی خان کے بیٹوں پر ابتلا کا دور باتو خان کی طرف سے شروع ہوا۔ باتو خان کے کہنے پر منگو نے اوغدائی کے بیٹے بوری کو باتو خان کے پاس بھیج دیا اور باتو

www.pdfbooksfree.pk

خان کے حکم پر اُسے یہاں قتل کر دیا گیا ہے۔ بوری کو ایک مقابلے میں خریم بن مقروم نے ہرایا تھا تب سے بوری خریم کو اپنا بدترین دشمن خیال کرتا تھا۔ بوری کا ایک بھائی ہے نام جس کا بائیدار ہے۔ وہ آبائی دشت سے پہلے ہی بھاگ گیا تھا۔ وہ اپنے کچھ جانثاروں کے ساتھ جو کچھ دستوں پر مشتمل ہیں ادھر آیا ہے۔ گزشتہ شب چوری چھپے اُس نے مجھ سے رابطہ قائم کیا ہے۔ وہ بھی چاہتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح برقائی کا خاتمہ کر دیا جائے اور برقائی کی جگہ باتو کے بیٹے سرتاک کو اگر سرتاک نہیں تو اُسے مغرب کے منگولوں کا خاقان بنا دیا جائے۔ وہ اس خریم بن مقروم سے بھی انتقام لینا چاہتا ہے جس نے ایک مقابلے میں اُس کے بھائی بوری کو ہرایا تھا۔ یہ بائیدار ان دنوں انہیں علاقوں میں منڈلا رہا ہے۔ اُس کے ساتھی بھی کافی تعداد میں اس کے ساتھ ہیں۔ میرے خیال میں اگر وقت پڑا تو میں اس سے بھی برقائی خان کے خلاف کام لوں گا۔ میں نے سرائے باتو سے اُسے خوراک کے علاوہ ضروریات کا کافی سامان مہیا کر دیا ہے۔ وہ رات کی تاریکی میں سرائے باتو میں داخل ہوا تھا۔ کسی نے اُسے پہچانا نہیں۔ وہ اپنے ساتھیوں کو یہاں لے کر نہیں آیا تھا۔ میں نے اُس سے کہا ہے کہ کسی طوفانی رات وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر سرائے باتو میں داخل ہو جائے اور میں ان کے داخلے کا اہتمام کر دوں گا۔ ان کے لئے کچھ یورت بھی تیار کر دوں گا اور پھر وہ سرائے باتو ہی میں قیام کریں گے۔ ان کے یہاں قیام کرنے سے مجھے اپنے منصوبے کی تکمیل کے لئے خاصی تقویت ملے گی۔''

یہاں تک کہنے کے بعد اغون خان رُکا تھا، اس کے بعد وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔ ''نکسار! جب تم میرے ساتھ برقائی خان کے پاس چلو اس پر ہرگز ظاہر نہ کرنا کہ وہ تمہارے شوہر کا قاتل ہے بلکہ تم اس پر یہ ظاہر کرنا کہ تمہیں خبر ہوئی تھی کہ منگولوں کے خاقان نے تمہارے شوہر کو قتل کر دیا ہے۔ یہ بھی کہنا کہ میں اس دنیا میں تنہا اور اکیلی ہوں۔ منگولوں کے شہر سرائے باتو میں اس لئے آئی ہوں کہ ان منگولوں نے میرا شوہر چھینا۔ لہٰذا میں چاہتی ہوں کہ انہی منگولوں میں سے کوئی ایسا صاحب حیثیت ہو جو مجھے اپنے حرم میں داخل کر لے جہاں میں پُرسکون زندگی بسر کر سکوں۔ مجھے اُمید ہے کہ تمہارے حسن، تمہاری خوبصورتی، جوانی اور شباب سے متاثر ہو کر برقائی خان تمہیں اپنے حرم میں داخل کرنے پر آمادہ ہو جائے گا۔ جب وہ ایسا کر لے تو چند روز تم اُس کے ساتھ خوب دادِ عیش دینا۔ اس دوران تم کسی مناسب موقع کی تلاش میں رہنا۔ تمہیں کوئی ایسا موقع ملے تو پھر برقائی خان کا خاتمہ کر دینا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد لمحہ بھر کے لئے اغون رُکا، اس کے بعد وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔ ''کیا تو سے اتفاق کرتی ہے؟''

نکسار نے کچھ سوچا، پھر کہنے لگی۔ ''اغون خان! جہاں تک میرے مرنے والے شوہر کا تعلق ہے تو میں اس کا انتقام تو ضرور لوں گی۔ لیکن باتو کے بھائی برقائی خان کے ساتھ مجھے کیا کرنا ہے یہ میں اس سے ملاقات کرنے کے بعد اندازہ لگا سکوں گی۔ ہاں اگر وہ میرے دل کو بھایا تو اس سے شادی کرنے کے بعد میں اپنے انتقام کی ہوس کو پورا کروں گی اور اگر وہ میرے دل کو نہ بھایا تو میں اُس سے شادی نہ کروں گی، یونہی اُس سے راہ رسم بڑھاؤں گی۔ مناسب موقع پر اُس کا خاتمہ کر دوں گی۔''

جواب میں اغون خان کچھ سوچتا رہا، پھر کہنے لگا۔ ''چلو یونہی سہی۔ بہرحال تم تیار ہو۔ میں تمہیں ساتھ لے کر برقائی خان کے پاس چلوں۔''

نکسار اپنی جگہ سے اُٹھی اور کہنے لگی۔ ''بس تھوڑی دیر رُکو۔ میں ابھی تیار ہو کر آتی ہوں۔'' اس کے ساتھ ہی نکسار خیمے کے پچھلے حصے کی طرف چلی گئی تھی۔

کچھ زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ نکسار لباس تبدیل کر کے اور اپنی نوک پلک درست کر کے اُس خیمے میں آئی جہاں اغون خان بیٹھا اس کا منتظر تھا۔ نکسار اپنے نئے لباس میں جمال کے ترنم ریزی، خواب گوں راحت، رنگوں کی جھلمل بارش، تبسم کے موتیوں پر ستاروں کی زرکار کرنوں جیسی لگ رہی تھی۔

اغون خان تھوڑی دیر تک اُس کے حسن اور اُس کی خوبصورتی کو عجیب سی طلب میں دیکھتا رہا، پھر اُس نے اپنے سر کو جھٹکا، اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ خیمے سے نکلا۔ اُس کے پیچھے نکسار بھی تھی۔

دونوں آگے پیچھے برقائی کے خیمے کے قریب آئے۔ خیمے کے باہر جو محافظ پہرہ دے رہا تھا اُسے اغون خان نے مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ ''میرے عزیز! میں تھوڑی دیر پہلے خاقان سے مل کر گیا ہوں۔ یہ جو خاتون میرے ساتھ ہے اس کا میں نے خاقان سے ذکر کیا تھا۔ خاقان نے اس سے ملنا پسند کیا ہے۔ تم اندر جاؤ اور نکسار نام کی اس خاتون کا ذکر کرو۔''

وہ محافظ اندر چلا گیا تھا۔ پھر وہ باہر آیا اور دونوں کو اندر جانے کے لئے کہا۔ نکسار جونہی خیمے میں داخل ہوئی یہ دیکھ کر حیران اور ششدر رہ گئی کہ منگولوں کے خاقان برقائی خان نے اپنی جگہ سے اُٹھ کر اُس کا استقبال کیا اور جب تک وہ اغون خان کے ساتھ مسند کے سامنے والی نشستوں پر بیٹھ نہیں گئی اس وقت تک برقائی خان کھڑا رہا۔

نکسار کے بیٹھنے پر برقائی خان بھی بیٹھ گیا۔ پھر خیمے میں برقائی خان کی آواز گونجی تھی۔ ''خاتون! اوّل بات تو یہ کہ میں اپنے اس سرائے باتو شہر میں تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں۔ دوئم

www.pdfbooksfree.pk

یہ کہ مجھے تمہارے شوہر میخائیل کے مرنے کا بے حد دُکھ ہے۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ تمہارا شوہر مارا جائے۔ لیکن اس وقت میرا بھائی باتو خان خاقان تھا اور اُسی کے کہنے پر تمہارے شوہر میخائیل کا گلا گھونٹ کر ہلاک کر دیا گیا۔'' یہاں تک کہتے کہتے برقائی خان تھوڑی دیر کے لئے رُکا۔ برقائی خان کی ان باتوں سے اغون خان انتہائی پریشان اور بکھرا بکھرا دکھائی دے رہا تھا۔ نکسار بھی اغون خان کے چہرے پر نمودار ہونے والے تاثرات کا بغور جائزہ لے رہی تھی۔

کچھ دیر رُکنے کے بعد برقائی خان پھر بول اُٹھا۔ ''خاتون! میں اور میرے چند قریبی دوست منگول ہونے کے باوجود اسلام قبول کر چکے ہیں۔ ہم لوگ اس طرح کا ظلم روا نہیں رکھتے جیسا میرے بھائی باتو نے لوگوں کے ساتھ روا رکھا تھا۔ اُس نے تمہارے شوہر کو طلب کیا، اُسے آگ کے پاس سے گزرنے اور اپنے سامنے جھکنے کے لئے کہا۔ میخائیل نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ تب باتو نے اس کا گلا گھونٹ کر اس کا خاتمہ کروا دیا۔ میں اپنے بھائی باتو خان کے اس فیصلے کے خلاف تھا۔ دوسرا بڑا اور بدترین فیصلہ میرے بھائی نے یہ کیا کہ گرجستان کی ملکہ روسودان کو اپنی طرف دو بار طلب کیا۔ شاید وہ اُسے اپنے حرم میں داخل کرنا چاہتا تھا۔ لیکن جب اُس نے آنے سے انکار کر دیا تب باتو خان نے اُس پر حملہ آور ہونے کا اہتمام کیا۔ ملکہ روسودان کو جب خبر ہوئی کہ اُس پر حملہ ہو رہا ہے تو اُس نے خودکشی کر کے اپنا خاتمہ کر لیا۔ میں اپنے بھائی باتو کے اس فعل کے بھی خلاف تھا۔

خاتون! باتو خان میرا بھائی ضرور تھا لیکن اُس کے اور میرے مذہب میں فرق تھا۔ وہ بت پرست اور ستارہ پرست تھا، میں اسلام کا پیروکار ہوں۔ اس طرح اس کے اور میرے خیالات اور فیصلوں میں بھی فرق تھا۔ وہ پرانی اور قدیم روایات کا پابند تھا جبکہ میں ان سے بغاوت کر چکا تھا۔ بہرحال مجھے تمہارے شوہر کے مرنے پر دُکھ اور افسوس ہے۔''

برقائی پھر دم لینے کے لئے رُکا، اس کے بعد وہ اپنا سلسلۂ کلام بڑھاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''مجھے اغون نے بتایا ہے چونکہ میرے بھائی باتو خان کے بیٹے سرتاک کا خیمہ خالی ہے، اس میں تمہیں ٹھہرایا گیا ہے۔ لہٰذا تم جب تک چاہو اس خیمے میں قیام کر سکتی ہو۔ تمہاری حفاظت اور کفالت کا پورا انتظام کیا جائے گا۔ سرتاک اگر لوٹ کر آیا تو تمہارے رہنے کا اس سے بھی بہتر انتظام کیا جائے گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد برقائی خان جب خاموش ہوا تو پہلی بار نکسار بولی۔ ''منگولوں کے [illegible] خیمے میں آپ نے میری آمد پر کھڑے ہو کر جو میرا استقبال کیا، قسم یسوع مسیح کی [illegible] آپ کی حد درجہ ممنون ہوں۔ آپ کے اطوار سے انسانی ہمدردی اور محبت کی

جھلک ملتی ہے۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں کہ اب جبکہ آپ کے بھائی باتو خان کے ہاتھوں میرے شوہر میخائیل کا خاتمہ کر دیا گیا ہے تو میرے پاس کوئی ٹھکانہ نہیں جہاں میں رہوں۔ میرے شوہر کا محل اب میرے لئے بیکار ہو چکا ہے اس لئے کہ وہاں اس کے بھائی اور عزیز و اقارب ہیں۔ میخائیل سے میری نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ میری کوئی اولاد بھی نہیں ہے۔ اس لئے اب میں وہاں نہ رہ سکوں گی۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ میں یہاں قیام کروں اور اپنی پسند کے مطابق منگولوں میں سے کسی صاحب حیثیت شخص سے شادی کر کے اپنی زندگی کے باقی دن خوشگوار طور پر گزار سکوں؟''

برقائی خان مسکرایا، پھر کہنے لگا۔ ''اگر تم ایسا چاہتی ہو تو تمہیں ایسا کرنے کی اجازت ہے۔ تم جب تک چاہو یہاں قیام کر سکتی ہو۔ اس قیام کے دوران تم اپنی پسند اور مرضی سے جس کے ساتھ شادی کرنا چاہو گی تو میں اس کا انتظام خود کروں گا۔''

برقائی خان کے ان الفاظ پر نکسار کے خوبصورت لبوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ وہ مزید کچھ کہنا چاہتی تھی کہ برقائی کا ایک محافظ خیمے میں آیا اور اُسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''خاقانِ محترم! خیمے سے باہر آپ کا عزیز ترین دوست عمیر بن نصر کھڑا ہے۔ اُس کے ساتھ روسودان کی بیٹی تھمر بھی ہے۔ تھمر اور عمیر دونوں شادی کر چکے ہیں اور دونوں آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے ہیں۔''

یہ الفاظ سن کر برقائی خان کسی قدر بھڑک اُٹھا اور ناراضگی اور ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ ''عمیر بن نصر کو میرے خیمے سے باہر روکنے کی کیا ضرورت تھی؟ کیا اس سے پہلے اُسے میرے خیمے سے باہر روکا ہے؟ جانتے ہو وہ میرا بھائی ہے، ہر لحاظ سے میں اُس پر بھروسہ اور اعتماد کرتا ہوں۔ پھر تم لوگوں کو کیسے جرأت اور جسارت ہوئی کہ اُسے خیمے سے باہر روک دیا جائے؟''

آنے والے نے سر کو خم کیا، پھر کہنے لگا۔ ''میں نے انہیں نہیں روکا۔ جونہی وہ اپنے گھوڑے سے اُترے اور آپ کے خیمے کے قریب آئے، میں نے انہیں اندر آنے کے لئے کہا۔ لیکن عمیر بن نصر کہنے لگا برقائی خان اب چونکہ منگولوں کا خاقان بن چکا ہے لہٰذا مجھے بغیر اجازت اس کے خیمے میں نہیں جانا چاہیے۔''

برقائی اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ ''اسے کیوں نہیں میرے پاس آنا چاہیے؟ وہ میرا بھائی ہے۔ ٹھہرو میں خود اُسے خیمے میں لے کر آتا ہوں۔'' پھر برقائی اپنی جگہ سے اٹھا، خیمے سے باہر نکلا۔

www.pdfbooksfree.pk

اس کے جانے کے بعد بڑی رازداری میں نکسار نے اغون خان کو مخاطب کیا۔ "یہ عمیر بن نصر کون ہے جس پر برقائی اس قدر اعتماد اور بھروسہ کر رہا ہے اور اس سے اس قدر اُلفت اور محبت کا اظہار کر رہا ہے؟"

اغون خان نے ایک احتیاطی نگاہ خیمے کے دروازے پر ڈالی پھر کہنے لگا۔ "یہ عمیر بن نصر بنیادی طور پر ایک عرب تاجر ہے۔ یہ کبھی سوداگروں کے قافلے کے ساتھ یہاں آیا کرتا تھا۔ پہلے ایک سوداگر کا محافظ تھا، پھر ترقی کرتے ہوئے خود سوداگر بن گیا۔ پھر ایسا ہوا کہ کچھ عرصہ قبل یہ ہمارے اس شہر میں داخل ہوا۔ اس وقت دو قبرصی تیغ زن بھی اس شہر میں داخل ہوئے تھے جو اپنی تیغ زنی میں اپنا جواب نہ رکھتے تھے۔ انہی تیغ زنوں میں سے ایک کے ساتھ مرنے والے باتو نے اپنی بیٹی بختائی کو منسوب کر دیا تھا۔ جب یہ سوداگر اس شہر میں داخل ہوا تو باتو خان کی بیٹی بختائی اسے پسند کرنے لگی۔ لیکن چونکہ باتو خان بختائی کو قبرصی تیغ زن سے منسوب کر چکا تھا لہٰذا منگول روایت کے مطابق یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس بدو اور قبرصی تیغ زن کے درمیان تیغ زنی کا مقابلہ ہو اور جو جیتے بختائی اس کے حوالے کر دی جائے۔ آخر مقابلہ ہوا اور اس خونخوار بدو نے بڑی آسانی سے اُس قبرصی تیغ زن کو ہرا دیا جس کے جواب میں باتو خان نے اپنی بیٹی بختائی کی شادی اس سے کر دی۔ یہ آج ہی آیا ہے۔ یہ اپنا کچھ سامان لینے گرجستان کے مرکزی شہر گیا ہوا تھا۔ شادی کے بعد چند روز یہ اپنی بیوی بختائی کے ساتھ رہا، پھر یہ اپنا سامان لینے گرجستان چلا گیا تو اس کی غیر موجودگی میں کسی نے اس کی بیوی بختائی کو قتل کر دیا۔ باتو بھی میرے خیال میں اپنی بیٹی کے مرنے کے غم میں ہلاک ہو گیا۔ اب یہ گرجستان سے لوٹ آیا ہے اور تمہارے سامنے محافظ نے یہ بھی کہا ہے کہ اُس کے ساتھ شہزادی تھمر ہے۔ کہتے ہیں تھمر بڑی حسین لڑکی ہے۔ باتو خان کا بیٹا سرتاک اسے پسند کرتا تھا لیکن یہ سن کر مجھے انتہائی حیرت ہوئی کہ تھمر اُس بدو کی بیوی بن چکی ہے۔ اگر ایسا ہے تو جب سرتاک اپنے بڑے خاقان منگو خان سے اپنے مغربی منگولوں کا خاقان بن کر لوٹے گا تو سب سے پہلے اسی بدو کا سر کاٹے گا۔ اس لئے کہ سرتاک تھمر کو چاہتا تھا اور شادی کا خواہشمند تھا۔ اس نے تھمر کو اپنے حرم میں داخل کر کے بہت بڑی غلطی اور جرم کا ارتکاب کیا ہے۔"

جواب میں نکسار ارغون کی طرف دیکھتے ہوئے طنزیہ سے انداز میں کہنے لگی۔ "اگر اس بدو ک کا بھی سر کاٹ دیا تب؟"

کر اس سوال کا اغون خان کے پاس کوئی جواب نہ تھا لہٰذا خاموش ہی رہا۔

رقائی خان جب خیمے سے باہر نکلا تو اُس کے خیمے سے باہر عمیر بن نصر اور

تھمر دونوں اپنے گھوڑوں کی باگیں پکڑے کھڑے تھے۔ جونہی عمیر بن نصر نے برقائی کو خیمے سے باہر نکلتے دیکھا تو اُس نے اپنے گھوڑے کی باگ چھوڑ دی اور بڑی تیزی سے آگے بڑھا۔ اس دوران برقائی خان نے اپنے بازو پھیلا دیئے تھے۔ پھر دونوں ایک دوسرے سے بغلگیر ہو گئے تھے۔

علیحدہ ہوتے ہوئے برقائی نے عمیر بن نصر کے شانے کا بوسہ لیا، پھر کہنے لگا۔ "میرے بھائی! تم نے میرے ساتھ بڑا ظلم، بڑی زیادتی کی ہے۔ تم خیمے سے باہر کیوں رُکے؟ میں بے شک اب منگولوں کا خاقان ہوں لیکن تمہارا بھائی تو ہوں۔ اور پھر تم نے میری بہن تھمر کو باہر ہی روک دیا ہے۔ میں تمہیں پہلی مبارکباد یہ دیتا ہوں کہ تم باحفاظت گرجستان سے لوٹ آئے ہو۔ دوسری مبارکباد تمہیں تھمر سے شادی پر دیتا ہوں۔ آؤ خیمے میں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔"

برقائی خان کا ایک محافظ ان دونوں کے گھوڑوں کو ایک طرف لے گیا۔ عمیر بن نصر اور تھمر نے دونوں گھوڑوں کے ساتھ بندھی ہوئی خرجینیں اُتار لی تھیں، پھر وہ برقائی خان کے خیمے میں داخل ہوئے۔

خیمے میں داخل ہونے کے بعد برقائی خان نے ان کا تعارف اغون خان اور نکسار سے کروایا۔ تعارف ہونے کے بعد نکسار اپنی جگہ سے اُٹھی، بڑے پُرتپاک انداز میں تھمر سے ملی اور اُسے اپنے پاس ہی بیٹھنے کو کہا۔ تھمر نکسار کے قریب ہی بیٹھ گئی جبکہ عمیر بن نصر برقائی کے قریب ہو بیٹھا تھا۔

اس موقع پر اغون خان اپنی جگہ سے اٹھا اور برقائی خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ "خاقانِ محترم! میں صرف نکسار ہی سے آپ کا تعارف کروانے آیا تھا۔ میں سمجھتا ہوں اب میرا کام ختم ہوا۔"

برقائی خان نے اُسے جانے کی اجازت دے دی۔ اپنی جگہ سے اُٹھتے ہوئے اغون خان نے نکسار کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔ "آؤ نکسار! چلیں۔"

دراصل اغون خان کو خطرہ ہو گیا تھا کہ اُس کی غیر موجودگی میں کہیں نکسار کے خیمے کے اندر رہنے سے سارا بھید نہ کھل جائے۔ اس بنا پر وہ نکسار کو ساتھ لے جانا چاہتا تھا۔

نکسار فوراً بول اُٹھی۔ "تم چلو، میں تھمر سے تھوڑی دیر گفتگو کروں گی۔ اس لئے کہ یہ گرجستان کی شہزادی رہی ہے جس کی وجہ سے یہ ہمارے لئے بڑی معتبر، بڑی محترم اور صاحب حیثیت ہے۔"

نکسار کا جواب سن کر اغون نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا تاہم کچھ کہہ نہ سکا۔ خیمے سے نکل

www.pdfbooksfree.pk

گیا۔ اغون خان کے جانے کے بعد برقائی خان نے پھر عمیر بن نصر کو مخاطب کیا۔
''میرے بھائی! مجھے تمہاری بیوی بختائی کے مرنے کا بہت افسوس ہے اور میں نادم ہوں کہ تمہاری غیر موجودگی میں اُس کی حفاظت نہ کر سکا۔ بختائی چونکہ مسلمان تھی لہٰذا وہ اپنے باپ کی نسبت میری زیادہ عزت کرتی تھی، مجھے اپنا باپ ہی خیال کرتی تھی۔ جس روز اُسے ہلاک کیا گیا اُس روز مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے مجھے زمین میں زندہ درگور کر دیا ہو۔ کاش میں اُس کی حفاظت کر سکتا۔ لیکن میں قاتلوں کو معاف نہیں کروں گا۔ مجھے شبہ ہے اس کا قتل بڑے طے شدہ لائحہ عمل کے تحت کیا گیا ہے۔''

برقائی تھوڑی دیر کے لئے رُکا تو عمیر نے پوچھا۔ ''میرے بھائی! میری بیوی بختائی کے قتل کے سلسلے میں آپ کو کس پر شبہ ہے؟''

برقائی نے کہا۔ ''مجھے شبہ نہیں بلکہ اب میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ قاتل راہب ولیم اور سرتاک ہیں۔ سرتاک بے شک بختائی کا بھائی سہی لیکن جس روز بختائی کو قتل کیا گیا تھا اُس روز میں نے ان کے چہروں کا جائزہ لیا تھا۔ دونوں کے چہرے اُس روز مجھے قاتل چہرے لگے تھے۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ راہب ولیم اور سرتاک دونوں نے مل کر بختائی کو قتل کیا ہے۔''

اس پر عمیر بن نصر نے چونک کر پوچھا۔ ''برقائی میرے عزیز! بختائی تو باتو کی بیٹی اور سرتاک کی بہن تھی۔ پھر ایک بھائی اپنی بہن کو کیوں قتل کرے گا؟''

برقائی زوردار انداز میں کہنے لگا۔ ''حالات کچھ بھی ہوں میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ بختائی کا قاتل اُس کا بھائی سرتاک ہے۔ اسی بناء پر وہ راہب ولیم کو لے کر یہاں سے بھاگ چکا ہے۔ جن دنوں سرتاک یہاں سے بھاگا تھا ان دنوں باتو سخت بیمار تھا۔ قریب المرگ تھا۔ سرتاک نے اُس کی بیماری کو بھی پس پشت ڈال دیا اور یہاں سے بھاگ گیا۔ اُسے خطرہ تھا کہ باتو کے مرنے کے بعد جب میں خاقان بنوں گا تو بختائی کے قتل کے بارے میں اس سے باز پرس ضرور کروں گا۔''

کچھ دیر خاموشی رہی، پھر بے پناہ غصے کا اظہار کرتے ہوئے عمیر بن نصر کہنے لگا۔ ''اگر سرتاک میری بیوی بختائی کا قاتل ہے تو میں اس کے مقدر، اس کی قسمت میں کوئی بلند مقام ہی دوں گا۔ میں اُس پر گرفت کروں گا اور سرتاک کی گردن ضرور کاٹوں گا۔''

کہنے کے بعد عمیر بن نصر رُکا، پھر کہنے لگا۔ ''میں تھمر کے ساتھ یہاں چند روز کے بعد میں مشرق کی طرف کوچ کروں گا۔ قراقرم سے آنے والی شاہراہ پر

گھات میں بیٹھوں گا اور جب سرتاک اپنے دونوں قبرصی محافظوں کے ساتھ وہاں سے گزرے گا تو اُس پر گرفت کروں گا اور اُس سے اصلیت اُگلوانے کی کوشش کروں گا۔ اس کے بعد میں اُس کے لئے کسی سزا کا تعین کروں گا۔''

عمیر جب خاموش ہوا تب برقائی بول اُٹھا۔ ''میں تمہارے خیالات کی تائید کرتا ہوں۔ قاتلوں نے وہ خیمہ جس میں تم اور بختائی رہتے تھے چیر پھاڑ دیا تھا۔ جس روز بختائی کو قتل کیا گیا اُس روز زوردار بارش ہو رہی تھی۔ خیمے کی چھت کو پھاڑ دیا گیا تھا تاکہ پانی اندر داخل ہو اور قاتلوں کے پاؤں کے نشان باقی نہ رہیں۔'' یہاں تک کہنے کے بعد برقائی رُکا، اس کے بعد وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔ ''اب میں نے تمہارے لئے ایسا خیمہ بنایا ہے جیسا میرا ہے۔ اب تم اور تھمر اس خیمے میں رہو گے۔ جب تم یہاں سے مشرق کی طرف کوچ کرنا چاہو گے تو میں تمہارے لئے بہترین انتظامات کروں گا۔''

اس پر عمیر بن نصر اُٹھا اور کہنے لگا۔ ''میرے بھائی! میں اب تھمر کے ساتھ آرام کروں گا۔'' برقائی بھی اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ تھمر اور نکسار بھی اُٹھ کھڑی ہوئیں۔ برقائی اس موقع پر کچھ کہنا چاہتا تھا کہ نکسار بول اُٹھی۔

''خاقان! محترم! میں پھر کسی وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر تفصیل سے گفتگو کروں گی۔ اس وقت میں تھمر کے ساتھ جانا چاہتی ہوں۔ اس کے ساتھ تفصیل کے ساتھ بات کرنا چاہتی ہوں۔''

برقائی نے مسکراتے ہوئے اُسے ایسا کرنے کی اجازت دے دی۔ تب عمیر کے ساتھ وہ دونوں بھی خیمے سے نکل گئی تھیں۔

تینوں برقائی خان کے خیمے سے نکل کر ساتھ والے خیمے میں داخل ہوئے۔ وہ خیمہ بالکل نیا اور برقائی خان کے خیمے جیسا تھا۔ خیمے کے فرش پر دبیز قالین بچھا ہوا تھا۔ خیمہ مختلف کمروں میں تقسیم کیا گیا تھا اور اس میں ضرورت کی ہر شے تھی۔ عمیر بن نصر، تھمر اور نکسار سامنے والے حصے میں بیٹھ گئے۔ پھر نکسار عمیر کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔

''ابن نصر! گو میں آپ سے متعلق کچھ نہیں جانتی۔ تاہم منگولوں کے خاقان برقائی نے جو آپ کو عزت اور احترام دیا ہے اس سے میں اندازہ لگا چکی ہوں کہ آپ کے لئے یہاں منگولوں اور برقائی کی نگاہ میں کیسی عزت کیسا احترام ہے۔ اس کے علاوہ منگولوں کے پہلے خاقان جو اپنی بیٹی کو آپ کی زوجیت میں دیا تو اس لحاظ سے آپ کی دلیری، آپ کی شجاعت ان منگولوں کے اندر عیاں ہوتی ہے۔ آپ کی انہی صفات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں آپ سے

www.pdfbooksfree.pk

کچھ پوچھنا چاہتی ہوں۔"

عمیر نے غور سے نکسار کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔ "پوچھو، کیا پوچھتی ہو؟"

نکسار کہنے لگی۔ "ابن نصر! آپ جانتے ہیں میں روسی حکمران میخائیل کی بیوہ ہوں۔ اُس کی شادی میرے ساتھ چند ماہ پہلے ہوئی تھی۔ ایک دن ایسا ہوا کہ منگولوں کا ایک قاصد ہمارے ہاں گیا اور اُس نے میرے شوہر کو پیغام دیا کہ منگولوں کے خاقان باتو نے اسے طلب کیا ہے۔ جس وقت وہ قاصد گیا تھا اس وقت میں بھی اپنے شوہر کے ساتھ تھی۔ باتو کا یہ پیغام سن کر میرا شوہر اپنے رفیق کے ساتھ دریائے وولگا کی طرف چلا آیا۔ میخائیل چونکہ مجھ سے بے پناہ محبت کرتا تھا اسی محبت کی بناء پر اُس نے مجھے بھی ساتھ لے لیا۔ دریائے ڈان اور دریائے وولگا کے درمیان اس کا کوئی جاننے والا تھا جہاں اُس نے مجھے رکھا اور خود یہاں چلا آیا۔ یہاں اس کے ساتھ کیا بیتی مجھے کچھ خبر نہیں۔ کچھ ہی عرصہ بعد کچھ قاصد اس سردار کے پاس گئے جہاں میں نے قیام کر رکھا تھا۔ جن دنوں وہ قاصد وہاں پہنچے ان دنوں وہ سردار اور اس کے اہل خانہ شمالی علاقوں کی طرف شکار کھیلنے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ میں بھی اُن کے ساتھ ہی تھی۔ لہٰذا ان قاصدوں کو کچھ عرصہ وہاں قیام کرنا پڑا۔ جب ہم شکار سے لوٹے تو ان قاصدوں نے اطلاع دی کہ میرے شوہر میخائیل اور اس کے ساتھی کو باتو خان کے بھائی برقائی نے قتل کر دیا ہے۔ میں ان علاقوں میں ان قاصدوں کے ساتھ آئی اور آج ہی تمہاری آمد سے پہلے منگول سردار اغون نے مجھے برقائی کے سامنے پیش کیا۔ اس سے پہلے میں نہیں جانتی تھی کہ برقائی خان کیسا شخص ہے، کس کردار کا مالک ہے۔ اس کے اطوار کیسے ہیں۔ لیکن میں جب اس کے خیمے میں داخل ہوئی تو اُس نے کھڑے ہو کر میرا احترام کیا، میرا استقبال کیا اور پھر اُس نے میرے ساتھ جس انداز اور جس لہجے میں گفتگو کی اس سے میں نے اندازہ لگایا وہ شخص کسی کو ناحق قتل نہیں کر سکتا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد نکسار رُکی، اس کے بعد دوبارہ بول اُٹھی۔ "ابن نصر! میں آپ سے پوچھتی ہوں۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ میرے شوہر کو کس نے قتل کیا؟"

ابن نصر نے غور سے نکسار کی طرف دیکھا پھر پوچھا۔ "جو کچھ میں کہوں کیا تم اس پر اعتماد اور بھروسہ کر لوگی؟"

نکسار کہنے لگی۔ "بالکل، میں آپ پر اعتماد اور بھروسہ کروں گی۔ اور مجھے اُمید ہے کہ آپ دلیر اور صحراؤں میں تن دہی کی زندگی بسر کرنے والا شخص جھوٹ نہیں بولے گا۔"

...دیکھتے ہوئے ابن نصر بول اُٹھا۔ "اگر تم حقیقت سننا چاہتی ہو تو وہ یہ ہے

کہ تمہارے شوہر میخائیل کو باتو خان نے قتل کروایا تھا۔ میں اُن دنوں یہاں موجود تھا۔ دراصل منگولوں کے ہاں قدیم روایت ہے کہ جب کسی کو ان کے خاقان کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو اُسے آگ کے پاس سے گزارا جاتا ہے تاکہ اس کے ساتھ کوئی بلا ہے تو رفع دفع ہو جائے۔ اس کے علاوہ ایسے لوگوں کو جو خاقان سے ملنا چاہتے ہیں سجدے کے انداز میں جھکنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ تمہارے شوہر میخائیل نے چونکہ ایسا کرنے سے انکار کر دیا تھا لہٰذا باتو نے اس کا خاتمہ کر دیا۔ پر یہ تو بتاؤ جو قاصد تمہاری طرف گئے تھے انہوں نے تمہیں کیا بتایا؟ اور وہ تمہیں یہاں کیوں لے کر آئے؟ کیا یہاں آتے ہوئے تم نے خطرہ محسوس نہ کیا کہ جس خاقان نے تمہارے شوہر کو ہلاک کر دیا وہ تمہارا بھی خاتمہ کر سکتا ہے؟"

عمیر بن نصر کے ان الفاظ پر نکسار کچھ دیر سوچتی رہی، پھر دُکھ اور غم میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہہ رہی تھی۔ "میں سمجھتی ہوں مجھے انتہا درجہ کا دھوکہ اور فریب دیا گیا ہے۔ جن دنوں میں نے دریائے وولگا اور دریائے ڈان کے درمیان قیام کر رکھا تھا ان دنوں یہاں سے دو قاصد گئے۔ وہ دونوں قاصد منگولوں کے مرنے والے خاقان باتو کے بیٹے سرتاک کی طرف سے بھیجے گئے تھے۔ انہوں نے مجھے یہ پیغام دیا تھا کہ میرے شوہر کو برقائی خان نے قتل کیا ہے اور مجھے یہ بھی کہا گیا کہ اگر میں اپنے شوہر کا انتقام لینا چاہتی ہوں تو منگولوں کے شہر سرائے باتو میں پہنچ جاؤں۔ اس سلسلے میں سرتاک میری پوری مدد کرے گا۔ ان قاصدوں نے مجھ سے یہ بھی کہا تھا کہ سرتاک کے ساتھ ایک یورپی راہب ولیم بھی ہے۔ وہ اس سلسلے میں میری مدد کے لئے آمادہ ہے۔ مجھے یہ بھی بتایا گیا تھا کہ میں اپنے حسن اور جوانی کو استعمال کرتے ہوئے برقائی خان کے ساتھ راہ و رسم استوار کروں اور موقع جان کر اسے قتل کر دوں۔ اس وقت مجھے اپنے شوہر میخائیل کے مرنے کا بڑا دُکھ اور غم تھا۔ لہٰذا میں برقائی خان سے انتقام لینے کے لئے آمادہ ہو گئی اور قاصدوں کے ساتھ یہاں آ گئی۔ یہاں پہنچی تو پتہ چلا کہ سرتاک اور راہب ولیم یہاں سے مشرق کی طرف روانہ ہو چکے ہیں۔ تاہم منگولوں کے سردار اغون خان نے میرا پُرتپاک استقبال کیا اور مجھے سرتاک ہی کے خیمے میں ٹھہرایا۔ پھر اُس نے مجھ پر انکشاف کیا کہ چونکہ میرے شوہر کو برقائی نے قتل کر دیا ہے لہٰذا اب میں اپنی خوبصورتی کو استعمال کرتے ہوئے برقائی سے تعلقات پیدا کروں۔ اغون خان نے کہا تھا کہ وہ ایک بار برقائی سے اس کی ملاقات کرا دے گا۔ اس کے بعد میں اُس کے پاس آتی جاتی رہوں، اس کا اعتماد حاصل کرنے کی کوشش کروں اور موقع جان کر اُسے ہلاک کر دوں۔ اغون خان کا کہنا تھا جب میں ایسا کر چکوں گی تو ایک طرح سے میں اپنے شوہر کا انتقام لینے میں کامیاب ہو جاؤں گی۔ دوسری

www.pdfbooksfree.pk

جانب برقائی کے بعد سرتاک منگولوں کا خاقان بن جائے گا۔ اب میں سوچتی ہوں کہ یہ اغون خان کوئی اچھا انسان نہیں۔ بلا اجازت اکثر و بیشتر وہ میرے خیمے میں آتا رہا ہے۔ جس انداز سے وہ میری طرف دیکھتا ہے اس بات کی غمازی ہے کہ میری طرف سے وہ انتہا درجہ کی حرص و ہوس میں مبتلا ہے۔ آج بھی جب وہ مجھے برقائی کے پاس لے کر گیا تھا تو میں نے دل میں یہ ٹھان رکھی تھی کہ برقائی بڑا مغرور بڑا سنگدل ہوگا۔ لیکن جب میں اُس سے ملی تو جو میں نے وسوسے اُس کے متعلق دل میں پال رکھے تھے وہ یکسر ختم ہو کر رہ گئے۔ اس لئے کہ میں نے برقائی کو انتہائی درجے کا مہذب اور انتہا درجے کا ہمدرد اور نرم دل پایا۔ جس وقت میں اُس سے ملی اس وقت میرے دل میں یہ خیال اٹھا کہ ایسا شخص ناحق کسی کو قتل نہیں کر سکتا۔ ابن نصر! اب جبکہ مجھ پر حقیقت واضح ہوئی ہے تو میں سمجھتی ہوں یہ اغون خان سرتاک کا آدمی ہے اور یہ سب مل کر برقائی کے قتل کے درپے ہیں۔''

اس انکشاف پر کچھ دیر کے لئے ابن نصر گہری سوچوں میں کھویا رہا، پھر وہ اُٹھ کھڑا ہوا۔ کہنے لگا۔ ''نکسار! تو میرے ساتھ آ۔ تو نے مجھ پر جو انکشاف کیا ہے میں سمجھتا ہوں برقائی خان کی زندگی خطرے میں ہے۔ میں اُسے اپنا بھائی خیال کرتا ہوں۔ لہٰذا ہر صورت میں اس کا دفاع کرنا چاہتا ہوں۔''

نکسار فوراً اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑی ہوئی، کہنے لگی۔ ''میں آپ کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہوں۔''

ثمر بھی کھڑی ہوگئی اور کہنے لگی۔ ''میں بھی آپ کے ساتھ جاؤں گی۔''

اس طرح دونوں اُٹھ کر عمیر بن نصر کے ساتھ ہولی تھیں۔

جب وہ برقائی کے خیمے کے پاس آئے تو خیمے کے محافظ نے عمیر پر انکشاف کیا کہ برقائی اس وقت اپنے اہل خانہ کے پاس ہے۔ عمیر بن نصر، نکسار اور ثمر خیمے کے پہلے حصے میں بیٹھ گئے اور محافظ کو اُس نے برقائی کو بلانے کے لئے کہہ دیا۔

تھوڑی دیر بعد برقائی اُس حصے میں داخل ہوا۔ کچھ فکرمند سا تھا۔ عمیر بن نصر کے قریب آ کر اُس نے بڑی پریشانی میں پوچھا۔ ''میرے بھائی! خیریت تو ہے؟''

اس پر عمیر کہنے لگا۔ ''برقائی میرے عزیز! بیٹھو، میں تم سے انتہائی اہم موضوع پر گفتگو کرنا ہے۔''

گیا اور جو کچھ نکسار نے کہا تھا وہ تفصیل کے ساتھ عمیر نے برقائی کو کہہ دیا۔ کر برقائی کا چہرہ غصے اور غضب میں آگ کے شعلوں کی مانند ہو گیا تھا۔

تھوڑی دیر تک وہ گہری سوچوں میں کھویا رہا، پھر اپنے محافظ کو طلب کیا۔ جب وہ آیا تو تحکمانہ انداز میں برقائی اُسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اپنے چند ساتھیوں کو لے جاؤ اور اغون خان کو اُس کے خیمے میں نظر بند کر دو۔ جو بھی اُس کے ملنے والے رشتے دار اور لواحقین ہیں ان پر کڑی نگاہ رکھو۔ یہ لوگ سرائے باتو میں بہت بڑی بغاوت اور فتنہ برپا کرنے کے درپے ہیں۔''

برقائی کے ان الفاظ پر اُس کے محافظ کا رنگ بھی غصے میں سرخ ہو گیا تھا اور وہ بے پناہ غضبناکی کا اظہار کرتے ہوئے خیمے سے باہر نکل گیا تھا۔

اُس کے جانے کے بعد برقائی خان نے عمیر بن نصر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ ''میرے بھائی! میں تیرا شکر گزار ہوں کہ تو نے بروقت مجھے اس سازش کی اطلاع دی۔ میخائیل کی بیوی نکسار! میں تیرا بھی ممنون ہوں کہ تو نے عمیر بن نصر پر بھروسہ کیا اور سارے واقعات کا اس پر انکشاف کیا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد برقائی رُکا۔ اس کے بعد وہ کہہ رہا تھا۔ ''نکسار! میں مسلمان ہوں اور جس طرح باتو نے تیرے شوہر کو قتل کروا دیا تھا وہ مسلمانوں کے شایانِ شان نہیں ہے۔ ہم مسلمان انسانیت کا احترام کرنے والے ہیں۔ اس کے علاوہ نہ کسی کے آگے جھکتے ہیں اور نہ کسی کو جھکنے کے لئے کہتے ہیں۔ لہٰذا میں کیوں تمہارے شوہر میخائیل کا خون کرتا؟''

برقائی کی اس گفتگو کے جواب میں نکسار کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اس سے پہلے عمیر بول پڑا۔ ''اب مجھ پر واضح ہو گیا ہے کہ سرتاک اس سردار اغون کے ساتھ مل کر ایک بہت بڑی سازش تیار کر رہا تھا۔ اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ سرتاک نے بختائی کو قتل کیا ہے۔ لہٰذا اب میں اس سے انتقام ضرور لوں گا۔ خداوند قدوس نے مجھے ہمت دی تو میں اس سرتاک کا سر کاٹوں گا اور سر کاٹنے سے پہلے اس سے تسلیم کراؤں گا کہ واقعی بختائی کا قتل اُس نے کروایا تھا۔ میرے بھائی! میں صرف آج کا دن یہاں قیام کروں گا۔ کل میں مشرق کی طرف روانہ ہوں گا۔ میری بیوی ساتھ جائے گی اس لئے کہ وہ فنونِ سپاہ گری کا تجربہ رکھتی ہے اور میری اس مہم میں میری بہترین معاون اور مددگار ثابت ہو سکتی ہے۔ میں راستے میں کسی مناسب جگہ سرتاک اور اُس کے دونوں قبرصی محافظوں کو روکوں گا اور اُن سے وہ سلوک کروں گا جو انہوں نے بختائی کے ساتھ کیا۔''

عمیر بن نصر کے خاموش ہونے پر برقائی خان بول اُٹھا۔ ''یہ جو اغون خان کو نظر بند کیا گیا ہے تو وہ جان جائے گا کہ نکسار نے مجھ پر حقیقت واضح کر دی ہے۔ اس لئے اغون

www.pdfbooksfree.pk

چاہنے والے بختائی کی طرح نکسار کو بھی ٹھکانے لگانے کی کوشش کریں گے۔ بہرحال میں اس کے خیمے کے گرد محافظ مقرر کر دوں گا جو اُس کی بہترین حفاظت کریں گے۔"

برقائی کے ان الفاظ پر نکسار بیچاری پیلی ہو گئی تھی۔ فکرمندی کے آثار اُس کے چہرے پر نمایاں ہو گئے تھے۔ پھر کہنے لگی۔ "محترم برقائی! کیا ایسا ممکن نہیں کہ میں تھمر اور عمیر کے ساتھ مشرق کی طرف روانہ ہو جاؤں؟ یہاں خطرات سے دوچار رہنے سے بہتر ہے میں ان کے ساتھ رہ کر محفوظ رہوں۔ گو تھمر سے میری کوئی طویل ملاقات نہیں ہوئی، تھوڑی دیر کی ملاقات ہے تاہم میں خیال کرتی ہوں تھمر اور میرے خیالات ملتے جلتے ہیں اور ہم اکٹھے اور باہم رہ سکتے ہیں۔"

نکسار کے ان الفاظ پر برقائی کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑا ہوا۔ عمیر اور تھمر کو اپنے پیچھے آنے کے لئے کہا، پھر ان کو لے کر خیمے کے دوسرے حصے کی طرف چلا گیا تھا۔ نکسار وہیں بیٹھ کر ان کا انتظار کرنے لگی تھی۔

نکسار بڑی بے چینی سے اُس سمت دیکھ رہی تھی جس سمت وہ گئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ لوٹے۔ تینوں کے چہروں پر مسکراہٹ تھی۔ دوبارہ تینوں نشستوں پر آ کر بیٹھ گئے۔ پھر نکسار کی طرف دیکھتے ہوئے برقائی کہنے لگا۔

"نکسار! برا مت ماننا، میں تمہیں چھوڑ کر دونوں کو لے کر خیمے کے دوسرے حصے کی طرف چلا گیا تھا۔ دراصل معاملہ ہی ایسا تھا کہ میں ان سے انتہائی اہم موضوع پر علیحدگی میں گفتگو کرنا چاہتا تھا۔ جو گفتگو ہوئی اس کا تم پر انکشاف کرتا ہوں۔ نکسار! پہلے تو یہ بتا تیرا شوہر مر چکا ہے اور تو بیوہ ہے۔ ابھی تو نو عمر ہے، تو جوان ہے، خوبصورت ہے، حسین ہے۔ تنہا زندگی کیسے بسر کرے گی؟ کیا تو دوسری شادی کرنا پسند کرے گی؟"

جواب میں نکسار نے باری باری تینوں کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔ "اگر کوئی اچھا اور مناسب شخص مل گیا جو مجھے سہارا دینے میں مخلص ہوا تو میں اس سے ضرور شادی کر لوں گی۔ اب میں ؛ ویسے بھی واپس جانا پسند نہیں کروں گی۔"

برقائی نے گہری مسکراہٹ میں پھر کہنا شروع کیا۔ "نکسار! آج سے تو میری بہن ہے۔ جیسے یہ تھمر ہے میں تجھے بہن ہی کہہ کر مخاطب کروں گا۔ سن میری بہن! کیا تو پسند کرے گی کہ تجھے عمیر بن نصر کی زوجیت میں دے دیا جائے؟ بتا اس سلسلے میں تو کیا کہتی ہے؟"

ر چونک جانے کے انداز میں نکسار نے ایک بار بڑے غور سے عمیر اور تھمر کی طرف لگی۔ "اگر ابن عمیر مجھے اپنی بیوی بنانا چاہے اور تھمر بھی مجھے ان کی زوجیت میں

شراکت دار بنانا قبول کرے تو میں سمجھوں گی میں نے زندگی میں کچھ نہیں کھویا۔"

نکسار کا جواب سن کر برقائی نہیں عمیر اور تھمر کے چہرے پر بھی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ اس کے بعد برقائی کہنے لگا۔ "نکسار! علیحدگی میں جا کر میں نے تھمر اور عمیر سے گفتگو کی تھی۔ میں تمہیں اچھی خبر یہ دیتا ہوں کہ عمیر اور تھمر دونوں ہی اس بات پر رضامند ہیں کہ تجھے عمیر کی زوجیت میں دے دیا جائے۔ کیونکہ تم خود بھی اس بات پر رضامند ہو تو میرا فیصلہ ہے کہ ابھی تھوڑی دیر تک تمہارے اور عمیر کے نکاح کا اہتمام کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد تم کل عمیر اور تھمر کے ساتھ یہاں سے مشرق کی طرف کوچ کر جانا۔"

برقائی خان کے خاموش ہونے پر بڑی ممنونیت سے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے نکسار کہنے لگی۔ "آپ نے میری زندگی کو نیا رُخ اور لائحہ عمل عطا کر دیا ہے۔ لیکن میری ایک گزارش بھی ہے کہ اس شادی سے پہلے مجھے حلقہ اسلام میں داخل کیا جائے تا کہ میرا آپ عمیر اور تھمر کے ساتھ ایک گہرا تعلق اور رشتہ رہے۔"

نکسار کے جواب پر برقائی کے چہرے پر گہری مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ پھر کہنے لگا۔ "میری بہن! اب جبکہ برقائی تجھے اپنی بہن کہہ چکا ہے تجھے عمیر کی زوجیت میں دینے کا فیصلہ کر چکا ہے تو تیری ہر خواہش تیری ہر آرزو کا احترام کیا جائے گا۔"

برقائی تھوڑی دیر کے لئے رُکا، پھر اپنا سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ "عمیر! تمہاری روانگی کے بعد میں کسی بلند کوہستانی چوٹی پر کھڑے ہو کر تمہارا بڑی بے چینی سے انتظار کروں گا۔ پہلے میں بڑی بے چینی سے دو اشخاص کا انتظار کر رہا ہوں، ایک خریم بن مقردم دوسرا قریض بن مقردم کا۔ مجھے دو بھائیوں کی طرح بے حد عزیز ہیں۔ انہوں نے میرے ساتھ یورپی جنگوں میں بے حد تعاون کیا۔ یقیناً تم بھی بڑی بے چینی سے ان دونوں بھائیوں کا انتظار کر رہے ہو گے۔ جب تم سرتاک سے بختائی کے قتل کو اُگلوانے میں کامیاب ہو جاؤ اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ اغون خان اس سازش میں شریک ہے تو میں اس اغون خان اور اس کے سارے لواحقین اور ساتھیوں کے سر قلم کروا دوں گا، ان کو کبھی بھی مذہب کو آڑ بناتے ہوئے مسلمانوں کے خلاف حرکت میں آنے کی اجازت نہیں دوں گا۔"

اس کے بعد برقائی اُٹھ کھڑا ہوا۔ اُس روز نکسار اور عمیر کے نکاح کا اہتمام کر دیا گیا۔ وہ رات عمیر بن نصر نے تھمر اور نکسار کے ساتھ گزاری اور پھر اُسی رات کے پچھلے پہر عمیر بن نصر، تھمر اور نکسار وہاں سے مشرق کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

www.pdfbooksfree.pk

بھٹکتی، چھپتی، بدن چھپاتی، رنگ برساتی، چھب دکھاتی رات کوہ قاف کی رقصاں شنگولیوں کے طائفوں کی طرح نزول کر چکی تھی۔ کربناکیاں، وصل لمحوں کی تعبیروں اور وجدان کی کوکھ میں شعروں کے نزول کی طرح رات کے اندر بھٹکنے لگی تھیں۔ چاروں سمت ایسی خاموشی تھی کہ جیسے تنہائی کے سمندر میں فکر وفن کی دنیا میں غیر فانی عمل کی طرح الہامی کیفیتیں چپ کی چادر اوڑھ کر سو گئی ہوں۔ زینہ زینہ اُترتی شب میں یادوں کے آوارہ بادلوں جیسی خاموشی اور تنہا راتوں میں چپ کی بے سمت گھپاؤں جیسے اندیشہ و عواقب بکھر گئے تھے۔

اپنے لشکر کے ساتھ خریم بن مقرودم بڑی تیزی سے دریائے ویاتکا کے کنارے کنارے شمال کا رُخ کر رہا تھا۔ پھر شمال میں جانے کے بعد اُس نے اپنا رُخ بدلا اور دائیں طرف مُڑا۔ اب اُس کا رُخ کالکوں کے شہر گلوزی کی طرف تھا۔

دوسری جانب گلوزی کے کالکوں کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ آئی ہو گی کہ کوئی اجل قاطع طریق کی طرح اُن کی طرف بڑھ رہا ہے۔ وہ سوچ بھی نہ سکتے ہوں گے کہ رات کی بڑھتی ہوئی خاموشی میں ان کی لذت شوق اور حرص و گناہ پر شب خون مارنے کے لئے کوئی موت کا پیغام بنے مضطرب سیمابی موجوں کی طرح اُن کا رُخ کئے ہوئے ہے۔ اُن کے وہم و گمان اور آشیانہ خیال میں بھی یہ بات نہ آئی ہو گی کہ کنج در کنج سرسراتی مرگ مبرم کے بگولے، لہروں کی طرح پیچ کھاتی سفاکی و درندگی اور نیم شبی کی وحشت کی طرح اُن پر وارد ہونے کے لئے اُن کے شہر کا رُخ کئے ہوئے ہے۔

پھر وقت نے کروٹ لی۔ کالکوں کے شہر گلوزی کے قریب جا کر خریم بن مقرودم کی طرف سے اشارہ ملنے کے بعد خریم اور اُس کے لشکریوں نے اس انداز میں تکبیریں بلند کیں جیسے لمحے لمحے پر باندگی و کسل، کوہساروں کو ریزہ ریزہ، زمین کو ہلا کر اور آسمان کی مشکیں کھول کر اندیشہ اور عواقب سے ماورا اور جذبوں سے بلند تر رہتے ہوئے ان گنت اور لرزا دینے والے زلزلے حرکت میں آ گئے ہوں۔

پھر خریم بن مقرودم اپنے لشکر کے ساتھ رجائی و سودائی رات تک سناٹوں میں آندھیوں کے دوش پر سمندر کا جلال لئے ہیبتوں کے نزول اور ہر چیز پر چھا جانے والی رات میں سرشاریوں کی فصیل سکھ سپنوں کے بادلوں میں شفق کے لالہ رنگ اژدھام کی طرح اُترنے والے اوہام یشوں اور بغاوت کی تحریک بھری غموں کی شدت کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا!

کے شہر گلوزی پر حملہ آور ہوتے ہوئے خریم نے ایسا انداز اپنایا تھا گویا وہ زندگی کی ں سے جینے کے سارے وسائل چھین کر انہیں سرکتی قضا کی بے رُخ صلیب

پر چڑھا کے رکھ دے گا۔

شہر کے اندر جو کالکوں کا حفاظتی لشکر تھا اس نے شروع شروع میں بڑا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ لیکن رات کی گہری تاریکی اور سناٹوں میں جب خریم بن مقرودم اور اس کے لشکریوں نے اُن کا قتل عام شروع کیا تب گلوزی شہر میں بڑی تیزی سے اُن کی حالت تصورات کے ٹوٹے بتوں، اندھی بصیرتوں، لٹے معبدوں، مقتل کے خون آلود دریچوں اور سنسان گلیوں اور ویران ہوتی سانسوں کی ذوریوں سے بھی بدتر ہونا شروع ہو گئی تھی۔

گلوزی شہر کے اندر کالکوں کا جو حفاظتی لشکر تھا اس کا مکمل طور پر قلع قمع کر دیا گیا تھا۔ پھر گلوزی شہر میں جس نے بھی ہتھیار اُٹھا کر خریم بن مقرودم کے لشکریوں کی راہ میں رُکاوٹ بننے کی کوشش کی انہیں قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد شہر کو جی بھر کر لوٹا گیا۔ جس قدر وہاں سے سامان ملا اُسے چھکڑوں میں لادنے کے بعد خریم اپنے لشکر کے ساتھ دریائے ویاتکا کی طرف آیا اور پھر دریا کے کنارے کنارے وہ شمال کی طرف بڑھتے ہوئے ایک محفوظ جگہ گھات لگا گیا تھا۔

دوسری جانب بلغاری ترکوں کا سردار بالا خان پہلے دریائے کاما کے بائیں کنارے پر آیا، پھر وہ بڑی تیزی سے شمال کی طرف بڑھا اور وحشی جنگاریوں کے شہر کنگور کا رُخ کیا جو کچی مٹی کی فصیل اور اس کے اندر خیموں پر مشتمل تھا۔ پھر وقت کی آنکھ نے دیکھا مسلمان بلغاری ترکوں کا سردار بالا خان اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ وحشی جنگاریوں پر درد کی اندھی راہوں پر پستیوں کی پراسرار گونجوں، رقص کرتے برق کے شراروں، رات کی آنکھوں میں اُڑتی دنیا بھر کی ملامتوں، کرب کی بکھرتی خاک اور کالی گھور شاہراہوں پر دُور تک پھیلی کہر میں وقت کے گہرے طوفانوں کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

بالا خان اور اُس کے بلغاری ترکوں کے اس طرح حملہ آور ہونے سے بڑے بڑے اُجلے تنوں جیسے جوان کٹنے لگے تھے۔ مضبوط جسموں، پُرتجسس چہروں اور اپنے آپ کو ہیبت و جلال کا منظم جبر سمجھنے والے جنگاریوں کو بالا خان اپنے سامنے بے ضرر بھیڑ بکریوں کی طرح ہانکنے لگا تھا۔

کچھ دیر تک جنگاریوں کے شہر کنگور میں زندگی کی بیوہ ماتمی رُوح اور جسم کے اختلافات سنگین راتوں کے درمیان خوابوں کی دریوزہ گری جیسی کیفیت طاری رہی۔ پھر جلد ہی شہر کے اندر جو محافظ لشکر تھا بالا خان نے اس کی حالت خوش فہمی کے بے یقین قرینوں، درد کے دُکھتے نشانات، اسیر آرزوؤں اور موسموں کی یخ بستگی میں ناسمجھی کی بوسیدہ چادر سے بھی بدتر کرنا شروع کر دی تھی۔

www.pdfbooksfree.pk

شہر کے اندر بلغاریوں کا جو لشکر تھا بالا خان نے مکمل طور پر اس کا قتل عام کر دیا۔ اس کے بعد وہ بھی خریم بن مقردم کے ساتھ پہلے سے طے شدہ لائحہ عمل کے مطابق جنگاریوں کے شہر کنگور میں لوٹ مار کرنے کے بعد ضرورت کی ہر شے سمیٹنے اور اسے چھکڑوں میں لادنے کے بعد شمال کی جانب ایک محفوظ گھات کی طرف چلا گیا تھا۔

دوسری جانب دریائے وولگا اور دریا دیا تکا کے درمیانی حصے میں جس کوہستانی سلسلہ کے اندر لشکر کے تیسرے حصے نے اپنے آپ کو محفوظ کیا تھا اور جس کی کمانداری کوچمان اور گوچلوک کر رہے تھے اُس میں ایک روز بشار اور خریم کے یورت میں سمنائی، طاکسی، منگتائی، کوچمان اور گوچلوک بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک مسلح جوان نے یورت سے باہر کھڑے ہو کر کوچمان کو آواز دی۔ کوچمان نے اُسے اندر آنے کی اجازت دی۔ وہ شخص اپنے گھوڑے کو یورت سے باہر باندھنے کے بعد جب اندر گیا تو اُس کی طرف دیکھتے ہوئے کوچمان نے حیرت اور تعجب سے پوچھ لیا۔

''میرے عزیز! خیریت تو ہے؟ کیا تیرے پاس کوئی اچھی خبر ہے؟'' ساتھ ہی کوچمان نے اُسے ایک نشست پر بیٹھنے کے لئے کہا۔

آنے والا وہ شخص کوچمان اور گوچلوک کے بالکل سامنے ایک نشست پر بیٹھ گیا۔ پھر وہ مطمئن انداز میں کہنے لگا۔ ''میں آپ لوگوں کے لئے ایک اچھی خبر لے کر آیا ہوں اور وہ یہ کہ ہمارے دونوں لشکروں کے شب خون انتہا درجہ کے کامیاب ہوئے ہیں۔ محترم خریم بن مقردم اور قریعش بن مقردم دونوں نے کالکوں کے شہر گلوزی پر شب خون مارا۔ شہر کے اندر جوان کا محافظ لشکر تھا اس کا خاتمہ کر کے اور شہر کے اندر ضرورت کی جو بھی چیز تھی سمیٹنے کے بعد وہ دریائے دیا تکا کے کنارے شمال کی طرف گھات لگا چکے ہیں۔ جبکہ بلغاری ترکوں کا سردار بالا خان بھی جنگاریوں کے خلاف خوب حرکت میں آیا۔ اُس نے جس قدر جنگاری کنگور شہر میں تھے انہیں موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ اس نے بھی شہر کو جی بھر کر لوٹا اور ضرورت کی ہر شے اپنے چھکڑوں میں لاد کر وہ بھی دریائے کاما کے کنارے شمال کی گھاتوں کی طرف چلا گیا ہے۔

اب صورت حال بڑی تیزی سے تبدیل ہوئی ہے۔ سب سے پہلے لٹے پٹے لوگ گلوزی سے دریائے دیا تکا کے کنارے آئے تھے جہاں کالکوں، جنگاریوں اور سلافوں کے متحدہ لشکر اپنے سرداروں کی کمانداری میں پڑاؤ کر رکھا تھا۔ یہ خبر سنتے ہی گویا اُن پر آسمان سے بجلی اُن کے پاؤں تلے کسی نے زمین کھینچ لی۔ سب سے پہلے جب گلوزی کی تباہی کی خبر ...ب اُٹھے۔ یہ خبر سننے کے بعد تینوں سرداروں سکتور، غلاش اور بارخولا نے باہم

مشورہ کیا اور یہ طے پایا کہ سلافوں کا لشکر دریائے دیا تکا کے کنارے قیام جاری رکھے جبکہ سکتور اور غلاش اپنے اپنے شہروں کی طرف جائیں۔ اس لئے جن لوگوں نے انہیں خبر دی تھی کہ گلوزی تباہ ہو گیا ہے انہی نے یہ بھی بتا دیا تھا کہ ان پر حملہ انہی مسلمانوں نے کیا ہے جنہوں نے کچھ عرصہ پہلے ارزدم شہر پر قبضہ کر لیا تھا۔ یہ خبر سن کر غلاش اور بارخولا دونوں اپنے اپنے قبیلے کے لشکریوں کو لے کر دریائے دیا تکا سے روانہ ہو گئے۔ اُن کی بدقسمتی کہ ابھی وہ گلوزی کی طرف جا ہی رہے تھے کہ راستے میں کچھ جنگاری مخبر اُن سے آن ملے۔ انہی نے اطلاع دی کہ مسلمانوں کا ایک لشکر دریائے کاما کے کنارے جنگاریوں کے شہر کنگور پر بھی حملہ آور ہوا اور اُسے بھی تہس نہس اور تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے۔

یہ دوسری خبر سننے کے بعد کالکوں کے سردار غلاش اور جنگاریوں کے سردار بارخولا کی حالت ناقابل بیان تھی۔ اب صورت حال اس طرح واضح ہوئی تھی کہ کالمک اپنے سردار غلاش کی سرکردگی میں اپنے شہر گلوزی کی طرف گئے ہیں جبکہ جنگاریوں کا سردار بارخولا بڑی تیزی سے اپنے شہر کنگور کی طرف چلا گیا ہے۔''

اتنا کہنے کے بعد آنے والا وہ شخص جب خاموش ہوا تب بشار نے بڑی بے چینی میں پہلی بار اُسے مخاطب کیا۔ ''میرے عزیز بھائی! جو خبر تو لے کر آیا وہ یقیناً ہمارے لئے خوش آئند اور سکون و آسودگی کا باعث ہے۔ پھر یہ تو کہو خریم بن مقردم، قریعش بن مقردم دونوں بھائی اپنے لشکر کے ساتھ کس جگہ ہیں؟ کیا گلوزی پر کامیاب شب خون مارنے کے بعد انہوں نے کہیں میدانوں میں پڑاؤ کر رکھا ہے یا.....''

اس پر آنے والے نے بشار کی بات کاٹ کر کہنا شروع کیا۔ ''میری بہن! میں آپ کے تفکرات کو سمجھتا ہوں اور فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ گلوزی پر کامیاب شب خون مارنے کے بعد خریم اور قریعش دونوں بھائی شمال کے کوہستانی سلسلوں کے اندر گھات لگا چکے ہیں۔ میرے خیال میں انہوں نے ابھی اپنے لائحہ عمل کی تکمیل نہیں کی۔ بلغاریوں کے سردار بالا خان اور ان کے درمیان جو معاملہ طے ہے اس کی تکمیل ہونا باقی ہے۔ دوسری جانب بالا خان بھی اپنے کام کی تکمیل کرنے کے بعد گھات لگا چکا ہے۔ اب دیکھیں دونوں مل کر اگلا قدم کیا اٹھاتے ہیں۔''

آنے والا وہ مخبر جب خاموش ہوا تب بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کوچمان کہنے لگا۔ ''میرے عزیزو! خریم بن مقردم، قریعش اور بالا خان نے وہ کام سرانجام دیا ہے جو انتہائی مشکل، انتہائی دشوار تھا۔ میرے خیال میں جو انہوں نے گھات لگائی ہے تو یہ ان میں پہلے

www.pdfbooksfree.pk

سے ہی طے شدہ لائحہ عمل کے مطابق ہے۔ اُن کا گھات میں چلے جانا اس بات کی نشاندہی ہے کہ ابھی وہ کالکوں اور جنگاریوں پر مزید ضربیں لگائیں گے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کالکوں کا سردار غلماش اور جنگاریوں کا سردار بارخولا اپنے لشکریوں کو لے کر اپنے اپنے شہروں کی طرف گئے ہیں تو وہ ان کو بھی اپنا ہدف بنائیں اور ان کو ناقابل تلافی نقصان پہنچائیں۔ خریم اور بالا خان کے ہاتھوں کنگور اور گلوزی کی تباہی اور بربادی کا ایک فائدہ ہمیں بھی ہوگا۔ گو ہم نے کوہستانی سلسلے کے اندر اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کے لئے گھات لگالی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اب ہمیں کسی دشمن کی طرف سے خطرہ نہیں۔ دریائے دیا تکا کے کنارے جہاں تینوں متحدہ قبیلوں کا لشکر پڑاؤ کئے ہوئے تھا وہاں اب ویرانی کا سماں ہوگا اور وہاں اب صرف شکست خوردہ سلاف پڑاؤ کئے ہوں گے۔ کالمک اور جنگاری اپنے شہروں کی طرف کوچ کر چکے ہیں۔ اب سلاف کبھی یہ جرأت اور جسارت نہیں کریں گے کہ وہ دریائے دیا تکا کو عبور کر کے اپنے شہر ارزدم میں کبھی داخل ہونے کی کوشش کریں یا یہ کہ وہ ہم پر حملہ آور ہو کر اپنے لئے فوائد حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ میرا اندازہ ہے کہ اب وہ ہرگز کرنے کی جرأت نہیں کریں گے۔ اب ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ خریم، قریض اور بالا خان جو اپنی اپنی گھات میں جا چکے ہیں، کالمک اور جنگاری اپنے اپنے شہروں کی طرف روانہ ہوئے ہیں، اب اُن کے خلاف بالا خان اور قریض بن مقرودم کیسے ردعمل کا اظہار کرتے ہیں۔ بہرحال ان دونوں قبیلوں کے جانے کے بعد دریائے دیا تکا کے کنارے سلاف اب ہمارے لئے خطروں اور اندیشوں کا باعث نہیں رہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد کوچان جب خاموش ہوا تو آنے والا ہرکارہ پھر بول اُٹھا۔

"ہمارے کچھ مخبر سلافوں پر گہری نگاہ رکھے ہوئے ہیں۔ ان کی نقل و حرکت کا جائزہ لے رہے ہیں۔ کالکوں اور جنگاریوں کے شہروں کی تباہی کے بعد وہ دیکھیں گے کہ سلاف کس ردعمل کا اظہار کرتے ہیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد وہ ہرکارہ خاموش ہوا تو کوچان نے اُسے مخاطب کیا۔ "میرے عزیز! اب تو جا کے آرام کر۔ اس کے بعد میں تفصیل سے تیرے ساتھ گفتگو کروں گا۔"

اس پر آنے والا وہ ہرکارہ وہاں سے چلا گیا تھا۔

※ ...... ※

رات گہری ہوتی جا رہی تھی۔ سب رابطے ضابطے، ہمراہیاں گمراہیاں، تاریکی کے بحر بے میں غرق ہو چکے تھے۔ ہر نظر بے بصر، ہر صدا بے صدا، ہر ہنرمند ناکارہ، ہر سزا بے دربدر حتیٰ کہ حروف و معانی کا ہر رشتہ گہری تاریکی میں منقطع ہو چکا تھا۔

ایسے میں خریم بن مقرودم دریائے دیا تکا کے بائیں کنارے انتہائی شمال کے کوہستانی سلسلوں میں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ گھات لگائے ہوئے تھا۔ وہ چوکس اور چوکنا تھا۔ اُسے اُمید تھی کہ جب کالمک اپنے شہر گلوزی میں داخل ہوں گے اور وہاں پھیلنے والی تباہی اور بربادی دیکھیں گے تو وہ ضرور اس کے خلاف حرکت میں آنے کی کوشش کریں گے۔ اُسے بالا خان کی طرف سے بھی دریائے کاما کے قریب جنگاریوں کے شہر کنگور پر بھی حملہ آور ہونے کے نتائج کا انتظار تھا۔

ایسے میں ایک منگول ہرکارہ دھیمی دھیمی آوازوں میں گھنٹی بجاتا ہوا اُس طرف آیا جہاں خریم بن مقرودم اور قریض بن مقرودم دونوں بھائی اپنے چند چھوٹے سالاروں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ جو ہرکارہ گھنٹی بجاتے ہوئے آیا تھا اُس نے وہ گھنٹی لکڑی کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے کے ساتھ باندھ رکھی تھی۔ اور وہ لکڑی ہلاتا تھا جس سے گھنٹی بجتی تھی۔ ہلکی ہلکی آواز فضا میں اُبھرتی تھی۔

ہرکارہ جب اُن دونوں بھائیوں کے قریب آیا تو انہوں نے اپنے سالاروں کے ساتھ اپنی جگہ سے اُٹھ کر اُس کا استقبال کیا۔ پھر خریم بن مقرودم نے آنے والے ہرکارے کو اپنے قریب بٹھایا اور اُسے مخاطب کیا۔

"میرے عزیز! کیا تو کالکوں کی طرف سے کوئی خبر لے کر آیا ہے؟ کیا وہ ہمارے خلاف کسی ردعمل کی ابتدا کرنے والے ہیں؟"

اس پر آنے والا مسکرایا اور کہنے لگا۔ "امیر! میں کالکوں کی طرف سے کچھ نہیں لے کے آیا۔ میں آپ کی طرف ایک اچھی خبر لے کے آیا ہوں۔ جس طرح آپ نے کالکوں کے شہر گلوزی پر حملہ کیا، شہر کو تباہ و برباد کر دیا اور شہر کے اندر سے ضرورت کی ہر شے اپنے چھکڑوں میں لاد کر آپ اپنے گھات میں آ گئے ہیں بالکل اسی طرح بلغاری ترکوں کا سردار بالا خان جنگاریوں کے شہر کنگور پر حملہ آور ہوا۔ شہر کو اُس نے نیست و نابود کیا، ضرورت کی ہر شے اُس نے بھی اپنے چھکڑوں پر لادی۔ پہلے وہ انتہائی شمال میں ایک گھات میں چلا گیا تھا مگر اب اُس نے اپنا ارادہ بدل دیا ہے۔ اب وہ بڑی برق رفتاری سے آپ کی طرف آ رہا ہے۔ میں نے اُن کے ساتھ ہی اپنا سفر کیا تھا۔ میں تھوڑا سا آگے آیا ہوں۔ تھوڑی دیر تک بالا خان اپنے لشکر کے ساتھ یہاں پہنچنے والا ہے۔"

اس پر خریم بن مقرودم اُٹھ کھڑا ہوا۔ اُس کی طرف دیکھتے ہوئے دوسرے سالار بھی اُٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر وہ بالا خان کے آنے کا انتظار کرنے لگے تھے۔

www.pdfbooksfree.pk

تھوڑی دیر بعد بالا خان اپنے لشکر کے ساتھ اُس کوہستانی سلسلے میں داخل ہوا۔ خریم بن مقردم اور قریف بن مقردم دونوں بھائیوں نے بالا خان اور اُس کے سالاروں کا بہترین انداز میں استقبال کیا اور پھر سب وہیں آ کے بیٹھے جہاں بالا خان کے آنے سے پہلے خریم بن مقردم نے آنے والے ہرکارے سے گفتگو کی تھی۔

سب سے پہلے خریم بن مقردم اور بالا خان دونوں نے ایک دوسرے کو اپنی کارگزاری کی تفصیل بتائی۔ جب وہ ایک دوسرے کے متعلق تفصیل جان چکے تب بالا خان نے خریم بن مقردم کو مخاطب کیا۔

''میرے عزیز! پہلے میرا ارادہ تھا کہ جنگاریوں کے شہر کو برباد کرنے کے بعد شمال میں بالکل تمہاری طرح دریائے کاما کے کنارے گھات لگا لوں گا۔ لیکن بعد میں، میں نے کچھ سوچتے ہوئے اپنے ارادوں کو تبدیل کر دیا۔ میں نے سوچا مجھے اور آپ دونوں کو علیحدہ علیحدہ رہ کر اپنی طاقت اور قوت کو تقسیم نہیں کرنا چاہیے۔ اس طرح اگر ہم دونوں علیحدہ علیحدہ رہتے ہیں اور جنگاری اور کالمک دونوں متحد ہو کر یا سلافوں کو بھی اپنے ساتھ ملانے کے بعد باری باری ہمارے خلاف حرکت میں آتے ہیں تو اس طرح اگر وہ مکمل طور پر ہم پر فتح نہیں پا سکتے تو کم از کم ہمارے نقصان کا باعث بن سکتے ہیں۔ اسی بناء پر میں دریائے کاما کے کنارے شمالی حصوں میں جو میری گھات تھی سیدھا وہاں سے نکلا اور آپ کی طرف چلا آیا۔ اب میرے عزیز! میرے ذہن میں جو لائحہ عمل ہے وہ میں بیان کرتا ہوں۔ اگر آپ کو پسند ہو تو وہ طریقہ اختیار کیا جائے گا ورنہ دشمنوں پر ضرب لگانے کے لئے کوئی اور طریقہ کار استعمال کر لیا جائے گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد بالا خان رُکا، اس کے بعد وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔ ''عزیز خریم بن مقردم! یہ بات تو عیاں ہے کہ سلاف اس وقت دریائے ویاتکا کے کنارے وہیں قیام کئے ہوئے ہیں جہاں تینوں قبائل کے متحدہ لشکر نے پڑاؤ کیا تھا۔ اب کالمک اپنے شہر گلوزی کی طرف گئے ہیں۔ دونوں قبائل جب اپنے شہروں کی بربادی کا ساں دیکھیں گے تو یاد رکھنا ہمارے خلاف حرکت میں آئیں گے۔ مجھے یہ بھی یقین ہے کہ وہ فرداً فرداً یہاں اکیلے ہمارے خلاف کوئی کارروائی نہیں کریں گے۔ کالمک جنگاریوں سے رابطہ قائم کریں گے اور متحد ہو کر پھر ہمارے خلاف کوئی کارروائی کریں گے۔ اس لئے کہ جنگاری بھی اپنے شہر کنگور کی طرف ... گے۔

جو لائحہ عمل میں نے تیار کیا ہے وہ کچھ اس طرح ہے کہ اُن کے متحد ہونے سے پہلے ...ائی کر لینی چاہیے۔ یہ بات عیاں ہے کہ کالمک اپنے شہر گلوزی پہنچ چکے ہیں

اور ابھی اُن کا رابطہ جنگاریوں سے نہیں ہوا۔ اگر ہم تھوڑی دیر تک یہاں سے کوچ کریں اور صبح ہونے تک ہم گلوزی کے نواح میں یا گلوزی شہر کے اندر کالمکوں پر شب خون ماریں۔ اور اگر ہم نہ پہنچ سکیں تو دن کے وقت اُن پر حملہ آور ہوں اور انہیں نیست و نابود کر دیں۔ اس کے بعد دریائے کاما کو عبور کر کے کنگور کا رُخ کریں اور ایسی ہی حالت وحشی جنگاریوں کی بھی کریں۔ اگر ہم اپنی ان دو مہموں میں کامیاب ہو جائیں تو ابن مقردم میرے بھائی! یاد رکھنا سلاف اکیلے ہمارے سامنے چند لمحے بھی نہ نکال سکیں گے۔ لہٰذا سلافوں سے تمہارے انتقام کی تکمیل کرنے کے لئے لازم ہے کہ ہم پہلے ان کالمکوں اور جنگاریوں سے نمٹیں، ان کی قوت کو بالکل کچل کے رکھ دیں۔ یہ اس قابل نہ رہیں کہ ہمارے خلاف یہ سلافوں کی مدد کر سکیں۔ اب میں چاہتا ہوں کہ یہاں سے ہم تھوڑی دیر تک کوچ کریں۔ پہلے کالمکوں پر ضرب لگائیں، اس گھات سے نکل کر دریائے ویاتکا کے کنارے کنارے آگے بڑھیں، اپنے کوچ سے پہلے اپنے ہرکارے گلوزی کی طرف روانہ کر دیں تاکہ ہمارے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی وہ ہمیں اطلاع دے دیں کہ کالمکوں نے گلوزی شہر کے باہر قیام کر رکھا ہے یا وہ باہر خیمہ زن ہیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد بالا خان جب خاموش ہوا تب خریم بن مقردم بول اُٹھا۔ ''بالا خان میرے عزیز بھائی! جہاں تک میں جانتا ہوں کالمک گلوزی شہر کے اندر قیام نہیں کریں گے۔ اس لئے کہ شہر پر حملہ آور ہونے کے بعد شہر کے اندر جس قدر محافظ لشکر تھا اس کا میں نے خاتمہ کر دیا ہے۔ میرا اندازہ ہے کہ گلوزی پہنچنے کے بعد کالمک پہلے اپنے شہر سے باہر خیمہ زن ہوں گے اور اپنے طلایہ گر ہرکارے پھیلائیں گے تاکہ یہ جاننے کی کوشش کریں کہ ان کے شہر پر کس نے حملہ کیا ہے۔ میرے خیال میں ایسا ہی جنگاری بھی کریں گے۔ بالا خان! جو لائحہ عمل تم نے مرتب کیا ہے اسے میں آخری سمجھتا ہوں۔ پہلے کالمکوں پر ضرب لگائی جائے، اُن کی قوت کو اچھی طرح کچل دیا جائے اور ان کو کچلنے مسلنے کے بعد میرے خیال میں ہم اُس جگہ دریائے ویاتکا کا کنارہ چھوڑ آئیں جس جگہ دریائے ویاتکا، دریائے کاما کی طرف ایک لمبا خم کھاتا ہے۔ وہاں سے جنوب مشرق کا رُخ کریں، پھر دریائے کاما کو عبور کرنے کے بعد کسی آنے والی شب کو کنگور کے نواح میں جنگاریوں پر بھی شب خون ماریں یا دن کے وقت اُن پر حملہ آور ہو کر ان کی طاقت کو بھی اچھی طرح کچل مسل کر رکھ دیں۔

میرے بھائی! اب یہاں سے کوچ کرنے سے پہلے جو ہرکارے ہم نے اپنے آگے آگے بھیجنے ہیں ان میں سے کچھ کالمکوں کے شہر گلوزی کا رُخ کریں، کچھ دریائے کاما کے کنارے جنگاریوں کے شہر کنگور کا رُخ کریں تاکہ کالمکوں سے نمٹنے کے بعد جب ہم جنگاریوں کا رُخ

www.pdfbooksfree.pk

کریں تو اُن کے شہر تک پہنچنے سے پہلے ہی ہمارے ہرکارے ان سے متعلق تفصیل سے بتا سکیں۔ اس طرح ان دونوں وحشی قبائل کے خلاف ہمیں کافی آسانیاں میسر ہوں گی۔''

خریم بن مقروم جب خاموش ہوا تو بالا خان مسکراتے ہوئے بول اُٹھا۔''سب سے پہلے میرے عزیز بھائی، میں تمہارا شکرگزار ہوں کہ تم نے میرے لائحہ عمل سے اتفاق کیا ہے۔'' بالا خان مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ خریم بن مقروم بول اُٹھا۔''اگر تم اور تمہارا لشکر تھکاوٹ محسوس نہ کر رہے ہوں تو میں ابھی اور اسی وقت کوچ کرنا پسند کروں گا۔''

بالا خان مسکرا دیا۔ کہنے لگا۔''خریم بن مقروم! بلغاری ترک گھوڑے کی پیٹھ کو ہی اپنا مسکن خیال کرتے ہیں۔ دن رات گھوڑے پر سوار ہو کر سفر کرنا ہمارے لئے بڑا آسان ہے۔ آپ میرے اور میرے لشکریوں کی تکلیف کا احساس نہ کریں۔ میرے لشکر نے ابھی تک پڑاؤ نہیں کیا۔ میرے خیال میں اُٹھیں اور اپنے پہلے حدف کی طرف کوچ کریں۔''

اس پر خریم بن مقروم اُٹھ کھڑا ہوا اور پھر تھوڑی دیر کے بعد بالا خان اور خریم بن مقروم دونوں اپنے متحدہ لشکر کو لے کر رات کی گہری تاریکی اور خاموشی میں دریائے دیا تکا کے کنارے کنارے جنوب کا رُخ کر رہے تھے۔

✿.....✿

وقت زندانِ شب کی اسیری سے رہائی کی متمنی سزاؤں کی ویرانیوں، سناٹوں کی دیواروں پر گرتی چیخوں، رات کی ناہمواریوں پر ناچتے عذابوں کی خاک اور ہنستے جھگڑتے بگولوں کے درمیان ویرانیوں کے رقص کو اپنے دامن میں سمیٹتا ہوا کسی تغیر کسی تبدیلی کا منتظر تھا۔ چارسُو ہر جذبے کو غم نقاب بنا کر بے کفن دفن کر دینے والی ہجر کی بے رنگ دُھول جیسی خاموشی، فضاؤں کے غم میں ڈوبی منحوس ساعتوں جیسی چپ اور کہر زدہ رات میں خوابوں کے ہالوں میں دل کے روتے غاروں کے لئے تعبیر کے لاکنار درد پھیلاتی فسوں خیزی جیسا سکون تھا۔

تیز ہواؤں کے فسوں میں دریائے دیا تکا کی لہریں آہستہ آہستہ حرکت میں آتے ہوئے ریت کو سہاگن کرتی جا رہی تھیں۔ دریائے دیا تکا جس نے ان گنت اقوام کو مشرق سے مغرب اور مغرب سے مشرق کی طرف یلغار کرتے دیکھا تھا وہ شب و روز کے تسلسل میں نئی صبح کے کھلنے کا منتظر تھا۔ ایسا لگتا تھا دریائے دیا تکا جو اپنے دامن میں ان گنت بھید، راز اور اسرار ئے تھا اس کی آوازوں کو فطرت نے قفل، اس کے تاثرات پر وقت کے جبر نے کر دی ہوں۔

، دریائے دیا تکا کے کنارے کنارے سفر کرتے ہوئے خریم بن مقروم

اور بالا خان اپنے لشکریوں کے ساتھ جب کالمکوں کے شہر گلوزی کی سیدھ میں آئے اور چاہتے تھے کہ اب بائیں جانب مڑتے ہوئے گلوزی شہر کی طرف بڑھیں تب وہ ہرکارے جو انہوں نے اپنے کوچ سے پہلے روانہ کئے تھے وہ رات کی تاریکی میں ان کے سامنے آئے اور انہیں اطلاع دی کہ کالمک اپنے شہر گلوزی پہنچ چکے ہیں۔ اور یہ کہ وہ انتہائی برانگیختہ ہیں اور حملہ آوروں کی تلاش میں انہوں نے چاروں طرف اپنے ہرکارے پھیلا دیئے ہیں۔ یہ بھی اطلاع دی گئی کہ کالمکوں کا لشکر اس وقت گلوزی شہر کے مشرق میں خیموں کا شہر آباد کر کے پڑاؤ کئے ہوئے ہے۔ آنے والے ہرکاروں سے یہ خبریں سن کر خریم بن مقروم کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ اپنے قریب گھوڑے پر سوار بالا خان کو مخاطب کر کے کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اس موقع پر بالا خان نے باری باری خریم اور قریض دونوں بھائیوں کی طرف دیکھا پھر خریم کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''خریم میرے بھائی .....''

بالا خان کو یہاں تک کہتے کہتے خاموش ہو جانا پڑا۔ اس لئے کہ خریم بن مقروم بول پڑا۔

''بالا خان! آنے والے ہرکاروں نے ہمیں بہترین اور انتہائی سودمند اطلاعات فراہم کی ہیں۔ میرے پاس ایک تجویز ہے۔ اگر تم اسے پسند کرو تو اس پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ دیکھو ہرکارے بتا چکے ہیں کہ کالمک گلوزی شہر کے مغرب میں خیمے نصب کر کے پڑاؤ کئے ہوئے ہیں۔ میں نہیں کہتا کہ وہ گہری نیند سو رہے ہوں گے، غافل ہوں گے کہ نہیں۔ کالمک وحشی قبائل ہیں۔ یقیناً انہوں نے اپنی خیمہ گاہوں کی حفاظت کا سامان کر رکھا ہوگا۔ اس کے باوجود ہم نے اُن پر ضرب لگائی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہم دونوں بھائی یہاں سے علیحدہ ہو جائیں۔ ایک طرف سے میں، دوسری طرف سے تم اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ جب کالمکوں پر حملہ آور ہوں گے تو میرے خیال میں ہم کالمکوں کے پاؤں اُکھیڑ کر رکھ دیں گے۔''

خریم بن مقروم یہاں تک ہی کہنے پایا تھا کہ رات کے سناٹے میں بالا خان مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔''میرے عزیز! میں تمہاری اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں اور اب اس تجویز کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ بھی کہنا پسند کروں گا کہ تم دونوں ان علاقوں میں اجنبی اور ناآشنا ہو۔ یہ سارے علاقے میرے دیکھے بھالے ہیں۔ تم دونوں بھائی ایسا کرو کہ بائیں جانب مڑ کر سیدھے گلوزی شہر کے مغرب میں کالمکوں کی خیمہ گاہ کا رُخ کرو۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میں ان علاقوں سے خوب واقف اور آگاہ ہوں۔ زمینوں کے نشیب و فراز، مسافتوں اور راستوں کے چکروں سے واقف ہوں۔ میں کچھ دور تک تمہارے ساتھ مشرق کی طرف جاؤں گا۔ پھر

www.pdfbooksfree.pk

میں ایک دم بائیں جانب مڑتے ہوئے شمال کی طرف چلا جاؤں گا۔ میں بڑی تیزی سے حرکت میں آؤں گا اور جس وقت تم مشرق کی طرف سے کالمکوں پر ضرب لگانے کی ابتدا کرو گے اُسی وقت یا اُس سے تھوڑی دیر بعد میرے خداوند کو منظور ہوا تو شمال کی طرف سے میں کالمکوں پر ایسی ضرب لگاؤں گا کہ رات کی تاریکی میں انہیں اپنے سامنے خوف اور الم کے سوا کچھ دکھائی نہ دے گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد بالا خان تھوڑی دیر کے لئے رُکا، اس کے بعد پھر وہ کہہ رہا تھا۔
"ابن مقرودم میرے بھائی! اگر ہم مغرب اور شمال کی طرف سے بیک وقت کالمکوں پر ضرب لگائیں تو کالمک زیادہ دیر تک ہمارے سامنے ٹھہر نہیں سکیں گے اور کالمکوں سے نمٹنے کے بعد ہم جنگاریوں کا رُخ کریں گے۔"

خریم بن مقردم اور قریض بن مقروم دونوں بھائیوں نے بالا خان کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ اس کے بعد لشکر دوبارہ حرکت میں آیا۔ تھوڑا سا مشرق کی طرف چلنے کے بعد بالا خان اپنے حصے کے لشکر کو لے کر شمال کی طرف چلا گیا تھا۔ جبکہ خریم اور قریض بن مقردم دونوں بھائی اپنے حصے کے لشکر کو لے کر مشرق کا رُخ کر رہے تھے۔

خریم اور قریض دونوں اپنے حصے کے لشکر کو لے کر بڑی تیزی سے مشرق کی طرف بڑھے۔ ہرکارے اُن کی راہنمائی کر رہے تھے۔ جونہی وہ کالمکوں کی خیمہ گاہ کے نزدیک پہنچے، کالمکوں کے لشکر میں شور پڑ گیا کہ کوئی اُن پر حملہ کرنے کے لئے آ رہا ہے۔ لہٰذا مقابلہ کرنے کے لئے کالمک تیار ہو گئے تھے۔ اس کے باوجود خریم بن مقردم اور قریض بن مقردم دونوں بھائی کالمکوں پر اس طرح حملہ آور ہوئے جس طرح تعصب کے تاریک زندانوں میں یادوں کے اندھے سیل اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ دونوں بھائی نفرت کی چار دیواریوں کو پامال کر دینے والے وحشتوں کے رقص، جھلستی دھرتی پر دُھواں دُھواں فضاؤں میں انگاروں کا کھیل کھیلتے ہوئے ہر شے کو فنا کے خانوں کی طرح بکھیر دینے والے زہر کے قلزموں اور عذاب طاری کرتی ہولناکیوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔ دونوں بھائیوں کے حملوں سے یوں لگا جیسے کالمکوں کے اس پڑاؤ اور خیمہ گاہ میں سناٹوں کے اندر گونجتی خوفناک آوازوں کا ایک نہ ختم ہونے والا رقص شروع ہو گیا ہو۔

کالمکوں نے خریم بن مقروم اور قریض کے ان حملوں کو کوئی اہمیت نہ دی۔ اس لئے کہ اندھیرے میں انہوں نے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ حملہ آور ہونے والے ان سے تعداد ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی سمجھ لیا تھا کہ یہ شب خون مارنے والے ہی ان

کے شہر گلوزی پر حملہ آور ہوئے ہوں گے اور شہر کو انہوں نے تباہ و برباد کیا ہوگا۔ شہر کے اندر کالمکوں کے محافظ لشکر کو چونکہ مکمل طور پر قتل کر دیا گیا تھا لہٰذا کالمک ہر صورت میں حملہ آوروں سے انتقام لینے پر تل گئے تھے۔

کالمکوں کی تعداد چونکہ خریم اور قریض بن مقردم کے لشکر سے کہیں زیادہ تھی لہٰذا رات کی تاریکی میں انہوں نے کوشش کی کہ شب خون مارنے والوں کو گھیر کر ان کا خاتمہ کر دیں۔ لیکن تھوڑی ہی دیر بعد کالمکوں کے سارے اندازے، ان کے سارے عزائم ہوا میں بکھرتے دکھائی دیئے۔ اس لئے کہ عین اُسی لمحہ بلغاری ترکوں کا سالار بالا خان شمال کی جانب سے المناک موسموں میں مرگ کے جھکڑوں کی یورش، دن کی ویرانیوں میں بے اتھاہ درد بانٹتے موسمی ہواؤں کے تیز و تند جھونکوں اور گم سم چپ چاپ فضاؤں میں انقلاب دہر کی بے رنگ دستک دیتے شور آلود اندھیاؤ کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

اب میدانِ جنگ میں عجیب سا سماں بندھ گیا تھا۔ خریم بن مقردم اور بالا خان کے لشکری اب بے دھڑک ہو کر اس انداز میں تکبیریں بلند کرنے لگے تھے کہ تکبیروں کی آوازیں اب ایک عجیب سماں پیدا کرنے لگی تھیں۔ میدانِ جنگ میں تکبیروں کی صدائیں اُمنگ اُمنگ کو لہراتے اندھیروں کے حصار کے اندر اِک نیا طوفان کھڑا کرنے لگی تھیں۔ وقت کے تیور اُن تکبیروں سے بدلنے شروع ہو گئے تھے۔ اس لئے کہ تکبیروں کی صداؤں کی راہنمائی میں مسلمان لشکری دشمن کے دس دس لشکریوں پر بھاری ہونا شروع ہو گئے تھے۔ اور پھر مزید یہ کہ محیط ہو جانے والے سزاؤں کے ساگر کی طرح تکبیروں کی صدائیں اُن کے لئے فضاؤں کی طیلسان میں چہروں کی ضیا تابی، جہانگیر جذبوں اور شفق کی بکھرتی لالی جیسی فوز مندی کی لہریں کھڑی کرنے لگی تھیں۔

رزم گاہ میں تاریک رات کی ہتھیلی پر بڑے بڑے سورماؤں کے مقدر کا سورج غروب ہونے لگا تھا۔ ہواؤں کی لوحوں پر کراہتی صدائیں بکھرنے لگی تھیں۔ کالمک جو اپنے آپ کو اندھی مسافتوں کی مرگ خیزیوں جیسا جرأت مند، نحوست کے گرداب میں کروٹیں لیتی چنگاریوں جیسا ناقابل تسخیر اور خیالوں کی ویران گزرگاہوں میں ظلمت بھری داستانوں جیسا شجاع اور جرأت مند سمجھتے تھے اب بالا خان اور خریم بن مقردم کے سامنے بڑی تیزی سے اُن کی حالت دُکھ کے ذائقوں میں دیمک کے جالوں سی، دلگیر اندھیروں کے دروازے پر دستک دیتے سناٹوں کے زخموں، خاموشیوں اور سہمے پرندوں کی لا انتہا روتی سوچوں سے بھی بدتر ہونا شروع ہو گئی تھی۔ یہاں تک کہ بالا خان اور خریم بن مقردم کے ہاتھوں وحشی اور درندہ صفت

www.pdfbooksfree.pk

کالکوں کو رات کی تاریکی میں بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اُن کی اکثریت کو بالا خان اور خریم بن مقرودم نے موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ جو بچے وہ بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ پر رات کی تاریکی میں خریم بن مقرودم اور بالا خان نے اُن کا اس طرح تعاقب کیا جس طرح زندگی کی مسافتوں کو بے ثمر کرنے کے لئے کھولتے آتش فشانی لاوے کے تیز دھارے کسی کے پیچھے پڑ جاتے ہیں، جیسے بے کراں سکوت میں صف در صف رقصاں ہزاروں وسوسے، تہہ در تہہ غم کے پتوں میں زیست کے متحرک زہریلے لمحے اور خوف کی کھولتی لوبھری لہریں کسی کے تعاقب میں لگ جاتی ہیں۔ یہ تعاقب دُور تک جاری رہا۔ اس طرح خریم بن مقرودم اور بالا خان نے کالکوں کی رہی سہی طاقت کو بھی خاک میں ملا دیا اور ان کا سردار اپنے بچے کھچے لشکریوں کو لے کر سائبیریا کے برفستانوں کی طرف کھو گیا تھا۔

خریم بن مقرودم اور بالا خان کالکوں کے شہر گلوزی کے قریب آئے جہاں انہوں نے دُور دُور تک خیمے نصب کر کے اپنا پڑاؤ قائم کر رکھا تھا۔ سارے سالاروں کے ساتھ جب ان دونوں نے ان کے پڑاؤ کا جائزہ لیا تو انہیں وافر مقدار میں کھانے پینے کی اشیاء کے علاوہ ہتھیار، اور ضرورت کا دوسرا سامان، بے شمار بھیڑ بکریاں اور باربرداری کے جانور بھی ہاتھ لگے تھے۔

جب سب چیزوں کا جائزہ لیا جا چکا تب خریم بن مقرودم اور بالا خان، قریغں اور دوسرے سالار ایک جگہ پر جمع ہوئے۔ اس موقع پر خریم بن مقرودم نے اپنے پہلو میں بیٹھے بالا خان کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

''بالا خان! میں اور تم دونوں بھائی کالکوں کے اس پڑاؤ کا جائزہ لے چکے ہیں۔ ان کے بے شمار خیمے ہیں جن کے اندر کھانے پینے کی اشیاء کے علاوہ ہتھیار، بھیڑ بکریوں کے ریوڑ اور باربرداری کے جانور اور دوسرا بہت سا سامان ہے۔ میرے عزیز! یہ سامان میرے کسی کام کا نہیں۔ میرے حالات سے تم واقف ہو۔ میں انتہائی بے بسی کی حالت میں منگولوں میں شامل ہوا تھا۔ برقائی میرا پرانا جاننے والا ہے اور اُس کی مدد سے میں سلافوں سے انتقام لینا چاہتا تھا۔ بس یہی میرا مقصد تھا اور یہی میرا مدعا تھا۔ اب جو اس قدر سامان ہمیں مالِ غنیمت کی صورت میں مل رہا ہے تو اس پر تم اکیلے ہی کا حق ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ پہلے اس سامان کو سمیٹیں، پھر تم کچھ دستے علیحدہ کرو اور یہ سامان تمہارے وہ دستے اونا کی طرف لے جائیں۔ کے بعد ہم جنگاریوں کے خلاف کارروائی کی ابتدا کریں گے۔''
تک خریم بن مقرودم بولتا رہا، بالا خان اُس کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھتا رہا۔ جب

وہ خاموش ہوا تب بالا خان بڑے میٹھے لہجے میں خریم بن مقرودم کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ ''ابن مقرودم میرے بھائی! میں تمہاری اس تجویز سے قطعی طور پر اتفاق نہیں کرتا۔ جہاں تک تم نے مجھے برقائی خان کے ساتھ اپنے تعلقات بتائے ہیں ان کو میں اگر سامنے رکھوں تو میرا اندازہ ہے کہ برقائی خان تمہیں اپنے ہاں سے واپس نہیں جانے دے گا۔ اور پھر میرے بھائی! تمہارا منگولوں کے اندر رہنا ہی تمہارے لئے سودمند ہے۔ اگر تم وہاں نہیں رہنا چاہتے تو میرے ساتھ چلو۔ دونوں بھائی اپنے اہل خانہ کے ساتھ میرے پاس قیام کرو۔ میں تم دونوں کی دیکھ بھال بھائیوں جیسی کروں گا۔ جہاں تک منگولوں کا تعلق ہے، برقائی خان مسلمان ہو چکا ہے۔ وہ تم دونوں بھائیوں کو اپنا بھائی بھی تصور کرتا ہے۔ اس بنا پر میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ......''

یہاں تک کہتے کہتے بالا خان کو رُک جانا پڑا۔ اس لئے کہ ان کے قریب ہی گھنٹیاں بجنے کی آوازیں سنائی دی تھیں جو اس بات کی علامت تھی کہ کوئی منگول ہرکارہ اُن کی طرف آ رہا ہے۔

تھوڑی دیر بعد تین سوار اپنے گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے وہاں نمودار ہوئے۔ اُن میں سے ایک نے اپنے کندھے پر لکڑی کے ساتھ بندھی ہوئی گھنٹی رکھی ہوئی تھی جسے وہ ہلاتا تھا اور اُس کی آواز دُور دُور تک جاتی تھی۔

قریب آ کر وہ تینوں منگول اُترے۔ سب سے پُرجوش انداز میں گلے ملے پھر اُن میں سے ایک نے اُنہیں باتو کے مرنے کی اطلاع دی تھی۔

آنے والے ان مخبروں میں سے جب ایک باتو خان کے مرنے کی اطلاع دے چکا تب کچھ دیر تک افسردہ وملول سی خاموشی رہی۔ پھر خریم بن مقرودم نے انہیں مخاطب کیا۔

''میرے عزیزو! باتو کے مرنے کے بعد اب سرائے باتو میں کیا حالات ہیں؟ باتو خان کی جگہ کس کو مغرب کا خاقان مقرر کیا گیا ہے؟''

خریم بن مقرودم مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ وہ منگول مخبر بول اُٹھا۔ ''ابن مقرودم! باتو کی جگہ اب مغرب کے منگولوں کا خاقان برقائی خان ہے۔ برقائی خان نے چونکہ اسلام قبول کر لیا تھا لہٰذا سرائے باتو میں اکثر منگول حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں۔ باتو خان کے مرنے سے پہلے ہی اُس کا بیٹا سرتاک ولیم نام کے ایک راہب کے ساتھ اپنے آبائی دشت کی طرف چلا گیا تھا۔ شاید اُسے یقین ہو گیا تھا کہ اُس کا باپ اب نہیں بچے گا لہٰذا وہ وہاں جا کر اپنے باپ کے بعد خاقان کا عہدہ حاصل کرنا چاہتا تھا۔ ابھی تک لوٹا نہیں۔ اُس کے کیا حالات ہیں ہمیں خبر

www.pdfbooksfree.pk

نہیں۔''

وہ ہرکارہ لمحہ بھر کے لئے رُکا، پھر اپنا سلسلہ کلام آگے بڑھاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ ''برقائی خان آپ لوگوں کے لئے بڑا فکرمند ہے اور کہتا ہے کہ آپ اپنی اس مہم کو مکمل کر کے فی الفور اس کے پاس پہنچیں۔ اس لئے کہ کچھ لوگ برقائی خان کے خلاف علم بغاوت کھڑا کرنا چاہتے تھے۔ ان میں باتو خان کا دست راست اغون خان پیش پیش تھا اور ان سب کو برقائی خان نے نظر بند کر رکھا ہے، ان پر کڑا پہرہ ہے۔

دوسری اہم خبر یہ کہ بوری جس نے یورپ کی مہموں کے دوران باتو خان اور برقائی خان دونوں کا تمسخر اُڑایا تھا اُسے منگو نے باتو خان کی طرف روانہ کر دیا تھا۔ اس وقت باتو خان زندہ تھا۔ دراصل منگولوں کے آبائی دشت میں بھی کچھ لوگوں نے منگو خان کو اپنا خاقان تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس سلسلے میں منگو خان نے باتو کو ایک قاصد بھیجا کہ اپنے خاندان میں تم ہی بڑے ہو۔ لہٰذا مجھے مشورہ دو کہ جو مجھے خاقان نہیں مانتے اُن کے ساتھ میں کیا سلوک کروں؟ باتو نے اُسے کہلا بھیجا کہ جو تمہیں خاقان تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہے اُس کا قلع قمع کر دو۔ یہ حکم ملنے کے بعد منگو خان نے بہت سے لوگوں کی گردنیں کاٹ دی تھیں۔ تاہم بوری کو اُس نے باتو کی طرف روانہ کر دیا تھا اس لئے کہ بوری نے اکثر مقام پر یورپی مہم کے دوران باتو کی توہین کی تھی۔ اُس نے بوری کے بھائی بائیدار کو بھی باتو کی طرف بھجوانا چاہا لیکن بائیدار پہلے ہی اپنے کچھ دستوں کے ساتھ وہاں سے بھاگ چکا ہے۔ وہ کدھر گیا ہے؟ کسی کو کوئی خبر نہیں۔''

وہ ہرکارہ جب خاموش ہوا تب خریم بن مقروم نے اُس سے کہنا شروع کیا۔ ''میرے عزیز! سرائے باتو میں میرا ایک بھائی عمیر بن نصر بھی شامل ہوا تھا۔ کیا تم اُس کے متعلق جانتے ہو؟ اگر ایسا ہے تو میں اُس سے متعلق سننا پسند کروں گا۔ اس لئے کہ میں اور میرا بھائی اُس کے متعلق پریشان اور فکرمند ہیں۔''

ہرکارہ مسکرایا، پھر خریم بن مقروم کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔ ''ابن مقروم! آپ نے درست کہا۔ آپ کا بھائی سرائے باتو میں داخل ہوا تھا۔ میرے خیال میں یہ خبر آپ تک پہنچی ہے کہ اُس کی شادی بختائی سے ہوئی تھی۔ لیکن حالات کی ستم ظریفی کہ بختائی کو قتل کر دیا گیا۔ برقائی کا خیال ہے کہ بختائی کا قاتل اُس کا بھائی سرتاک ہے۔ اس لئے کہ سرتاک نے نصرانیت اختیار کر لی تھی۔ بختائی مسلمان ہو گئی تھی اور سرتاک کو اس کا یہ فعل ناگوار گزرا تھا۔ اُس نے اسے نصرانیت میں شامل کرنا چاہا، بختائی نے جب انکار کیا تو برقائی کے بقول سرتاک نے

بختائی کا خاتمہ کر دیا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وہ ہرکارہ رُکا، پھر اپنا سلسلۂ کلام آگے بڑھاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ ''ابن مقروم! گرجستان کی ملکہ رسودان کی بیٹی تھمر کو آپ یقیناً جانتے ہوں گے۔ گرجستان پر باتو نے حملہ کیا جس کے نتیجے میں ملکہ رسودان نے خودکشی کر لی۔ اُس کی بیٹی تھمر نے آپ کے بھائی عمیر بن نصر سے شادی کر لی۔ اب وہ اُس کی بیوی ہے۔ اس کے علاوہ کیف شہر کا ایک رئیس میخائیل تھا اُسے اور اُس کے ساتھی کو باتو نے قتل کروا دیا تھا۔ اُس کی بیوی بھی چند ناگزیر حالات کے تحت سرائے باتو میں پہنچ گئی۔ برقائی خان کے کہنے پر اُس سے بھی آپ کے بھائی عمیر بن نصر نے شادی کر لی۔ اُس کا نام نکسار ہے۔ اب آپ کے بھائی عمیر بن نصر کی دو بیویاں ہیں ایک تھمر دوسری نکسار۔ آپ کا بھائی عمیر بن نصر ان دنوں سرائے باتو میں نہیں ہے۔ وہ اپنی دونوں بیویوں کے ساتھ مشرق کی طرف گیا ہوا ہے۔ اس لئے کہ برقائی خان کو پتہ چل گیا تھا کہ بختائی کا قاتل سرتاک ہے۔ وہ مشرق میں اپنے آبائی دشت کی طرف گیا ہے۔ لہٰذا عمیر بن نصر اُس کے پیچھے گیا ہے۔ اُس کا خیال ہے کہ جب وہ اپنے آبائی دشت سے لوٹے گا تو راستے میں وہ سرتاک کا گلا ضرور کاٹے گا۔''

ہرکارہ جب خاموش ہوا تو اُس کی طرف دیکھتے ہوئے خریم بن مقروم مسکرایا، کہنے لگا۔ ''تم نے ہمیں بڑی اچھی اور اہم معلومات فراہم کی ہیں۔ اس لئے میں اب چاہتا ہوں کہ تم آرام کرو۔ میں اپنے بھائی اور بلغاری ترکوں کے سردار بالا خان سے ایک انتہائی اہم موضوع پر گفتگو کر رہا ہوں۔''

اس کے ساتھ ہی کچھ منگول اُن ہرکاروں کو اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ اُن ہرکاروں کے جانے کے بعد بالا خان نے کہنا شروع کیا۔ ''خریم میرے بھائی! بات کچھ یہاں ختم ہوئی تھی کہ تم چاہتے تھے کہ کالکوں کے پڑاؤ کی ہر چیز میرے حوالے کر دو۔ میرے بھائی، معاملہ ابھی ختم نہیں ہوا۔ آج ہم نے یہاں سے جنگاریوں کی طرف کوچ کرنا ہے۔ کالکوں کے پڑاؤ کی ہر چیز حتیٰ کہ خیمے تک دریائے ویاتکا کے اُس پار لے جائیں گے جہاں کوچمان اور گوچلوک نے کوہستانی سلسلوں کے اندر گھات لگا رکھی ہے۔ اس کے بعد ہم آگے بڑھیں گے اور جنگاریوں کے شہر کنگور کا رُخ کریں گے۔

میرے بھائی! میں ابھی تھوڑی دیر تک یہاں سے کچھ ہرکارے جنگاریوں کے شہر کنگور کی طرف روانہ کروں گا تاکہ وہ جنگاریوں کی نقل و حرکت سے ہمیں آگاہ کریں۔ ساتھ ہی کچھ دستے متعین کر دیئے جائیں گے جو کالکوں کے پڑاؤ کی ہر چیز کو سمیٹ کر دریائے ویاتکا کے

www.pdfbooksfree.pk

اُس پار لے جائیں گے۔ یہ آخری فیصلہ ہے، میرے بھائی! اس سلسلے میں کوئی اعتراض کھڑا نہ کرنا۔"

خریم بن مقروم نے بالا خان کی اس تجویز سے اتفاق کر لیا تھا۔ پھر تھوڑی دیر بعد کالکوں کے پڑاؤ کی ہر چیز کو دریائے ویا تکا کے اُس پار بھیج دیا گیا جبکہ خود خریم بن مقروم اور بالا خان اپنے اپنے لشکر کو لے کر دریائے ویا تکا کے کنارے کنارے آگے بڑھے تھے۔ آگے بڑھتے ہوئے اس جگہ سے چند میل شمال میں جہاں دریائے ویا تکا دریائے بیلایا میں گرتا ہے، پھر دریائے ویا تکا، کاما اور بیلایا تینوں دریائے وولگا سے جا ملتے ہیں وہاں انہوں نے اپنا رُخ بدلا اور جنگاریوں کے شہر کنگور کا رُخ کیا تھا۔

ابھی وہ تھوڑا سا آگے گئے ہوں گے کہ وہ منگول ہرکارے اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے سامنے کی طرف سے آئے جنہیں کوچ کرنے سے قبل خریم اور بالا خان نے جنگاریوں کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھنے کے لئے روانہ کیا تھا۔ اُنہیں دیکھتے ہوئے خریم اور بالا خان نے اپنے اپنے لشکر کو روک دیا۔ اتنی دیر میں وہ ہرکارے بھی قریب آ گئے۔ پھر ان کی طرف دیکھتے ہوئے خریم بن مقروم نے پوچھ لیا۔

"میرے عزیزو! کیا تم جنگاریوں سے متعلق ہمارے لئے کوئی اچھی خبر لے کر آئے ہو؟"

اس پر آنے والوں میں سے ایک بول اُٹھا۔ "ابن مقروم! ہم یقیناً اچھی خبر لے کر آئے ہیں۔ دراصل ہمارے متعلق جنگاریوں کو خبر ہو چکی ہے کہ اُن کے شہر کو جس لشکر نے تباہ و برباد کیا تھا وہ لشکر بلغاری ترکوں، باشکیریوں، مگیاروں اور کرغیزوں پر مشتمل ہے اور یہ چاروں ایسے قبیلے ہیں جن سے جنگاری ہی خوفزدہ نہیں بلکہ کالمک اور سلاف بھی خوفزدہ ہیں۔ انہیں یہ بھی خبر ہو چکی ہے کہ گلوزی شہر سے باہر کالکوں کو بدترین شکست دینے کے بعد آپ دونوں اپنے لشکر کے ساتھ اُن کا رُخ کر رہے ہیں۔ لہٰذا اپنے بچاؤ کی خاطر وہ حرکت میں آ چکے ہیں۔ انہوں نے پہلے اپنے شہر کنگور سے باہر کالکوں کی طرح پڑاؤ کر لیا تھا اور چاہتے تھے کہ شہر کو پھر سے آباد کریں۔ لیکن جب آپ کے حملہ آور ہونے کی اطلاع انہیں ملی تب جنگاریوں کا سردار بارخولا حرکت میں آیا اور اپنے لشکر کو لے کر وہ دریائے کاما کے کنارے کنارے شمال کے برفستانوں کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اُسے پتہ چل چکا ہے کہ ہمارے ہاتھوں کالکوں کو شکست ہوئی ہے اور کالمک شمال کے برفستانوں کی طرف چلے گئے ہیں۔ لہٰذا بارخولا کا ارادہ ہے کہ وہ بھی جنگاریوں کو لے کر سائبیریا کے اندرونی حصوں میں جا کر شکست خوردہ کالکوں سے جا ملے۔"

آنے والا وہ ہرکارہ جب خاموش ہوا تو بالا خان نے اُسے مخاطب کر کے پوچھ لیا۔

"میرے عزیز! یہ تو کہو، دریائے کاما کے کنارے جنگاریوں کی شمال کی طرف بڑھنے کی رفتار کیسی ہے؟"

اس استفسار پر وہ ہرکارہ پھر بول اُٹھا۔ "وہ بڑی سست رفتاری سے سفر کر رہے ہیں۔ محتاط بھی ہیں کہ ان پر آگے پیچھے سے کہیں اچانک حملہ نہ کر دیا جائے لہٰذا وہ مستعد، محتاط ہو کر سفر کر رہے ہیں۔ ان کے ساتھ بار برداری کے جانوروں کے علاوہ خوراک کے ذخائر، اسلحہ کے ڈھیر بھی ہیں۔ اس بناء پر ان کے حرکت کرنے کی رفتار کافی سست ہے۔"

ہرکارہ جب خاموش ہوا تو بالا خان نے خریم بن مقروم کی طرف دیکھا پھر ہلکے ہلکے تبسم میں اُسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"خریم میرے بھائی! ان جنگاریوں کو ہم یوں بچ کر نہ جانے دیں گے۔ جیسا کہ ہمارے ہرکارے نے بتایا ہے کہ وہ دریائے کاما کے کنارے سست روی سے سفر کر رہے ہیں اس موقع پر جو لائحہ عمل میرے ذہن میں آتا ہے وہ کچھ اس طرح ہے۔

میرے بھائی! ہم دونوں علیحدہ ہوتے ہیں۔ تم اپنے لشکر کے ساتھ دریائے کاما کے کنارے کنارے شمال کی طرف بڑھو۔ میں دریائے کاما سے ہٹ کر اور ذرا دُور رہتے ہوئے بڑی برق رفتاری سے ایک لمبا چکر اور کاوا کاٹوں گا اور پھر کسی مناسب جگہ دریائے کاما کے کنارے جنگاریوں کی راہ روک کر کھڑا ہوں گا۔ اس دوران تک تم بھی پشت کی جانب سے ان تک پہنچ جانا۔ پھر دونوں مل کر وہی حالت جنگاریوں کی کریں گے جو اس سے پہلے کالکوں کی کر چکے ہیں۔

سامنے کی طرف میں حملہ آور ہوں گا اور پشت پر تم ضرب لگانا۔ اس طرح دونوں مل کر ہم جنگاریوں کا قتل عام کریں گے تو میں سمجھتا ہوں ان علاقوں میں جنگاریوں اور کالکوں کا مکمل طور پر خاتمہ ہو کر رہ جائے گا۔ باقی رہ جائیں گے سلاف۔ وہ ان جنگاریوں اور کالکوں کے بعد دریائے ویا تکا کا رُخ کریں گے اور پھر دیکھنا ہم ان سلافوں کا کیا حشر نشر کرتے ہیں۔"

بالا خان جب خاموش ہوا تب انتہائی شکر گزاری کے انداز میں اُس کی طرف دیکھتے ہوئے خریم بن مقروم کہنے لگا۔ "بالا خان! میں تمہارا انتہا درجہ کا ممنون و شکر گزار ہوں کہ تم ہمارے ساتھ اس قدر تعاون کر رہے ہو اس لئے کہ .."

خریم بن مقروم اپنی بات مکمل نہ کر سکا۔ بالا خان اُس کی بات کاٹتے ہوئے بول اُٹھا تھا۔
"خریم بن مقروم میرے بھائی! تمہیں شکریہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ان دونوں قبائل

www.pdfbooksfree.pk

کو اپنے سامنے نیست و نابود کرنے کے بعد دو فوائد ہیں۔ ایک فائدہ تمہارے لئے اور ایک میرے لئے بھی ہے۔ تمہارا فائدہ یہ ہے کہ ان دونوں کی طاقت و قوت برباد کرنے کے بعد ہم سلافوں سے بڑی آسانی کے ساتھ تمہارا انتقام لے سکتے ہیں۔ اور میرے بھائی! اس میں میری منفعت اس طرح نکلتی ہے کہ ان حملوں کے باعث دریاؤں سے اٹی ان وادیوں کے اندر جنگاریوں، کالمکوں، سلافوں کی قوت تقریباً ختم ہو کر رہ جائے گی اور آنے والوں دنوں میں یہ جنگجو قبیلے ہم بلغاری ترکوں کے خلاف حرکت میں نہ آسکیں گے۔ اس لئے کہ ماضی میں ان کے ساتھ ہمارا اکثر اور بیشتر ٹکراؤ ہوتا رہا ہے۔ سو میں یہ کہوں کہ جہاں ان قبائل کو شکست دینے میں تمہارا بڑا فائدہ ہے وہاں میری بھی سودمندی ہے۔ اس طرح میرے بھائی، تمہیں میرا شکریہ ادا نہیں کرنا چاہیے۔''

اس موقع پر خریم بن مقردم نے بڑی ممنونیت سے بالا خان کی طرف دیکھا، کچھ بولا نہیں۔ بس تھوڑی دیر اُسے شکر گزاری کے انداز میں دیکھتا رہا، آخر کار دھیمے سے لہجے میں کہنے لگا۔

''بالا خان میرے بھائی! اگر یہ معاملہ ہے تو آؤ اپنے کام کی ابتدا کریں۔ یہ جو ہرکارے ہیں کچھ اپنے ساتھ رکھ لو کچھ میرے پاس رہنے دو۔ ان کی رہنمائی میں ہم جنگاریوں کا تعاقب کرتے ہیں۔''

بالا خان نے اس سے اتفاق کیا۔ پھر اچانک اُسے خیال گزرا اور ہرکاروں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ''میرے عزیزو! میں تم سے یہ پوچھنا تو بھول گیا کہ جنگاری دریائے کاما کے کس کنارے پر سفر کر رہے ہیں بائیں کنارے یا دائیں؟''

اس پر وہی ہرکارہ بول اُٹھا تھا۔ ''محترم بالا خان! گو جنگاریوں کا شہر کنگور دریائے کاما کے بائیں کنارے کے قریب واقع ہے لیکن جنگاری بائیں کنارے کے ساتھ سفر نہیں کر رہے۔ انہوں نے پہلے دریائے کاما کو عبور کیا اور اب وہ دریا کے دائیں کنارے کے ساتھ شمال کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ ان کا ارادہ ہے کہ کسی مناسب جگہ جا کر وہ دریا کا کنارہ چھوڑیں گے اور پھر سائبیریا میں اس سمت بڑھیں گے جس سمت شکست اٹھانے کے بعد کالمک گئے ہیں۔''

ہرکارے کا یہ جواب سن کر بالا خان خوش ہو گیا تھا۔ پھر خریم بن مقردم سے کہنے لگا۔ میرے بھائی! ان جنگاریوں نے ہمارا کام اور آسان کر دیا ہے۔ اب ہمیں دریائے کاما کو کرنا پڑے گا۔ میرے بھائی، آؤ حرکت میں آئیں۔ میں اپنے لشکر کے ساتھ دریائے کر کاوا اور چکر کاٹ کر بڑی تیزی سے آگے بڑھتا ہوں۔ تم بھی دریائے کاما کے شمال کی طرف بڑھو۔''

اس کے ساتھ ہی دونوں حرکت میں آئے۔ دونوں نے اپنے اپنے لشکر کو علیحدہ کیا، پھر چند ہرکاروں کو لے کر بالا خان دریا کے کنارے سے ہٹ کر بڑی تیزی سے شمال کی طرف بڑھا تھا۔ جبکہ دریائے کاما کے کنارے کنارے خریم بن مقردم جنگاریوں کے پیچھے ہو لیا تھا۔ دونوں کے لشکروں کے اندر جو بار برداری اور کھانے پینے اور دیگر خورد و نوش کا سامان تھا وہ سب خریم بن مقردم کی تحویل میں رہا۔ اس لئے کہ بالا خان کو تیزی سے آگے بڑھنا تھا اور وہ سامان اپنے ساتھ نہ لے جا سکتا تھا۔ یوں بالا خان اور خریم بن مقردم دونوں جنگاریوں کے پیچھے لگ گئے تھے۔

دریائے ویا تکا اور دریائے کاما کے درمیان پڑنے والے میدانوں کے اندر بلغاری ترکوں کے سردار بالا خان نے بڑی برق رفتاری کے ساتھ سفر کیا۔ وہ دریائے کاما کے دائیں طرف اس قدر فاصلہ رکھتے ہوئے شمال کی طرف بڑھ رہا تھا کہ بھاگتے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز کم از کم دریائے کاما کے کناروں تک نہ پہنچ سکے۔ وہ منگول ہرکارے جنہوں نے جنگاریوں کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھی تھی وہ اُس کی برابر راہنمائی کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ جس جگہ دریائے کاما وسیع میدانوں کے اندر دریائے ویا تکا کی طرف بل کھاتا تھا وہاں بالا خان نے اپنا رُخ بدلا، دائیں جانب بڑھا۔ پھر دریائے کاما کے کنارے اُس نے بڑی تیزی اور سرعت کے ساتھ اپنے لشکر کو بالکل منظم اور استوار کر لیا تھا۔

دوسری جانب منگول ہرکاروں کی راہنمائی میں خریم بن مقردم بھی بڑی تیزی سے فاصلوں کو سمیٹتا ہوا دریائے کاما کے کنارے سفر کرنے والے جنگاریوں کے پیچھے قریب سے قریب تر ہوتا جا رہا تھا۔ یہاں تک کہ جنگاری اب اُس جگہ پہنچے جہاں دریائے کاما، دریائے ویا تکا کی طرف بل کھاتا تھا تو انہوں نے دیکھا وہاں بالا خان اپنے لشکر کے ساتھ اُن کی راہ رو کے کھڑا تھا۔ یہ صورت حال جنگاریوں کے لئے نئی اور انوکھی تھی۔ وہ یہی اُمید رکھتے تھے کہ حملہ آور باشکیری، مگیار، کرغیز اور منگول زیادہ سے زیادہ اُن کے شہر کنگور کا رُخ کر کے انہیں تلاش کریں گے۔ وہ اُمید نہیں رکھتے تھے کہ دریائے کاما کے کنارے بڑی تیزی کے ساتھ سفر کرتے ہوئے وہ دریا کے کنارے اُن کی راہ روک کھڑے ہوں گے۔

بالا خان جب دل پر وحشت طاری کرتے کڑے دنوں کی بارش کر کے ستم کے ابر، زندگی بھر کی پونجی، عمر بھر کے اثاثے کو اضطراب میں تبدیل کر دینے والے دست قضا کی طرح اُن کے سامنے اُن کی راہ روک کھڑا ہوا تھا تب جنگاری اس قدر حیران و ششدر ہوئے تھے کہ وہ ایسی اُمید نہیں رکھتے تھے۔

www.pdfbooksfree.pk

لیکن جلد ہی جنگاریوں نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ راہ روکنے والے لشکر کا جب انہوں نے جائزہ لیا تو عددی لحاظ سے راہ روکنے والا لشکر بہت کم تھا۔ لہٰذا جنگاریوں کو حوصلہ ہوا کہ دریائے کاما کے کنارے راہ روکنے والوں کو وہ ہرصورت میں مار بھگائیں گے۔

جنگاریوں نے اپنے پورے لشکر کے درمیانی حصے میں اپنی خوراک، ضروریات کی دیگر اشیاء اور اپنی عورتوں بچوں اور بوڑھوں کو رکھا ہوا تھا۔ وقتی طور پر وہ راہ روکنے والوں کو دیکھتے ہوئے پریشان ضرور ہوئے تھے لیکن اُن کی تعداد کو نگاہ میں رکھتے ہوئے وہ مطمئن تھے اور ان کا مقابلہ کرنے اور ان پر حملہ آور ہونے کے لئے وہ اپنے لشکر کو استوار کرنے لگے تھے۔

جنگاریوں کے سردار بارخولا نے فیصلہ کیا کہ وہ اپنے لشکر کے صرف اگلے حصے کو راہ روکنے والوں کے خلاف استعمال کرے گا اور اگر ضرورت پڑی تو بار برداری کے جانوروں کے پیچھے جو لشکر کا حصہ ہے اسے بھی استعمال میں لایا جائے گا۔

دوسری جانب بالا خان ایک طے شدہ لائحہ عمل کے مطابق کام کر رہا تھا۔ راہ روکنے کے تھوڑی دیر تک اُس نے اپنے لشکر کی صفوں کو درست کیا، پھر اُس نے اپنے کام کی ابتدا کی اور وہ شعور کے شیش محل میں لکھی جانے والی نامہربانوں کی ریکھاؤں، وحشت بھری ٹھٹھرتی رات میں نفرت سے بھرپور کر دینے والی وقت کی بے لگام اذیتوں اور زیست کے گلستانوں میں حسرتیں پھیلا دینے والی فضا کی اندھی دستکوں کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔ اس طرح دریائے کاما کے کنارے بالا خان اور جنگاری دست و گریبان ہوئے تھے۔

تھوڑی دیر بعد جنگاریوں کی پشت کی طرف سے ہولناک انقلاب رونما ہوا۔ خریم بن مقروم اپنے لشکر کے ساتھ خوابوں کے مسافر، سالوں میں مرگ آفریں بگولوں، صحرا کے حبس و جبر، موسموں میں آتشی آندھیوں، ارادوں اور عزائم کو بے عصمت کر دینے والے برے موسموں کے طوفانی جھکڑوں کی طرح نمودار ہوا تھا اور پھر وہ بھی جنگاریوں پر پشت کی طرف سے ہست کی بزم کے تلاطم میں کرب و درد کی ضوفشانی، تصورات میں مسکراتے صحرا کی خاموشی میں ذہن کی ساری یکسوئی کو ناآسودگی کے انگاروں میں بدل دینے والے آتشیں لمحوں کے دست قضا اور جبر کی دھرتی میں ظلم و تشدد کی میزان پر چھا جانے والے بیکراں تیز اور کف آلودہ ابلوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

...کارروائی کرتے ہوئے جنگاری بھی گریز ناآشنا، پرانی دُکھتی چوٹوں، جسم کے کہنہ آزار ...ہ روگ، سوگ کے سمندر اور بے لباس ویرانیوں کی رونق بڑھاتی دُکھ کی کھولتی ...ان اور خریم بن مقروم کے لشکروں پر حملہ آور ہوئے تھے۔ میدانِ جنگ

میں دریائے کاما کے کنارے تباہی کے تازہ موسموں میں درد کی تاریک فصیلیں کھڑی ہونا شروع ہو گئی تھیں۔ رقص کرتی دُکھوں کی یلغار ہر شے کو کھری یادوں، ٹوٹے سپنوں اور ذلت پستی کے قصوں میں تبدیل کرنے لگی تھی۔

دریائے کاما کے کنارے دونوں لشکر تھوڑی دیر تک ایک دوسرے پر بھرپور حملہ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ جنگاریوں کے سردار بارخولا نے اندازہ لگا لیا کہ سامنے اور پشت دونوں جانب سے اُس کے لشکریوں کا قتل عام شروع ہو چکا ہے اور جنگاریوں کی تعداد بڑی تیزی سے کم ہونا شروع ہو گئی ہے۔ وہ بار برداری کے جانوروں کے پیچھے جو لشکر تھا اُسے بھی سامنے لے آیا۔ اس طرح اُس نے اپنے لشکر کے دونوں حصوں کو یکجا کر لیا تھا۔

دوسری جانب خریم بن مقروم بھی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا اور جنگاریوں کے بار برداریوں کے جانوروں اور ان کے پڑاؤ کی ہر چیز کو پیچھے چھوڑتا ہوا وہ جنگاریوں کے دونوں حصوں کی پشت کی طرف سے پھر حملہ آور ہوا تھا۔

کچھ دیر تک مزید ہولناک رن پڑا۔ یہاں تک کہ جنگاریوں کی حالت بڑی تیزی سے بوسیدہ اوراق، بکھری کرچیوں، ذات کی کشمکش میں مبتلا کرتے کاسۂ خیرات، سینے میں چبھتے زخم اور شب تاریک کی روداد کھری کرتے گدائی کے کشکول کی سی ہونا شروع ہو گئی تھی۔

بارخولا نے جب اندازہ لگایا کہ اگر جنگ مزید جاری رہی تو جنگاری مکمل طور پر تباہ و برباد ہو کر رہ جائیں گے تو اُس نے بائیں جانب سے اپنے لشکر کو نکالا اور ایک طرف سے ہوتا ہوا وہ شمال کی طرف بھاگا۔

بالا خان اور خریم بن مقروم نے کچھ دُور تک جنگاریوں کا تعاقب کرتے ہوئے اُن کی تعداد کو مزید کم کیا۔ جب انہوں نے اندازہ لگا لیا کہ جنگاری پلٹ کر کسی ردعمل کا اظہار کر سکتے ہیں اور نہ انتقام لے سکتے ہیں تب وہ لوٹے۔ جنگاری جو کچھ چھوڑ کر بھاگے تھے اُسے سمیٹا، دونوں نے اپنے لشکریوں کے ساتھ وہاں قیام کر کے زخمیوں کی دیکھ بھال کی۔ رات بھی وہاں بسر کی۔ اگلے روز وہ دریائے کاما سے ملحقہ وسیع میدانوں میں سے ہوتے ہوئے دریائے ویاتکا کے اُس کنارے کا رُخ کر رہے تھے جہاں سلافوں نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا تھا۔

خریم بن مقروم اور بالا خان اپنے لشکر کو لے کر جب دریائے ویاتکا کے کنارے اُس جہاں آئے جہاں سلافوں کا پڑاؤ تھا تو انہوں نے دیکھا وہاں کچھ بھی نہیں تھا۔ وہ تو یہ ارادہ کئے ہوئے تھے کہ کالکوں اور جنگاریوں کو زیر کرنے اور ان کی عسکری طاقت و قوت کو پوری طرح کچلنے کے بعد وہ سلافوں پر ضرب لگائیں گے۔ خریم بن مقروم کا ارادہ تھا کہ وہ سلافوں کے

www.pdfbooksfree.pk

سردار سکتور کو ہر حالت میں زندہ گرفتار کر کے مکیاروں کے قتل کا انتقام ضرور لے گا۔

دونوں اپنے لشکریوں کو لے کر دریائے ویا تکا کے کنارے حیران اور پریشان کھڑے تھے کہ کچھ منگول ہرکارے نمودار ہوئے۔ وہ جب قریب ہوئے تو خریم بن مقروم نے انہیں مخاطب کیا۔ ''عزیزانِ من! یہاں سلافوں نے پڑاؤ کیا ہوا تھا۔ کیا تم اطلاع کرو گے کہ وہ کدھر گئے؟''

اس پر ایک ہرکارہ بولا اور خریم بن مقروم کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ''جس وقت آپ دونوں نے کالمکوں پر ضرب لگائی اور انہیں شمال میں سائبیریا کی طرف بھاگنے پر مجبور کیا تب سلافوں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ جس طرح کالمکوں کی تباہی بربادی ہوئی ہے اس طرح آپ دونوں جنگاریوں پر بھی حملہ آور ہونے کے بعد ان کی طاقت کو کچل دیں گے اور اس کے بعد سلافوں کی بدبختی کی ابتدا ہو جائے گی۔ ان حالات کو سامنے رکھتے ہوئے سلاف یہاں سے کوچ کر گئے۔ وہ سیدھے کیف شہر کی طرف گئے ہیں۔ اس لئے کہ کیف شہر پر سلافوں کی حکمرانی ہے اور کیف شہر کے گردونواح اور دریائے نیپر کے کناروں تک سلاف قبائل پھیلے ہوئے ہیں۔ ان سلافوں کا سردار سکتور کیف کی طرف گیا ہے تاکہ وہاں سے ہمارے خلاف حرکت میں آنے کے لئے مدد اور تعاون و حمایت حاصل کرے۔''

یہ خبر سن کر کچھ دیر تک خاموشی رہی، پھر بالا خان نے خریم بن مقروم کو مخاطب کیا۔ ''ابن مقروم! میرے عزیز بھائی، اب بتاؤ کیا کرنا ہے؟''

اس پر تھوڑی دیر کی سوچ بچار کے بعد خریم بن مقروم کہنے لگا۔ ''بالا خان میرے عزیز بھائی! فی الحال میں اپنی اس مہم کو التوا میں ڈالنا چاہتا ہوں۔ میں کیف جا کر اُن پر حملہ آور نہیں ہو سکتا۔ پہلے واپس سرائے باتو جاؤں گا، اس سلسلے میں برقائی سے مشورہ کروں گا۔ اس کے بعد جیسا وہ کہے گا اس کے مطابق سلافوں کے خلاف حرکت میں آیا جائے گا۔ میرے عزیز بھائی! دونوں اپنے لشکر کے حصوں کے ساتھ سیدھا اُس طرف جاتے ہیں جہاں کوچمان اور گوچنوک نے لشکر کے ایک حصے کے ساتھ اپنے سامان اور بچوں اور بوڑھوں کے ساتھ ایک محفوظ جگہ پڑاؤ کر رکھا ہے۔ وہاں جو کچھ مالِ غنیمت میں ہمیں ملا ہے اس کی تقسیم کریں گے۔ اس کے بعد میرے بھائی! تم اوفا کی طرف چلے جانا۔ میں سیدھا سرائے باتو کا رُخ کروں گا۔ نے والے دنوں میں اگر مجھے تمہاری ضرورت ہوئی تو میرے بھائی میں مدد کے لئے تجھے دوں گا۔''

نے خریم بن مقروم کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ پھر دونوں دریائے ویا تکا کو عبور

کرنے کے بعد اُس کوہستانی سلسلہ کا رُخ کر رہے تھے جس کے اندر کوچمان اور گوچنوک نے قیام کر رکھا تھا۔

۞ ۞

اپنے بھائی باتو کے مرنے کے بعد برقائی خان نے مغرب کے منگولوں کے خاقان کی حیثیت سے پہلا کام یہ کیا کہ جس طرح اُس کے بھائی باتو خان نے دریائے وولگا کے کنارے ایک شہر آباد کیا تھا، اُس کا نام سرائے باتو کہلایا، اسی طرح برقائی نے بھی سرائے باتو کے کچھ شمال میں ایک شہر آباد کرنا شروع کیا۔ اس کا نام سرائے برقائی رکھا گیا۔

دونوں شہروں میں فرق یہ تھا کہ جو شہر باتو خان نے آباد کیا تھا اس کے گرد کچی مٹی کی فصیل تھی اور جس کے اندر خیموں کا شہر آباد تھا۔ دریائے وولگا کے کنارے سرائے باتو کے شمال میں جو شہر برقائی خان نے آباد کرنا شروع کیا اس کی فصیل پختہ اینٹوں کی تھی اور اس کے اندر جو مکان تعمیر کئے جانے لگے تھے وہ بھی پختہ اینٹوں کے تھے۔ یہ شہر بڑی تیزی سے تعمیر ہونے لگا تھا۔ برقائی خان چاہتا تھا کہ جلد از جلد اس شہر کی تعمیر کو مکمل کر کے سرائے باتو سے اپنے شہر برقائی میں منتقل ہو جائے۔

اس کے علاوہ چونکہ ہلاکو خان نے مسلمانوں کے علاقوں پر ترک تاز شروع کر دی تھی اور اپنی بیوی دوقوزہ کے کہنے پر اُس نے اپنے لشکر میں گرجستانی اور ارمنی نصرانیوں کو بھرتی کرنا شروع کر دیا تھا، ساتھ ہی بڑے بڑے نائٹ اُس کے لشکر میں اعلیٰ مقام پر فائز ہونے لگے تھے۔ اور یہ ساری خبریں برقائی کو مل رہی تھیں۔

برقائی، ہلاکو کا سدِ باب کرنے کے لئے فوراً حرکت میں آیا۔ اُس نے بخارا اور سمرقند کے پکے مسلمانوں کو اپنے ہاں جمع کرنا شروع کر دیا۔ یہ لوگ جوق در جوق برقائی خان کے لشکر میں شامل ہونا شروع ہو گئے۔ اس کے علاوہ برقائی خان نے روسیوں کو بھی اپنے لشکر میں شامل کرنا شروع کر دیا تھا۔ ان حالات سے لگتا تھا جیسے اپنے اپنے مفادات کے تحفظ کی خاطر مغرب میں بھی ہلاکو اور برقائی خان کے درمیان عنقریب ٹکراؤ ہونے والا تھا۔

بہرحال برقائی خان جہاں اپنے نئے شہر کی تعمیر بڑی تیزی سے کر رہا تھا وہاں وہ اپنے لشکر میں بھی بڑی تیزی سے مسلمانوں کو بھرتی کرتے ہوئے اپنی قوت اور طاقت میں اضافہ کر رہا تھا اور ان سارے کاموں میں برقائی خان کا بھتیجا اور باتو خان کا دوسرا بیٹا نوگائی خان اُس کی مدد کر رہا تھا۔ نوگائی، برقائی خان کو اپنے باپ کی طرح عزیز و مکرم اور ہر دلعزیز خیال کرتا تھا۔

دوسری جانب سرتاک اور راہب ولیم دونوں آہستہ آہستہ سفر کرتے منگولوں کے آبائی

www.pdfbooksfree.pk

دشت اور چنگیز خان کے شہر قراقرم پہنچے۔ منگولوں کے مرکزی شہر میں داخل ہوتے ہی سرتاک پہلے منگو خان سے ملا، پھر وہ اپنے دوسرے عزیز و اقارب سے مل کر اپنے لئے منگو خان سے مغرب کے خاقان کا پروانہ حاصل کرنا چاہتا تھا۔ راہب ولیم بھی چنگیز خان کے شہر قراقرم میں اپنے کچھ ساتھیوں کو مل گیا تھا اور اُن کی مدد سے وہ وہاں کے رسم و رواج جاننے کی کوشش کرنے لگا تھا۔

قراقرم شہر میں ولیم کو جن نصرانیوں سے پالا پڑا اُن میں سے چند ایک تاریخ میں خاصے مشہور ہیں۔ سب سے پہلے ولیم کا جس نصرانی سے قراقرم میں پالا پڑا وہ ایک سیاہ فام، دُبلا پتلا راہب تھا۔ جالی دار لبادہ پہنے ہوئے تھا۔ قندیل جلائے نصرانیوں کے انداز میں عبادت کرتا تھا اور اُس کا نام سرجیس تھا۔ پہلی بار راہب ولیم جب سرجیس کے پاس بیٹھا تو اُس نے اُسے کھانے کو دیا، خوب تواضع کی۔ ایک دوسرا راہب جو قراقرم شہر میں ولیم کو ملا اُس نے قراقرم میں اپنے لئے ایک عبادت گاہ بنا رکھی تھی اور اس عبادت گاہ کے پیچھے اُس نے خشک پھلوں کا ایک خاصا ذخیرہ جمع کر رکھا تھا۔ یہ اپنے آپ کو اسقفِ اعظم کہلاتا تھا۔ ایک انتہائی قیمتی کرسی اُس نے اپنے بیٹھنے کے لئے بنا رکھی تھی۔ مور کے پروں کی ایک ٹوپی، چھوٹی سی طلائی صلیب بھی استعمال کرتا تھا۔ گو اپنے آپ کو وہ اسقف ظاہر کرتا تھا لیکن راہب ولیم پر جلدی ظاہر ہو گیا کہ وہ ایک آوارہ گرد تھا۔ اس سے زیادہ اُس کی کوئی حیثیت نہ تھی۔

دوسرا نصرانی شخص جس سے راہب ولیم کی چنگیز خان کے شہر قراقرم میں ملاقات ہوئی وہ ایک فرانسیسی سنار تھا جس کا نام ولیم بوشیر تھا۔ کہتے ہیں اُس نے ایک خوبصورت ہنگروی لڑکی سے شادی کر رکھی تھی۔ یہ سنار اپنے کام کا بڑا ماہر تھا اور منگو خان کے لئے یہ ایک شاہکار کی تکمیل کر رہا تھا۔ یہ شاہکار چاندی کا ایک درخت تھا جو منگو خان کے محل کے درمیانی دروازے کے مقابل نصب کیا جانے والا تھا۔ درخت کی جڑ کے پاس چار نقرئی شیروں کے منہ سے گھوڑی کا دُودھ اُبلتا تھا۔ چار طلائی سانپ اس درخت کی شاخوں میں چمٹے ہوئے تھے جن میں سے ایک سانپ کے منہ سے شراب بہہ رہی تھی، دوسرے کے منہ سے گھوڑی کا دودھ، تیسرے کے منہ سے شراب عسل اور چوتھے کے منہ میں چاولوں کی شراب بہتی تھی۔

بہر حال چند دن کے قیام کے بعد سرتاک خوب بھاگ دوڑ تا کرتا رہا۔ ساتھ ہی ولیم کو اُس کے کہنے پر منگو خان کے سامنے پیش کیا گیا۔ ولیم نے دیکھا منگو خان کے شامیانے کے زرکار تھے لیکن اس کے قدموں کے پاس کانٹوں اور اُپلوں کی آگ جل رہی تھی۔ اُس منگو خان اوسط قد کا خاموش سا آدمی تھا۔ اُس کی ناک چپٹی، اُس کی عمر کوئی پینتالیس

سال کی ہوگی۔ وہ مجمع سے بلند تخت پر جس کے اوپر سمور کا فرش تھا بیٹھا ہوا تھا اور اس کے زانو پر ایک خوبصورت لڑکی بیٹھی تھی۔

راہب ولیم نے دیکھا کہ صرف ساقیوں کو اس بات کی اجازت تھی کہ وہ ایک طرف سے خان کے تخت پر چڑھیں اور دوسری طرف سے اُتر جائیں۔ ولیم کو جب منگو خان کے سامنے پیش کیا گیا تو وہ منگو خان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میں معافی چاہتا ہوں۔ میں آپ کے لئے کوئی بیش قیمت تحفہ پیش نہیں کر سکتا۔''

اس پر منگو خان کہنے لگا۔ ''جس طرح سورج کی شاعیں ہر طرف پہنچتی ہیں اسی طرح ہماری اور باتو خان کی طاقت دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہنچتی ہے۔ ہمیں تمہارے سونے چاندی کی حاجت نہیں۔ اگر باتو خان نے تمہیں میری طرف نہ بھیجا ہوتا تو شاید میں تم سے ملنا پسند نہ کرتا۔''

ولیم پریشان سا ہو گیا۔ کہنے لگا۔ ''میں واقعی باتو خان سے مل کر آپ کی طرف آیا ہوں۔''

اس پر منگو خان مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ ''تمہاری یہاں آمد سے پہلے باتو خان کے ہرکارے یہاں پہنچ چکے ہیں اور وہ میرے نام ایک خط لائے تھے جس میں تمہارے متعلق پوری تفصیل لکھی ہوئی تھی۔''

ولیم دنگ رہ گیا۔ کچھ کہنا چاہتا تھا کہ منگو پھر بول پڑا۔ ''باتو خان نے اپنے خط میں مجھے بتایا ہے کہ تم لوگ اپنے پاپائے اعظم کو روئے ارض پر خدا کا نائب خیال کرتے ہو اور تمہارا یہ عقیدہ ہم کچھ اس طرح سمجھتے ہیں کہ ہماری طرح دُور مغرب کی سرزمینوں میں بھی کوئی ایک اور خاقان ہے جو اس طرف کی ساری بنیادی طاقت کا مالک ہے۔ لیکن میں چونکہ یورپ میں رہ چکا ہوں، فتوحات میں حصہ لے چکا ہوں لہٰذا میں تمہارے اُس نائب کی حیثیت اور وقعت کو جانتا ہوں۔ ان دنوں جسے تم خدا کا نائب سمجھتے ہو جسے تم پاپائے اعظم کہتے ہو آج کل وہ انوسینٹ چہارم ہے۔ میرے خیال میں وہ صرف ایک طرح کا بڑا پادری ہے جس نے اپنی ذات سے عجیب و غریب معجزے منسوب کر رکھے ہیں۔ تم چونکہ فرانس کے بادشاہ لوئی کے سفیر بن کر میرے پاس آئے ہو اور باتو خان نے مجھے یہ بھی اطلاع دی ہے کہ تم صرف مجھے دُعا دینے کے لئے آئے ہو تو اس سے پہلے اس مقصد کے لئے تمہارا کوئی راہب اس طرف کیوں نہ آیا؟''

اس پر راہب ولیم کہنے لگا۔ ''یقیناً میرے آنے سے پہلے بھی کچھ راہب ان سرزمینوں میں آئے جن میں راہب خوب جانے پہچانے تھے۔ ایک داؤد، دوسرا اینڈریو۔ جو سرخ عبادتی خیمے بھی اپنے ساتھ چکے ہیں۔''

www.pdfbooksfree.pk

منگو خان نے اِدھر اُدھر بڑے غور سے دیکھا، پھر اس بار عجیب سے انداز میں اُس نے راہب ولیم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''میں نے سنا ہے کہ تم نے میرے منشیوں سے کہا ہے کہ میں کافر ہوں؟''

راہب ولیم کانپ اٹھا۔ کہنے لگا۔ ''میرے آقا! میں نے یہ تو نہیں کہا۔''

اس پر منگو مسکرایا اور کہنے لگا۔ ''میرا بھی یہی خیال تھا کہ تم نے یہ نہیں کہا ہوگا۔ چونکہ ایسا لفظ تمہاری زبان سے نہیں نکل سکتا۔''

یہ کہہ کر جب منگو نے اپنے عصا پر اپنا ہاتھ رکھا جس کے سہارے وہ چلتا تھا تب اُس کی اس حرکت پر راہب ولیم خوفزدہ ہوگیا۔ اس پر منگو کہنے لگا۔

''ڈرو مت!''

کچھ دیر منگو سوچتا رہا، پھر بولنا شروع کیا۔ ''خدا نے ہاتھ میں پانچ اُنگلیاں بنائی ہیں اور اتنے ہی مذہب خلق خدا کو بخش رکھے ہیں۔ اس نے تم پر انجیل نازل کی۔ مگر تم اُس کی پابندی نہیں کرتے۔ یقیناً تمہاری انجیل میں یہ تو نہیں لکھا ہوگا کہ تم ایک دوسرے کی غیبت کرو۔ اس طرح تمہاری انجیل میں یہ بھی نہیں لکھا ہوگا کہ روپے کی خاطر انصاف سے منہ موڑو۔''

جواب میں ولیم کو اپنی ذات پر کچھ شبہ ہوا اور کہنے لگا۔ ''میں نے خود کبھی روپیہ یا انعام قبول نہیں کیا۔''

اس پر سخت لہجہ میں منگو نے اُسے چپ رہنے کا اشارہ کیا اور کہنے لگا۔ ''میں تمہارا ذکر نہیں کر رہا ہوں۔'' پھر اُس نے سامنے رکھے ہوئے گھوڑی کے دودھ کا ایک گھونٹ پیا اور کہنے لگا۔

''راہب ولیم! تم لوگوں پر انجیل نازل کی گئی مگر تم اس کے پابند نہیں ہو۔ اس نے ہمیں ساحر اور شامان دیئے اور ہم ان کی بات سنتے ہیں اور امن چین سے رہتے ہیں۔ لیکن تم لوگ ایسا نہیں کرتے۔ جب تم اپنے بادشاہ کے پاس فرانس جاؤ گے تو کیا میں تمہارے ساتھ کچھ منگول سفیروں کو کر دوں جو میرا ایک پیغام لے کر جائیں گے؟''

اس پر راہب ولیم پریشان ہوگیا۔ کہنے لگا۔ ''میں آپ کے سفیروں کو اپنے ملک لے جا کر ان کی حفاظت کا سامان نہیں کر سکتا۔ اور میں یہ خطرہ مول نہیں لے سکتا۔''

اس پر منگو خان کہنے لگا۔ ''میں نے سنا ہے تم کافی دن ہمارے شہر قراقرم میں ٹھہر چکے ہو۔ جبکہ تم کہتے ہو کہ اپنے ساتھ کسی سفیر کو نہیں لے کر جاؤ گے تو میں چاہوں گا کہ تم واپس اپنی ...ں کی طرف چلے جاؤ۔''

...ہب ولیم کہنے لگا۔ ''کیا آرمینیا کے راستے میں خیریت کے ساتھ ان علاقوں کی

طرف جا سکتا ہوں جہاں میں جانا چاہتا ہوں؟''

اس پر منگو خان کہنے لگا۔ ''میں تمہاری حفاظت کا اہتمام کر دوں گا۔ اور پھر وہ علاقے میرے عزیز بھائی باتو خان کے ہیں۔ میں نہیں جانتا باتو خان سے متعلق تمہارے کیا خیالات ہیں لیکن ایک بات یاد رکھنا۔ سر میں دو آنکھیں ہوتی ہیں لیکن دونوں ایک ہی طرف دیکھتی ہیں۔ میرا اور باتو کا رشتہ وہی ہے جو ایک آنکھ کا دوسری آنکھ کے ساتھ ہے۔ میں چاہتا ہوں میرے سامنے یا یہاں میرے شہر میں اُس کے خلاف کوئی بات مت کہنا۔ اب تم جا سکتے ہو۔''

ولیم منگو خان کے کہنے پر خیمہ سے نکل گیا تھا۔ ولیم کا اصل مقصد یہی تھا کہ چنگیز خان کے شہر میں جا کر یہ دیکھے کہ اب یورپ والوں کے خلاف منگول اگر حرکت میں آنا چاہتے ہیں تو کس لائحہ عمل کے تحت وہ ایسا کرنا چاہتے ہیں؟ چونکہ اُس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ اب منگو خان کے تحت منگولوں کا کوئی لشکر یورپ پر حملہ آور نہیں ہوگا۔ باتو کے متعلق بھی وہ مطمئن تھا کہ وہ بیمار ہے اور کچھ نہ کر سکے گا۔ لیکن برقائی خان سے متعلق وہ کچھ مشکوک سا اندازہ لگا چکا تھا۔ بہر حال چند دن مزید وہاں رہنے کے بعد اُس نے وہاں سے کوچ کیا۔ دوسری جانب سرتاک بھی وہاں قیام کر کے اپنے حق میں مغرب کے خاقان کا پروانہ حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ اس کے بعد وہ بھی سرائے باتو کی طرف روانہ ہوا تھا۔ وہ دونوں قبرصی تیغ زن جنہیں وہ اپنے محافظوں کے طور پر استعمال کرتا تھا وہ بھی اُس کے ساتھ تھے۔

www.pdfbooksfree.pk

خریم بن مقروم اور بالا خان دونوں اُس جگہ آئے جہاں کوچمان اور گوچلوک خان نے اپنے لشکر کے ساتھ محفوظ جگہ پڑاؤ کر رکھا تھا۔ وہاں سے انہیں ساتھ لیا پھر وہ دریائے دیا تکا کے کنارے کنارے جنوب کی طرف بڑھے تھے جہاں دریائے دیا تکا دریائے بیلایا میں گرتا تھا۔ وہاں تک بالا خان اُن کے ساتھ آیا، پھر وہ بائیں جانب مڑتے ہوئے اوفا کی طرف چلا گیا تھا۔ جبکہ خریم بن مقروم اپنے لشکر کو لے کر بائیں جانب مڑا، دریائے وولگا کے کنارے آیا، پھر وہ بڑی تیزی سے جنوب کی طرف سفر کر رہا تھا۔

ایک روز شام کے قریب خریم بن مقروم اپنے لشکر کو لے کر سرائے باتو میں داخل ہوا۔ اُس کی آمد کی خبر برقانی خان کو ہو چکی تھی لہٰذا برقانی خان نے بڑے شاندار انداز میں اپنے منگول سرداروں کے ساتھ اُس کا استقبال کیا تھا۔

برقانی خان نے خریم بن مقروم کے ساتھ مالِ غنیمت کے انبار دیکھے تو وہ دنگ رہ گیا۔ کافی دیر تک وہ دونوں بھائیوں سے بغلگیر ہو کر انہیں مبارکباد دیتا رہا۔ پھر وہ کوچمان، گوچلوک، تورائی خان، کشلی خان سے بھی اسی انداز میں ملا۔ جب وہ فارغ ہوا تب اُس نے لشکریوں کو مستقر کی طرف جانے کا حکم دیا تھا۔ اس موقع پر خریم بن مقروم برقانی خان کے قریب آیا، بڑے پیارے انداز میں اُس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا پھر کہنے لگا۔

''برقانی میرے عزیز بھائی! ان دنوں میرا بھائی عمیر بن نصر کہاں ہے؟''

جواب میں برقانی خان نے عمیر بن نصر کے بختائی سے شادی کرنے، اس کے بعد گرجستان جانے اور اُس کی غیر موجودگی میں بختائی کے مارے جانے اور تھمر سے شادی کرنے کے بعد نکسار کو بھی اپنی زندگی کا ساتھی بنانے اور پھر سرتاک سے انتقام لینے کے لئے مشرق کی طرف روانہ ہونے کے سارے حالات تفصیل کے ساتھ سنا ڈالے تھے۔

یہ ساری تفصیل سننے کے بعد خریم بن مقروم فکرمند ہوا تھا۔ اُس کے پیچھے کھڑے قریض، کوچمان، گوچلوک، بشار اور طائسی سب پریشانی کا اظہار کر رہے تھے۔ اس موقع پر فکرمندی کا اظہار کرتے ہوئے خریم کہنے لگا۔

''عمیر کو اس طرح اکیلا اپنی دونوں بیویوں کو لے کر سرتاک کی راہ روکنے کے لئے نہیں جانا چاہئے تھا۔ سرتاک کے ساتھ قبرصی تیغ زن بھی تھے''

اُس کی بات کاٹتے ہوئے برقانی بول پڑا۔ ''میں نے اُسے بہت کہا کہ کچھ مسلح جوانوں کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ لیکن وہ کہنے لگا ایسی کوئی ضرورت نہیں۔ اُس نے مجھے ٹال دیا۔ وہ کہہ رہا تھا میں سرائے گوبی کی طرف سے آنے والی شاہراہ کے کنارے کسی سرائے میں قیام کروں گا اور شاہراہ پر نگاہ رکھوں گا۔ جونہی سرتاک کے آنے کی اطلاع ہوئی میں اُس سے خوب نمٹوں گا۔''

خریم بن مقروم کچھ فکرمند ہو گیا۔ کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اس سے پہلے ہی قریض بول پڑا۔ ''کیا ایسا ممکن نہیں کہ میں چند مسلح جوانوں کو لے کر اُس کے پیچھے جاؤں؟ اس معاملے میں اُس کی مدد کروں؟''

اس پر خریم نے بڑے غور سے اُس کی طرف دیکھا اور پھر کہنے لگا۔ ''تم آج کی شب یہاں آرام کرو۔ اگلے روز چند مسلح جوانوں کو لے کر تم عمیر کی مدد کے لئے مشرق کی طرف کوچ کر جانا۔''

اس موقع پر طائسی فوراً بول پڑی۔ ''بھائی! کیا ایسا ممکن ہے کہ میں بھی ان کے ساتھ جاؤں؟ جو تفصیل مجھے بتائی گئی ہے اس کے مطابق عمیر کی دونوں بیویاں تھمر اور نکسار اس کے ساتھ ہیں۔ اگر میں ان کے ساتھ جاتی ہوں تو میرے خیال میں کوئی حرج نہیں ہے۔''

اس پر خریم مسکرا دیا۔ کہنے لگا۔ ''ہاں، تم بھی کل قریض کے ساتھ چلی جانا۔ جب تک تم سب لوٹتے نہیں، میں اور بشار بڑی بے چینی سے تم لوگوں کا انتظار کریں گے۔''

خریم بن مقروم کچھ کہنا چاہتا تھا کہ برقانی نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا، پھر کہنے لگا۔ ''چلو آرام سے یورت میں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں اور اکٹھے کھانا بھی کھاتے ہیں۔''

اس کے ساتھ ہی سب برقانی کے ساتھ ہو لئے تھے۔

✿ ... ✿

آسمان پر اوہام کے زنگار اور جنگل کی کالی راتوں کی طرح گہرے بادل چھائے ہوئے تھے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد برف باری شروع ہو گئی تھی۔ زمین کا سینہ بڑی تیزی سے سفید ہونا شروع ہو چکا تھا۔ ہر طرف خاموشی اور ہو کا عالم تھا۔

ایسے میں عمیر بن نصر، تھمر اور نکسار تینوں اپنے گھوڑوں کو اُس شاہراہ پر سرپٹ دوڑا رہے تھے جو دریائے یورال کو پار کر کے بحیرہ آرال کے شمال اور جھیل بالکش کے جنوب میں ہوتی ہوئی

www.pdfbooksfree.pk

تھان شیان کے دروں سے گزر کر کوہستان الطائی اور وہاں سے سیدھی آگے سرائے گوبی سے ہوتی ہوئی کوہستان خنجان کی طرف چلی گئی تھی۔

برف باری اب تک زوروں پر تھی۔ یہاں تک کہ عمیر بن نصر، تھمر اور نکسار تھان شیان کے درے میں پہنچ گئے جہاں سے منگولوں کے مسکن سے آنے والی شاہراہ گزرتی تھی۔ یہ ایسی جگہ تھی جہاں شاہراہ کے کنارے اگر کوئی بیٹھ جائے تو گزرنے والے کو باآسانی دیکھا جا سکتا تھا اور اُسے اپنے تیروں کا ہدف بنایا جا سکتا تھا۔

اس جگہ عمیر نے اپنے گھوڑے کو روک لیا۔ اُس کی طرف دیکھتے ہوئے تھمر اور نکسار بھی اپنے گھوڑوں کو روک چکی تھیں۔ پھر عمیر بن نصر کوہستانی سلسلہ کے اوپر چڑھ کر گھوڑے پر اِدھر اُدھر گھومنے لگا تھا۔ اس موقع پر نکسار عمیر بن نصر کے قریب آئی اور پوچھنے لگی۔ ''کیا آپ کو کسی چیز کی تلاش ہے؟''

اس پر نکسار کی طرف بڑے غور سے دیکھتے ہوئے عمیر مسکرایا اور کہنے لگا۔ ''میرا ارادہ ہے کہ ہم سب سرتاک کے لئے یہیں گھات میں بیٹھیں۔ میں چاہتا ہوں کہ یہاں قریب ہی کوئی کھوہ مل جائے جس میں ہم تینوں میاں بیوی آرام سے بیٹھ کر چند یوم تک اپنے دشمنوں کا انتظار کر سکیں۔ ہمارے پاس وافر مقدار میں کھانے کی اشیاء اور آرام کرنے کے لئے گھوڑوں کے ساتھ بستر بھی بندھے ہوئے ہیں۔ اگر ہم کئی ہفتے بھی یہاں لگاتار قیام کر کے سرتاک اور اس کے ساتھیوں کا انتظار کریں تو ایسا ہم کر سکتے ہیں۔''

عمیر بن نصر کا جواب سن کر نکسار اور تھمر دونوں مطمئن ہو گئی تھیں۔ تینوں مل کر کوئی مناسب جگہ تلاش کرنے لگے تھے۔ تھوڑی دیر بعد تھان شیان کے درّے کے بالکل کنارے وہ ایک کافی بڑی اور مناسب کھوہ تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ کھوہ اس قدر وسیع تھی کہ وہ اپنے گھوڑوں کے ساتھ اس میں سما سکتے تھے اور بوقت ضرورت غار کا منہ بند کر سکتے تھے اس لئے کہ قریب ہی بڑے بڑے پتھر بھی پڑے ہوئے تھے۔

اس کھوہ کو دیکھتے ہوئے عمیر بن نصر کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ گھوڑے سے اُتر کر وہ گھوڑے کی باگیں تھامے اُس کھوہ میں داخل ہوا۔ برف باری پہلے کی نسبت تیز ہو چکی تھی۔ تھمر اور نکسار اپنے گھوڑوں کو لئے اس کے پیچھے پیچھے غار میں داخل ہوئی تھیں۔

ایسا ہوا کہ اپنے گھوڑے کی باگ چھوڑ کر عمیر بن نصر نے پہلے اپنی تلوار بے نیام کی۔ ... نہ تھی پھر بھی اُس کے اندر چکر لگایا، اپنی سلامتی اور حفاظت کے لئے جائزہ لیا۔ ...ر کے اندر کوئی سوراخ نہیں تھا اور یہ کہ غار کا اندرونی حصہ سخت چٹانوں پر

مشتمل تھا۔ یہ صورت حال عمیر بن نصر کے لئے کافی حد تک اطمینان بخش تھی۔

پھر وہ تھمر اور نکسار دونوں کے پاس آیا اور انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''تم دونوں بہنیں گھوڑوں کی زین سے سامان اتار کر یہیں بیٹھو۔ میں غار کے باہر کوہستانی سلسلہ کے اوپر جاتا ہوں۔ لکڑیاں اور گھاس کاٹ کر لاتا ہوں۔ اس لئے کہ ہمیں غار کے اندر گھاس اور لکڑیوں کا ڈھیر لگا لینا چاہئے۔ جانے یہ برف باری کب تک جاری رہے اور سرتاک کے انتظار میں اس غار کے اندر ہمیں کب تک انتظار کرنا پڑے۔''

عمیر بن نصر کے ان الفاظ کے جواب میں تھمر فوراً بولی اور کہنے لگی۔ ''گھوڑے یہیں غار کے اندر ہی چھوڑ دیتے ہیں۔ میں آپ کو تنہا اور اکیلے نہیں جانے دوں گی۔ میں اور نکسار دونوں بھی آپ کے ساتھ جاتی ہیں۔ تینوں مل کر لکڑیاں اور گھاس کاٹتے ہیں اور پھر ان لکڑیوں اور گھاس کو غار کے اندر جمع کر لیں گے۔''

نکسار نے بھی فوراً تھمر کی تائید کی۔

تھمر کا یہ جواب سن کر عمیر بن نصر کے چہرے پر خوشی کی لہریں بکھر گئی تھیں۔ ''اگر تم دونوں کی یہ مرضی ہے تو پھر آؤ جلدی کریں۔ اس لئے کہ لکڑیاں تلاش کرتے ہمیں کافی وقت لگے گا۔ گو برف باری میں لکڑیاں بھیگ چکی ہوں گی لیکن ہم چھوٹی چھوٹی خشک لکڑیاں تلاش کر لیں گے۔ جب ان سے ہم آگ روشن کرنے میں کامیاب ہو گئے تو برف باری کے باعث بڑی لکڑیاں بھیگی ہونے کے باوجود خشک ہو کر جل اُٹھیں گی۔''

اس کے ساتھ ہی تینوں غار سے باہر نکلے، اپنے گھوڑے کی زین سے بندھا ہوا کلہاڑا عمیر بن نصر نے لے لیا تھا جبکہ تھمر اور نکسار نے اپنی تلواریں اور خنجر سنبھال لئے تھے۔ غار کے قریب ہی انہوں نے دیکھا کافی بڑی بڑی بھورے رنگ کی گھاس تھی جو برف کے ساتھ سفید ہو چکی تھی اور گھاس کے اندر ہی ٹنڈ منڈ درختوں کا نہ ختم ہونے والا ایک سلسلہ بھی تھا۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے وہ خوش ہو گئے تھے۔ پھر عمیر بن نصر اپنے کلہاڑے کو حرکت میں لایا۔ وہ تیزی سے چھوٹے بڑے درخت کاٹ کر ان کے ٹکڑے کرتے ہوئے لکڑیوں کے ڈھیر لگانے لگا تھا۔ دوسری طرف تھمر اور نکسار بھی حرکت میں آئیں، انہوں نے اپنی تلواروں اور خنجروں سے بھوری گھاس کاٹ کاٹ کر اس کے ڈھیر لگانے شروع کر دیئے تھے۔ اس لئے کہ وہ گھاس نہ صرف اُن کے لئے آگ جلانے کے کام آ سکتی تھی بلکہ ان تینوں کے گھوڑوں کی خوراک بھی بن سکتی تھی۔

کچھ دیر تک وہ اس کام میں بڑی جانفشانی میں جتے رہے۔ پھر تینوں نے اندازہ لگایا کہ وہ

www.pdfbooksfree.pk

اس قدر گھاس اور لکڑیاں کاٹ چکے ہیں کہ کئی دن تک ان کے کام آ سکتی ہیں تو انہوں نے کاٹی ہوئی لکڑیاں اور گھاس اُٹھا اُٹھا کر غار کے اندر منتقل کرنا شروع کر دی تھیں۔ جب ساری لکڑیاں اور گھاس غار کے اندر لے گئے تب تینوں نے مل کر گھوڑوں کی زینوں سے سامان اتار دیا تھا۔ نکسار اور تھمر نے جلدی جلدی گھوڑوں کی زینوں سے دو بڑے بڑے کمبل کھول کر غار کے اندر بچھائے اور ان کے اوپر انہوں نے بستر لگا دیئے تھے۔ پھر گھوڑوں کی زینوں سے ضرورت کا سامان، کھانے پینے کی اشیاء اور پانی کی چھاگلیں اُتار لی گئی تھیں۔ اس کے بعد گھوڑوں کی پیٹھوں سے زینیں اور منہ سے دھانیں نکالنے کے بعد گھوڑوں کو غار کے ایک کونے میں باندھ کر ان کے آگے خشک گھاس ڈال دی گئی تھی۔ گھوڑے بھوکے تھے بڑی تیزی کے ساتھ وہ خشک گھاس چبانے لگے تھے۔ نکسار اور تھمر دونوں کھانے پینے کی اشیاء غار کے ایک طرف جمانے لگی تھیں جبکہ عمیر بن نصر نے بستروں کے قریب ہی تھوڑی سی گھاس جمع کی اور اسے پہلے آگ دکھائی۔ اور جب گھاس خوب آگ پکڑ گئی تو اُس نے اُس کے اوپر چھوٹی چھوٹی خشک لکڑیاں اور بڑی لکڑیوں کی چھال ڈالنی شروع کر دی تھی جس نے تیزی سے آگ پکڑنی شروع کر دی تھی۔ جب کچھ آگ جمع ہوئی تو اُس نے اُس کے اوپر بڑی لکڑیاں رکھ دیں۔ وہ بھی خشک ہو کر آگ پکڑ گئی تھیں۔ اس طرح غار کے اندر الاؤ گرم ہو گیا تھا۔

جب آگ خوب بھڑک اُٹھی اور تینوں اپنے بستروں میں بیٹھ گئے تو تھمر عمیر بن نصر کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ ''یہ جس غار میں اس وقت ہم بیٹھے ہیں کیا اس کا منہ اسی طرح کھلا رکھنا چاہیے؟ ایسا نہ ہو کہ منہ کھلا رکھنے سے کوئی جنگلی جانور یا درندہ کوہستانی سلسلوں میں ادھر آن گھسے یا لٹیروں کا کوئی گروہ ہی برف باری میں ادھر کا رُخ کر بیٹھے اور ہمیں نقصان پہنچانے کی کوشش کرے۔''

تھمر کے ان الفاظ پر عمیر بن نصر نے بڑے غور سے اُس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔ ''جو کچھ تم نے کہا ہے مجھے اس کا اندازہ ہے۔ تم فکر نہ کرو۔ تم دونوں کی سلامتی مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ غار کا منہ ہم بڑے بڑے پتھروں سے ضرورت کے وقت بند کر دیں گے۔ تاہم تھوڑا سا حصہ کھلا رکھیں گے اور باری باری وہاں بیٹھ کر پہرہ دیا کریں گے اور یہ پہرہ ... ن کے وقت رہے گا تاکہ جب کوئی درّے سے گزرے تو ہمیں پتہ چل جائے کہ کون

... اور کہنے لگی۔ ''اور اگر ہمارے دشمن رات کے وقت گزر گئے تب؟''

جواب میں عمیر بن نصر مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ ''بات کچھ یوں ہے نکسار! کہ یہ ایسے ویران راستے ہیں کہ یہاں رات کے وقت کوئی سفر نہیں کرتا۔ رات لوگ کسی نہ کسی سرائے یا بستی میں بسر کر لیتے ہیں، دن کے وقت یہاں سے گزرتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں خبر ہو جائے گی کہ سرتاک اور اُس کے دونوں محافظ کب اور کس وقت یہاں سے گزرتے ہیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد عمیر بن نصر رُکا، پھر اپنے سلسلۂ کلام کو جاری رکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔ ''پہلے تینوں مل کر کھانا کھاتے ہیں۔ میرے خیال میں اب شام ہو رہی ہے۔ اس کے بعد آگ کے پاس بیٹھ کر آرام کریں گے۔ میرے خیال میں پہلے میں غار کا منہ بڑے بڑے پتھروں سے بند کرتا ہوں۔''

اس پر نکسار کہنے لگی۔ ''یہ کام میں اور تھمر آپ کو اکیلے تو نہیں کرنے دیں گی۔ میں اور تھمر بھی اس کام میں آپ کا ساتھ دیں گی۔ پہلے غار کا منہ جس قدر ہم بند کرنا چاہتے ہیں کر لیں، اس کے بعد اکٹھے بیٹھ کے کھانا کھائیں گے۔''

نکسار کی یہ بات شاید تھمر اور عمیر دونوں کو پسند آئی تھی۔ سب اپنی جگہوں پر سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ تینوں نے مل کر بڑے بڑے پتھروں سے غار کا منہ بند کرنا شروع کر دیا تھا۔ تاہم غار کے اوپری حصہ سے تھوڑا سا سوراخ رہنے دیا تھا۔ اس کے بعد وہ تینوں اندر آ کر بیٹھ گئے اور پُرسکون ماحول میں کھانا کھانے لگے تھے۔ اس طرح سرائے گوبی کی طرف سے آنے والی شاہراہ کے کنارے اُنہیں ایک معقول جگہ مل گئی تھی۔

لگاتار کئی روز تک تینوں نے کوہستان تھان شیان کے اُس غار میں قیام کیا، باری باری وہ دن کے وقت غار کے منہ پر بیٹھ کر پہرہ دیتے اور سرائے گوبی کی طرف سے آنے والی شاہراہ پر کڑی نگاہ رکھتے تھے۔ تاہم رات کے وقت وہ غار میں آگ کا الاؤ روشن کر کے سو رہتے۔

اس طرح چند روز بعد ایک دن جب عمیر بن نصر غار کے دہانے کے پاس سرائے گوبی کی طرف سے آنے والی اُس شاہراہ ریشم پر گہری نگاہ رکھے ہوئے تھا ایک دم وہ چونک کر کھڑا ہوا۔ وہ پتھر جن سے اُس نے غار کا دہانہ بند کر رکھا تھا انہیں دھکا دے کر اُس نے ایک دم گرا دیا۔ پھر وہ بلند آواز میں تھمر اور نکسار کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''تم دونوں بہنیں فوراً تیار ہو جاؤ۔ میں مشرق کی سمت سے شاہراہ پر گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں سن رہا ہوں۔ میرا دل کہتا ہے سرتاک اور اُس کے قرمصی محافظوں کے علاوہ کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ میں درّے کے بالکل کنارے جاتا ہوں۔ تم دونوں بہنیں اتنی دیر تک تینوں گھوڑوں کو تیار کر کے درّے کے دہانے کی چٹانوں کی اوٹ میں آ جاؤ۔''

www.pdfbooksfree.pk

اس کے ساتھ ہی عمیر بن نصر نے اپنی پیٹھ پر تیروں کا ترکش درست کیا، کندھے پر لٹکتی ہوئی کمان کا جائزہ لیا پھر وہ اپنے سر پر آہنی خود درست کرتا ہوا غار سے بھاگ گیا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد تھمر اور نکسار بھی تینوں گھوڑوں کی باگیں پکڑے وہاں پہنچ گئی تھیں۔ انہوں نے اپنا سارا سامان اور بستر لپیٹ کر اپنے گھوڑوں کی زینوں سے باندھ دیا تھا۔

عین اُسی وقت انہوں نے ذرا فاصلے پر مشرق میں کوہستانی سلسلہ کے درّے کے اندر تین سوار ہیولوں کی طرح نمودار ہوتے دیکھے تھے۔ انہیں دیکھتے ہی عمیر بن نصر چلا اُٹھا۔

''دیکھو تم دونوں تینوں گھوڑوں کو لے کر میرے قریب بلند چٹان کی اوٹ میں ہو جاؤ اور گھوڑوں کو پتھروں سے باندھ دو۔ پھر دونوں میرے پاس آ جاؤ۔ آج اس درّے میں سرتاک اور اس کے دونوں محافظ ساتھیوں کا تماشا قابلِ دید ہوگا۔''

عمیر بن نصر کے کہنے پر تھمر اور نکسار دونوں حرکت میں آئیں۔ گھوڑوں کو کھینچتے ہوئے وہ چٹانوں کی اوٹ میں جا کر پتھروں سے باندھ آئیں۔ پھر لوٹیں اور دونوں عمیر بن نصر کے دائیں بائیں پہلو میں دو گھات میں بیٹھ گئی تھیں۔

دوسری جانب مشرق کی طرف سے آنے والے تینوں سوار جب نزدیک آئے تو عمیر بن نصر کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی اور وہ تھمر اور نکسار کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ''آنے والے یہ تینوں سوار سرتاک اور اُس کے قبرصی محافظ ہیں۔ میں تینوں کو پہچان چکا ہوں۔''

اس کے ساتھ ہی عمیر بن نصر نے کندھے سے کمان اُتاری اور پیٹھ پر لٹکتے ہوئے ترکش سے اُس نے چند تیر نکال کر اپنے پہلو میں رکھ لئے تھے۔ جونہی وہ عمیر بن نصر کے تیروں کی زد میں آئے، عمیر بن نصر نے ایک تیر اپنے منہ میں پکڑا، دوسرا اُس نے چلّے پر چڑھا دیا تھا۔ پھر اُس نے سانس روکی اور تاک کر تیر مارا..... تیر ایک قبرصی کا سینہ چیرتا ہوا نکل گیا تھا اور وہ قبرصی چیخ مارتا ہوا زمین پر گر گیا تھا۔ سرتاک اور دوسرا قبرصی اس اچانک حملہ پر ابھی فکرمند اور حیران ہی تھے اور کسی ردِعمل کا اظہار کرنا ہی چاہتے تھے کہ اتنی دیر تک ایک اور تبدیلی رونما ہوئی۔ وہ یہ کہ عمیر بن نصر کی طرف سے دوسرا تیر چلا اور دوسرے قبرصی کا سینہ چیرتے ہوئے نکل گیا تھا۔ اس طرح دونوں قبرصی تیغ زن اپنے گھوڑوں سے گر کر دم توڑ گئے تھے۔ یہ صورت حال سرتاک کے لئے انتہا درجہ کی خوفناک اور پریشان کر دینے والی تھی۔ اپنے
ے سے چھلانگ لگا کر وہ نیچے اُترا اور قریب ہی ایک چٹان میں ہو کر حالات کا جائزہ

مین پر لیٹا ہوا عمیر بن نصر حرکت میں آیا، سانپ کی طرح رینگتا ہوا بڑی

تیزی سے وہ اُس چٹان کی طرف بڑھا تھا جس کی طرف سرتاک گیا تھا۔ سرتاک سے تھوڑا قریب جا کر عمیر بن نصر نے کھولتے ہوئے لہجے میں مخاطب کیا۔

''باتو کے بیٹے سرتاک! میں تیرے دونوں قبرصی محافظوں کا خاتمہ کر چکا ہوں۔ اب میں بالکل تیرے نزدیک ہوں۔ تو میرے تیروں کی زد میں ہے۔ تیری بہتری اسی میں ہے کہ تو اپنی جگہ پر کھڑا ہو جا تاکہ میں تیرے ساتھ اب معاملہ طے کر سکوں۔ یہ بھی سن لے کہ میں عمیر بن نصر ہوں۔ وہی عمیر بن نصر جس سے تیرے باپ باتو نے تیری بہن بختائی کو بیاہا تھا۔ اور یہ بھی اپنے دل پہ لکھ رکھ کہ تو بختائی کا قاتل ہے۔''

عمیر بن نصر کے ان الفاظ پر سرتاک اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑا ہوا۔ عمیر بھی اوٹ سے نکل آیا اور اپنی تلوار اور ڈھال اپنے دائیں بائیں ہاتھ میں لئے سرتاک کی طرف بڑھا تھا۔ قریب جا کر عمیر بن نصر نے اُسے مخاطب کیا۔

''اب جبکہ ان ویرانوں اور دیولاخوں میں تیرے دونوں قبرصی محافظوں کا میں خاتمہ کر چکا ہوں، تیری بہتری اسی میں ہے کہ میرے ساتھ ان ویرانوں میں مت ٹکراؤ۔ جو میں کہتا ہوں وہی کرو۔ چپ چاپ میرے ساتھ ہو لو۔ میں تمہیں تمہارے خاقان برقائی خان کے پاس لے کر جاؤں گا۔''

اس پر چھاتی تانتے ہوئے سرتاک کھولتے لہجے میں بول اُٹھا۔ ''یہ تیری غلط فہمی ہے۔ تیرا فریبِ نظر ہے کہ میں تیرے ساتھ برقائی کے پاس جاؤں گا۔ اگر مجھے جانا ہی ہے تو وہاں اکیلا ہی جاؤں گا اور اس کے سامنے اپنے خاقان منگو کا وہ حکم نامہ پیش کروں گا جس کے تحت منگو نے مجھے مغربی منگولوں کا خاقان مقرر کر دیا ہے اور میں ایسا ان دیولاخوں کے اندر تیرا خاتمہ کرنے کے بعد کروں گا۔''

سرتاک رُکا اور اس کے بعد پہلے سے بھی زیادہ ہولناک انداز میں کہہ رہا تھا۔ ''تو نے میرے دونوں قبرصی محافظوں کا خاتمہ کر کے اپنی موت کے پروانے پر دستخط کر دیئے ہیں۔''

سرتاک کے ان الفاظ پر عمیر بن نصر نے انتہائی برہمی اور غضبناکی کا اظہار کرتے ہوئے اُسے مخاطب کیا۔ ''سرتاک! میں بختائی نہیں ہوں جسے تو نے رات کی تاریکی میں بارش کے اندر اپنے ساتھیوں کے ذریعے قتل کرا دیا تھا۔ مت بھول کہ تو بختائی کا قاتل ہے۔ بختائی کے شوہر کی حیثیت سے میں تم سے ہر صورت انتقام لوں گا۔''

جواب میں سرتاک پُرجوش انداز میں اپنی تلوار لہراتے ہوئے کہنے لگا۔ ''یہ تو وقت بتائے گا کہ کون ان دیولاخوں میں انتقام لیتا ہے۔''

www.pdfbooksfree.pk

اُس کے ان الفاظ سے عمیر بن نصر زیادہ غضبناک ہو گیا تھا، کہنے لگا۔ ''سن سرتاک! میں تین تک گنتی گنوں گا۔ اس دوران اگر تم نے میرے ساتھ برقائی خان کے پاس جانے پر آمادگی ظاہر کر دی تو میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا۔ اس لئے کہ برقائی تیرے جرائم سے واقف ہے اور تیرے ان جرائم کا فیصلہ بھی وہی کرے گا۔ بصورت دیگر میں تجھ پر حملہ آور ہو جاؤں گا۔''

اس کے ساتھ ہی سرتاک کے جواب کا انتظار کئے بغیر عمیر بن نصر نے جب گنتی گننا شروع کی تو سرتاک کہنے لگا۔ ''تمہارے اس طرح گنتی گننے سے کیا فائدہ؟ تمہیں یہاں سے برقائی کے پاس جانا نصیب ہی نہ ہوگا۔''

عمیر بن نصر غضبناک ہو کر دھاڑا۔ ''یہ تو وقت بتائے گا کہ کون واپس جاتا ہے، میں یا تم؟'' پھر عمیر بن نصر نے گنتی گننا شروع کر دی تھی۔ تین تک گنے جانے کے بعد جب سرتاک اُس کے ساتھ جانے پر آمادہ نہ ہوا تو عمیر بن نصر بپھرے ہوئے تیندوے کی طرح آگے بڑھا اور سرتاک پر اُس نے حملہ کر دیا تھا۔ جواب میں سرتاک بھی حملہ کر چکا تھا۔ یوں دونوں درّے کے اندر ایک دوسرے پر غالب رہنے کی تگ و دو کرنے لگے تھے۔

جس وقت وہ دونوں ایک دوسرے پر بڑھ چڑھ کر حملہ آور ہونے کی کوشش کر رہے تھے عین اُسی لمحہ تدریجی بلندی کے اوپر سے تھمر اور نکسار بھاگتی ہوئی نمودار ہوئیں۔ ان کے ہاتھوں میں اپنی تلواریں اور ڈھالیں تھیں۔ اُن کی طرف دیکھتے ہوئے سرتاک پریشان اور فکرمند ہو گیا تھا۔ اس موقع پر عمیر بن نصر نے مسکراتے ہوئے سرتاک کو مخاطب کیا۔ کہنے لگا۔

''میں دیکھتا ہوں ان دونوں کے آنے سے تو فکرمند اور پریشان ہو گیا ہے۔ یاد رکھ یہ دونوں آنے والی میری بیویاں ہیں۔ ایک گرجستان کی شہزادی تھمر ہے جسے تو نے حاصل کرنے کی کوشش کی تھی۔ اب یہ میری بیوی ہے۔ اور دوسری باتو کے ہاتھوں مرنے والے روسی حکمران میخائیل کی بیوہ نکسار ہے۔ اسی کے ذریعے تم نے سازش کر کے برقائی کا خاتمہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ اب یہ نکسار میری بیوی ہے اور میری بہترین ساتھی ہے۔ تو فکرمند نہ ہو۔ یہ میری طرف سے حملہ آور نہیں ہوں گی۔ یہ ایک طرف ہٹ کر کھڑی رہیں گی اور میرے سامنے تیری بے بسی کا تماشہ دیکھیں گی۔''

اس کے ساتھ ہی عمیر بن نصر نے تھمر اور نکسار کو ایک طرف ہٹ کر کھڑا رہنے کے لئے کہا جبکہ خود بڑی تیزی اور تسلسل کے ساتھ وہ بار بار اللہ اکبر کی تکبیریں بلند کرتا ہوا سرتاک پر ا اور بڑھ چڑھ کر خطرناک حملے کرنے لگا تھا۔

ان حملوں کی تاب نہ لاتے ہوئے اب اُلٹے پاؤں پیچھے ہٹنا شروع ہو گیا تھا۔ آخر

سرتاک کو پیچھے دوڑاتے ہوئے عمیر بن نصر نے اپنی ڈھال اُس کے شانے پر دے ماری۔ اُس کی یہ ڈھال ایسی زور سے پڑی تھی کہ سرتاک اپنا توازن کھو بیٹھا اور اپنے پیچھے ایک پتھر پر گر گیا تھا۔

اسی لمحہ عمیر بن نصر نے اپنی تلوار کی نوک اُس کی شہ رگ پر رکھ دی تھی۔ پھر تلوار پر دباؤ ڈالتے ہوئے اُس نے سرتاک سے اُس کی تلوار اور ڈھال چھین کر پھینک دی تھی۔

اس کے بعد تحکمانہ انداز میں اُس نے سرتاک کو اٹھنے کے لئے کہا۔ اس کے جواب میں سرتاک فوراً اُٹھ کھڑا ہوا۔ عمیر نے پھر اُسے مخاطب کیا۔

''میں نے پہلے ہی تجھے کہا تھا کہ میرے ساتھ تیغ زنی کا مقابلہ نہ کرنا۔ یہ تیرے بس کی بات نہیں۔ تو جانتا ہے بختائی کو حاصل کرنے کے لئے میں نے قبرص کے تیغ زن کو لمحوں کے اندر مات کر دیا تھا جس کے ساتھ کوئی بھی منگول مقابلہ کرنے کو تیار نہ تھا۔ پھر تیری میرے سامنے کیا حیثیت تھی سرتاک!...... قبل اس کے کہ میں تلوار بلند کر کے تیری گردن کاٹوں، بتا کیا بختائی کا قتل واقعی تیرے ایما پر کیا گیا تھا......؟ ذرا محتاط رہ کر میری بات کا جواب دینا۔ اگر تو نے جھوٹ بولنے کی کوشش کی تو میں تجھے اس درّے کے اندر زمین پر لٹا دوں گا اور تیرا ایک ایک عضو آہستہ آہستہ علیحدہ کرتے ہوئے تمہیں انتہائی کرب اور ذلت کی موت ماروں گا۔ اب میں صرف تین تک گنوں گا۔ اور اگر تو نے سچ اور صحیح جواب نہ دیا تو پھر میں تیرے بدن کی شکست و ریخت کا کام شروع کر دوں گا۔''

عمیر کے گنتی شروع کرنے سے قبل ہی سرتاک انتہائی بے بسی میں تقریباً چلاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ ''ابن نصر! میرے اعصاب مت کاٹنا۔ میں سچ کہتا ہوں، بختائی کو واقعی میں نے قتل کرایا تھا اور نکسار کے ساتھ سازش کا کھیل اور برقائی خان کے قتل کا ارادہ بھی میں نے ہی کیا تھا۔''

اس پر عمیر بن نصر نے پھر اُسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھ لیا۔ ''اس کام میں منگول سردار اغون خان بھی تمہارے ساتھ شامل تھا......؟''

سرتاک نے اثبات میں گردن ہلا دی تھی۔ عمیر نے پھر اُسے مخاطب کیا۔

''دوسرے منگولوں کے نام کہو جو اس کام میں تمہارے شریک تھے۔''

اس پر سرتاک نے جب دوسرے منگولوں کے نام بھی بتا دیئے تب عمیر بن نصر نے تلوار بلند کی، پھر زور سے گرائی اور سرتاک کی اُس نے گردن کاٹ کے رکھ دی تھی۔

اس کے بعد اُس نے اپنی تلوار صاف کر کے نیام میں کی، تھمر اور نکسار کی طرف دیکھتے

www.pdfbooksfree.pk

ہوئے کہنے لگا۔ ''میری دونوں رفیقو! میری ساتھیو! جس کام کے لئے ہم مشرق کی طرف ان سرزمینوں کی طرف آئے تھے اس کام کی تکمیل کر چکے۔ آؤ اپنے گھوڑوں پر سوار ہوں اور وقت ضائع کئے بغیر سرائے باتو کا رُخ کریں۔''

عمیر بن نصر کے ان الفاظ کے جواب میں بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے تھمر اور نکسار دونوں حرکت میں آئیں۔ وہ کوہستانی سلسلے کے اوپر گئیں اور تینوں گھوڑوں کو لے آئیں۔

پھر تینوں اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور تھوڑی دیر بعد وہ اس شاہراہ پر اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑا رہے تھے جو تھان شان کے درّے سے گزرتی ہوئی جھیل بائکش اور بحیرہ ارال کے پاس سے ہوتی ہوئی دریائے یورال کے اس پار سرائے باتو کی طرف جاتی تھی۔

سرائے باتو کی طرف جاتے ہوئے ایک جگہ اچانک عمیر بن نصر نے اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچتے ہوئے اُسے روک دیا۔ اُس کی طرف دیکھتے ہوئے تھمر اور نکسار نے بھی گھوڑوں کی باگیں کھینچتے ہوئے انہیں روک دیا تھا۔ تینوں شاہراہ پر اپنے سامنے دیکھتے ہوئے دنگ رہ گئے تھے۔ اس لئے کہ شاہراہ پر کچھ لاشیں بکھری ہوئی تھیں۔

کچھ دیر تینوں تاسف کا اظہار کرتے رہے، پھر کچھ سوچتے ہوئے عمیر بن نصر نیچے اُترا۔ اس لئے کہ اُن میں سے ایک آدمی زندہ تھا اور وہ اپنا ہاتھ ہلا رہا تھا۔

عمیر بن نصر گھوڑے سے اُترا، بھاگ کر اُس کے قریب گیا۔ اُس کی طرف دیکھتے ہوئے تھمر اور نکسار بھی گھوڑے سے اُتر کر اُس کی طرف بڑھیں تھیں۔ جب وہ ہاتھ ہلانے والے کے قریب گیا تو اُسے مخاطب کیا۔

''خدا جھوٹ نہ بلوائے تو مجھے منگول لگتا ہے۔ بتا، کیا معاملہ ہے؟''

اس پر وہ شخص رُک رُک کر بولا اور کہنے لگا۔ ''تو مجھے نہیں پہچانتا لیکن میں تجھے پہچان چکا ہوں۔ تو ... خریم بن مقروم کا بھائی عمیر بن نصر ہے۔ دیکھ ہم پر بوری کے بھائی بائیدار اور اس کے ساتھیوں نے حملہ کیا۔ ہمیں مار کر وہ بائیں جانب کے کوہستانی سلسلے کی طرف چلے گئے تھے۔ مرنے والوں میں تمہارا چھوٹا بھائی قریض بن مقروم اور اُس کی بیوی طائسی بھی شامل ہیں۔ اسے ہم منگولوں کے ساتھ تمہارے بھائی خریم بن مقروم نے تمہاری مدد کے لئے بھیجا

...شاف پر عمیر بن نصر کی آنکھوں میں قہرمانیت کی خلیج کو پاٹتے غیض وغضب کی ...ں کی اُڑانوں سے محروم کرتی قہر کے نامہربان موسموں کے سے اُٹھ کھڑے

ہوئے تھے۔ اُس کا چہرہ ایسے تاثرات دینے لگا تھا جیسے اُس کی خون کی تمازت میں دُکھ کی دیمک، شریانوں میں خون کی کھولن اور رگ رگ میں برق دوڑ اُٹھی ہو۔ کچھ دیر وہ خاموش رہا، پھر انتہائی غضبناکی کی حالت میں کہنے لگا۔

''میرے بھائی اور اُس کی بیوی کو جس نے بھی قتل کیا ہے میرے خداوند نے چاہا تو ہم اُس کے ہر موئے تن جھکے ریگستانوں کی کیفیت بے کل نفس میں مرگ بدوش ساعتیں اور اُن کی آنکھوں کی بصاورت میں خون بھرے اندھیروں کے اوہام بھر کے رہیں گے۔''

پھر عمیر بن نصر بڑی تیزی سے اُٹھا۔ مرا ہوا قریض اوندھے منہ پڑا تھا۔ اُس کی لاش کو سیدھا کیا، اُس کے چہرے، اُس کی پیشانی کے کئی بوسے لئے۔ اُسے اپنے ساتھ لپٹایا، چھاتی سے لگایا۔ اس لمحہ اُس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔ اُس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے تھمر اور نکسار رو دی تھیں۔ پھر دونوں نے کچھ سوچا، قریب پڑی طائسی کی لاش کو انہوں نے سیدھا کیا، اُس کا لباس درست کیا۔ اس موقع پر ایک عجیب سی نگاہ عمیر بن نصر نے طائسی پر ڈالی، پھر کھل کر رو دیا تھا۔ قریب بیٹھی تھمر اور نکسار بھی ہچکیاں سسکیاں لے رہی تھیں۔

اچانک عمیر بن نصر سنبھلا، اُس منگول کی طرف گیا جو ابھی زندہ تھا۔ جب اُس کا جائزہ لیا تو وہ بھی مر چکا تھا۔ کچھ دیر بعد اُس نے سوچا، پھر دائیں جانب مرنے والے منگولوں کو ایک گڑھے میں ڈال کر تھمر اور نکسار کی مدد سے اُس پر مٹی ڈال دی گئی۔

تھمر نے خدشات کا اظہار کرتے ہوئے عمیر بن نصر کو مخاطب کیا۔ ''ہم تینوں کو یہاں زیادہ دیر قیام نہیں کرنا چاہئے۔ ایک منگول زندہ تھا، اس نے ہمیں بائیدار کی نشاندہی کر دی ہے۔ بائیدار اور اس کے ساتھی یہاں قریب ہی ہوں گے۔ وہ ہم پر حملہ آور ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا میں آپ کو مشورہ دوں گی کہ قریض اور طائسی کی لاش کو لے کر ہمیں فی الفور یہاں سے کوچ کرتے ہوئے اپنے گھوڑوں کو سرائے باتو کی طرف سرپٹ دوڑا دینا چاہئے۔ اب ہم سرائے باتو سے زیادہ دور نہیں ہیں۔''

عمیر بن نصر نے تھمر کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ قریض کی لاش کو اُٹھا کر اُس نے اپنے گھوڑے پر رکھا، اپنے گھوڑے پر سوار ہوا۔ اتنی دیر تک تھمر اور نکسار نے مل کر طائسی کی لاش کو بھی گھوڑے پر رکھ لیا تھا۔ پھر وہ دونوں بھی اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئیں اور وہ اپنے گھوڑوں کو سرائے باتو کی طرف دوڑانے لگے تھے۔

تینوں جب سرائے باتو میں داخل ہوئے تو ایک کہرام سا مچ گیا تھا۔ چاروں طرف قریض اور طائسی کی موت کی خبر پھیل گئی تھی۔ کرغیز، باشکیری، منگیار بھاگ بھاگ کر جمع ہونے لگے

www.pdfbooksfree.pk

تھے۔ منگولوں نے عمیر، نکسار اور تھمر کے ارد گرد ایک جھمگھٹا سا لگا لیا تھا۔ عین اسی لمحہ ایک طرف سے برقائی، خریم بن مقردم، کوچمان، گوچلوک، تورائی خان، کشلی خان اور کچھ دیگر سالار نمودار ہوئے۔ عمیر بن نصر نے جونہی انہیں دیکھا، بھاگ کر وہ پہلے خریم بن مقردم سے بغل گیر ہوا، اُس کے شانے پر سر رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دیا تھا۔ اچانک وہ علیحدہ ہوا اور خریم بن مقردم کی طرف دیکھنے لگا۔ اس لئے کہ خریم بن مقردم اپنے ہونٹ کاٹ رہا تھا اور اُس کی آنکھوں سے گرتے آنسو عمیر بن نصر کی پیٹھ پر گر رہے تھے۔ یہ حالت عمیر بن نصر کے لئے ناقابل برداشت تھی۔ خریم بن مقردم سے لپٹ کر پھٹ پڑا تھا اور رو دیا تھا۔ اس دوران تورائی خان آگے بڑھا، دونوں کو اُس نے علیحدہ کیا پھر عمیر بن نصر باری باری سب سے ملا۔ کوچمان اور گوچلوک سے بھی اُس کا تعارف کرایا گیا۔

خریم بن مقردم آگے بڑھا، جونہی آگے بڑھ کر اُس نے قریض کی لاش گھوڑے سے اُتارنا چاہی، تڑپ کر عمیر بن نصر بھاگا، خود اُس نے لاش کو نیچے اتارا۔ اتنی دیر تک گوچلوک نے آگے بڑھ کر اپنی بیٹی طاکسی کی لاش اتار لی تھی۔

خریم نے قریض کی لاش کو عمیر بن نصر سے لے لیا۔ زمین پر بیٹھ گیا، اُسے اپنے ساتھ لپٹا کر کچھ دیر سسکتا رہا، روتا رہا۔ اور عمیر بن نصر اُس کے سامنے بیٹھ کر قریض کی چھاتی پر سر رکھ کر آنسو بہا رہا تھا۔ اور اس کے قریب ہی تھمر اور نکسار کھڑی تھیں۔ کچھ دیر ایسا ہی سماں رہا۔ پھر خریم بن مقردم اُٹھ کھڑا ہوا۔ اتنی دیر تک برقائی کے کہنے پر دونوں کی لاشوں کو چارپائیوں پر ڈال دیا گیا تھا۔ اچانک اپنے قریب ہی کھڑی تھمر پر خریم بن مقردم کی نگاہ پڑی، اُس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور سسکتی آواز میں کہنے لگا۔

''میری بہن! تو کیسی ہے......؟''

یہ الفاظ تھمر کو کاٹ گئے تھے۔ بے چاری نے خریم کے شانے پر سر رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا۔ پھر نکسار کی طرف خریم نے دیکھا اور کہنے لگا۔ ''اگر میں غلطی پر نہیں تو میری بہن تو نکسار ہے؟''

نکسار بے چاری بھی اُس کے شانے پر سر رکھ کر پھٹ پڑی تھی۔ پھر جب وہ دونوں علیحدہ ہوئیں تب عمیر بن نصر نے مرنے والے منگول نے جو تفصیل بتائی تھی وہ سب سے کہہ دی تھی۔

...مقردم فضاؤں میں گھورتے ہوئے بڑی قہرمانی میں کہہ رہا تھا۔

...ئیدار نے اپنے بھائی بوری کے مجھ سے ہارنے اور پھر یہاں اُس کے قتل کئے ...ے چھوٹے بھائی سے لیا ہے تو میرے خداوند نے چاہا تو اُس کی حالت میں

ویران ہتھیلیوں کی بے اثر دُعا، پتھروں کی طرح بے غبار اُجڑے سکون سے بھی بدتر کروں گا۔ اس کی سانسوں کی چنگاریوں میں بدلوں گا۔ اس کی زیست کے میدانوں میں سکون، صوت و آہنگ، چاہت بھری آہٹوں کی گونج گونجنے نہیں دوں گا۔ اس کے جسم و جان کو سیراب کرتے وقت کے نغموں سے محروم کروں گا اور اس کے تن کی سیراب انگیزی، سرور انگیزی کے لئے محبت اور چاہت کا کوئی اشارہ تک نہیں رہنے دوں گا۔''

اس موقع پر برقائی خان نے اپنے قریب ہی کھڑے تورائی خان کو قریب بلایا، پھر اُسے بڑی رازداری میں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اپنے چند منگولوں کو مشرق کی طرف بھیجو۔ بڑی رازداری سے شاہراہ کی جس جگہ قریض اور طاکسی کے علاوہ ہمارے منگولوں کو قتل کیا گیا ہے اس کے بائیں جانب کے کوہستانی سلسلے کا جائزہ لیں اور جہاں بھی بائیدار اپنے ساتھیوں کے ساتھ ملے اس کی اطلاع واپس آ کر کریں۔ میں آج ہی اغون سے بھی بات کرتا ہوں۔ میرا دل کہتا ہے کہ بائیدار کے اندر ہی اندر تعلقات سرتاک اور اغون خان کے ساتھ تھے۔ جہاں تک سرتاک کا تعلق ہے وہ تو عمیر بن نصر کے ہاتھوں کتے کی موت مارا جا چکا ہے، اس کی طرف سے ہمیں خطرہ ٹل گیا ہے۔ اب ہم نے بائیدار اور اس کے ساتھیوں سے نمٹنا ہے......اور......''

یہاں تک کہتے کہتے برقائی خان کو رُک جانا پڑا۔ اس لئے کہ عمیر بن نصر اُس کے قریب گیا، اُس کے کانوں میں تھوڑی دیر کھسر پھسر کی، پھر پیچھے ہٹ گیا۔ اس پر برقائی پھر بڑی رازداری میں تورائی خان سے کہہ رہا تھا۔

''ابھی ابھی مجھے عمیر بن نصر نے بتایا ہے کہ اغون خان کے بہت سے ساتھی یہاں موجود ہیں جو سرتاک کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔ ان سے بھی ہم نے نمٹنا ہے۔ بہرحال تم پہلا کام یہ کرو کہ فی الفور کچھ لوگوں کو بائیدار اور اُس کے ساتھیوں کی تلاش میں بھیجو۔''

اس پر تورائی خان فوراً پیچھے ہٹ گیا تھا۔ ابھی تک کسی نے بھی بشار کی طرف دھیان نہیں دیا تھا جو ایک طرف کھڑی بے چاری ہچکیوں اور سسکیوں میں رو رہی تھی۔ منہ کو ڈھانپے ہوئے تھی۔ اچانک چونکنے کے انداز میں خریم بن مقردم نے اُس کی طرف دیکھا۔ جب وہ اُس کے قریب گیا تو بشار بے چاری آگے بڑھی، پھر خریم بن مقردم سے لپٹ کر وہ دھاروں دھار رونے لگی تھی۔ اُس کی چیخیں اور اُس کی ہچکیاں، سسکیاں سب کے دل کو دہلا کر رکھ گئی تھیں۔

یہ صورت دیکھتے ہوئے عمیر بن نصر بھی پریشان ہو گیا تھا۔ اپنے قریب کھڑی تھمر اور نکسار

www.pdfbooksfree.pk

کو مخاطب کر کے کہنا لگا۔

"خدا جھوٹ نہ بلوائے یہ میرے بھائی خریم بن مقردم کی بیوی بشار ہے۔"

پھر آہستہ آہستہ روتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ عمیر بن نصر آگے بڑھا۔ اتنی دیر تک بشار علیحدہ ہو گئی تھی۔ خریم بن مقردم نے عمیر کو مخاطب کیا۔

"عمیر! یہ میری بیوی بشار ہے......"

عمیر نے آگے بڑھ کر اُس کے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔ اتنی دیر تک تھمر اور نکسار تیزی سے آگے بڑھیں اور بشار کو اپنے ساتھ لپٹا کر اُس کو تسلی اور ڈھارس دینے لگی تھیں۔

سب کے ساتھ برقائی خان حرکت میں آیا اور سب مل کر قریض بن مقردم اور طائسی کی تجہیز و تکفین کا اہتمام کرنے لگے تھے.....!

✿...✿

پورے چاند کی نرم، مہکتی رات فطرت کے جمال کے نقوش، سبک ساحلوں کی ٹھنڈک کو اپنے دامن میں سمیٹے ہر گام پر خوابوں کی دھنک کھڑی کرتی، سانسوں کی آہوں، گمبھیر خاموشی اور پُر ہول سکوت میں ذہن پر رینگتی پر چھائیوں کی طرح بھاگی چلی جا رہی تھی۔ سرائے باتو میں خیموں کا شہر ایسے لگ رہا تھا جیسے نیلے فلک تلے زمرد زمین کے سینے پر جمال سحر میں ڈوبے کپڑوں کے شاہکار نقوش کھینچ دیئے گئے ہوں۔

ایسے میں اپنے محل نما خیمے کے اندر برقائی سنجیدہ بیٹھا ہوا تھا۔ اُس کے دائیں بائیں خریم بن مقردم، عمیر بن نصر، کوچمان، کوچلوک، تورائی خان، کشلی خان اور کچھ دوسرے سالار بیٹھے تھے کہ اسی لمحہ دو مسلح جوان باتو خان کے دست راست اغون خان کو پکڑ کر وہاں لائے۔

آنے والے ان دونوں مسلح جوانوں نے برقائی کے کہنے پر اغون خان کو برقائی کے سامنے ایک نشست پر بٹھا دیا۔ پھر وہ دونوں مسلح جوان باہر نکل گئے تھے۔ تھوڑی دیر تک کمرے میں گہری خاموشی رہی، پھر اغون خان کو مخاطب کرتے ہوئے ہلکی ہلکی برہمی ملے انداز میں برقائی خان کہنے لگا۔

"اغون خان! اب تک میں نے تمہیں تمہارے خیمے میں صرف اپنے شکوک و شبہات کی بنا پر نظر بند کیا ہوا تھا۔ مجھے شک تھا کہ تم سرتاک کے ساتھ ملے ہوئے ہو۔ لیکن اب اپنے دل کے آئینے پر لکھ رکھو کہ سرتاک مارا جا چکا ہے۔ اُس نے سارے بھید کھول دیئے ہیں..... دیکھو، بولنے کی کوشش نہ کرنا۔ اُس نے صاف بتا دیا ہے کہ میرے خلاف سازش میں تم پیش ... سازش میں تم لوگوں نے عمیر بن نصر کی موجودہ بیوی نکسار کو بھی شامل کرنے کی

کوشش کی لیکن اُس نے ایسا نہیں کیا۔ اس نے سارے حالات عمیر بن نصر سے کہہ دیئے تھے۔ لیکن سرتاک کے اُگلنے کے بعد تمہارے باغی رویئے بالکل عیاں ہو گئے ہیں۔"

اس کے ساتھ ہی برقائی خان اپنا ہاتھ اپنی پشت کی طرف لے گیا۔ لپٹی ہوئی ایک وصلی اُس نے نکالی، اسے کھولا۔ اُس پر کچھ نام لکھے ہوئے تھے۔ پھر وہ وصلی اُس نے اغون خان کے سامنے کی اور پہلے کی نسبت زیادہ برہمی کا اظہار کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"اس وصلی پر لکھے ہوئے ناموں کو ذرا غور سے دیکھو۔ کیا یہ لوگ میرے خلاف تمہارے ساتھ غداری میں شامل نہ تھے؟"

ایک نگاہ اغون خان نے بڑی تیزی سے ان ناموں پر ڈالی اور پھر بڑی بے بسی سے وہ برقائی خان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ برقائی خان شاید اُس کی خاموشی کو زیادہ دیر برداشت نہ کرنا چاہتا تھا لہٰذا پہلے کی نسبت کئی گنا زیادہ برہمی اور غضبناکی میں وہ پھٹ پڑا۔

"اغون خان! تم اس وقت میرے بھائی باتو کے سامنے نہیں بیٹھے ہوئے ہو کہ وہ تمہاری خاموشی کو برداشت کر جائے گا۔ میں برقائی خان ہوں اور جو شخص میرے خلاف بغاوت کرتا ہے اسے میں زندہ نہیں چھوڑتا۔ میں نے تم سے پوچھا ہے کہ کیا یہ لوگ تمہارے ساتھ بغاوت میں شریک تھے؟"

اغون خان منہ سے کچھ نہ بولا، اثبات میں اُس نے گردن ہلا دی تھی۔

اس پر بڑی قہرمانیت کا اظہار کرتے ہوئے کشلی خان نے اُسے مخاطب کیا۔ "اغون خان! غداری بھی کرتے ہو اور زبان بھی بند رکھتے ہو۔ تم کس نوع کے، کس طینت کے انسان ہو؟ اپنے خاقان کے خلاف تم نے بغاوت کو فروغ دینا شروع کر دیا۔ کیا باتو خان کے باغی بیٹے سرتاک نے اس شہر میں تمہارے لئے کوئی زمرد کا محل کھڑا کر دیا تھا جس کی بنا پر تم اُس کے ساتھ مل کر بغاوت میں حصہ لینے لگے؟"

کشلی خان یہیں تک کہنے پایا تھا کہ اُسی کے سے انداز میں تورائی خان اُسے مخاطب کر کے بول اُٹھا۔ "اغون خان! تم کیا سمجھتے تھے کہ ہمارا خاقان برقائی اکیلا ہے؟ تم نے سرتاک کے ساتھ مل کر ایک طرح سے منگولوں کے اندر مذہبی تفریق پیدا کرنے کی کوشش کی۔ تم اور سرتاک دونوں ہی بختائی کے قاتل بھی ہو۔ اور تم جانتے ہو کہ قاتلوں کو معاف نہیں کیا جا سکتا۔ اغون خان! بغاوت کا واقعہ تمہارے سامنے آبائی دشت میں بھی ہوا۔ کچھ لوگوں نے منگو خان کو اپنا خاقان ماننے سے انکار کر دیا۔ اور جانتے ہو ان کا کیا حشر ہوا۔ تویوق کی بیوی کو برہنہ کر کے زمین پر گھسیٹا گیا، اُس کا خاتمہ کر دیا گیا۔ اس کے علاوہ بہت سے لوگوں کو کاٹ دیا گیا۔

www.pdfbooksfree.pk

بوری جس نے باتو اور برقائی خان دونوں کے ساتھ بدتمیزی کی تھی، اسے منگو نے یہاں بھیج دیا اور باتو خان نے اُس کا خاتمہ کرا دیا۔ ان سارے عوامل، سارے واقعات کے باوجود تم نے بغاوت کھڑی کرنے کی کوشش کی۔''

اغون خان خاموش رہا، منہ سے کچھ نہ بولا۔ اس پر دھاڑتی ہوئی آواز میں برقائی خان بول پڑا۔

''تمہاری خاموشی تمہارے مجرم ضمیر کی نقاشی کرتی ہے۔''

پھر اُس نے آواز دے کر کچھ محافظوں کو بلایا جس پر وہ محافظ اندر آئے۔ پھر کشلی خان اور تورائی خان کو مخاطب کرتے ہوئے برقائی خان کہنے لگا۔

''تم دونوں ایسا کرو کہ اغون خان کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ اس پر جو نام لکھے ہیں میرے خیمے کے پشتی خیمے کے اندر یہ سارے لوگ نظر بند ہیں۔ انہیں بھی نکالو اور اغون خان کو بھی اپنے ساتھ لے جاؤ اور ان سب کا خاتمہ کر دو۔''

تورائی خان اور کشلی خان اپنی جگہ سے اٹھنا ہی چاہتے تھے کہ ایک منگول نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ جب برقائی خان نے اجازت دی تو وہ منگول اندر آیا۔ وہ ان ہرکاروں میں سے ایک تھا جنہیں برقائی کے کہنے پر تورائی نے بائیدار اور اس کے ساتھیوں پر نگاہ رکھنے کے لئے بھیجا تھا۔

جب وہ ہرکارہ اندر آیا تو تورائی خان نے برقائی خان کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔''خاقان! یہ اُن ہرکاروں میں سے ایک ہے جنہیں میں نے بائیدار اور اس کے ساتھیوں کا پتہ لگانے کے لئے بھیجا تھا۔''

اس انکشاف پر برقائی خان کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ پھر آنے والے ہرکارے کو اُس نے مخاطب کیا۔

''کیا تم لوگوں نے بائیدار اور اُس کے ساتھیوں کا پتہ چلا لیا ہے؟''

اس پر آنے والا منگول کہنے لگا۔''خاقان! وہ اس وقت یہاں سے لگ بھگ تین فرسنگ کے فاصلے پر شاہراہِ ریشم کے بائیں جانب جوری کوہستانی سلسلوں کے اندر پڑاؤ کئے ہوئے ہے اور اس کے ساتھ کافی ساتھی ہیں۔ ہم نے اس کے ایک ساتھی کو اغوا کیا، اُسے مارا پیٹا اور سے سارے راز اُگلوائے۔ اُسی نے خریم بن مقرروم کے چھوٹے بھائی، اُس کی بیوی اور ...تھ جو منگول تھے ان کا خاتمہ کیا۔ مزید انکشاف یہ بھی ہے کہ بائیدار اغون کے ساتھ ...ن خان کے ساتھ ان کے روابط تھے اور اغون خان کسی نہ کسی طرح انہیں

سرائے باتو میں لا کے آباد کرنا چاہتا تھا تا کہ شہر کے اندر زور وشور سے آپ کے خلاف بغاوت کھڑی کی جا سکے۔''

آنے والے اس ہرکارے کی یہ تفصیل سن کر برقائی خان کے چہرے پر اطمینان اور آسودگی کے تاثرات بکھر گئے تھے۔ کچھ کہنا چاہتا تھا کہ ایک دم خریم بن مقرروم نے اُسے مخاطب کیا۔

''برقائی خان میرے عزیز بھائی! اگر آپ برا نہ مانیں تو میں آج ہی چند مسلح جوانوں کے ساتھ یہاں سے کوچ کر کے بائیدار کی طرف جاؤں گا اور اُس کا خاتمہ کر کے رہوں گا۔''

اس پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے برقائی خان کہنے لگا۔''خریم بن مقرروم! میں تمہیں اس کی اجازت دیتا ہوں۔ بلکہ اس مہم میں تم عمیر بن نصر کے علاوہ تورائی اور کشلی خان کو بھی اپنے ساتھ لے جاؤ۔''

برقائی جب خاموش ہوا تب خریم بن مقرروم کہنے لگا۔''نہیں میرے بھائی، میں صرف عمیر بن نصر کو اپنے ساتھ لے کر جاؤں گا۔ مجھے اُمید ہے کہ ہم دونوں بھائی اُس سے خوب نمٹیں گے۔ ہم اپنے ساتھ باشکیریوں، کرغیزوں اور منگیاروں میں سے کچھ مسلح جوان ساتھ لے کر جائیں گے۔ اور مجھے اُمید ہے کہ میں اُس سے نمٹنے میں زیادہ دیر نہیں لگاؤں گا۔''

خریم بن مقرروم جب خاموش ہوا تب برقائی خان اُس کی طرف دیکھتے ہوئے بول پڑا۔

''لیکن اس مہم کے لئے میری ایک شرط ہے۔''

تجسس بھرے انداز میں خریم بن مقرروم نے اُس کی طرف دیکھا، پھر کہنے لگا۔

''کیسی شرط......؟''

برقائی نے اپنا ہاتھ خریم بن مقرروم کے شانے پر رکھا، پھر کہنے لگا۔''شرط یہ ہے کہ تم بائیدار کے سارے ساتھیوں کا خاتمہ کرنے کے بعد اُسے زندہ گرفتار کر کے میرے پاس لاؤ۔ میں خود اُس سے نمٹنا چاہتا ہوں، خود اُس کے لئے سزا تجویز کرنا چاہتا ہوں۔''

اس پر خریم بن مقرروم مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔''میرے عزیز بھائی! یقیناً ایسا ہی ہوگا۔''

پھر برقائی کے کہنے پر تورائی خان اور کشلی خان دونوں اغون خان کو ساتھ لے کر خیمے سے نکل گئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد اغون خان اور اُس کے سارے ساتھیوں کا خاتمہ کر دیا گیا تھا۔ جبکہ رات کی گہری تاریکی میں خریم بن مقرروم اور عمیر بن نصر بھی باشکیریوں، منگیاروں اور کچھ کرغیزوں کو اپنے ساتھ لے کر شاہراہِ ریشم پر مشرق کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

✿......✿

رات شب خوابی کا حریری لباس اُتار چکی تھی۔ صبح سانسوں کی سوندھی مہکار کو اپنے دامن

www.pdfbooksfree.pk

میں سمٹے جل ترنگ رقص کرتی شگفتگی کی طرح نمودار ہوئی تھی۔ شجر شجر اُڑنے والے طیور، گلی بہ گلی آوارہ گردی کرنے والی تتلیاں جاگ اُٹھی تھیں۔ رات کی تاریک دھنک اور دہکتے خوابوں کے سائے ختم ہو چکے تھے۔ شبنم میں دُھلی شاداب وادیوں کے اندر روشنی کی لہریں قرنوں کی احادیث تک کے چہروں کو نکھارنے لگی تھیں۔

ایسے میں شاہراہِ ریشم کے ایک طرف بائیدار اپنے مسلح دستوں کے ساتھ ایک کوہستانی وادی میں پڑاؤ کئے ہوئے تھا کہ اچانک ایک طرف سے خریم بن مقرروم منگول ہرکاروں کی راہنمائی میں اُس وادی میں داخل ہوا۔

خریم بن مقرروم اور اُس کے مسلح جوانوں کو آتے دیکھ کر بائیدار سنبھل گیا تھا۔ اُس کے ساتھی بھی مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے خریم بن مقرروم اُن پر کالے تمدن کے عذاب میں گھس جانے والے رنگ و نور کے کشت زاروں کے ہجوم، وحشت بھرے خوابوں میں انقلاب برپا کرنے والے سبزہ زاروں کی خوشبو سے بغل گیر ہوتی سحر اور سانسوں کے خود کار عمل میں رُوح و بدن کے اندر اختلافات کھڑے کر دینے والے سلگتے لمحوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

جواب میں بائیدار بھی خریم بن مقرروم اور اُس کے لشکریوں پر درندگی کی غلاظتوں، اندھی صدیوں کی خونی داستانوں، بھٹکتی، بلکتی، ٹوٹتی گھٹن اور سلسلہ روز و شب میں اُٹھتے تیرہ خیز نقوش کی خونی علامتوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

ابھی دونوں لشکر ٹکرانے ہی والے تھے کہ بائیدار کی پشت کی جانب سے کچھ دستوں کے ساتھ عمیر بن نصر نمودار ہوا اور وہ بائیدار اور اُس کے لشکریوں کی پشت کی جانب سے ہلاکت کے ہاتھوں کو کاٹتی بپھرتی صداؤں کی تکبیروں، صدیوں میں کٹتی راتوں میں رواں دواں بازگشت اور تاریکی کی اُونچی اُٹھتی دیواروں تک میں گھس جانے والی خونی رُتوں کی یلغار کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

اب خریم بن مقرروم اور عمیر بن نصر کے دوطرفہ حملوں کے باعث بڑی تیزی سے بائیدار کے دستوں کی حالت بے خدوخال ہیولوں، کرم خوردہ تجسیم، دیمک زدہ در و بام، ماضی کی راہ گزر کی ویرانیوں اور ہلاکت کے دشت سفاک میں کڑوے ذائقوں کی ناآسودگیوں سے بھی ابتر ہونا شروع ہو گئی تھی۔

آہستہ آہستہ وہ وقت بھی آیا کہ خریم بن مقرروم اور عمیر بن نصر نے بائیدار کو زندہ گرفتار کر کے سارے ساتھیوں کو انہوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

پھر کچھ سنگیار بائیدار کو پکڑ کر اُسے کھینچتے ہوئے اُس سمت لائے جہاں خریم بن مقرروم اور عمیر دونوں بھائی موجود تھے۔ بائیدار جب ان دونوں کے سامنے آیا تو ان دونوں نے انتہائی غضبناک نگاہ اُس پر ڈالی، پھر خریم بن مقرروم نے بائیدار کو مخاطب کرنا شروع کیا۔

''شیطان صفت انسان! میرے بھائی کی تم سے کوئی دشمنی نہ تھی، پھر تو نے اُسے اپنے ساتھیوں کی مدد سے کیوں ناحق قتل کیا؟ وہ میرے الفاظ کی مہک، میرے حرفوں کی خوشبو تھا۔ میری ذات کا زیرِ لب تبسم اور میری زندگی کے دُشوار دنوں میں محبت کا ایک اشارہ تھا۔ قسم خدائے قدوس کی اگر تو کسی میدانِ جنگ میں اُسے پکارتا، مقابلے کے میدان میں اگر تو اُسے کبھی دعوتِ مبارزت دیتا تو وہ تیری انا کی عظمتوں، تیرے من کے گھمنڈ، تیری نظر کے گناہگار اُجالوں کو خاک میں ملاتے ہوئے تیرے بدن کے گنبد میں مہیب دگنجلک راہوں جیسی ویرانی اور پیچ دار راستوں کا جبر بھر کے رکھ دیتا۔''

خریم بن مقرروم جب خاموش ہوا تو بے پناہ غصے کا اظہار کرتے ہوئے بائیدار کہنے لگا۔ ''تو نے میرے بھائی بوری کو تیغ زنی کے ایک مقابلے میں زیر کیا تھا۔ سو تیرے بھائی کو زیر کرنا میرا حق بنتا تھا۔ اب تو نے میرے بھائی بوری کو قتل نہیں کیا، وہ ایک علیحدہ بات تھی۔ لیکن میں نے تیرے بھائی کو تیغ زنی میں مغلوب کر کے قتل کر دیا۔''

بائیدار کے ان الفاظ پر خریم بن مقرروم کے غضب غصے کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اُس کا ہاتھ اُٹھا، پھر ایسا زوردار اور پُرقوت گھونسا اُس کی گردن پر مارا کہ بائیدار پلٹیاں کھاتا ہوا دُور جا گرا تھا۔ پھر انتہائی زوردار آواز میں خریم بن مقرروم دھاڑا تھا۔

''اگر مجھے کسی نے تجھے زندہ سرائے باتو میں لے جانے کے لئے نہ کہہ دیا ہوتا تو خدا کی قسم میں یہاں تیرے بدن کا رُوپ بگاڑ کے رکھ دیتا۔ تو میرے سامنے وقت کے اپاہج لمحوں میں خوابوں کی دریوزہ گری کرتا۔ ان دیکھے سپنوں کی طرح تو اپنے جسم کی ساری سرشاری اُدھڑتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھتا۔''

بائیدار اُٹھ کھڑا ہوا۔ ایک مکے نے اُسے بالکل سیدھا اور مستقیم کر دیا تھا۔ خریم بن مقرروم کے سامنے وہ نگاہیں جھکا کے کھڑا ہو گیا تھا لیکن خریم بن مقرروم کے تھوڑا پیچھے عمیر بن نصر ابھی تک غصے اور غضبناکی میں پیچ و تاب کھا رہا تھا۔ بار بار اُس کے ہاتھ اپنی آستینوں کی طرف چڑھ جاتے تھے۔ پھر نجانے اُس پر کیا جنون سوار ہوا، وہ ہر رُکاوٹ کو ہٹا دینے والے غضبناکی کے گرداب کی طرح آگے بڑھا، پھر اُس نے اپنے دونوں ہاتھ بائیدار کی کمر پر ڈالے اور اُسے اُٹھا کر زمین پر بری طرح پٹخ دیا۔ پھر اُس نے اُس پر گھونسوں، لاتوں کی بارش کر دی تھی۔

www.pdfbooksfree.pk

بڑی مشکل سے خریم بن مقروم نے اُسے پکڑ کر جب پیچھے ہٹایا تو انتہائی غضب ناک آواز میں عمیر بن نصر بائیدار کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''کیا تو ہمیں اپنے سامنے اتنا ہی بے بس اور لاچار سمجھنے لگ گیا ہے...... ہم اس قابل ہیں کہ تیرے دل کی گنہگار لوح پر موت کے سناٹوں کے انبار لگا دیں۔ تیرے دل پر قضا کی خواہشوں کی تھکن طاری کر دیں، تیری رگ رگ کو تار تار، تیرے جسم کو لخت لخت اور تیرے بدن کی قوسوں کو کرچی کرچی کر کے رکھ دیں۔ ہم دونوں بھائی اس قابل ہیں کہ تجھے تیری ذات کے سراب میں ڈبوئیں، تیرے بدن کی سطح پر مرگ کی دُھوپ پھیلائیں اور تجھے اس قدر مجبور اور بے بس کر دیں کہ تو خود اپنی سانسوں کو ہمارے سامنے گروی رکھنے پر مجبور ہو جائے۔''

خریم بن مقروم اور اس کے بعد عمیر بن نصر کے ہاتھوں پٹنے کے بعد بائیدار کی حالت گرد آلود شہر میں سوگ بھرے دن، تاریک بے رحم شب میں دُکھ کی بجھتی دُھن، تنگ و تاریک ساعتوں میں خشک بے تاثیر لمحوں اور پرانی خستہ صدیوں میں بھٹکتے جسم کے اندھے انسانوں سے بھی بدتر ہونا شروع ہو گئی تھی۔

کچھ دیر ایسا ہی سماں رہا۔ پھر ہاتھ کے اشارے سے ایک مکیار کو جو چھوٹا سالار تھا خریم بن مقروم نے بلایا...... اُس کے کان میں سرگوشی کی، پھر چند اور مکیار بھی آئے۔ وہ بائیدار کو پکڑ کر ایک طرف لے گئے اور اُس کے ہاتھ اُس کی پشت پر باندھنے لگے تھے۔ اس موقع پر خریم بن مقروم نے اپنے پہلو میں کھڑے عمیر بن نصر کو مخاطب کیا۔

''عمیر میرے بھائی! ثمر اور تکسار کے ساتھ سرائے باتو میں تمہارے داخلے کے بعد میں نے اپنی مہم سے متعلق تمہیں تھوڑی بہت تفصیل بتائی۔ میرے بھائی، گزشتہ شب میں نے تفصیل کے ساتھ برقائی خان کے ساتھ بات کی ہے۔ میں چاہتا ہوں یہاں سے جانے کے بعد ہم اپنی نئی مہم پر روانہ ہو جائیں گے اور اس نئی مہم کے لئے برقائی نے ایک خاصا بڑا لشکر بھی ہمیں مہیا کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ یہ مہم دو پہلو رکھتی ہے۔ اول یہ کہ ہم سلافوں کے سردار سکتور پر غلبہ پائیں گے جو اس وقت کیف کے سلافوں کو اپنے ساتھ ملانے کے بعد خاصی طاقت اور قوت حاصل کر چکا ہے۔ ہم نے ہر صورت میں ان سلافوں کو زیر کر کے اور سکتور کو گرفتار کر کے اس سے انتقام لینا ہے۔ دوسری مہم برقائی کی نکل آئی ہے۔ اس لئے کہ پولینڈ کچھ علاقوں نے باتو کو خراج دینے سے انکار کر دیا ہے اور برقائی یہ چاہتا ہے کہ جو لشکر ہم کو، اس میں منگول سالار بھی ہوں گے۔ پہلے کیف اور اس کے گرد و نواح میں بسنے کے خلاف حرکت میں آئیں اور سکتور کو گرفتار کرنے اور اس سے انتقام لینے کے

بعد ہم پولینڈ کا رُخ کریں اور پولینڈ کی سرزمینوں میں جن لوگوں نے برقائی خان کے خلاف بغاوت کر رکھی ہے ان سے نمٹ کر پھر سرائے باتو میں آئیں۔ برقائی یہ بھی چاہتا ہے کہ اب ہم واپس اپنی سرزمینوں، اپنے علاقوں کی طرف نہ جائیں۔ اُس کی خواہش ہے کہ اب میں اور تم ہمیشہ کے لئے سرائے باتو میں اس کے پاس رہیں۔ میرے بھائی بتا، تو اس سلسلے میں کیا کہتا ہے؟''

اس پر عمیر بن نصر نے بڑی عقیدت، بڑے پیار سے خریم بن مقروم کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔ ''میرے بھائی! آپ کا فیصلہ میرے لئے حکم کا درجہ رکھتا ہے...... میں جانتا ہوں آپ مجھ سے صرف چند ماہ ہی بڑے ہیں۔ لیکن بڑے ہونے کے ناطے سے آپ میرے باپ کی جگہ ہیں۔ آپ کا فیصلہ میرے لئے آخری ہے۔ اور پھر یہ کہ سلافوں کے سردار سکتور سے انتقام لینا ہمارا آبائی فریضہ ہے جس کو ہم دونوں بھائیوں نے ہر صورت پورا کرنا ہے۔ اور جو لشکر برقائی ہمیں مہیا کرے گا اس کے ساتھ مجھے امید ہے کہ ہم بڑے احسن طریقے سے اُس کی پولینڈ کی مہم کو بھی سر کر کے لوٹیں گے۔

اب باقی رہ گیا مستقل طور پر سرائے باتو میں قیام کرنا تو میرے بھائی! ہمارا خاندان تو ختم ہو چکا۔ ہم دو بھائی رہ گئے ہیں۔ شادیاں بھی ہم نے کر لی ہیں...... میں خود چاہتا ہوں کہ واپس جا کر ہم دونوں بھائی کیا کریں گے؟ اپنی بیویوں کے ساتھ ہم دونوں بھائی یہیں سرائے باتو ہی میں قیام کر لیں گے۔''

خریم بن مقروم نے مسکراتے ہوئے عمیر بن نصر کی اس تجویز سے اتفاق کیا، پھر خریم بن مقروم کے کہنے پر لشکری حرکت میں آئے۔ کچھ لشکریوں نے بائیدار کو ایک گھوڑے پر سوار کروا دیا تھا۔ پھر خریم بن مقروم اور عمیر بن نصر دونوں بھائی اپنے ان دستوں کے ساتھ شاہراہِ ریشم پر واپس سرائے باتو کا رُخ کر رہے تھے۔

ثمر اور تکسار دونوں بشار اور خریم بن مقروم دونوں کے یورت میں بیٹھی بشار کے ساتھ محو گفتگو تھیں۔ اب ثمر اور تکسار دونوں بشار سے کافی حد تک بے تکلف ہو چکی تھیں۔ طائسی کی موت کے بعد بشار نے بھی پوری طرح اپنے آپ کو ان دونوں سے منسلک کر دیا تھا۔ وہ یورت جو پہلے قریش بن مقروم اور طائسی کے تصرف میں تھا اس میں اب عمیر بن نصر، تکسار اور ثمر تینوں نے رہائش رکھ لی تھی۔

تینوں کسی موضوع پر گفتگو کر رہی تھیں کہ یورتوں کے باہر سرائے باتو میں خریم بن مقروم

www.pdfbooksfree.pk

اور عمیر بن نصر کی آمد کا شور مچ گیا۔

یہ شور سنتے ہی تینوں بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے یورت سے نکلیں اور جس طرف دوسرے منگول دوڑتے جا رہے تھے وہ بھی اُدھر کو بھاگیں۔

سرائے باتو کے درمیان جو کھلا وسیع میدان تھا وہاں بہت سے لوگ جمع تھے۔ ان میں وہ دستے بھی تھے جو مقروم اور عمیر بن نصر کے ساتھ گئے تھے اور ان کے درمیان بے بسی کی حالت میں بائیدار کھڑا تھا۔

بشار، تھمر اور نکسار جب بھاگتی ہوئی وہاں پہنچیں تو اُن کے پہنچنے تک کافی لوگ وہاں جمع ہو چکے تھے۔ بشار، تھمر اور نکسار تینوں اس طرف گئیں جہاں اپنے گھوڑوں کی باگیں پکڑے خریم اور عمیر کھڑے تھے۔ آگے بشار تھی، تھمر اور نکسار دونوں پیچھے تھیں۔ اُن کے سامنے جا کر بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے بشار نے انہیں مخاطب کیا۔

''میں آپ دونوں بھائیوں کو اس شاندار کامیابی پر مبارکباد پیش کرتی ہیں۔ یہ جس شخص کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے ہیں میں اس کو جانتی ہوں، یہ بائیدار ہے۔ اس نے میرے بھائی قریش بن مقروم اور میری بہن طائسی کا خاتمہ کر کے ایسے جرم کا ارتکاب کیا ہے جس کی سزا اسے انتہائی قسم کی کڑی ملنی چاہئے ......''

یہاں تک کہنے کے بعد بشار کو رُک جانا پڑا۔ اس لئے کہ اُس کی بات کاٹتے ہوئے خوشگوار لہجے میں خریم بن مقروم کہنے لگا۔ ''اگر میں اور عمیر دونوں بائیدار کے معاملے کا تمہیں منصف مقرر کر دیں تو تم اس کے لئے کیا سزا تجویز کرو گی ......؟''

بشار جذباتی سی ہو گئی تھی۔ بے پناہ غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔ ''اسے سسکا سسکا کر ماروں گی کہ یہ بلبلاتا رہے گا ... موت کو پکارتا رہے، قضا کو آوازیں دیتا رہے لیکن میں اسے تڑپا تڑپا کر، اسے سسکا سسکا کر ماروں۔''

اس پر بڑے پیارے انداز میں خریم بن مقروم نے بشار کا شانہ تھپتھپایا، پھر کہنے لگا۔ ''بشار! اتنی غضبناکی، اتنے غصے کا اظہار کرنا اچھا نہیں ہے۔ میں اور عمیر اسے وہیں ختم کر دیتے۔ لیکن چونکہ برقائی نے خاص طور پر کہا تھا کہ ہم بائیدار کو زندہ گرفتار کریں لہٰذا اس کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے اسے ہم یہاں لے آئے۔ اب تھوڑی دیر تک وہ آتا ہے۔ وہ اس کی قسمت کا فیصلہ کرے گا۔''

ن مقروم جب خاموش ہوا تب نکسار اور تھمر نے بھی آگے بڑھ کر ان دونوں کی مبارکباد دی۔ عین اُسی لمحہ لوگوں کے جمگھٹے میں برقائی خان، کوچمان،

کوچلوک، کشلی خان، تورائی خان چند چھوٹے سالاروں کے ساتھ نمودار ہوئے۔ انہیں راستہ دینے کے لئے لوگ اِدھر اُدھر چھٹ گئے۔

وہ سب اُدھر آنے لگے جس جگہ خریم بن مقروم، عمیر، بشار، تھمر اور نکسار کھڑے تھے۔ اپنے گھوڑوں کی باگیں چھوڑ کر عمیر بن نصر اور خریم بن مقروم بھی آگے بڑھے، برقائی کے علاوہ دوسرے لوگ بھی باری باری اُن سے گلے ملے۔ پھر برقائی کی طرف دیکھتے ہوئے خریم بن مقروم کہنے لگا۔

''برقائی میرے عزیز بھائی! یہ میرے سامنے بائیدار کھڑا ہے۔ اس کے ہاتھ ہم نے پشت پر باندھ رکھے ہیں۔ اے میرے بھائی، تم نے زندہ لانے کے لئے کہا تھا، سو ہم نے ایسا کیا۔ میں نے جب اس سے سوال کیا کہ اس نے میرے بھائی قریش بن مقروم کو کیوں قتل کیا ہے؟ اُس کے ساتھ اُس کی کوئی عداوت اور دشمنی نہ تھی اور تھی تو میں نے اس کو کہا یہ اُسے کسی میدانِ جنگ میں کسی مقابلے کے میدان میں پکارتا تو پھر وہ اُسے بتاتا کہ تیغ زنی کے فن میں اس میں اور اُس میں کیا فرق ہے۔ لیکن اس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کو ختم اُس وقت کیا جب وہ شاہراہ ریشم پر مشرق کی طرف سفر کر رہا تھا۔ بے خبری کے عالم میں یہ ان پر حملہ آور ہوا ......''

یہاں تک کہتے کہتے خریم بن مقروم کو رُک جانا پڑا۔ اس لئے کہ اُس نے دیکھا انتہائی غصے اور برہمی میں برقائی کی آنکھوں میں زندگی کی زنگ آلود نہ رُکنے والی بلاخیزیاں، منزلوں کے سراغ لمحے لمحے کو مٹا دینے والی تخریب کی آتش جوش مارنے لگی تھی۔ جبکہ اُس کے چہرے پر صحرا کی ریت میں جلتے اُداس دنوں اور روتی راتوں کے اندھیرے سفر میں بھٹکتی کھولتی جوالا مکھی جیسی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔

پھر برقائی خان بے پناہ غصے کا اظہار کرتے ہوئے بائیدار کی طرف بڑھا۔ اُس کا ہاتھ اُٹھا اور ایسا زوردار طمانچہ اُس نے بائیدار کے منہ پر مارا کہ بائیدار لڑکھڑاتا ہوا زمین پر گر گیا تھا۔

اس موقع پر قریب کھڑے ایک منگول کو مخاطب کر کے کھولتے لہجے میں برقائی خان کہنے لگا۔ ''ذرا اس کی پشت پر بندھے ہاتھ کھول دو......''

وہ منگول آگے بڑھا اور بائیدار کے ہاتھ جو پشت پر بندھے تھے وہ اُس نے کھول دیئے۔ برقائی خان پھر بھڑک اُٹھا، کہنے لگا۔ ''اُٹھو! سیدھے کھڑے ہو جاؤ''

بائیدار اُٹھا، چپ چاپ سیدھا کھڑا ہو گیا تھا۔ برقائی خان نے پھر انتہائی آتش مزاجی میں اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''تم کیا سمجھ بیٹھے تھے کہ ہمیں ماضی کے تیرتے خیالات اور ویرانوں کے بھٹکے نوحے جان

www.pdfbooksfree.pk

کر ختم کر دے گا؟ تو نے کیا ٹھان لی تھی کہ تو ہمارے لئے بیدار ہوتی آفتوں اور تاریکی میں پہلے جبر کا سا ثابت ہوگا؟ اور ساگر پار سے آنے والے موت کے سندیسوں سے ہمیں دوچار کر کے رکھ دے گا؟.. ابھی ہم میں ہمت اور طاقت ہے کہ تیرے جیسے گناہ اور شر کے پتلوں کو پرانی دیمک زدہ چوب اور وقت کی خستگی کا شکار دہلیز سمجھ کر ایندھن کی طرح جلا کر رکھ دیں۔"

برقائی کی اس غضبناکی کے سامنے بائیدار کی حالت جیون ندی کی خشک سالی، ماتم کی شب سوئم کے حزن و ملال، سردیوں کی طویل راتوں میں دھواں دھواں گھنٹیوں کی آوازوں اور آفتوں بھری فضاؤں میں تیرہ و تار دھوئیں کی دیواروں جیسی ہو رہی تھی۔ یہاں تک کہ برقائی نے پھر اُسے مخاطب کیا۔

"میرے بھائی تریغش اور اس کی بیوی طاکسی کے قاتل! اب تو انجانے جذبوں کے سرسام اور شام کے آسیب جیسا چپ، سازشی رات کے بحران اور رگ و پے میں برستی ظلمتوں جیسا خاموش کیوں ہے؟ بول، کس بنا پر تو نے تریغش پر حملہ کیا اور اس کو قتل کیا؟"

بائیدار جب چپ رہا، منہ سے کچھ نہ بولا تب آتش فشاں کی طرح برقائی بھڑک اُٹھا، اُس پر مکوں، پاؤں کی ٹھوکروں کی اُس نے بارش کر دی تھی۔ بائیدار زمین پر گر گیا تھا۔

پھر برقائی خان نے کچھ فیصلہ کیا، مخصوص اشارہ کرتے ہوئے اُس نے تورائی خان کو اپنے قریب بلایا۔ تورائی خان جب قریب گیا تو برقائی خان نے سرگوشی میں اُس سے کہا۔ جس پر تورائی خان آگے بڑھا۔ چند مسلح منگولوں کے ساتھ وہ بائیدار کو ایک طرف لے گیا اور اُس کا خاتمہ کر دیا گیا......!

بائیدار کا سر قلم کرنے کے بعد تورائی خان اپنے مسلح منگول ساتھیوں کے ساتھ برقائی کے پاس آ گیا۔ تب برقائی پیچھے ہٹا، اُس جگہ آیا جہاں عمیر بن نصر اور خریم بن مقرروم کھڑے تھے۔ اب اُس کی حالت پہلے کی نسبت کافی سنبھل چکی تھی۔ پھر اُس نے خریم کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"خریم میرے بھائی! اب تمہارے سامنے سب سے بڑی مہم یہ ہے کہ تم نے سلافوں سے اپنے خاندان کے مرنے والے افراد کا انتقام لینا ہے...... سلاف کیف شہر کی طرف جا چکے ہیں۔ میں نے کچھ ہرکارے اُن کی تلاش میں روانہ کر دیئے ہیں۔ ایک لشکر بھی تیار کر دیا ہے۔ دونوں بھائی تھکاوٹ محسوس نہ کر رہے ہو تو میں سمجھتا ہوں تم دونوں بھائیوں کو سلافوں کر لئے وہ لشکر لے کر کل کیف کی طرف روانہ ہو جانا چاہئے۔ میں چاہتا ہوں تم

دونوں بھائی اپنے انتقام سے نمٹنے کے بعد پولینڈ کی مہم کا رُخ کرو۔ وہاں کے چھوٹے بڑے حکمرانوں نے ہمیں خراج دینا بند کر دیا ہے۔ خراج کی بحالی کرو، اس کے بعد واپس آؤ۔ یہاں میرے پاس میرے عزیز اور میرے جانثار بھائیوں کے ساتھ میرے ساتھ ہی قیام کرو...... اب بولو، تم اس سلسلے میں کیا کہتے ہو؟"

برقائی کی اس گفتگو کے جواب میں خوشی کا اظہار کرتے ہوئے خریم کہنے لگا۔ "برقائی میرے بھائی! اس سلسلے میں، میں عمیر سے بات کر چکا ہوں۔ یہ اس تجویز سے متفق ہے۔ کل ہم یہاں سے کوچ کریں گے۔ پہلے سلافوں سے نمٹیں گے اس کے بعد پولینڈ کی مہم کو سر کرتے ہوئے مجھے اُمید ہے کہ ہم کامیاب و کامران سرائے باتو کو لوٹیں گے۔"

خریم بن مقرروم کے ان الفاظ سے برقائی بھی خوش ہو گیا تھا، پھر کہنے لگا۔ "اب تم دونوں بھائی جاؤ۔ تم دونوں کی بیویاں بڑی بے چینی سے تمہارا انتظار کر رہی تھیں۔ تم دونوں کو ویسے بھی آرام کی ضرورت ہے۔"

برقائی کے کہنے پر خریم اور بشارا اپنے خیمے میں جبکہ عمیر بن نصر، نکسار اور تھمر اپنے یورت کی طرف چلے گئے تھے۔ اگلے روز خریم بن مقرروم نے ایک لشکر کے ساتھ دریائے نیپر کے کنارے کیف شہر کی طرف کوچ کیا۔ لشکر میں عمیر بن نصر، تورائی خان، کشلی خان کے علاوہ کوچمان، گوچلوک اور کچھ منگول سردار بھی شامل تھے۔ یہ لشکر اُس لشکر سے بڑا تھا جو پہلے لے کر خریم بن مقرروم اپنی مہم پر نکلا تھا۔ اُس لشکر میں صرف کرغیز، باشکیری اور مکیار تھے۔ لیکن اب ان تینوں قبائل کے علاوہ لشکر میں کافی منگول بھی شامل کئے گئے تھے۔

⚬......⚬

خریم بن مقرروم نے اپنے لشکر کے ساتھ دریائے وولگا کے کنارے کنارے شمال کی طرف اپنے سفر کا آغاز کیا تھا جہاں قازان سے پہلے دریائے وولگا، بائیں طرف دریائے نیپر کی طرف ایک لمبا خم کھاتا ہے، وہاں سے اُس نے اپنا رُخ بدلا۔ وہ بائیں جانب بڑھا۔ اب وہ اس شاہراہ پر سفر کر رہا تھا جو دریائے وولگا سے مشرق کی طرف سے آتی تھی۔ دریائے وولگا کو لکڑی کے پُل کے ذریعے عبور کرنے کے بعد دریائے نیپر اور دریائے وولگا کے درمیان پڑنے والی سطح مرتفع کے بیچوں بیچ وہ شاہراہ سیدھی دریائے نیپر کے کنارے کیف شہر کی طرف جاتی تھی۔

ابھی اُس نے اس سطح مرتفع کا لگ بھگ آدھا حصہ ہی طے کیا ہوگا کہ سامنے کی طرف سے وہ ہرکارے آتے دکھائی دیئے جنہیں خریم بن مقرروم کی روانگی سے بہت پہلے برقائی خان نے سلافوں پر نظر رکھنے کے لئے اور ان کی نقل و حرکت کی تفصیل خریم بن مقرروم کو بتانے کے لئے

www.pdfbooksfree.pk

پہلے سے روانہ کر دیا تھا۔

جب وہ ہرکارے گھنٹیاں بجاتے ہوئے قریب آئے تب اپنے لشکر کو خریم بن مقروم نے مخصوص اشارہ کیا جس پر لشکر رُک گیا تھا۔ لشکر کے آگے خریم بن مقروم، عمیر بن نصر، کوچمان، گوچلوک، تورائی خان، کشلی خان اور کچھ دوسرے منگول سردار بھی تھے۔

ہرکارے قریب آ کر رُکے۔ سب سے پہلے انہوں نے مصافحہ کیا۔ پھر اُن کا جو سرکردہ تھا وہ خریم بن مقروم کے سامنے آیا اور اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''ابن مقروم! سلافوں کو آپ کے کوچ اور حملہ آور ہونے کی خبر ہو چکی ہے۔ لگتا ہے آپ پر نگاہ رکھنے کے لئے ان کے مخبر بڑی تیزی سے کام کر رہے ہیں..... سلافوں کا سردار سکتور دریائے دیانکا کے کنارے آپ کے ہاتھوں شکست اٹھانے کے بعد کیف گیا۔ آپ جانتے ہیں کیف اور اس کے گرد ونواح میں سلاف ہی سلاف آباد ہیں۔ ان سب نے سکتور کا ساتھ دینے کا عہد کیا اور اب سکتور کی کمانداری میں ایک بہت بڑا لشکر آپ کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار اور مستعد ہے۔ اس سے پہلے کالکوں، جنگاریوں اور سلافوں کے جس متحدہ لشکر سے آپ کا پالا پڑا تھا، سلافوں کا یہ لشکر تعداد میں اُس سے بھی کہیں زیادہ ہے۔ سلافوں کے کارکن آپ کی نقل وحرکت پر گہری نگاہ رکھے ہوئے ہیں، آپ سے نمٹنے کے لئے اس بار انہوں نے ایک نیا لائحہ عمل تیار کیا ہے۔ انہوں نے دو بڑے بڑے لشکر تیار کئے ہیں، ایک لشکر کیف شہر کے شمال میں آپ کا منتظر ہے، دوسرا لشکر اس شاہراہ پر گھات لگائے ہوئے ہے جو دریائے نیپر کے کنارے کنارے مختلف سمتوں میں بل کھاتی ہوئی ولادی میر کی طرف چلی جاتی ہے۔ سب سے پہلے آپ سے وہ لشکر ٹکرائے گا جس نے کیف شہر کے شمال میں اپنے آپ کو استوار کر رکھا ہے۔ اسی میں خانہ بدوش سلافوں کا سردار سکتور ہے جس سے آپ انتقام لینا چاہتے ہیں۔ جب آپ سلافوں کے اس لشکر سے ٹکرائیں گے تو گھات میں بیٹھا سلافوں کا وہ لشکر جو تعداد میں پہلے لشکر جتنا ہی ہے وہ اپنی گھات سے نکلے گا اور دریائے نیپر کے کنارے کنارے بڑی برق رفتاری سے جنوب کی سمت آئے گا اور پشت کی جانب سے آپ پر حملہ آور ہو کر سلافوں کی فتح کو یقینی بنانے کی کوشش کرے گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد آنے والے منگول ہرکاروں کا وہ سرخیل جب خاموش ہوا تب کچھ [illegible] اپنے گھوڑے پر بیٹھا خریم بن مقروم گہری سوچوں میں کھویا رہا، پھر باری باری اُس نے عمیر، [illegible] جمان، گوچلوک، تورائی خان، کشلی خان اور دیگر سالاروں کی طرف دیکھا، پھر کسی [illegible] ختیار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''میرے عزیز بھائیو! سلافوں سے نمٹنے کے لئے جو لائحہ عمل میرے ذہن میں آتا ہے اس کے تحت لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ ایک حصہ جس میں زیادہ تر منگول ہوں گے، کشلی خان اور تورائی خان کی سرکردگی میں کام کرے گا اور یہ سلافوں کے اس لشکر سے نمٹے گا جو دریائے نیپر کے کنارے کوہستانی سلسلوں کے اندر گھات لگائے ہوئے ہے۔

دوسرا لشکر کوچمان اور گوچلوک کی سرکردگی میں رہے گا اور تیسرا لشکر میرے اور عمیر کی کمانداری میں ہوگا۔ اب اس سے آگے جو لائحہ عمل حرکت میں آئے گا وہ کچھ اس طرح ہوگا کہ سب سے پہلے دریائے نیپر کے کنارے کنارے تورائی خان اور کشلی خان اس سمت آگے بڑھیں گے جس سمت سلافوں کے کسی لشکر نے گھات لگا رکھی ہے اور ان علاقوں سے آنے والے کچھ ہرکارے ان کی راہنمائی کریں گے۔ یہ ان سلافوں سے ٹکرائیں گے اور میرے خیال میں یہ ان کو بڑی آسانی سے شکست دے دیں گے۔ اس لئے کہ سلاف کسی بھی صورت منگولوں کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ ظاہر ہے اس وقت تک میں، عمیر بن نصر، کوچمان اور گوچلوک کیف شہر کے شمال میں سلافوں کے دوسرے حصے کے ساتھ ٹکرا چکے ہوں گے۔

اب تورائی خان اور کشلی خان کے ہاتھوں شکست کھانے کے بعد دریائے نیپر کے کنارے کنارے سلافوں کا وہ لشکر جنوب کی طرف بھاگے گا تاکہ دوسرے حصے کے ساتھ اگر ہم ٹکرا چکے ہیں تو ہماری پشت کی طرف سے حملہ آور ہو۔ اُن کی اس یلغار سے بچنے کے لئے وہ لشکر حرکت میں آئے گا جو کوچمان اور گوچلوک کی سرکردگی میں کام کر رہا ہوگا۔ کوچمان اور گوچلوک دونوں اپنے لشکر کو لے کر پچھلی سمت رہیں گے۔ جب گھات لگانے والے سلاف کشلی خان اور تورائی خان کے آگے آگے بھاگتے ہوئے آئیں گے تب کوچمان اور گوچلوک کے تحت جو لشکر ہوگا یہ فوراً اپنا رُخ بدلے گا۔ میرا ساتھ دینے کی بجائے پلٹ کر یہ بھاگ کر آنے والے سلافوں پر حملہ آور ہو جائے گا۔ اس طرح سامنے کی طرف سے کوچمان اور گوچلوک اور پشت کی طرف سے تورائی خان اور کشلی خان سلافوں کے اس لشکر پر حملہ آور ہوں گے تو میرے خیال میں مکمل طور پر اُسے کچل دیں گے۔ اتنی دیر تک میں کیف شہر کے شمال میں سلافوں کے دوسرے لشکر کو اپنے ساتھ اُلجھائے رکھوں گا اور دفاع تک محدود رہوں گا۔ جارحیت اختیار نہیں کروں گا۔ دوسرے حصے کو برباد کرنے کے بعد کوچمان، گوچلوک، تورائی خان، کشلی خان میرے حصے سے آن ملیں گے اور پورے لشکر کے ساتھ پھر ہم سلافوں کو ضرب لگائیں گے۔ اگر ہم ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو مجھے اُمید ہے کہ بہت جلد سلافوں سے نمٹنے اور خانہ بدوش سلاف سردار سکتور کو گرفتار کرنے کے بعد اُسے کڑی سزا دیتے ہوئے ہم

www.pdfbooksfree.pk

آگے یورپ کے ان باغیوں کا رُخ کریں گے جن لوگوں نے منگولوں کو خراج دینے سے انکار کر دیا ہے۔''

جب تک خریم بن مقردم بولتا رہا سب لوگ خاموشی سے اُسے سنتے رہے۔ جب وہ خاموش ہوا تب کوچمان نے اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''خریم بن مقردم میرے بیٹے! جو کچھ تم نے کہا ہے میں سمجھتا ہوں اگر ہم اس پر دیانت داری سے عمل کرنے میں کامیاب ہو گئے تو سلافوں کو ہم نیست و نابود کر کے رکھ دیں گے۔''

باقی سالاروں نے بھی خریم بن مقردم کی اس تجویز سے اتفاق کیا تھا۔ اس کے بعد وہیں کھڑے کھڑے خریم بن مقردم مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ جو ہرکارے سلافوں پر نگاہ رکھنے کے بعد لوٹے تھے ان کا سرکردہ پھر خریم بن مقردم کو مخاطب کرتے ہوئے بول اُٹھا۔

''ابن مقردم! میں ایک دشواری سے آپ کو آگاہ کرنا بھول گیا۔ وہ بات اب میرے ذہن میں آئی ہے، وہ کچھ اس طرح ہے کہ دریائے نیپر کے کنارے کنارے کیف سے جو شاہراہ ولادی میر کی طرف جاتی ہے، سلافوں کے لشکر نے وہاں ایک عجیب وغریب جگہ گھات لگا رکھی ہے اور وہاں شب خون نہیں مارا جا سکتا۔''

خریم بن مقردم نے بڑے غور سے اُس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔ ''ذرا اُن کی گھات کا محل وقوع مجھ سے کہو۔ اس کے بعد میں اپنے ردِعمل کا اظہار کروں گا۔''

اس پر ہرکاروں کا سرخیل پھر کہہ رہا تھا۔ ''ابن مقردم! معاملہ کچھ یوں ہے کہ دریائے نیپر کے بائیں کنارے سے ذرا ہٹ کے ایک درّہ وسیع اور کھلی وادیوں کے اندر اُترتا ہے۔ یہ وادیاں اتنی وسیع بھی نہیں کہ کوہستانی سلسلے سے اوپر بیٹھا ہوا شخص درّے سے داخل ہونے والوں کی نقل و حرکت پر نگاہ نہ رکھ سکے۔ یہ وادیاں چاروں طرف سے بلند کوہستانی سلسلوں میں گھری ہوئی ہیں۔ دریائے نیپر کی طرف سے جو درّہ ان وادیوں کی طرف جاتا ہے وہ نیچے ہے۔ وادیاں کافی اونچی ہیں۔ چاروں طرف جو کوہستانی سلسلے ہیں، بارش کے موسموں میں ان کا سارا پانی ان وادیوں میں داخل ہوتا ہے اور ان وادیوں سے نکل کر پھر درّے کے ذریعے دریائے نیپر میں گرتا ہے۔ سلافوں کے جس لشکر نے وہاں گھات لگا رکھی ہے انہوں نے بے شک خیمے نیچے وادی میں کوہستانی دامن میں نصب کرا رکھے ہیں لیکن خود وہ کوہستانی سلسلے کے ...ت لگائے ہوئے ہیں۔ ایسا وہ اس احتیاط کے تحت کر رہے ہیں کہ اگر منگولوں کا کوئی ... میں تقسیم ہو کر ایک کیف کی طرف اور ایک ان کی طرف بڑھتا ہے تب وہ ... اوپر سے پتھر گراتے ہوئے اور تیروں کی بارش کرتے ہوئے ان پر حملہ آور

ہو کر ان کو مار بھگائیں گے۔ لہٰذا تورائی خان اور کشلی خان جو لشکر کے ایک حصے کے ساتھ اُن کا رُخ کریں گے تو انہیں بڑی احتیاط سے کام لینا ہوگا۔ درّے کے ذریعے وادی میں داخل ہو کر ان پر شب خون مارنے کی بجائے ان سے نمٹنے کے لئے کوئی اور ہی لائحہ عمل اختیار کرنا پڑے گا ورنہ تورائی خان اور کشلی خان کو وہ نقصان پہنچائیں گے۔''

ہرکاروں کا وہ سرخیل جب خاموش ہوا تو تھوڑی دیر تک خریم بن مقردم گہری سوچوں میں ڈوبا رہا۔ اس موقع پر عمیر بن نصر، تورائی خان، کشلی خان، کوچمان، گوچلوک اور دوسرے سب سالار بڑے غور سے اُس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اُس نے اپنی گردن سیدھی کی۔ اس لمحہ اُس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ پھر کشلی خان اور تورائی خان کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

''کشلی خان اور تورائی خان میرے دونوں بھائیو! جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں لشکر تین حصوں میں تقسیم ہوگا۔ ایک میرے پاس دوسرا کوچمان، گوچلوک کے پاس، تیسرا تم دونوں بھائیوں کے پاس ہوگا۔ دشمن کے جس لشکر کی طرف تم نے رُخ کرنا ہے اس کے محل وقوع کے متعلق تم بھی سن چکے ہو، میں نے بھی سن لیا ہے۔ اب جو محل وقوع ہمارے ان مخبروں نے بتایا ہے اس کے مطابق درّے کے ذریعے ان وادیوں میں داخل ہونا خود اپنے لئے اپنی موت کو دعوت دینا ہے۔ تم دونوں بھائی ایسا نہیں کرو گے...... یہ جو ہرکارے ہیں ان میں سے زیادہ تم اپنے ساتھ لے جانا اس لئے کہ یہ ان علاقوں کی طرف تمہاری راہ نمائی کریں گے۔

میرے بھائی! دریائے نیپر کے کنارے جس کوہستانی سلسلے کے اوپر سلافوں کے دوسرے لشکر نے گھات لگا رکھی ہے تم اس سے دو میل پہلے ہی یعنی کیف کی طرف دریائے نیپر کے کنارے کوہستانی سلسلے کے اوپر گھات لگا لینا۔ میں چونکہ پہلے ان علاقوں کی طرف آ چکا ہوں اس لئے یہ سارے علاقے میرے دیکھے بھالے ہیں۔ اس شاہراہ کو بھی جانتا ہوں جو کیف کی طرف سے ولادی میر کی طرف جاتی ہے۔ یہ سیدھی دریائے نیپر کے کنارے کنارے جاتی ہے اور پھر بائیں جانب رُخ بدل کر انتہائی مغرب کی طرف چلی جاتی ہے۔ اس کے بعد مغربی سمت کی طرف سے ہی ماسکو کے اوپر چکر لگا کر ولادی میر کی طرف چلی جاتی ہے۔ اب تم لوگوں نے دشمن کی گھات کی جگہ سے لگ بھگ دو میل پہلے ہی کوہستانی سلسلے کے اوپر چڑھ جانا ہے۔ کشلی خان اور تورائی میرے بھائیو! اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کرنا۔ ایک حصے کا اپنے کسی سالار کو کماندار مقرر کرنا، باقی دونوں حصے تمہارے پاس رہیں گے۔ لشکر کا جو حصہ چھوٹے سالار کی سرکردگی میں ہوگا وہ سب سے شمالی طرف رہے گا۔ ان کے ذمے صرف یہ

www.pdfbooksfree.pk

کام ہوگا کہ جونہی سلافوں کا لشکر دریائے نیپر کے کنارے کنارے شاہراہ پر ان کے پاس سے گزرے تو وہ ان پر پتھروں کی بارش کر دیں۔ بارش اس وقت شروع ہوگی جب سلافوں کا کافی حصہ آگے بڑھ جائے گا یعنی پشتی حصے پر پتھروں کی بارش کی جائے گی۔

دوسرا حصہ کشلی خان تم اپنی کمانداری میں رکھنا، اسے پتھر برسانے والے حصے سے جنوب میں دستوار کرنا اور جونہی پتھر کھانے کے بعد سلافوں کے لشکر میں بھگدڑ مچے تم ایسا کرنا اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ تیز اور تند تیر اندازی سلافوں پر کرنا۔ اس طرح پتھروں اور تیروں کے برسنے سے سلافوں کا بے پناہ نقصان ہوگا اور وہ جنوب کی طرف بھاگنے کی کوشش کریں گے۔ اب اس لشکر کی کارروائی شروع ہوگی جو تورائی خان کے حصے کا ہوگا اور تم دونوں کے لشکریوں کے جنوب میں ہوگا۔

اس موقع پر اپنے اس حصے کے ساتھ تورائی خان کوہستانی سلسلے سے ایک دم نیچے اُتر کر سلافوں پر ٹوٹ پڑے گا۔ سلاف گھبرائے ہوئے ہوں گے۔ افراتفری کے عالم میں ہوں گے۔ اس لئے کہ پتھروں اور تیروں کی بارش نے ان کے حواس باختہ کر دیئے ہوں گے۔ ایسی صورت میں تورائی خان بھی انہیں خاطر خواہ نقصان پہنچائے گا۔ اتنی دیر تک کشلی خان تم اور تمہارا چھوٹا سالار جس کے ذمے پتھر برسانا ہوگا، دونوں اپنے لشکر کو لے کر کوہستانی سلسلے سے نیچے اُترنا اور پشت کی جانب سے سلافوں پر حملہ آور ہو جانا۔ میرے خیال میں اگر تم اس لائحہ عمل پر پوری طرح اُترنے میں کامیاب ہو گئے تو میں تمہیں ضمانت دیتا ہوں کہ سلافوں کا وہ لشکر تمہارے سامنے زیادہ دیر نہیں نکال سکے گا اور اس میں اتنی ہمت اور سکت نہیں رہے گی کہ وہ اس لشکر کی مدد کے لئے آئے جو کیف شہر سے شمال کی طرف پڑاؤ کئے ہوئے ہے اور وہاں آ کر ہماری پشت کی طرف سے حملہ آور ہونے کی جرأت و جسارت کر سکے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد خریم بن مقرودم لمحہ بھر کے لئے رُکا، اس کے بعد اپنا سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔ "میرے دونوں عزیز بھائیو! اس کوہستانی سلسلے کے اوپر چڑھنے کے بعد پورے لشکر نے جو سب سے پہلا کام کرنا ہے کہ جہاں تم نے گھات لگانی ہے اس کے شمالی حصے میں سارے لشکر نے مل کر بے شمار چھوٹے بڑے پتھر جمع کر لینے ہیں اور پتھر جگہ جمع کرنے ہیں کہ وہ بالکل سڑک کے کنارے جو کوہستانی سلسلہ ہے اس کے کنارے ہوں تاکہ کسی لشکری کو اپنے ہاتھوں سے اٹھا کر پتھر نہ برسانا پڑیں بلکہ کوہستانی سلسلے ... کے ڈھیر لگے ہوں گے انہیں نیچے لڑھکا دینا۔ اس طرح پتھروں کی خوفناک ... ر شروع ہو جائے گا۔ ساتھ ہی لشکر کا وہ حصہ جو درمیان میں رہے گا اور

جس کی کمانداری کشلی خان کرے گا ان لشکریوں کے پاس بھی تیروں کے ڈھیر لگا دینا تاکہ وہ بڑی تیزی کے ساتھ تیر اندازی کریں۔ اس طرح میرے خیال میں سلافوں کے اس لشکر کو ہم فنا کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

میرے عزیز بھائیو! میں نے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا...... اب تم میں سے اگر کسی نے کچھ کہنا ہے تو کہے۔"

کسی نے کچھ نہ کہا۔ سب نے خریم بن مقرودم کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ اس کے بعد خوشی کا اظہار کرتے ہوئے خریم بن مقرودم پھر کہہ رہا تھا۔

"تو پھر آؤ، اپنے سفر کو جاری رکھیں۔"

خریم بن مقرودم کے کہنے پر لشکر نے پھر پیش قدمی شروع کر دی تھی۔ دونوں لشکر آگے بڑھتے رہے یہاں تک کہ آدھی رات کے قریب دونوں لشکر علیحدہ ہوئے۔ خریم بن مقرودم، عمیر بن نصر، کوچمان، گوچلوک لشکر کے دو حصوں کو لے کر کیف کا رُخ کر گئے تھے جبکہ کشلی خان اور تورائی خان شمال کی طرف چلے گئے تھے۔

خریم بن مقرودم اپنے لشکر کو لے کر آگے بڑھا اور لکڑی کے اس پُل کے ذریعے دریائے نیپر کو عبور کیا جو شاہراہ پر بنا ہوا تھا۔ پھر آگے بڑھ کر کیف کے شمال میں جو سلافوں کے لشکر نے پڑاؤ کیا ہوا تھا اس کے سامنے اُس نے پڑاؤ کر لیا تھا۔

دوسری جانب کشلی خان اور تورائی خان دریائے نیپر کے کنارے کنارے ہرکاروں کی راہنمائی میں شمال کی طرف بڑھتے رہے۔ ایک جگہ دریا کا گھاٹ تنگ تھا۔ وہاں ہرکاروں کے کہنے پر کشلی خان اور تورائی خان دونوں نے اپنے لشکر کے ساتھ دریائے نیپر کو عبور کر لیا تھا۔ پھر ہرکاروں کی راہنمائی میں انہوں نے دریائے نیپر کے کنارے کوہستانی سلسلے کے اوپر چڑھ کر گھات لگا لی تھی۔ پتھروں اور تیروں کے ڈھیر لگا کر انہوں نے اپنی کارروائی کی تکمیل صبح سے پہلے ہی کر لی تھی۔

⚬......⚬

اگلے روز کیف شہر کے شمال میں دونوں لشکریوں کے اندر ایک ہلچل سی مچ گئی تھی۔ تاہم کسی بھی لشکر میں جنگ کی ابتدا کرنے کے لئے ابھی تک جنگ کے طبل نہ بجے تھے۔ وہ رات خریم بن مقرودم کے پورے لشکر نے چوکنے رہتے ہوئے گزاری تھی...... اس لئے کہ انہیں خطرہ تھا کہ کہیں سلاف ان پر شب خون مارنے کی کوشش نہ کریں۔

اگلے روز کی صبح ہی صبح خریم بن مقرودم اپنے سالاروں کے ساتھ حرکت میں آیا۔ لشکر گاہ

www.pdfbooksfree.pk

سے پیچھے اُس نے اپنے پڑاؤ کی ترتیب درست کرنا شروع کی۔ لشکر کے اندر جس قدر چھکڑے اور چھکڑوں کے اندر یورت تھے ان سب کو ایک گول دائرے کی صورت میں کھڑا کر دیا گیا۔ اس کام میں لشکر میں شامل سب مرد، عورتیں بری طرح مصروف تھے۔ جب سارے چھکڑے اور یورت گول دائرے کی شکل میں کھڑے کئے جا چکے تب خریم بن مقردوم نے بشار، تھمر اور نکسار تینوں کو ایک جگہ جمع کیا اور پھر بشار کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''بشار! تم پہلے یہ کام کرو کہ لشکر کے اندر جس قدر عورتیں ہیں، بوڑھی نہیں صرف جوان ان سب کو یہاں چھکڑوں کے بیچ میں میرے پاس لاؤ۔ وقت ضائع نہیں کرنا۔ جلدی جلدی انہیں اکٹھا کرو۔''

اس پر بشار، نکسار اور تھمر تینوں بھاگتی ہوئی حرکت میں آئیں اور لشکر کے اندر جس قدر عورتیں تھیں ان سب کو چھکڑوں کے بیچ میں جو گول دائرہ بنا تھا اس میں جمع کر دیا گیا تھا۔ ان عورتوں کی تعداد خاصی تھی اس لئے کہ لشکر کا وہ حصہ جو تورائی خان اور کشلی خان لے گئے تھے، ان میں کسی عورت کو نہیں رکھا گیا تھا۔ ساری عورتیں خریم بن مقردوم کے حصے کے لشکر ہی میں رہی تھیں۔

جب ساری عورتیں چھکڑوں سے بنائے گئے اس گول دائرے کے اندر جمع ہو گئیں تب خریم بن مقردوم اور عمیر بن نصر دونوں بشار، تھمر اور نکسار کے قریب آئے۔ ان کے پیچھے پیچھے کوچمان اور گوچلوک بھی تھے۔ کچھ دیگر چھوٹے سالار بھی پیچھے کھڑے تھے۔ پھر ان تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے خریم بن مقردوم کہہ رہا تھا۔

''آج پہلی بار میں تم تینوں کے ذمے ایک انتہائی اہم کام لگا رہا ہوں... بشار! میں تمہارے متعلق تو جانتا ہوں کہ تم بہترین تیراندازی کر سکتی ہو۔ تیغ زنی کے ہنر میں بھی ماہر ہو۔ جہاں تک میری دونوں بہنوں تھمر اور نکسار کا تعلق ہے تو ان سے متعلق ...''

یہاں تک کہتے کہتے خریم بن مقردوم کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ عمیر بن نصر آگے بڑھا اور بڑے پیارے انداز میں اپنا ہاتھ خریم بن مقردوم کے شانے پر رکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''میرے عزیز و محترم بھائی! ان سے متعلق میں بتاتا ہوں۔ یہ دونوں بہترین تیراندازی کر سکتی ہیں اور عمدہ قسم کی تیغ زن بھی ہیں۔ اب آپ ان تینوں کے لئے حکم جاری کریں کہ کیا چاہتے ہیں؟''

[illegible] مقردوم مسکرایا پھر کہنے لگا۔ ''یہ جو چھکڑوں کے گول دائروں کے اندر عورتیں کھڑی [illegible] ہی اس سے پہلے لشکر میں رہتی رہی ہیں۔ جنگوں کا تجربہ بھی رکھتی ہیں۔

بشار! تم تھمر اور نکسار یوں جانو تم تینوں ان کی کماندار ہو۔ چھکڑوں کے اندر تیروں کے ڈھیر لگا دیئے جائیں گے۔ ایک ایک چھکڑے کے اندر عورتیں تقسیم کر کے بٹھا دی جائیں گی۔ اگر دشمن کے لشکر کا کوئی حصہ اس طرف آتا ہے تو ان عورتوں کا کام یہ ہو گا کہ ادھر آنے والے دشمن کے لشکریوں کو تیروں سے چھلنی کر کے رکھ دیں۔ اگر تم سب عورتیں مل کر یہ کام کر لو تو میرے لئے بڑی آسانی پیدا ہو جائے گی۔ اس لئے کہ مجھے اپنے لشکر میں سے کچھ دستے نکال کر پڑاؤ کی حفاظت کے لئے نہیں چھوڑنے پڑیں گے اور میں اپنی پوری طاقت اور قوت کے ساتھ سلافوں پر ایسی ضرب لگاؤں گا کہ جنگ کو طول نہیں پکڑنے دوں گا۔ ابھی ہمارے ذمے بہت کام ہے۔ اس جنگ سے نمٹنے کے بعد ہم نے مزید مغرب کا رُخ کرنا ہے۔ میں یہ بھی اُمید رکھتا ہوں کہ تورائی خان اور کشلی خان بھی دشمن کے دوسرے حصے سے خوب نمٹیں گے اور دشمن کے لشکر کا وہ حصہ مجھے امید ہے کہ اس قابل نہیں چھوڑیں گے کہ وہ پشت کی جانب سے ہم پر حملہ آور ہو۔ اب تم ایسا کرو تینوں مل کر چھکڑوں کے اندر عورتوں کی تقسیم کرو۔ صرف ایسی عورتوں کو اس کام پر لگانا جو تیراندازی میں ماہر ہوں۔ چھکڑوں کے اندر میں تیر رکھنے کا اہتمام کرواتا ہوں۔''

خریم بن مقردوم جب خاموش ہوا تب مسکراتے ہوئے بشار کہنے لگی۔ ''آپ بالکل کوئی فکر نہ کریں۔ دشمن کے لشکر کا کوئی حصہ اگر اس طرف آیا اور اس نے ہمارے پڑاؤ کو نقصان پہنچانا چاہا یا پڑاؤ میں داخل ہونا چاہا تو ہم سب مل کر اس کی ایسی تیسی پھیر دیں گی۔ کسی کو یہاں آنے نہیں دیں گی۔''

بشار کے ان الفاظ پر خریم خوش ہو گیا تھا۔ کہنے لگا۔ ''بشار! تم دیکھتی ہو کہ ہم نے جو چھکڑوں کا حصار بنا رکھا ہے یہ دوہرا حصار ہے۔ باہر والے چھکڑے خالی ہیں۔ ان کے اندر ہی تیراندازی کے لئے عورتیں بٹھائی جائیں گی۔ اور جو چھکڑوں کا اندرونی حصار ہے اس میں ہماری خوراک، ہتھیاروں کے ذخائر کے علاوہ ضروریات کا دیگر سامان ہے، اس کی بھی حفاظت کرنی ہے۔''

خریم بن مقردوم کے خاموش ہونے پر بشار بول اُٹھی۔ ''امیر! آپ بالکل بے فکر رہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ جس قدر لشکر میں عورتیں ہیں یہ ایسی کارکردگی کا مظاہرہ کریں گی کہ جو امیدیں آپ نے وابستہ کی ہیں میرے خداوند نے چاہا تو ان سے بہتر بن کے ہم ثابت ہوں گی۔''

بشار کی اس گفتگو سے خریم بن مقردوم، عمیر، کوچمان اور گوچلوک مطمئن ہو گئے تھے۔ پھر

www.pdfbooksfree.pk

خریم پیچھے ہٹا، کرغیزوں کے سردار کوچمان کے پاس آیا، اُس کے شانے پر ہاتھ رکھا، اُسے تھوڑا سا آگے لایا، پھر کہنے لگا۔

''محترم گوچلوک! میں گزشتہ کئی دنوں سے ایک بات آپ سے کہنے کا تہیہ کر رہا تھا لیکن ہمت نہیں پڑتی تھی۔ آج سب کے سامنے میں ایک فیصلہ کرتا ہوں اور مجھے اُمید ہے کہ میرا بھائی عمیر بھی اس فیصلے سے اتفاق کرے گا......''

خریم کو رُک جانا پڑا۔ اس لئے کہ عمیر بن نصر فوراً بول پڑا۔ ''میرے بھائی! آپ کے فیصلے سے اتفاق نہ کرنا میں گناہ سمجھتا ہوں۔ آپ کہیں کیا کہنا چاہتے ہیں......؟''

خریم بن مقردم مسکرایا، پھر وہ گوچلوک کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ ''میرے محترم! جہاں مجھے اپنے بھائی قریف کے مرنے کا بے حد دُکھ ہے وہاں اپنی بہن طائسی کی موت بھی میرے لئے بہت بڑا صدمہ ہے۔ میں جانتا ہوں طائسی آپ کی اکلوتی بیٹی تھی اور آپ اُس کی کمی محسوس کرتے ہیں۔ پریشان فکرمند رہتے ہیں۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ جس طرح میرے محترم کوچمان نے وصیت کر دی ہے اس کے بعد باشکیریوں کا بھی سردار ہوں گا۔ اس طرح آپ نے قریف کے لئے وصیت کر دی تھی کہ آپ کے بعد قریف کرغیزوں کا سردار ہوگا۔ اب میں ایک نیا فیصلہ کر رہا ہوں۔ میری بہن طائسی ہم سے چھن گئی ہے۔ اللہ نے مجھے دو اور بہنیں دے دی ہیں تھمر اور نکسار...... آپ یوں جانیں تھمر اور نکسار دونوں آپ کی بیٹیاں ہیں اور عمیر بن نصر آپ کا بیٹا ہے۔ جس طرح طائسی آپ اور آپ کی بیوی منگتائی کی خدمت کیا کرتی تھی ایسے ہی نکسار اور تھمر بھی کریں گی۔ جس طرح قریف ایک باپ کی طرح آپ کا احترام کرتا تھا اس طرح عمیر بن نصر بھی کرے گا...... کیا وہ رشتہ جو میں ان تینوں کا آپ کے ساتھ قائم کر رہا ہوں آپ اس پر خوش اور مطمئن ہیں......؟''

خریم بن مقردم کی اس گفتگو سے گوچلوک بڑا متاثر ہوا تھا۔ اُس کی آنکھیں نمناک ہوگئی تھیں۔ آگے بڑھ کر اُس نے خریم بن مقردم کو اپنے ساتھ لپٹا لیا، پھر کپکپاتی آواز میں کہہ رہا تھا۔ ''میرے بیٹے! تو بہت عظیم ہے۔ تو ہر کسی کے دُکھ کا چارہ بنتا ہے۔ میں جانتا ہوں تجھے اپنے بھائی کے مرنے کا کتنا دُکھ ہے۔ پر تو عجیب بیٹا ہے، اپنے دُکھ پر اوروں کے دُکھ اور تکلیف کو ہمیشہ ترجیح دیتا ہے۔''

ماحول کچھ اُداس اور افسردہ ہونے لگا تھا۔ لہٰذا عمیر بن نصر آگے بڑھا، دونوں کو علیحدہ کیا، [illegible] کو اُس نے اپنے ساتھ لپٹا لیا۔ کہنے لگا۔

''محترم! یوں جانیں آج کے بعد میں آپ کا بیٹا ہوں۔ تھمر اور نکسار دونوں آپ کی

بیٹیاں ہیں۔ ہم آپ کو کسی چیز کی کمی محسوس نہیں ہونے دیں گے۔''

اس موقع پر گوچلوک نے ایک باپ کی شفقت بھرے انداز میں تھمر اور نکسار کی طرف دیکھا، پھر اُس نے اپنے دونوں بازو پھیلا دیئے تھے۔ اس پر تھمر اور نکسار بھاگیں اور گوچلوک کے دونوں شانوں پر انہوں نے اپنے سر رکھ دیئے تھے۔ کچھ دیر تک گوچلوک اُن کے سر چومتا رہا، پھر دونوں علیحدہ ہوئیں۔ سب بے حد خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔ اس کے بعد خریم بن مقردم پھر بول اُٹھا۔

''گوچلوک میرے محترم! یہ معاملہ تو طے ہوا۔ اب ایسا کرتے ہیں چھکڑوں کے بیرونی حصار کے اندر تیر رکھتے ہیں اور اتنی دیر تک نکسار، بشار اور تھمر مل کر عورتوں کو مختلف چھکڑوں میں تقسیم کر دیتی ہیں۔''

پھر سب حرکت میں آئے۔ چھکڑوں کے بیرونی حصار کے اندر تیر اور کمانیں رکھ دی گئی تھیں۔ اس کے بعد نکسار، بشار اور تھمر بڑی تیزی سے اپنے کام میں لگ گئی تھیں جبکہ خریم بن مقردم، عمیر، کوچمان، گوچلوک اور دوسرے سالاروں کو لے کر اپنے لشکر کی صفیں درست کرنے لگے تھے۔ شاید وہ تھوڑی دیر تک سلافوں کے ساتھ جنگ کی ابتدا کرنا چاہتے تھے۔

دونوں لشکروں میں تھوڑی دیر تک جنگ کے طبل بجتے رہے۔ پھر جنگ کی ابتدا سلافوں نے کی تھی۔ سلافوں کو یقین تھا کہ ان کی فتح یقینی ہے اس لئے کہ اپنے طور پر انہوں نے خریم بن مقردم کے خلاف گھات لگا رکھی تھی۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ جنگ جب اپنے زوروں پر ہوگی تو ان کا وہ لشکر جو گھات میں بیٹھا ہے وہ نکل کر حملہ آوروں کی پشت پر حملہ آور ہوگا اور ان کی کامیابی کو یقینی بناتا چلا جائے گا...... لیکن جو فیصلے قدرت کرتی ہے وہی آخری ہوتے ہیں۔

بہرحال سلافوں نے جنگ کی ابتدا کی اور وہ خریم بن مقردم کے لشکر پر ظلم و جور کا بازار گرم کرنے والے گناہ و شر کے پتلوں، زرد پتوں کی کہانیوں کو جنم دینے والے درندگی کے موجدوں اور ہر شے کا اسم خون میں ڈبو دینے والے کور چشم خونی دل کے قافلوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔

ان کے جان لیوا حملوں کو روکنے کے بعد خریم بن مقردم، عمیر بن نصر، کوچمان، گوچلوک نے بھی اپنی جوابی کارروائی کی ابتدا کی اور وہ دفاع سے نکل کر جارحیت پر اتر ے۔ پھر وہ بھی سلافوں پر ان گنت صحراؤں کی تاریکی اور باطل تہذیب میں گھس جانے والی آفاق کی پُرنور کرنوں، جبر کی ظلمتوں، بدی کے پھیلتے سایوں، دل کی بستیاں برباد کر دینے والوں کو صفحۂ دہر سے مٹا دینے والے ژالہ باری کے طوفانی تسلسل اور ہر شے میں سما جانے والی مرگِ مبرم کی

www.pdfbooksfree.pk

طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

کیف شہر کے شمال میں ہولناک رن پڑا تھا۔ موت اپنے آپ کو عیاں کر کے صف در صف کاسۂ حیات توڑنے لگی تھی۔ قضا اپنی خونی ردا اوڑھے ان گنت لوگوں کو نگلنے لگی تھی۔ فراقت و ہجر کے ادطاقوں، یادوں کے سمٹتے لمحوں اور انسانوں کے لرزتے کانپتے سایوں غرضیکہ ہر شے سے موت تانک جھانک کرنے لگی تھی۔

کیف شہر کے شمال میں دریائے نیپر کے کنارے کچھ دیر تک ہولناک جنگ ہوتی رہی۔ سلافوں نے شروع شروع میں تیز اور جان لیوا حملے کئے تھے لیکن آہستہ آہستہ وہ دفاع پر اُتر آئے تھے اور اب وہ ایک طرح سے خریم بن مقرروم اور عمیر بن نصر، کوچمان اور گوچلوک کے حملوں کو روکتے ہوئے جنگ کو طول دینے کی کوشش کر رہے تھے۔ اس لئے کہ وہ چاہتے تھے ان کا جو لشکر گھات میں بیٹھا ہے وہ پشت کی جانب سے حملہ آور ہو اور ان کی فتح کو یقینی بنائے۔

لیکن دوسری جانب گھات میں بیٹھے ان کے دوسرے لشکر کا دُور دُور تک کوئی نام ونشان نہ تھا۔ جوں جوں وقت گزرتا جا رہا تھا۔ کیف شہر سے باہر سلاف بد دلی اور حوصلہ شکنی کا شکار ہونا شروع ہو گئے تھے۔ یہاں تک کہ انہیں بدترین شکست ہوئی اور وہ شکست اٹھا کر دریائے نیپر کے کنارے کنارے شمال کی طرف بھاگے تھے۔ خریم بن مقرروم، عمیر بن نصر، کوچمان اور گوچلوک نے اپنی پوری طاقت اور خونخواری کے ساتھ دریائے نیپر کے کنارے ان کا تعاقب شروع کر دیا تھا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ سلاف اپنی پشت پر کیف شہر جا کر محصور ہوتے لیکن ایک طرف سے ہو کر وہ شمال کا رُخ کر گئے تھے تاکہ اپنے لشکر کے دوسرے حصے سے جا ملیں۔

دوسری جانب سلافوں کا جو لشکر گھات میں بیٹھا تھا وہ بھی نکلا۔ دریائے نیپر کے کنارے کنارے وہ جنوب کی طرف بڑھا۔ اچانک ایک انقلاب اُٹھ کھڑا ہوا۔ کوہستانی سلسلے کے اوپر سے اُن پر ایسی تیز اور بھیانک قسم کی سنگباری ہوئی کہ یوں لگنے لگا گویا اذیت و شر کے شعلوں میں قحط کا جنوں، جہالت کی للکاروں میں ملعبت صداؤں کی گونجیں اور ماضی کے گناہ آلود شبستانوں میں ذات کے بھونچال کھڑے کرتے توازن کا فسوں اُٹھ کھڑا ہوا ہو۔

کوہستانی سلسلے کے اوپر سے یہ سنگباری سلافوں کے لشکر کے پچھلے حصے پر کی گئی تھی۔ لہٰذا پچھلا حصہ ایک طرح سے کچلا مسلا گیا تھا۔ سلافوں کے اندر شور، ایک ہنگامہ اُٹھ کھڑا ہوا تھا اور جس وقت اگلے حصے کے لشکری پلٹ کر اپنے لشکر کے حصے کی خبر گیری کرنا چاہتے تھے تو دوسرا تھا۔ اُن پر اس انداز میں کوہستانی سلسلے کے اوپر سے تیر اندازی کی گئی جیسے وقت کے نر موجودات پر جبر و قہر کا سحر، نفرتوں کا زہر برسانا شروع کر دیا ہو یا ساون کی مینہ

زور بارش کی طرح گونجوں ...کراتے بھنور خون کی بارش کا جنوں پیدا کرتے چلے گئے ہوں۔

سلاف اب اور زیادہ افراتفری، گھبراہٹ کے عالم کا شکار ہو گئے تھے۔ جو مارے گئے تھے ان کو ان کے حال پر چھوڑ کر زندہ بچنے والے آگے بڑھنے لگے تھے۔ لیکن اب تیسرا طوفان اٹھا۔ کوہستانی سلسلے کے اندر سے تورائی خان اچانک لشکر کے ایک حصے کے ساتھ اُترا اور پھر سلافوں پر کاوش کی ساری بیداری، زتوں کی ساری آسودگی فنا کر کے قلب کو مضطرب اور بے قرار کر دینے والی خون اُگلتی ساعتوں اور شر آلود ذہن اور ناگ بن کر ڈستے ارادوں میں جلتے جذبوں کی حسرتیں بن کر سرگرداں ہو جانے والے حادثوں کی گونجوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

سلاف پہلے ہی افراتفری اور گھبراہٹ کا شکار تھے۔ سنگ باری اور تیروں کی بارش نے انہیں بوکھلا کر رکھ دیا تھا اور ان کے لشکر کا ایک خاصا بڑا حصہ قضا کا شکار ہو گیا تھا۔ اور اب جو تورائی خان نے ایک طرف سے اُن پر حملہ کر دیا تب اُن کے اوسان پہلے سے بھی زیادہ خطا ہو گئے تھے۔ عین اسی لمحہ اُن کے لئے ایک اور مصیبت اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اس لئے کہ سنگ باری اور تیر اندازی کرنے والے دونوں حصوں کو یکجا کر کے کشلی خان ان کی پشت کی جانب سے اس طرح حملہ آور ہوا جیسے اندھیرے کی فصل میں روشنی کی انقلابی صدائیں گھس جاتی ہیں۔ جیسے نامانوس گوشوں سے نکل کر جان کے عذاب نفرت کی شدت، نامساعد انقلاب برپا کر جانے والے قضا کے ہانپتے سایوں نے کسی کو اپنا ہدف بنانا شروع کر دیا ہو۔

دریائے نیپر کے کنارے کوہستانی سلسلے کے ساتھ ساتھ گزرنے والی شاہراہ پر بڑی تیزی سے سلافوں کی حالت سرد جذبوں میں ڈوبے زرد چہروں، درد کے رشتوں اور حملوں کی گرمی و حدت کا شکار ذلت و پستی کے قصوں سے بھی زیادہ بدتر ہونا شروع ہو گئی تھی۔

دریائے نیپر کے کنارے تورائی خان اور کشلی خان کے ہاتھوں بدترین شکست کھانے کے بعد سلاف کیف شہر کی طرف بھاگے۔ اب ان کی بدقسمتی کہ دوسری طرف سے نیپر ہی کے کنارے کنارے اُن کے لشکر کا دوسرا حصہ خریم بن مقرروم، عمیر بن نصر، کوچمان اور گوچلوک کے آگے آگے بھاگتا آ رہا تھا۔

پھر دریائے نیپر کے کنارے دونوں شکست خوردہ لشکر آپس میں ملے۔ اب ان کی اور زیادہ کمبختی آ گئی۔ اس لئے کہ شمال کی طرف سے ان پر تورائی خان، کشلی خان ٹوٹ پڑے تھے۔ جبکہ جنوب کی طرف سے ان پر خریم بن مقرروم، عمیر بن نصر، کوچمان اور گوچلوک نے ناقابل

www.pdfbooksfree.pk

برداشت ضربیں لگانا شروع کردی تھیں۔

وہ سلاف جو خریم بن مقروم اور اُس کے لشکریوں کو تباہ کرنے پر تلے ہوئے تھے اور اپنے ایک لشکر کو انہوں نے گھات میں بٹھا رکھا تھا انہیں بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ سلافوں کے دونوں حصوں کے مل جانے کے بعد بھی انہوں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ حملہ آوروں کو کسی نہ کسی طرح پسپا کر کے مار بھگائیں لیکن مگیاروں، کرغیزوں، باشکیریوں اور منگولوں نے اپنے جان لیوا حملوں سے انہیں ادھیڑ کر رکھ دیا تھا اور انہیں ذلت آمیز شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا۔

چونکہ خریم بن مقروم اپنے لشکر کو پہلے تاکید کے ساتھ کہہ رہا تھا کہ سلافوں کے سردار سکتور کو ہر حال میں لڑائی کے دوران قتل نہیں کرنا بلکہ اُس کی عبرت خیزی کے لئے اُسے زندہ گرفتار کرنا ہے۔ لہٰذا بڑی تگ و دو کے بعد سکتور اور اُس کے چند ساتھیوں کو زندہ گرفتار کر لیا گیا تھا۔ سلافوں کا لشکر ایک طرح سے پس کر رہ گیا تھا۔ لشکر کی اکثریت کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا۔ بہت کم کو اپنی جانیں بچا کر بھاگنے کا موقع ملا تھا۔ یوں دریائے نیپر کے کنارے کیف شہر کے شمال میں خریم بن مقروم کے ہاتھوں سلافوں کو بدترین شکست ہی نہیں نا قابل برداشت بربادی کا سامنا بھی کرنا پڑا۔

آخر کار سلافوں کے سردار سکتور اور اس کے چند ساتھیوں کو خریم بن مقروم کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس وقت خریم کے پاس عمیر بن نصر کے علاوہ تورائی خان، کشلی خان، کوچلوک، کوچمان سب بیٹھے ہوئے تھے۔ خریم بن مقروم تھوڑی دیر تک قہر بھرے انداز میں سکتور کی طرف دیکھتا رہا، پھر برہمی کا اظہار کرتے ہوئے اُس نے سکتور کو مخاطب کیا۔

''کیا تو مجھے جانتا ہے......؟''

سکتور نے ایک بھرپور نگاہ خریم بن مقروم پر ڈالی پھر گردن جھکا کر خاموش ہو گیا۔

خریم بن مقروم نے پھر سوال داغ دیا۔ ''ذرا اپنے دامن میں جھانک کے دیکھو، کیا تیری کسی کے ساتھ دشمنی تھی؟ تو نے کسی پر جبر اور ظلم کیا تھا......؟ ذرا اپنے ذہن کے صحیفوں کو ٹٹولو اور دیکھو، کیا کسی سے تیری عداوت تھی؟ اگر تیرے ذہن میں یہ بات نہیں آ رہی تو پھر تو مجھ سے کیوں نہیں پوچھتا کہ میری تیرے ساتھ کیا دشمنی ہے جس کی بنا پر میں تجھ پر حملہ آور ہوا اور اس قدر سلافوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا......؟''

سکتور جب خاموش رہا تب پہلے سے زیادہ برہمی کا اظہار کرتے ہوئے خریم بن مقروم مخاطب کیا۔ ''کیا تو کسی ایسے شخص کو جانتا ہے جس کا نام مقروم ہو...... جس کا تعلق

ترکوں کے مگیار قبیلے سے ہو، انہوں نے اسلام قبول کرلیا ہو اور اسلام قبول کرنے کی سزا تو نے بے شمار مگیاروں کو دی ہو؟ سن، اگر تیرا ذہن کام نہیں کر رہا تو میں اُسی مگیار سردار مقروم کا بیٹا خریم بن مقروم ہوں۔ میرے ساتھ میرے بائیں جانب میرا بھائی عمیر بن نصر بیٹھا ہوا ہے۔''

سکتور کے چہرے پر خوف و ہراس پھیل گیا تھا۔ تاہم وہ منہ سے کچھ نہ بولا۔ اس پر کھولتے ہوئے لہجے میں خریم نے اُسے مخاطب کیا۔ ''حیرت ہے، تیرے جیسا آدمی خاموش اور یوں چپ کھڑا ہے۔ تیرے سامنے تو لوگ ہاتھ اٹھائے، جھولیا پھیلائے رحم کی بھیک مانگتے تھے اور تو ان کے ساتھ بے زنجیر آسیب اور جبر کے غضب ناک ناظم کا سا سلوک کرتا تھا۔ ان میں عذابوں کے صحیفے بانٹتا تھا۔ تو وہ شخص ہے جو مجبور اور بے کس لوگوں کے منہ پر زنجیروں کی کڑیوں جیسے سخت الفاظ دے مارتا تھا۔ تعجب ہے تو میرے سامنے زخمی پرندوں کی صداؤں، گمشدہ وقت کے تناظر کی طرح چپ، فضا میں ساکت مجسمے اور کارگاہوں کے بکھرتے دُھوئیں کی طرح بکھرا بکھرا کھڑا ہے۔ تو تو خون رسیدہ درد کی دُھند پھیلاتا تھا۔ لوگوں کی آرزوؤں کو کوتاہ قامت کرتا تھا، ان کی خواہشوں کو پست و ذلیل کر کے اپنے لئے سکون کا سامان فراہم کرتا تھا۔ ان کے پاؤں میں ناتوانی کے خوف باندھنا تیرا بہترین مشغلہ تھا۔

سکتور! تیری ہستی کی ساری کاوشوں کا حاصل تو بے کسی کی دہلیز پر موت کے منظر کھڑے کرنا تھا۔ تو، تو راتوں کی اندھی تیرگی اور سکوت کے بے کراں صحرا کے اندر آنسوؤں کے دیئے روشن کرتے ہوئے خوشی محسوس کرتا تھا۔

تو نے اوروں کو موت کی ویران شاہراہوں، دشت قضا کی گرد میں کھڑا کیا۔ کتنے معصوم بچوں کو ماؤں کی گود میں تو نے مرتے دیکھا ہوگا۔ ذرا آج اپنے آپ کو فنا کی اجنبی راہ گزر، دشت حیرت کے خونی موڑ پر کھڑے دیکھ۔

میں حیران ہوں تیرے جیسا ظالم...... تیرے جیسا شیطان، تیرے جیسا ابلیس کا گماشتہ انسان یوں میرے سامنے کھوئی متلاشی نگاہوں اور بھولی بسری صداؤں جیسا منجمد، چشموں کی صورت اور لفظوں کی کٹی شاہ رگ جیسا افسردہ اور ملول کھڑا ہے۔

دیکھ سکتور، کچھ بول...... تو نے مگیار ترکوں پر مظالم کئے، اُن کا جرم یہ تھا کہ تو انہیں بدھ مت کی طرف بلاتا رہا۔ انہوں نے تمہارا دھرم قبول نہیں کیا، اسلام قبول کر لیا۔ تو نے انہیں اسلام قبول کرنے کی سزا دی۔ یاد رکھنا تو نے اس قدر جرائم کئے ہیں کہ تیرے جرائم تیرے گناہوں کی فہرست بڑی طویل ہے۔ وہ فہرست میں یہاں گنوا نہیں سکتا۔ بس جو کچھ میں نے کہنا ہے اس کے کہنے کا مقصد و مدعا تمہیں یہ بتانا ہے کہ تم کس قدر گھناؤنے اور کس قدر

www.pdfbooksfree.pk

گناہگار شخص ہو۔"

یہاں تک کہنے کے بعد خریم بن مقروم نے عمیر بن نصر کے کان میں کچھ کہا جس پر وہ اپنی جگہ اُٹھ کھڑا ہوا۔ پھر سب کے دیکھتے ہی دیکھتے سکتور اور اُس کے سرکردہ ساتھیوں کو جو اُس کے ساتھ ہی گرفتار ہوئے تھے موت کے گھاٹ اُتار دیا گیا تھا۔

اپنے لشکر کو آرام فراہم کرنے اور زخمیوں کی دیکھ بھال کے لئے خریم بن مقروم نے چند روز تک دریائے سیر کے کنارے کیف شہر سے باہر قیام کیا۔ اس کے بعد وہ مغرب کی طرف کوچ کر گیا تا کہ ان لوگوں سے نبرد آزما ہو جائے جنہوں نے برقائی خان کو خراج دینے سے انکار کر دیا تھا۔

برقائی خان اب اپنے نئے آباد کردہ شہر سرائے برقائی میں منتقل ہو چکا تھا۔ ایک روز وہ اپنے بھتیجے نوگائی کے ساتھ بیٹھا کسی موضوع پر گفتگو کر رہا تھا کہ کچھ مسلمان اُن کی خدمت میں پیش کئے گئے۔ ان میں سے کچھ بغداد سے، کچھ مصر سے اور کچھ یردن کی وادیوں سے آئے تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جنہیں ہلاکو کے ہاتھوں ذلتوں، تکلیفوں اور تباہی و بربادی کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ ان لوگوں نے برقائی پر انکشاف کیا کہ کیسے دریائے دجلہ کے کنارے مسلمانوں کے عظیم شہر بغداد کو ہلاکو خان نے تباہ و برباد کیا۔ انہوں نے برقائی خان کو یہ بھی بتایا کہ کیسے ہلاکو خان نے مسلمانوں کے خلیفہ کو خط لکھا کہ تم جانتے ہو کہ دنیا کی مختلف قوموں کا چنگیز خان کے زمانے سے اب تک مغل فوجوں کے ہاتھوں کیا حشر ہوا۔ بغداد کے دروازے کبھی خوارزمیوں اور سلجوقیوں پر بند نہیں ہوئے تو پھر تم ہمیں داخل ہونے سے کیونکر روک سکتے ہو؟ جبکہ ہم اس قدر طاقتور ہیں۔

انہوں نے برقائی خان کو یہ بھی بتایا کہ بغداد کا آخری تاجدار لڑنے مرنے پر تیار تھا۔ یاس کے عالم میں اُس نے جہاد کا اعلان بھی کیا مگر اُس کے لشکر کو ہلاکو نے نیست و نابود کر دیا۔ کیسے منگول بغداد کے دروازے میں گھس آئے اور ان کا سارا مال و متاع لوٹ لیا۔ خلیفہ مستعصم باللہ کو گرفتار کر کے ہلاکو کے سامنے پیش کر دیا۔

انہوں نے برقائی کو یہ بھی بتایا کہ ہلاکو نے بدنصیب خلیفہ کو کچھ کھانے پینے کو دینے کی بجائے اُس کے سامنے طلائی ظروف، چاندی کی سلفچیاں اور جواہروں سے جڑے برتن رکھے اور خود معمولی برتنوں میں کھانا کھایا۔

ساتھ ہی یہ بھی انکشاف کیا کہ اُس نے خلیفہ سے کہا جو سونا چاندی تم نے جمع کیا ہے وہ کھاؤ......

بغداد کے خلیفہ نے کہا۔ "میں سونا کیسے کھاؤں......؟"

ہلاکو نے برہمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "پھر تم نے سونا جمع کیوں کیا؟"

انہوں نے برقائی کو بتایا کہ اس کا جواب خلیفہ کے پاس نہیں تھا۔ اُس نے خلیفہ پر یہ

www.pdfbooksfree.pk

انکشاف کیا کہ تم نے محل کے بڑے ہال میں چاروں طرف کبھی نظر دوڑائی ہی نہیں۔ تم نے ان لوہے کی جالیوں کو پگھلا کر آہنی تیر کیوں نہیں ڈھالے جو یہ جواہرات جمع کرنے کی بجائے اپنے لشکریوں میں تقسیم کرتا تا کہ وہ جاں بازی سے بڑھ کر تیرے حق میں میرا مقابلہ کرتے۔

خلیفہ نے بے بسی میں صرف اسی قدر کہا۔ ''اللہ کی مرضی یہی تھی...

جس پر ہلاکو نے اس سے بھی زیادہ برہمی میں کہا۔ ''تو پھر جو کچھ تم پر گزرے گی وہ بھی اللہ کی مرضی ہوگی۔''

پھر اُس نے خلیفہ سے وعدہ کیا کہ میں تمہیں ایسے گھر میں رکھوں گا جہاں تمہیں سردی لگے گی نہ پیاس۔ اُس نے حکم دیا کہ خلیفہ کو ایک سمور کے لبادے میں لپیٹ کر گھوڑوں کی ٹاپوں تلے کچل کر مار ڈالا جائے۔ اُس نے بڑی احتیاط کی، مسلمانوں کے خلیفہ کا خون نہ بہایا۔ مگر اس خلیفہ کے سفیر اور قاصدوں نے یہ بھی انکشاف کیا کہ بغداد میں نوے ہزار مسلمانوں کا باقاعدہ قتل عام ہوا اور بغداد شہر کو نذرِ آتش کر دیا گیا۔

آنے والے قاصدوں نے یہ بھی بتایا کہ ہر مذہبی فرقے کو مذہبی آزادی حاصل ہے لیکن کسی مسلمان کو ہلاکو کے سامنے سر اٹھانے کا حق نہیں۔ ادنیٰ اعلیٰ ہر نصرانی بھڑک دار کپڑے پہن کر مسلمانوں پر پھبتیاں کستے ہیں اس لئے کہ ہلاکو اور اس کی بیوی نصرانیوں کا ساتھ دیتے ہیں اور نصرانی ہلاکو کو اپنا ملجا اور ماویٰ اور غیبی نعمت سمجھ کر اس کا ساتھ دے رہے ہیں۔

انہوں نے یہ بھی انکشاف کیا کہ ہلاکو خان اپنے لشکر میں ارمنی صلیبی نائٹوں کو جمع کرتا جا رہا ہے اور یہ کہ جدھر جدھر سے ہلاکو خان گزرتا ہے، مسجدوں کو آگ لگا دی جاتی ہے۔ دُھوئیں کے بادل بلند ہوتے ہیں لیکن کلیساؤں کو ہاتھ نہیں لگایا جاتا۔ یہ بھی بتایا کہ کس طرح ایک مسلمان امیر نے ظلم کرنے والے منگولوں کے سامنے مزاحمت کی تو بڑی سفاکی کے ساتھ اُسے قتل کر کے اُس کے جسم کی بوٹیاں کاٹ کاٹ کر اُس کے منہ میں بھر دی گئیں۔

آنے والے قاصدوں نے برقائی خان کو یہ بھی بتایا کہ ہلاکو عالم اسلام کے خلاف تباہی و بربادی بن کر نمودار ہوا ہے اور اب وہ اپنے لشکر کا رُخ قفقار کی طرف کر رہا ہے۔

قفقار کا علاقہ چونکہ برقائی خان اپنی ملکیت سمجھتا تھا لہٰذا وہ چوکس اور چوکنا ہو گیا۔ جو کچھ آنے والے قاصدوں نے اُسے بتایا تھا اس کو سن کر وہ ہلاکو خان کے خلاف سخت غضبناک ہوا۔

والے مسلمان قاصدوں نے اُسے تحائف کے علاوہ قرآن مقدس کے بہت سے نسخے

ئے۔ برقائی خان نے ان قاصدوں کا بے حد احترام کیا اور کچھ لوگوں کے ساتھ انہیں

ا کے ہاں قیام اور آرام کریں۔

ان کے جانے کے بعد کچھ دیر خاموشی رہی، پھر اپنے قریب بیٹھے اپنے بھتیجے نوگائی کو مخاطب کرتے ہوئے برقائی خان کہنے لگا۔

''نوگائی میرے عزیز بیٹے! آنے والے ان مسلمان قاصدوں نے جو کچھ کہا وہ میں نے دل پر پتھر رکھ کر سنا۔ تو بھی سن چکا ہے۔ بیٹے اگر ہلاکو خان قفقار کا رُخ کرتا ہے اور جن علاقوں پر ہمارا تسلط ہے ان پر قبضہ جمانے کی کوشش کرتا ہے تو پھر بیٹے! اس معاملے میں تیرے کیا تاثرات ہوں گے؟ جو ردِ عمل میرا ہے اس کا انکشاف تو میں تجھ پر بعد میں کروں گا۔''

غصے میں نوگائی کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ برقائی خان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''اے محترم چچا! ہم کوئی اتنے گئے گزرے بھی نہیں ہیں کہ ہلاکو جب اور جس وقت چاہے ہمارے علاقوں پر چڑھ دوڑے اور جتنے علاقے چاہے ان پر قبضہ کر لے۔ قفقار ہمارا علاقہ ہے، ہمارا ہی رہے گا اور ہلاکو خان نے اگر قفقار کی سرزمینوں کا رُخ کرنے کی کوشش کی تو اُسے ہم ایسی عبرتناک سزا دیں گے جو اُس کے لئے ایک درس ثابت ہوگی۔''

جب تک نوگائی بولتا رہا، برقائی خان مسکراتا رہا۔ کچھ کہنا چاہتا تھا کہ جو قاصد وہاں سے گئے تھے وہ لوٹ آئے۔ اُن کے دوبارہ آنے پر برقائی خان کسی قدر فکرمند ہوا۔ پھر اُن میں سے اُن کا جو سرکردہ تھا اُس نے برقائی کو مخاطب کیا۔

''محترم خاقان! میں ایک بات کا انکشاف کرنا آپ پر بھول گیا۔ بات یہ ہے کہ ہلاکو خان عیسائی دنیا کے ساتھ اتحاد اور تعاون کرنے پر تلا ہوا ہے۔ اُس نے اپنے قاصد قسطنطنیہ کی طرف روانہ کئے ہیں اور قسطنطنیہ کے نصرانی بادشاہ کی بیٹی کا رشتہ مانگا ہے۔ جس لڑکی کا رشتہ مانگا گیا ہے اس کا نام میرایہ ہے اور یہ رشتہ ہلاکو نے اپنے بیٹے اباقا کے لئے مانگا ہے۔''

اس انکشاف پر برقائی نے کچھ سوچا پھر مسکرایا اور کہنے لگا۔ ''تم لوگ جاؤ...... جا کر آرام کرو۔ فکرمند نہ ہو۔ سب معاملات ٹھیک ہو جائیں گے۔''

اس کے ساتھ ہی جب وہ قاصد چلے گئے تو برقائی نے پھر نوگائی کو مخاطب کیا اور کہنے لگا۔

''نوگائی میرے بیٹے! جو کچھ تم نے کہا ہے قسم خداوند مہرباں کی...... وہ میرے دل کی آواز ہے۔ لگتا ہے تیرے میرے احساسات اور جذبات ایک جیسے ہیں۔ اب مزید جو کچھ میں کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ تو آج ہی ایک لشکر لے کر قفقار کی طرف روانہ ہو جا۔ ہلاکو نے ابھی ان علاقوں کا رُخ نہیں کیا۔ وہاں جا کے تو اپنی حالت کو مضبوط اور مستحکم کر لے۔ کسی ایسی جگہ لشکر کو استوار کرنا جہاں ہلاکو کے ساتھ آسانی سے نمٹا جا سکے۔ ساتھ ہی میں تیز رفتار ہرکارے خریم بن مقروم کی طرف بھی روانہ کرتا ہوں کہ وہ اگر اپنی مغرب کی مہم مکمل کر چکا ہے تو فی الفور

www.pdfbooksfree.pk

قفقار کے کوہستانی سلسلوں میں جا کے تم سے ملے۔ اور اگر اُس نے ابھی تک اپنی مغرب کی مہم کو مکمل نہیں کیا تو جس قدر وہ کام کر چکا ہے اس پر ہی اکتفا کر کے اس مہم کو جہاں ہے وہیں چھوڑے اور اپنے لشکر کو لے کر کوہستانِ قفقار میں تم سے جا ملے۔

نوگائی میرے بیٹے! ایک معاملہ تو طے ہوا۔ اب جو قاصدوں نے کہا ہے کہ اپنی طاقت اور قوت کو مضبوط اور مستحکم کرنے کے لئے ہلاکو خان نے قسطنطنیہ کے بادشاہ کی بیٹی کا رشتہ اپنے بیٹے اباقا کے لئے مانگا ہے تو اس طرح وہ بازنطینی سلطنت سے روابط رکھ کر اپنی طاقت میں اضافہ کرنا چاہتا ہے۔

نوگائی! تمہیں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں بھی کچھ قاصد قسطنطنیہ کی طرف روانہ کرتا ہوں اور قسطنطنیہ کے بادشاہ کی بیٹی کا رشتہ تمہارے لئے مانگتا ہوں۔ اس طرح اگر ہلاکو خان عیسائی دنیا سے روابط بڑھاتا ہے تو ہمیں بھی ان سے تعلقات قائم کرنے میں کوئی عار نہیں ہے۔ میں ہلاکو کو یہ موقع نہیں دوں گا کہ وہ قسطنطنیہ کی طاقت کو اپنے ساتھ ملا کر ہم پر حملہ آور ہو یا مسلمانوں کے خلاف کوئی تادیبی کارروائی کرے۔''

کہتے ہیں ہلاکو خان نے قسطنطنیہ کے بادشاہ کی جس بیٹی کا رشتہ مانگا تھا وہ اُس کی ناجائز اولاد تھی اور اُس کا نام میرایہ تھا جس کا رشتہ ہلاکو خان نے اپنے بیٹے کے لئے مانگا تھا۔ اور قسطنطنیہ کے بادشاہ نے اپنی ناجائز بیٹی میرایہ کا رشتہ ہلاکو کے بیٹے اباقا کو دے بھی دیا تھا۔

جہاں تک برقائی خان کا تعلق ہے تو برقائی خان نے قسطنطنیہ کے بادشاہ کی دوسری بیٹی کا رشتہ مانگا۔ اس طرح جس لڑکی کا رشتہ برقائی خان نے نوگائی کے لئے مانگا وہ قسطنطنیہ کے بادشاہ کی جائز اولاد تھی اور اس کا رشتہ اُس نے برقائی کے مانگنے پر نوگائی کو دے دیا تھا۔

بہر حال جو معاملات برقائی اور نوگائی کے مابین طے ہوئے تھے ان پر عمل ہوا اور اگلے روز نوگائی ایک بہت بڑا لشکر لے کر ہلاکو کی یلغار اور ترک تاز کو روکنے کے لئے کوہستانِ قفقار کی طرف چلا گیا تھا.....!

⁂

خریم بن مقروم نے چند روز کیف شہر کے شمال میں دریائے نیپر کے کنارے قیام کیا۔ پھر ... نے وہاں سے کوچ کیا۔ اب وہ اُس شاہراہ پر سفر کر رہا تھا جو کیف سے سیدھی مغرب کے ...یائے دیچولا کی طرف جاتی تھی۔

... کوہستان کارپتھین کے قریب پہنچا تب سامنے کی طرف سے منگول ہرکارے ...بھاتے آئے تھے۔ انہیں دیکھتے ہی خریم بن مقروم نے اپنے لشکر کو روک دیا تھا۔ ہرکارے قریب آئے، اپنے گھوڑوں کو انہوں نے روکا پھر خریم بن مقروم کو مخاطب کرتے ہوئے ان ہرکاروں میں سے ایک کہہ رہا تھا۔

''ابن مقروم! ہم آپ کے لئے اچھی خبریں لے کر آئے ہیں...... پولینڈ ہی نہیں یورپ کی دوسری عسکری قوتوں کو بھی آپ کے حملے کی خبر ہو چکی ہے۔ اہل یورپ پہلے ہی منگولوں سے خوفزدہ تھے۔ اب وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ پہلے کی طرح اگر اب پھر منگولوں نے یورپ کے اندر ترک تاز اور یلغار کی تو پورے یورپ کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیں گے۔ لہٰذا اس وقت آپ کا مقابلہ کرنے کے لئے تین بڑے لشکر تیار ہیں۔ اہل یورپ کا ایک لشکر کوہستان کارپتھین کے مغرب میں پڑاؤ کئے ہوئے ہیں۔

ابن مقروم! یہ سارے علاقے آپ کے دیکھے بھالے ہیں۔ منگولوں کی پہلی یلغار کے دوران کوہستانِ کارپتھین کی ڈھلانوں میں جہاں باتو خان، برقائی اور سوبودائی نے پڑاؤ کیا تھا اس سے تھوڑا مغرب میں یورپ کا ایک بہت بڑا لشکر پڑاؤ کئے آپ کا منتظر ہے۔ اس بار یورپ والے بڑی احتیاط برت رہے ہیں۔ انہوں نے یہ لائحہ عمل اختیار کیا ہے کہ اگر ان کے ایک لشکر کو کہیں شکست ہوتی ہے تو اس شکست کا بدلہ اور انتقام لینے کے لئے کئی اور لشکر تیار رہنے چاہئیں۔

اب جو باقی لشکر ہیں وہ دریائے وچولا کے کنارے ہیں۔ یہ شاہراہ جس پر آپ سفر کر رہے ہیں یہ کوہستان کارپتھین سے ہوتی ہوئی سیدھی دریائے وچولا کی طرف جاتی ہے۔ دریائے وچولا کو یہ شاہراہ لکڑی کے ایک پُل کے ذریعے عبور کرنے کے بعد پولینڈ کے شہر سینڈومیر کی طرف جاتی ہے۔ لکڑی کے اس پُل کے دائیں بائیں بڑے بڑے یورپی لشکر پڑاؤ کئے ہوئے ہیں۔ ایک پُل کے دائیں جانب، ایک پُل کے بائیں جانب ہے۔ اور اگر پُل پر کھڑا ہو کر کوئی ان لشکروں کو دیکھنے کی کوشش کرے تو وہ اتنے فاصلے پر ہیں کہ دکھائی نہیں دیتے۔

اب اہل یورپ کا لائحہ عمل یہ ہے کہ پہلے آپ سے وہ لشکر ٹکرائے گا جو کوہستانِ کارپتھین کے مغرب میں آپ کا منتظر ہے۔ اور اگر اس لشکر نے منگولوں کو شکست دے دی تو پھر اہل یورپ سمجھیں گے کہ ان کی کارروائی مکمل ہو چکی ہے اور یہ کہ منگول پسپا ہو کر پھر ان علاقوں کا رُخ نہیں کریں گے۔

اور اگر کوہستانِ کارپتھین کے مغرب میں اہل یورپ کے لشکر کو ہمارے ہاتھوں شکست ہوتی ہے تو شکست خوردہ لشکر پہلے دریائے وچولا کی طرف بھاگے گا، پھر بائیں جانب جو بلند

www.pdfbooksfree.pk

کوہستانی سلسلہ ہے اس میں روپوش ہونے کی کوشش کرے گا۔

اب اگر آپ کوہستانِ کارپتھین کے مغرب میں یورپ کے لشکر کو شکست دینے کے بعد آگے بڑھتے ہیں تو ظاہر ہے پولینڈ کے شہر سینڈومیر کی طرف جانے کے لئے آپ کو دریائے وچولا پر جو لکڑی کا پُل ہے اُسے عبور کرنا ہے۔ یورپ والے ایسا کریں گے کہ جب ہم پُل کے قریب جائیں گے، ایک لشکر جو دائیں جانب اور دوسرا بائیں جانب گھات میں ہیں وہ فوراً نمودار ہوں گے اور آپ کے دونوں پہلوؤں پر ضرب لگا دیں گے۔

جب ایسا ہو چکے گا تب وہ لشکر جسے آپ نے کوہستانِ کارپتھین کے مغرب میں شکست دی ہو گی اور جو جنوبی سطح مرتفع کی طرف چلا گیا ہو گا وہ بھی اچانک نمودار ہو گا اور جب جنگ کی بھٹی اپنے عروج پر ہو گی، آپ کی پشت کی جانب سے حملہ آور ہو کر اپنے لئے فوائد حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ اس طرح اہلِ یورپ کا خیال ہے کہ منگولوں کو کسی بھی صورت دریائے وچولا کو عبور کر کے پولینڈ کے مرکزی شہر سینڈومیر کی طرف نہیں جانے دینا چاہئے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وہ ہرکارہ جب خاموش ہوا تو چند انتہائی عمدہ الفاظ میں خریم بن مقردم نے آنے والے ان ہرکاروں کی تعریف کی۔ اس کے بعد انہیں پھر واپس بھیج دیا تاکہ وہ دشمن کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھیں۔ ساتھ ہی اُس نے اپنے لشکر کو کوچ کا حکم دیا تھا۔

کوہستانِ کارپتھین کو عبور کرنے کے بعد خریم بن مقردم یورپ کے اس لشکر کے سامنے پڑاؤ کر گیا جو کوہستان کارپتھین کے مغرب میں پہلے سے پڑاؤ کئے ہوئے منگولوں کا منتظر تھا۔ جب پڑاؤ قائم ہو چکا تب سارے سالار خریم بن مقردم کے کہنے پر اُس کے یورت میں جمع ہوئے۔ جب ایسا ہو چکا تب خریم بن مقردم نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''میرے عزیزو! کوہستانِ کارپتھین کے مشرق میں جب ہمارے ہرکارے ہمارے پاس آئے اور یورپ کے تینوں لشکروں کے متعلق ہمیں تفصیل بتائی تو اس وقت میں نے ان تو توں سے نمٹنے کے لئے ایک لائحۂ عمل تیار کیا تھا۔ لیکن وہ لائحۂ عمل میں آپ سب لوگوں سے بڑی رازداری سے کہنا چاہتا ہوں تاکہ ہمارا یہ جنگ کا طریقہ یورپ کے لشکریوں تک نہ پہنچے۔

جیسا کہ ہرکاروں نے بتایا، ہمیں تین لشکروں سے نمٹنا ہو گا۔ ایک یہ جو کارپتھین کے دامن میں ہمارے سامنے پڑاؤ کئے ہوئے ہے۔ دوسرا دریائے وچولا کے لکڑی کے پُل کے جانب، تیسرا بائیں جانب... اب ان تینوں سے نمٹنے کا جو لائحۂ عمل میرے ذہن میں ہے کہتا ہوں۔ ہو سکتا ہے جو کچھ میں نے سوچا ہو اس میں خامیاں ہوں، کوتاہیاں ہوں، سے مشورہ کرنے کے بعد ان کوتاہیوں کو دور کیا جا سکتا ہے۔

میرے عزیزو! کل سورج طلوع ہونے کے بعد ہم سب سے پہلے سامنے یورپ کا جو لشکر پڑاؤ کئے ہوئے ہے اس سے ٹکرائیں گے۔ مجھے اُمید ہے کہ ہم اُسے بدترین شکست دیں گے۔ یہ شکست اٹھانے کے بعد جب جنوبی کوہستانی سلسلے کی طرف بھاگتا ہے تو ہم اس کا تعاقب کریں گے۔ لشکر کے اندر جس قدر باربرداری کے جانور اور یورتوں والے چھکڑے اور دوسرے ضروریاتِ زندگی اور سامان کے چھکڑے ہیں وہ بھی ہمارے پیچھے پیچھے جنوبی سطح مرتفع کا رُخ کریں گے۔

شکست کھانے والے یورپ کے اس لشکر کی ہم پوری طرح کمر توڑ کے رکھ دیں گے تاکہ ان میں سے آئندہ کوئی بھی ہمارے خلاف حرکت میں آنے کے قابل نہ رہے۔ اور جب ہم دوسرے دو لشکروں سے ٹکرائیں تو ان میں سے کوئی بھی ہماری پشت کی طرف سے حملہ آور ہونے کے لئے باقی نہ بچے۔ یورپ کے اس لشکر کی مکمل تباہی اور بربادی کے بعد ہم مڑیں گے۔ آگے پیش قدمی نہیں کریں گے، مشرق کی طرف جائیں گے۔ کوہستان کارپتھین کا جو بلند سلسلہ ہے اس کے مشرق میں جا کر لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کریں گے۔

ہمارے اس طرح واپس جانے سے یورپ کے دوسرے عساکر یہ سمجھیں گے کہ ہم واپس چلے گئے ہیں لیکن کارپتھین پہاڑ کے مشرق کی جانب جا کر اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کریں گے۔ ایک حصہ کوہستان کارپتھین کے ساتھ ساتھ دائیں جانب جائے گا اور دائیں جانب جو درّے ہیں ان کو عبور کرنے کے بعد یورپ کے اس لشکر پر رات کے وقت ضرب لگائے گا جو دریائے وچولا کے پُل کے دائیں جانب گھات میں ہے۔ دوسرا حصہ بائیں جانب جائے گا اور وہ جنوبی سطح مرتفع جہاں ہم پہلے لشکر کو شکست دے کر داخل ہوں گے ان میں سے ہوتا ہوا یورپ کے اس لشکر پر ضرب لگائے گا جو پُل کی بائیں جانب ہم پر حملہ آور ہونے کے لئے گھات میں ہے۔ اس طرح اگر ہم کوہستانِ کارپتھین کے سامنے پہلے لشکر کو شکست دینے کے بعد اپنے لائحۂ عمل کے مطابق یورپ کے دونوں دوسرے لشکروں پر ضرب لگانے میں کامیاب ہوتے ہیں تو میرے خیال میں یورپ کی عسکری قوت کو ہم نیست و نابود کر دیں گے۔ اس کے بعد کوئی ایسی قوت نہیں رہے گی جو ہمیں دریائے وچولا کو عبور کر کے سینڈومیر کی طرف بڑھنے سے روک سکے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد خریم بن مقردم تھوڑی دیر کے لئے رُکا، پھر وہ اپنا سلسلۂ کلام آگے بڑھاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ ''جہاں تک تیسرے لشکر کا تعلق ہے تو وہ لشکر کے پڑاؤ کی ہر شے کی حفاظت پر مامور ہو گا۔ جس وقت لشکر کے دو حصے کوہستانِ کارپتھین کے دائیں بائیں کے

www.pdfbooksfree.pk

درّوں سے ہوتے ہوئے دریائے وچولا کے پُل کے دائیں بائیں کے لشکریوں پر حملہ آور ہوں گے تب ہمارے لشکر کا تیسرا حصہ بھی حرکت میں آئے گا۔ پڑاؤ کی ہر چیز اور یورت اور چھکڑوں کو لے کر کارپتھین کے بائیں درّوں سے ہوتا ہوا دریائے وچولا کی طرف بڑھے گا۔ اس طرح مجھے اُمید ہے کہ ہم اپنے مقصد میں کامیاب رہیں گے۔''

خریم بن مقرودم لحہ بھر کے لئے رُکا، پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔ ''جہاں تک لشکر کی تقسیم کا تعلق ہے تو یہ پہلے جیسی رہے گی۔ لشکر کا ایک حصہ میرے اور عمیر کے پاس رہے گا اور ہم دریائے وچولا کے پُل کے دائیں جانب جو دشمن کا لشکر ہے اُس پر حملہ آور ہوں گے۔ لشکر کا دوسرا حصہ حسب سابق تورائی خان اور کشلی خان کی سرکردگی میں ہوگا اور یہ بائیں طرف والے لشکر کو اپنا ہدف بنائیں گے۔ لشکر کا تیسرا حصہ محترم کوچمان اور گوچلوک کی سرکردگی میں ہوگا اور یہ پڑاؤ کی ہر چیز کو سمیٹتے ہوئے بائیں جانب کے درّوں سے ہوتے ہوئے دریائے وچولا کی طرف بڑھیں گے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد خریم بن مقرودم رُکا، پھر اپنے سارے سالاروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ ''میں نے جو کچھ کہنا تھا کہہ دیا۔ اس وقت میرے ذہن میں یہی لائحہ عمل ہے۔ اگر آپ لوگوں میں سے کوئی چاہتا ہے کہ اس میں تبدیلی کی جائے تو وہ تبدیلی اگر سودمند ہوئی تو ہر صورت میں کی جائے گی۔''

جو لائحہ عمل خریم بن مقرودم نے مرتب کیا تھا اس سے سارے سالاروں نے اتفاق کیا، پھر سارے خریم بن مقرودم کے کہنے پر اُٹھ کر اپنے یورتوں کی طرف جانے لگے تھے۔ اس موقع پر یورت کے پشتی پردے سے بشار نکلی اور دھیمے سے لہجے میں کہنے لگی۔

''عمیر بھائی! آپ ثمر اور نکسار کو لے کر یہیں آئیں۔ سب یہیں ہمارے یورت میں بیٹھ کر کھانا کھائیں گے۔''

اس پر مسکراتے ہوئے عمیر بن نصر نے اثبات میں گردن ہلائی، پھر وہ وہاں سے نکل گیا تھا۔ سب کے جانے کے بعد بشار آگے بڑھی، خریم بن مقرودم کے پہلو میں بیٹھ گئی، اپنا ہاتھ بڑے پیارے انداز میں اُس کے شانے پر رکھا پھر شہد ٹپکاتی آواز میں وہ کہہ رہی تھی۔

''امیر! جو کچھ آپ نے کہا وہ میں نے سنا ہے۔ میں آپ کے ہر لائحہ عمل پر اتفاق کرتی مگر ایک جگہ مجھے کوتاہی اور کمی محسوس ہوئی ہے اور میں سمجھتی ہوں کہیں دشمن ہمیں نقصان ...ے۔ امیر کل جب ہمارا لشکر کوہستان کارپتھین کے سامنے جو دشمن کا لشکر پڑاؤ کئے ...ے ٹکرائے گا مجھے اُمید ہے کہ بہت جلد ہم اُس لشکر کو شکست دینے میں

کامیاب ہو جائیں گے۔ جیسا آپ نے کہا کہ آپ جنوبی سطح مرتفع تک اس کا تعاقب کریں گے اور اس تعاقب کے دوران ہمارے پڑاؤ کی ہر چیز بھی جنوب کی طرف رواں ہوگی۔ اب مجھے خدشہ ہے کہ آپ تو اپنے پورے لشکر کے ساتھ دشمن کا تعاقب کریں گے اور پڑاؤ کے چھکڑے، بار برداری کے جانور سب آپ کے پیچھے پیچھے ہوں گے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ دریائے وچولا کے کنارے جو دشمن کے لشکر ہماری تاک میں بیٹھے ہیں وہ پشت کی جانب سے ہم پر حملہ آور ہو کر ہمیں نہ صرف یہ کہ نقصان پہنچائیں بلکہ ہمارے پڑاؤ کی ہر چیز پر قبضہ کر لیں۔''

بشار جب خاموش ہوئی تب مسکراتے ہوئے خریم کہنے لگا۔ ''بشار، تمہارے خدشات، تمہارے اندازے یقیناً درست ہیں لیکن ایسا نہیں ہوگا۔ دیکھو جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ لشکر کے تین حصے ہوں گے۔ جنگ میں تینوں حصے حصہ لیں گے لیکن جس وقت دشمن کو شکست ہوگی صرف دو حصے جو میرے، عمیر، تورائی اور کشلی خان کے ماتحت ہوں گے وہ بھاگتے دشمن کا تعاقب کریں گے۔ جہاں تک تمہارے باپ اور کوچمان کا تعلق ہے تو تیسرے حصے کے چونکہ وہ کماندار ہوں گے لہٰذا اُس حصے کے ساتھ وہ پڑاؤ کی ہر چیز کو بحفاظت ہمارے پیچھے لائیں گے۔ اگر دشمن کے کسی لشکر نے ہمارا تعاقب بھی کیا تو اردگرد ہمارے ہرکارے، مخبر کام کر رہے ہوں گے۔ وہ بروقت ہمیں اس کی اطلاع کریں گے۔ اور اگر خطرہ درپیش ہوا تو بھاگتے دشمن کا تعاقب ترک کر کے ہم پلٹیں گے اور تعاقب کرنے والے دشمن پر حملہ آور ہو کر اُسے ایسا سبق سکھائیں گے کہ پھر کبھی ہم سے ٹکرانے کی کوشش نہیں کرے گا۔ اب کہو تم کیا کہتی ہو؟''

خریم بن مقرودم کی گفتگو سے بشار مطمئن ہوگئی، مسکرائی اور کہنے لگی۔ ''اب جو کچھ آپ نے کہا ہے اس سے میں مطمئن ہوگئی ہوں۔''

اس پر خریم بن مقرودم پھر کہنے لگا۔ ''بشار! میں اس کے علاوہ بھی احتیاطی تدابیر اختیار کروں گا۔ مثلاً یہ کہ کل جنگ کے بعد اگر دشمن ہمارے آگے بھاگتا ہے اور ہم جنوب کی سطح مرتفع تک اُس کا تعاقب کر کے اُسے ناقابل تلافی نقصان پہنچاتے ہیں اور پھر ہم کوہستان کارپتھین کے مشرق میں چلے جاتے ہیں تو ایسا کرنے کے بعد رات کی تاریکی میں ہم اپنے سامنے دُور دُور تک اپنے ہرکارے، اپنے نقیب، اپنے طلایہ گر پھیلا دیں گے اور اُنہیں یہ حکم جاری ہوگا کہ رات کی تاریکی میں جو کوئی بھی دشمن کا فرد یا مسلح جوان دیکھیں اُسے قتل کر دیا جائے۔ اس طرح دشمن تک یہ خبر نہیں پہنچے گی کہ ہم نے کوہستان کارپتھین کے مشرق میں گھات لگا لی ہے اور رات کے وقت شب خون کا کھیل کھیل کر ہم دریائے وچولا کے کنارے یورپ کے دوسرے دونوں لشکروں کو نقصان پہنچانے کا عزم کر چکے ہیں۔''

www.pdfbooksfree.pk

خریم بن مقردم کی اس گفتگو کا بشار جواب دینا ہی چاہتی تھی کہ عین اسی لمحہ خیمے میں عمیر، تھمر اور کلسار داخل ہوئے اور پھر سب اکٹھے بیٹھ کر باہم گفتگو کرنے لگے تھے۔

اگلے روز دونوں لشکر کوہستان کارپتھین کے دامن میں ایک دوسرے کے سامنے صف آرا ہوئے۔ یورپ کا لشکر چونکہ تعداد میں زیادہ تھا لہٰذا انہوں نے پہلے حملہ آور ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے یورپی لشکر موج خون کو قہر کے سمندر میں بدل دینے والے گھناؤنے انداز کے مجرمانہ فعل، زعم وظن، سفاہت وکمینگی کے اندھیاؤ، گھمنڈ وتکبر، شقاوت و بدبختی کے بگولوں، گناہ وعصیان، ذلالت وحقارت کے طوفانوں، تمرد وحقارت، غلو ومبالغہ، فتنہ انگیزی و مجرمانہ انداز کے جھکڑوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

دوسری جانب ابتدا خریم بن مقردم نے کی اور وہ اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ آفاق کی وسعتوں سے نکل کر دل و جان کو مضطرب اور بستیوں کو خرابات میں تبدیل کر دینے والے عناصر، صدیوں کی طویل خاموشی سے نکل کر محسوسانہ کیفیت کو لرزا دینے والے کارکنانِ قضا و قدر اور کہنہ حریص دل کو سرگشتہ وحیران کر دینے والی ہولناک خصومت وعداوت کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔

خریم بن مقردم اور عمیر بن نصر کا یہ حملہ اتنا زوردار تھا کہ کچھ دُور تک وہ دشمن کی صفوں کے اندر تک گھستے چلے گئے تھے اور کئی صفوں کو روند کر انہوں نے بے کار اور ناکارہ کر کے رکھ دیا تھا۔

اس کے بعد تورائی خان اور کشلی خان نے اپنے کام کی ابتدا کی۔ وہ دونوں ابلیس کے منہ میں لگام ڈال دینے والے بے خوف وخطر جری زائرِ اجل، ہڈیوں کے گودے تک میں لرزہ طاری کر دینے والے خونی انقلابات، کائنات کی قسمت اور نسل انسانی کے اندر تغیر کا بحران کھڑے کرتے بے روک صحرائی گراؤز کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

ان کے ساتھ ہی ساتھ کوچمان اور گوچلوک بھی اپنے کام کی ابتدا کر چکے تھے اور وہ بھی یورپی لشکر کو قضائے دہر کی بیگانگی میں قضا کے گہرے غبار، دھندلکوں سے لبریز اُداسی، کرب تخلیق کی اذیت خیزی اور ناتمام خواہشوں کے تلاطم کھڑے کرتے کہر آلود کھولتے بحر کی طرح پڑے تھے۔

جنگ میں بڑی تیزی سے دست و در لہولہو ہونا شروع ہو گئے تھے۔ بہادرانِ وفا، ک دخون میں نہانے لگے تھے۔ سلامتی کے خیاموں میں قضا کے فکر وفسوں

گھسنے لگے تھے۔ سانسوں کے رقص، نظر کے نغموں میں رُوحوں کو زخمی کرتے طوفان اپنا رنگ جمانے لگے تھے۔

کچھ دیر تک ہولناک جنگ ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ کرغیزوں، باشکیریوں، مکیاروں، منگولوں اور دوسرے گروہوں کے جان لیوا حملوں کے سامنے یورپ کے لشکر کی حالت بڑی تیزی سے بجھنے کا اہتمام کرتی جھلملاتی شمعوں، وقت کے کھوٹے سکوں سے بھرے زیست کے شکستہ کاسوں، سرد مہری کی شب میں بگڑتے لمحوں، قید و بندعیاں کرتے چہروں اور حرماں ویاس کی کیفیت بھری نظروں سے بھی بدتر ہونا شروع ہو گئی تھی۔

تھوڑی دیر کی مزید جنگ کے بعد یورپ کے لشکر کو بدترین شکست ہوئی اور وہ میدانِ جنگ چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ اُس کا رُخ جنوب کی سطح مرتفع کی جانب تھا۔

دوسری جانب خریم بن مقردم بھی اپنے پہلے سے طے شدہ لائحہ عمل کے مطابق کام کر رہا تھا۔ جو لشکر اُس کی اور عمیر کی کمانداری میں تھا اور لشکر کا حصہ جس کی کمانداری تورائی خان کر رہا تھا وہ دونوں حصے دشمن کے تعاقب میں لگ گئے تھے اور اُن کے پیچھے پیچھے پڑاؤ کی ہر چیز سمیٹے چھکڑے بھی چل دیئے تھے اور ان چھکڑوں اور ضرورِیاتِ زندگی کی حفاظت کے لئے وہ لشکر ساتھ تھا جو گوچلوک اور کوچمان کی کمانداری میں کام کر رہا تھا۔

سطح مرتفع جو جنوب میں تھوڑے ہی فاصلے پر تھی اور جس کے اندر دشمن نے جا کر پناہ لینے کا ارادہ کر لیا تھا اُس کے قریب جا کر تعاقب کرتے کرتے خریم، عمیر، تورائی اور کشلی خان نے کچھ فیصلہ کیا اور پھر ایک دم انہوں نے تبدیلی کی۔ خریم اور عمیر ان کے دائیں پہلو سے آگے بڑھے جبکہ تورائی خان اور کشلی خان بائیں جانب سے آگے بڑھے تھے۔ اس طرح پہلوؤں پر حملہ آور ہوتے ہوئے وہ ان کے تھوڑا سا آگے آئے اور ان کے آگے بڑھنے کی رفتار کو تقریباً ختم کر دیا۔

وہ چھوٹا کوہستانی سلسلہ جس کے اندر انہوں نے پناہ لینی تھی اس کے قریب ایک بار پھر ہولناک جنگ ہوئی۔ جس میں خریم بن مقردم، عمیر بن نصر، کشلی خان، تورائی خان نے یورپ کے اس لشکر کو تقریباً کاٹ کے رکھ دیا تھا۔ بہت کم لوگ اپنی جانیں بچانے کے لئے سطح مرتفع کی طرف بھاگنے میں کامیاب ہوئے تھے۔ اس طرح یورپ کے اس لشکر کو خریم بن مقردم، عمیر، تورائی اور کشلی خان نے تقریباً ناکارہ بنا کے رکھ دیا تھا۔

پھر اپنے اگلے لائحہ عمل کی ابتدا کرتے ہوئے انہوں نے کچھ دیر انتظار کیا۔ کوچمان اور گوچلوک پڑاؤ کی ہر چیز اپنے ساتھ لے آئے۔ تب انہوں نے کوہستان کارپتھین کے بائیں

www.pdfbooksfree.pk

طرف کے درّوں کے اندر سے ہوکر آگے بڑھنا شروع کیا۔ اس رفتار سے انہوں نے پیش قدمی کی کہ سورج غروب ہونے کے تھوڑی دیر بعد وہ کوہستان کارپتھین کے مشرقی حصے میں چلے گئے تھے اور وہاں پہنچتے ہی خریم بن مقردم نے کچھ دستے مقرر کر دیئے جنہوں نے کوہستانی سلسلے کے اندر گشت کرنا شروع کر دیا تھا تاکہ جو بھی ان علاقوں میں انہیں مشتبہ شخص نظر آئے اس کا خاتمہ کر دیا جائے۔

اس طرح اپنی کارگزاری کی ایک منزل خریم بن مقردم نے طے کر لی تھی۔ اب کوہستان کارپتھین کے مشرقی حصے میں اپنے زخمیوں کی دیکھ بھال کے علاوہ وہ اپنے سالاروں کے ساتھ دریائے ویچولا کے کنارے یورپ کے دونوں لشکروں پر شب خون مارنے کے لئے اپنے لائحہ عمل کو آخری شکل دینے لگا تھا۔

رات ہر جاندار کو نانِ جویں کے تفکرات اور فکر معاش کی لامحدود اُلجھنوں سے بے نیاز کرتی ہوئی سنجاب و سمور، اطلس و حریر کے بستر بچھاتی بھاگتی چلی جا رہی تھی۔ اندھیرے کے گہرے حصار کے اندر وقت کے رینگتے سختیاں جھیلتے لمحے صبح کے ہنگاموں کی طرف بھاگے چلے جا رہے تھے۔ گم سم چپ چاپ فضاؤں میں کبھی کبھی برفانی تیز ہوائیں خزاں زدہ اشجار سے ٹکراتی ہوئی انقلابِ دہر برپا کرنے کے لئے وقت کے کواڑوں پر زوردار دستک دیتی تھیں۔ اس کے بعد پھر ساحلوں کی ننگی ریت کی آسودہ لذت جیسی چپ اور خاموشی طاری ہو جاتی تھی۔

دریائے ویچولا کے کنارے لکڑی کے پُل کے دائیں بائیں یورپ کے دونوں لشکر بے فکری کی حالت میں پڑے تھے۔ اس لئے کہ انہیں خبر ہو چکی تھی کہ حملہ آور منگول کوہستان کارپتھین کے درّوں سے نکلتے ہوئے مشرق کی طرف چلے گئے ہیں۔

ان کے محل وقوع کا پتہ کرنے کے لئے جو اپنے ہرکارے اور مخبر انہوں نے بھیجے تھے انہیں ان علاقوں میں سرگرداں منگولوں نے چونکہ قتل کر دیا تھا۔ لہٰذا رات کے گہرے سناٹوں میں یورپ کے لشکریوں پر منگولوں کے حملے کی اصلیت ظاہر نہ ہو سکی۔

اتنی دیر تک خریم بن مقردم اور عمیر بن نصر کوہستان کارپتھین کے دائیں جانب کے درّوں کو عبور کر کے دریائے ویچولا کی طرف جا رہے تھے اور ان کے پیچھے پیچھے کوچمان اور گوچلوک بھی پڑاؤ کی ہر چیز کو اپنی حفاظت میں لئے درّوں کو پار کرتے جا رہے تھے۔

ایسے میں لکڑی کے پُل کے دائیں جانب والے یورپی لشکر پر اچانک خریم بن مقردم کے فسوں اور درماندہ تمناؤں میں حادثوں اور سانحوں کو جنم دیتے خاک و خون

کھڑے کرتے مراحل، دشت و دمن کی سرگوشیوں، کالی سوچوں کے آئینوں میں سر آفاق کی مشعلیں جلا دینے والے قضا کے پیغاموں کی ترسیل کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

جبکہ اسی وقت پُل کے بائیں جانب جو یورپی لشکر تھا اس پر تورائی خان اور کشلی خان ہر عناد کی قوت، برائی کی ہر بافندگی، اِرادوں کے ہر مد و جزر پر جوہر فن، ہر حسن زوح کو انفعالیت اور شکست ذات میں مبتلا کرتی کاٹ کھانے والی صداؤں کی بازگشت و گونج اور شکست و ریخت کے پھنکارتے ہیولوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

اب پُل کے دائیں جانب کے یورپی لشکر پر خریم بن مقردم اور عمیر بن نصر، پُل کے بائیں جانب کے لشکر پر کشلی خان اور تورائی خان کے اس طرح حملہ آور ہونے کے باعث رات کی گہری تاریکی میں برہم اور ملول فطرت قسمت گر آدم بن کر زیست کے رنگ میں ہر گام انوکھے حشر برپا کرنے لگی تھی۔

ذلت و پستی کے قصے جسم و روح کے رشتوں کو منقطع کرنے لگے تھے۔ نیستی کی بے داریاں عمر کی ساری خوشیوں کو بے کنار رنج و ملول میں ملوث کر رہی تھیں۔ قانونِ فطرت ہر شے کو حیرتوں، عبرتوں، نوحوں اور آہوں کے قانون کا پابند کرنے لگا تھا۔

خریم بن مقردم اور عمیر بن نصر، تورائی خان اور کشلی خان کے یہ حملے ایسے زوردار اور ہولناک تھے کہ جلد ہی دریائے ویچولا کے کنارے دونوں یورپی لشکروں کی حالت دریاؤں کو نگلتی صحرائی ویرانیوں، ابر گریزاں کی طلب میں بھٹکتے ہیولوں، انجانی مسافتوں کو جاتے اُجڑے راستوں، منہ چڑاتی بدقسمتی، فنا کی دیمک کا شکار تنفس کے آخری لمحوں اور بھوک کے ننگے جذبوں کی آتشیں یادوں سے بھی زیادہ بدتر و ہولناک ہونا شروع ہو گئی تھی۔

سب سے پہلے لکڑی کے پل کے دائیں جانب جو یورپی لشکر تھا اُسے خریم بن مقردم اور عمیر بن نصر کے ہاتھوں بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا اور وہ لکڑی کے پُل کی طرف بھاگا۔ انہوں نے ایسے زوردار انداز میں اور خوفناک لہجوں میں نعرے بلند کرنا شروع کئے تھے کہ ان کا وہ لشکر جو پُل کے بائیں جانب تورائی خان اور کشلی خان کے ہاتھوں تباہی و بربادی کا شکار ہو رہا تھا، وہ بھی بھاگ کھڑا ہوا۔ اس نے بھی لکڑی کے پُل کا رُخ کیا۔ اس طرح یورپ کے وہ دونوں لشکر بدترین شکست اُٹھا کر پُل کی طرف بھاگے۔ خریم بن مقردم، تورائی خان اور کشلی خان نے اپنے اپنے لشکروں کے ساتھ بڑی تیزی اور تندی کے ساتھ ان کا تعاقب کر کے ان کی تعداد کو مزید کم کیا اور جس وقت دونوں لشکر آگے پیچھے پُل عبور کر رہے تھے تو ان گنت یورپیوں کی لاشیں دریائے ویچولا میں گری تھیں۔ اس کے بعد بہت کم لشکریوں کو دریائے ویچولا

www.pdfbooksfree.pk

کو عبور کر کے اپنے شہر سیندومیر کی طرف جانا نصیب ہوا تھا۔

خریم بن مقردم، عمیر بن نصر، تورائی خان اور کشلی خان بھی دریا کو عبور کر کے سیندومیر شہر سے باہر رُک گئے۔ تھوڑی دیر بعد کوچمان اور گوچلوک بھی پڑاؤ کی ہر چیز کو لے کر وہاں پہنچ گئے۔ اس کے بعد خریم بن مقردم کے کہنے پر سیندومیر شہر کے باہر پڑاؤ کر لیا گیا تھا اور شہر کے باہر دُور دراز تک خیمے ہی خیمے نصیب ہو گئے تھے۔

پولینڈ کے سرکردہ اور ارباب اختیار کو جب خبر ہوئی کہ یورپ کے تینوں لشکروں کو منگولوں کے مقابلے میں بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے تو اگلے ہی روز وہ لوگ منگولوں کے پڑاؤ میں داخل ہوئے۔ خریم، عمیر، تورائی خان، کشلی خان، کوچمان اور گوچلوک سے انہوں نے طویل گفتگو کی جس کے نتیجے میں انہوں نے حلفیہ انداز میں عہد و پیمان کیا کہ آئندہ وہ منگولوں کو باقاعدگی کے ساتھ خراج ادا کرتے رہیں گے۔ ان کے اس عہد و پیمان پر خریم اور دیگر سالار بھی مطمئن ہو گئے تھے۔ پھر وہ وفد واپس سیندومیر کی طرف چلا گیا تھا۔

۞......۞

خریم بن مقردم نے صرف دو روز ہی سیندومیر کے نواح میں پڑاؤ کیا ہو گا کہ مشرق کی طرف سے منگول ہرکارے گھنٹیاں بجاتے ہوئے آئے اور انہوں نے تفصیل کے ساتھ خریم بن مقردم اور دوسرے سالاروں کو برقائی کا یہ پیغام دیا کہ یورپ کے اندر جس قدر مہم سر ہو چکی ہے اسی پر اکتفا کرتے ہوئے لشکر فی الفور کوہستان قفقار میں نوگائی سے جا ملے۔

برقائی خان کی طرف سے یہ پیغام ملتے ہی خریم بن مقردم نے کوچ کا حکم دیا۔ اب وہ اپنی مہم کو ویسے بھی مکمل کر چکا تھا۔ دریائے وسچولا کو اُس نے عبور کیا اور پھر کوہستان کارپیتھین سے ہوتا ہوا وہ بڑی تیزی سے کوہستان قفقار کا رُخ کر رہا تھا......!

۞......۞

خریم بن مقردم اور عمیر بن نصر نے ایک روز گرجستان کے مرکزی شہر قصبک کے نواح میں اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا اور پڑاؤ کرنے کے ساتھ ہی انہوں نے گرجستان کے حکمران داؤد کو طلب کر لیا تھا۔

داؤد کو اس وقت ہی خبر ہو چکی تھی کہ منگولوں کا ایک لشکر اُس کے مرکزی شہر کی طرف آ رہا ہے جس وقت خریم بن مقردم نے اپنے لشکر کے ساتھ اُس کی عملداری میں داخل ہو کر قصبک کی طرف بڑھنا شروع ہو گیا ہے۔

اُسے ابھی تک خبر نہ تھی کہ منگول لشکر کا سالار یا سپہ سالار کون ہے...... لیکن وہ منگولوں سے ٹکرانا بھی نہیں چاہتا تھا اس لئے کہ گرجستان کے تخت پر اُسے بٹھانے والے منگول ہی تھے۔

لہٰذا قصبک شہر کے نواح میں خریم بن مقردم کے طلب کرنے پر وہ اپنے محافظ دستوں کے ساتھ خیموں کے شہر میں داخل ہوا۔ منگول اُسے خریم بن مقردم کے یورت کی طرف لے گئے۔ اس وقت یورت میں خریم بن مقردم اور بشارا اکیلے تھے۔ اپنے یورت میں داؤد کا خریم بن مقردم نے بہترین استقبال کیا۔ اُس کے محافظ دستے جو تھے انہیں منگولوں نے ایک طرف روک دیا تھا۔ جب داؤد ایک نشست پر بیٹھ گیا تو خریم بن مقردم نے اُسے مخاطب کیا۔

''کیا تو نے مجھے پہچانا......؟''

پھر خریم خود ہی چونکا اور کہنے لگا۔ ''مگر نہیں...... تو مجھے کیسے پہچانے گا۔ اس لئے کہ تو نے اپنی پھوپھی کے دورِ حکومت میں اپنی زندگی کا بیشتر حصہ اسیری میں بسر کیا۔''

خریم بن مقردم مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ داؤد اُس کی بات کاٹتے ہوئے بول اُٹھا۔ ''میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ یہ منگولوں کا کون سا لشکر ہے؟ کدھر سے آیا ہے؟ اس کی منزل کس طرف ہے؟ مجھے تو منگولوں کے خاقان نے گرجستان میں تخت نشین کرایا تھا۔ گرجستان کی حکومت دی تھی۔ یہ جو آپ اپنے لشکر کے ساتھ میرے مرکزی شہر کے باہر اتنے بڑے لشکر کے ساتھ خیمہ زن ہوئے ہیں تو آپ کے اس پڑاؤ نے مجھے شکوک و شبہات میں ڈال دیا ہے کہ کہیں منگول مجھ سے ناراض تو نہیں ہو گئے۔''

اس پر خریم بن مقردم مسکرایا اور کہنے لگا۔ ''ایسی کوئی بات نہیں...... یہ جو لڑکی میرے پہلو میں بیٹھی ہے یہ میری بیوی ہے۔ دراصل کچھ لوگ تم سے ملنے کے خواہشمند تھے۔ اس بنا پر میں نے اپنے لشکر کے ساتھ تمہارے مرکزی شہر قصبک کا رُخ کیا ورنہ میں کوہستانِ قپچاق کی طرف نکل جانے والا تھا جہاں برقائی کا بھتیجا نوگائی ایک لشکر کے ساتھ میرا منتظر ہے۔ اس لئے کہ ہمیں ایک ایسی مہم درپیش ہے جہاں ہم نے اکٹھے ہو کر ایک قوت کا مقابلہ کرنا ہے۔''

خریم بن مقردم جب خاموش ہوا تو اُس کی طرف دیکھتے ہوئے داؤد بول اُٹھا۔ ''ایسا کون سا شخص آپ کے لشکر میں ہے جو مجھ سے ملنے کا خواہشمند ہے...... میرا بہت محترم، میرا مربی باتو خان تھا جو مر چکا ہے۔ اس کی جگہ برقائی خان مغرب کے منگولوں کا خاقان بنا ہے۔ اس سے میرے تعلقات کوئی خاص نہ تھے۔ باتو کا بیٹا سرتاک مجھ پر مہربان تھا وہ مارا جا چکا ہے۔''

خریم بن مقردم نے آواز دے کر ایک مسلح جوان کو بلایا۔ وہ جب اندر آیا تو اس کے کان میں کچھ کہا جسے سنتے ہی وہ مسکراتے ہوئے باہر نکل گیا تھا۔ پھر خریم بن مقردم نے داؤد کو مخاطب کیا۔

www.pdfbooksfree.pk

"فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ابھی تم خود ہی جان جاؤ گے کہ کون سے لوگ تمہیں ملنا چاہتے ہیں۔"

داؤد کچھ پریشان اور فکر مند سا ہو گیا تھا۔ تاہم وہ گہری سوچوں میں ڈوبا رہا۔ اتنی دیر میں خیمے میں عمیر بن نصر، تھمر، نکسار، کوچمان، گوچلوک، کشلی خان اور تورائی خان داخل ہوئے۔ سب نشستوں پر بیٹھ گئے۔

داؤد کی حالت عجیب و غریب ہو گئی تھی۔ اُس کی نگاہیں کبھی تھمر اور کبھی عمیر بن نصر پر جم جاتیں۔ اس موقع پر عمیر بن نصر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے خریم بن مقروم نے پوچھ لیا۔

"اس جوان کو جانتے ہو جس کا نام عمیر بن نصر ہے؟ یہ میرا بھائی ہے۔ میں اسی لشکر کا سالار ہوں، میرا نام خریم بن مقروم ہے۔"

داؤد دٹپٹا کر رہ گیا تھا۔ ہکلاتی آواز میں کہنے لگا۔ "ہاں، میں اسے جانتا ہوں...... یہ عمیر بن نصر ہے۔"

خریم بن مقروم نے اس بار تھمر کی طرف اشارہ کیا۔ "اور اس لڑکی کو بھی تم جانتے ہو۔ یہ میرے بھائی عمیر بن نصر کی بیوی ہے۔ دوسری لڑکی جو اس کے ساتھ بیٹھی ہے اس کا نام نکسار ہے۔ میرے خیال میں تم تھمر کو خوب جانتے ہو گے کہ یہ......"

داؤد کی حالت بگڑتی جا رہی تھی۔ کہنے لگا۔ "یہ میری پھوپھی کی بیٹی ہے۔ میں نہ اسے جانوں گا تو اور کون جانے گا؟"

خریم بن مقروم نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔ "گرجستان کے حکمران! اس کی ماں روسودان تھی۔ اس کے مرنے کے بعد گرجستان کے تخت و حکمرانی کا وارث کون ہے؟ بتا......"

داؤد کا رنگ پیلا پڑ گیا تھا۔ کہنے لگا۔ "میں سمجھا نہیں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں......؟"

خریم بن مقروم کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا۔ کہنے لگا۔ "جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں تم سمجھ رہے ہو۔ بس صرف تجاہل عارفانہ سے کام لے رہے ہو۔ کیا روسودان کے مرنے کے بعد تھمر اس کی بیٹی گرجستان کی وارث نہ تھی؟ تم نے ہاتو کے ساتھ سازباز کر کے گرجستان کی حکمرانی حاصل کر لی۔ کیا یہ تمہاری طرف سے اچھا اور پسندیدہ فعل تھا......؟"

داؤد خاموش رہا۔ کچھ نہ بولا۔ خریم بن مقروم نے پھر اُسے مخاطب کیا۔ "اگر میں اپنے اس کے ساتھ جو اس وقت یہاں تمہارے مرکزی شہر قصبک کے باہر پڑاؤ کئے ہوئے ہے کزی شہر پر حملہ آور ہو جاؤں تو کیا تمہارے پاس اتنی قوت ہے کہ تم اپنا دفاع کر سکو۔ تمہارے ساتھ جو تمہارے محافظ دستے آئے ہیں وہ میرے مسلح جوانوں کی

حفاظت میں ہیں۔ یوں جانو، ان کی گرفت میں ہیں۔ تم میرے سامنے بیٹھے ہو۔ اگر میں اپنے مسلح جوانوں کو بلا کر تمہارا سر قلم کرا دوں تو کیا تم بچ سکتے ہو؟ کیا کوئی ایسی طاقت اُٹھ سکتی ہے جو تمہیں بچا کر پھر تمہیں حکومت دے سکے......؟"

داؤد لرز کانپ گیا تھا۔ کہنے لگا۔ "میں مانتا ہوں مجھ سے کچھ غلطیاں، کوتاہیاں سرزد ہوئی تھیں۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ گرجستان کے تخت کی وارث یہ تھمر ہی ہے تو میں دستبردار ہو کر جن علاقوں کی طرف آپ کہیں گے، ان علاقوں کی طرف ہی نکل جاؤں گا۔ آپ گرجستان کا تخت و تاج تھمر کو دے دیں۔"

"تھمر میری بہن! اس سلسلے میں تم کیا کہتی ہو......؟"

تھمر نے بے پناہ غصے کی حالت میں ایک نگاہ داؤد پر ڈالی، پھر کہنے لگی۔ "میں اس داؤد اور گرجستان کی حکمرانی پر لعنت بھیجتی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں جہنم اور آتش کے کھولتے بازار سے نکل کر میں اچھے، پُرامن لوگوں میں آ گئی ہوں۔ اب قصبک میں رہنا تو بہت دُور کی بات میں اس شہر کی طرف دیکھنا پسند نہیں کرتی۔ میں عمیر بن نصر کی بیوی ہوں اور میں سمجھتی ہوں یہ میری زندگی کی سب سے بڑی خوش قسمتی اور سعادت ہے۔ گرجستان کی حکمرانی اسی کو مبارک ہو۔ مجھے اس سے کوئی غرض و غایت نہیں ہے۔"

تھوڑی دیر تک خریم بن مقروم توصیفی انداز میں تھمر کو دیکھتا رہا، پھر داؤد کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ "دیکھا تم نے اس لڑکی کی فراخ دِلی؟ تم گرجستان کی حکمرانی حاصل کرنے کے لئے تگ و دو کرتے رہے۔ ہاتو سے تعلق پیدا کر کے تم نے یہ حکمرانی حاصل کی۔ اور ایک طرف یہ تھمر ہے کہ اس حکمرانی پر لعنت بھیج رہی ہے، پاؤں کی ٹھوکر سے ٹھکرا رہی ہے کہ اس وقت جو قوت یہاں ہمارے پاس ہے، اس کے ذریعے یہ تمہیں تاج و تخت سے محروم کر کے اپنی ماں کی وراثت حاصل کر سکتی ہے۔ لیکن یہ ایسا نہیں چاہ رہی۔"

خریم بن مقروم مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ عمیر بن نصر بول اُٹھا۔ "بھائی! اگر آپ پسند کریں تو میں بھی اس سے کچھ کہوں؟"

اس پر خریم کہنے لگا۔ "میرے عزیز بھائی، تمہارے کہنے پر ہی میں نے اسے بلایا تھا۔ کہو اس سے کیا کہنا چاہتے ہو؟"

اس پر بڑی قہرمانی میں داؤد کی طرف دیکھتے ہوئے کھولتے لہجے میں عمیر بن نصر کہہ رہا تھا۔ "میں تمہیں یہی کہنا چاہتا ہوں کہ ہم اگر تم سے گرجستان کی حکومت حاصل کرنا چاہیں تو تم کوئی مزاحمت نہیں کر سکتے۔ حالانکہ تم وہ شیطان صفت اور بدبخت انسان ہو کہ تم نے میرے

www.pdfbooksfree.pk

اور تھمر کے پیچھے مسلح جوان لگائے اور تم تھمر کو زبردستی حاصل کرنا چاہتے تھے۔ جو قوت اس وقت ہمارے پاس ہے اسے استعمال کرتے ہوئے ہم با آسانی تمہاری گردن کاٹ سکتے ہیں اور گرجستان میں جس قدر تمہارے ہم نوا اور حمایتی ہیں ان کو موت کے گھاٹ اتار سکتے ہیں۔ لیکن ہم تم پر اور تمہاری حکمرانی پر لعنت بھیجتے ہیں۔ لہٰذا ابھی اُٹھو اور یہاں سے دفع ہو جاؤ۔''

داؤد نے ان الفاظ کو اپنے لئے غنیمت جانا۔ خریم کے خیمے سے نکلا، پھر وہ اپنے دستوں کے ساتھ وہاں سے چلا گیا تھا۔

خریم بن مقروم نے اپنے لشکر کے ساتھ صرف ایک شب وہاں قیام کیا، اس کے بعد وہ کوہستانِ قپچاق کی طرف کوچ کر گیا تھا!

۞......۞

برقائی خان کا بھتیجا نوگائی، کوہستان قپچاق میں پڑاؤ کئے ہوئے تھا کہ اس کے پڑاؤ میں اپنے لشکر کو لے کر خریم بن مقروم، عمیر بن نصر، تورائی خان، کشلی خان، گوچلوک اور کوچمان داخل ہوئے تھے۔

نوگائی نے اپنے لشکریوں سمیت اُن کا بہترین استقبال کیا۔ سارے سالاروں سے وہ گلے ملا۔ پھر اپنے لشکر کے ایک پہلو میں خریم بن مقروم کے لشکر کو خیمہ زن ہونے کے لئے کہا۔ جب خریم بن مقروم کا لشکر خیمہ زن ہو گیا تب نوگائی خریم اور سارے سالاروں کو ایک جگہ لے کر بیٹھ گیا۔ پھر وہ ان سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''میرے عزیزو! مجھے صرف تمہارا انتظار تھا اور میں یہاں زیادہ دن انتظار کر کے وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ یہاں کے جو حالات ہیں وہ میں مختصر تم سے کہتا ہوں۔

سب سے بڑی تبدیلی یہ ہے کہ صلیبی اب پوری طرح ہلاکو کا ساتھ دے رہے ہیں۔ انطاکیہ کے بے پناہ نائٹ، گرجستان کے اس حصے کے لوگ جو داؤد کے باغی ہیں وہ بھی ہلاکو کے لشکر میں شامل ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ ارمنی بادشاہ ہیثیون بذات خود ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ ہلاکو کے لشکر میں شامل ہو چکا ہے۔ اس طرح یوں جانیں ہمارے خلاف منگولوں اور صلیبیوں کا ایک اتحاد ہے اور اس اتحاد کو وہ ناقابل تسخیر خیال کرتے ہیں۔

ہلاکو خان ان علاقوں میں چند ماہ قیام کرنے کے بعد جنوب کی طرف گیا ہے۔ میری یہاں سے پہلے ہی وہ جنوب کی طرف کوچ کر چکا تھا۔ یہاں آنے کے بعد جو میں نے اپنے کے ذریعے اطلاعات اکٹھی کی ہیں وہ کچھ اس طرح ہیں۔

نے کوہستانِ قفقاز کے جنوبی دامن میں پڑاؤ کیا تھا۔ یہاں گلوں کے لئے

چراگاہوں کی افراط ہے اور وادی میں تازہ اور شیریں پانی بھی خوب موجود ہے۔ اور پھر یہ علاقہ چونکہ ہمارے علاقوں سے متصل ہے اس لئے ہلاکو خان للچائی نظریں ہمارے علاقوں پر بھی ڈالتا ہے۔

مزید جو اطلاعات میں نے حاصل کی ہیں وہ یہ کہ یہاں قیام کے دوران ہلاکو خان نے ایک رصدگاہ بنوائی تھی اور ایک بہت بڑی عمارت بھی اُس نے تعمیر کروائی۔ بغداد اور مسلمانوں کے دوسرے شہروں سے جو اُس نے دولت اور خزانے اکٹھے کئے تھے وہ اسی عمارت میں اُس نے رکھے ہوئے ہیں۔ ساتھ ہی اُس نے اپنی نصرانی اور ضدی بیوی دوقوزہ کے لئے ایک کلیسا بھی بنوایا ہے اور اس میں وہ دوقوزہ کے کہنے پر گھنٹیاں بجوایا کرتا ہے اور اس کلیسا کی حفاظت کے لئے اُس نے ارمنی نصرانیوں کو مقرر کیا۔

مزید اطلاعات یہ ہیں کہ جو لشکر میں سرائے برقائی سے لے کر آیا تھا اس کے علاوہ بھی میرے پاس بہت سے مسلمان جمع ہو گئے ہیں۔ سمرقند اور بخارا کے وہ مجاہد جنہیں منگولوں کے ہاتھوں ہزیمت اٹھانا پڑی وہ بھی میرے لشکر میں شامل ہیں اور وہ ہلاکو سے انتقام لینے کے لئے بے چین ہو رہے ہیں۔ اس کے علاوہ مشرقی کوہستانی سلسلوں کے اندر ایک اور لشکر بھی گھات میں ہے اور یہ ہماری طرفداری میں ہے۔ مسلمانوں کے اس لشکر میں زیادہ تر مصر اور وادی یردن کے لوگ ہیں۔ ان کے ساتھ میرا معاملہ طے پا چکا ہے کہ جب ہلاکو کے ساتھ ہماری جنگ شروع ہو گی تو سب سے پہلے میں اسے روکوں گا، پھر پسپا ہوں گا۔ میں پسپا ہو کے جب پیچھے ہٹوں گا تو لازمی بات ہے کہ ہلاکو میرے تعاقب میں آئے گا۔ میں نے اُن سے کہہ رکھا ہے کہ جب ہلاکو میرے تعاقب میں لگے تو وہ ہلاکو کے تعاقب میں لگ جائیں۔ اور پھر پشت کی جانب سے اُس پر حملہ آور ہوں۔ ظاہر ہے ہلاکو مجھے فراموش کر کے پلٹے گا اور پشت کی جانب سے حملہ آور ہونے والے مسلمانوں سے ٹکرائے گا۔ وہ یہی خیال کرے گا کہ میں اُس سے شکست اُٹھا کر بھاگا ہوں۔ لیکن جونہی وہ پشت کے مسلمانوں پر حملہ آور ہو گا، سامنے کی طرف سے ہم بھی پلٹیں گے اور ہلاکو کے لشکر کی وہ شکست و ریخت کریں گے کہ زندگی بھر یاد رکھے گا۔ یردن کی وادی اور مصر کا لشکر جو گھات میں ہے اس کو میں نے ابھی تک کسی پر ظاہر نہیں کیا۔ بہر حال میرا معاملہ جوان سے طے ہے اس کے مطابق وہ حرکت میں آئیں گے۔

اب ہم نے ہلاکو کو انگیخت کرنے کے لئے جو قدم اٹھانا ہے وہ یہ کہ اپنے لشکر کے ساتھ ہم یہاں سے جنوب کی طرف کوچ کریں گے۔ جو رصدگاہ اس نے بنائی ہے اسے مٹا ڈالا جائے گا اور اُس نے جو یہاں اپنے خزانے ایک نئی عمارت میں رکھے ہیں، ان خزانوں کو بھی لوٹ لیا

www.pdfbooksfree.pk

جائے گا اور خزانوں کی حفاظت کے لئے جو اُس کے دستے ہیں، انہیں تہہ تیغ کر دیا جائے گا۔ جب ہم یہ کارروائی کریں گے تو ظاہر ہے ہلاکو پلٹ کر ہم پر حملہ آور ہوگا۔ اس کے بعد جو لائحہ عمل میں نے پہلے تم لوگوں سے کہا ہے اس پر عمل کیا جائے گا اور مجھے اُمید ہے کہ ہلاکو ہمارے سامنے زیادہ دیر ٹھہر نہیں سکے گا۔"

نوگائی کی اس تجویز سے سب نے اتفاق کیا تھا۔ پھر خریم بن مقروم کے لشکر کو آرام کرنے کا موقع دیا گیا۔ یہ فیصلہ کیا گیا کہ دو دن کے بعد جنوب کی طرف پیش قدمی کر کے ہلاکو کا وہ لشکر جو اُس نے رصدگاہ کی عمارت اور کلیسا کے تحفظ کے لئے چھوڑا ہے اس پر حملہ آور ہو کر ہلاکو کے سارے خزانوں کو لوٹ لیا جائے گا۔

پھر خریم بن مقروم اور نوگائی نے اپنے لائحہ عمل کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اپنے کام کی ابتدا کی۔ دونوں نے اپنے متحدہ لشکر کے ساتھ پیش قدمی شروع کی، جنوب کی طرف بڑھے اور جن عمارتوں کے اندر ہلاکو نے خزانہ رکھا ہوا تھا اس کے اردگرد جو محافظ دستے تھے ان کی طرف وہ نوائے راز نقش ماوراء اور کربِ آفرینش کے ناآشنا، ناشنید سایوں کی طرح بڑھے تھے!

پھر دیکھتے ہی دیکھتے ایک طرف سے خریم بن مقروم، دوسری طرف سے نوگائی ہلاکو خان کے ان دستوں پر ہونٹ کسیلے، چہرے میلے کر دینے والے گردابوں کی گرم سانسوں، دشت امکان میں ذہن سے اُٹھتی سوچوں کے مچلتے بے روک دھاروں تک کو نگوسار کر دینے والے اذیت گری کے ہنر کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

وہاں ہلاکو خان کے جس قدر دستے تھے خریم بن مقروم اور نوگائی نے انہیں تہہ تیغ کر دیا۔ ہلاکو نے جو خزانہ وہاں رکھا ہوا تھا اُسے لوٹ لیا۔ اُس نے وہاں جو عمارتیں بنائی تھیں انہیں تباہ و برباد کر دیا۔ اس کے بعد وہ واپس کوہستانِ قفقار میں اپنے پڑاؤ کی طرف چلے گئے تھے۔

❁......❁

دوسری جانب ہلاکو جو عالم اسلام پر مزید ضربیں لگانے کے لئے جنوب کی طرف آیا تھا اُسے جب خبر ہوئی کہ اُس کے چچازاد برقائی کے لشکریوں نے حملہ آور ہو کر اُس کے خزانوں کو لوٹ لیا ہے اور جو عمارتیں اُس نے کوہستانِ قفقار کے جنوبی دامنوں میں بنائی تھیں انہیں تباہ و برباد کر دیا ہے، تب وہ بڑی خونخواری سے اپنے لشکر کے ساتھ پلٹا تاکہ نوگائی اور خریم بن مقروم کو ان کے کیے کی سزا دے۔

ہلاکو جنوب کی اپنی ساری مہمات کو ترک کرتے ہوئے اپنے خونی لشکر کے ساتھ طوفان کی طرح شمال کی طرف بڑھا تھا۔ خریم بن مقروم اور نوگائی کے منگول

ہرکارے انہیں ہلاکو کی ایک ایک نقل و حرکت سے آگاہ کر رہے تھے۔

اپنے پڑاؤ کو خریم بن مقروم اور نوگائی نے کوہستانِ قفقار کی ایک محفوظ جگہ رکھا۔ لشکر کا ایک حصہ اپنے پڑاؤ کی حفاظت پر چھوڑا، اُس کی کمانداری کو جمان اور گوچلوک کے ذمے لگائی گئی۔ اس کے بعد خریم بن مقروم، نوگائی، عمیر بن نصر، تورائی خان اور کشلی خان اپنے لشکر کو لے کر دریائے تیرک کے کنارے آ گئے تھے۔ اس لئے کہ ہلاکو کا رُخ ادھر ہی تھا۔ ساتھ ہی انہوں نے پیغام بھیج کر ان لشکریوں کو بھی آگاہ کر دیا تھا جو مصر اور یردن کی وادیوں سے ہلاکو خان کے خلاف لڑنے کے لئے آئے تھے۔

اب خریم بن مقروم اور نوگائی کے لشکر میں صرف منگول ہی نہیں بلکہ باشکیری، کرغیز، مکیار اور کوہستان قفقار کے جنگجو مسلمان قپچاق بھی شامل ہو چکے تھے جو ہر صورت میں منگولوں سے اپنی گزشتہ بربادیوں کا انتقام لینے کا عزم کئے ہوئے تھے۔

ہلاکو ترک تاز کرتا ہوا جب دریائے تیرک کے کنارے آیا تو خریم بن مقروم، نوگائی، عمیر بن نصر، تورائی خان اور کشلی خان اپنے لشکر کے ساتھ اُس کی راہ روک کھڑے ہوئے۔

ہلاکو خان بڑے غضب اور خونخواری کی حالت میں تھا۔ آتے ہی وہ ان کے لشکر پر خون سے نشوونما پاتے جوان لمحوں، سماعتوں میں خون بھر دینے والی صداؤں کے شراروں اور آنکھوں کے آنگنوں میں اُتر جانے والے کرب بھرے خوابوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

جواب میں کارروائی کرتے ہوئے خریم بن مقروم اور نوگائی بھی آسمان سے اُتر کر بزمِ ہستی پر برہم برق کے کوندوں کی طرح نزول کرتے دہکتے سلگتے عذابوں، سورج کی چڑھتی شعاعوں، شفق کے بکھرتے رنگوں کی طرح پھیل کر ساگروں کے اندر محیط ہو جانے والے سرخ اندھیاؤ کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

کچھ دیر ہولناک جنگ ہوتی رہی۔ مکیار، کرغیز، باشکیری، منگول اور قپچاق ہلاکو کے لشکر پر ناقابل برداشت ضربیں لگاتے رہے۔ یہاں تک کہ نوگائی اور خریم بن مقروم نے مخصوص اشارہ دیا جس پر اُن کا لشکر پیچھے ہٹنا شروع ہوا۔ پسپائی اختیار کر گیا۔

ہلاکو خان جو اب تک دوسروں کو دھوکا دیتا آیا تھا، خود دھوکے میں مبتلا ہو گیا۔ یہی سمجھا کہ اُس کے مقابل کو شکست ہوئی ہے۔ لہٰذا اُس نے پسپائی کی اس بنا پر دریائے تیرک کے کنارے کنارے خریم بن مقروم اور نوگائی کا بڑی خونخواری سے تعاقب شروع کر دیا تھا۔

لیکن وہ لشکری جو مصر سے آئے تھے اور جن میں زیادہ تر وہ ترک تھے جنہیں گزشتہ برسوں میں منگولوں کے ہاتھوں سخت نقصان اٹھانا پڑا تھا ان کے علاوہ یردن کی وادیوں میں بسنے

www.pdfbooksfree.pk

والے مجاہدین اپنی گھات سے نکلے اور ہلاکو کے پیچھے لگ گئے تھے۔

جس وقت ہلاکو خان پورے زور و شور سے خریم بن مقرودم اور نوگائی کا تعاقب کر رہا تھا، اچانک پشت کی جانب سے مصر کے ترکوں اور یردن کی وادیوں کے مجاہدوں نے صدیوں کے اندھے آئینوں میں نئے پیغام بکھیرتی نور کی کرنوں، تخریب کی راکھ میں دبی قرنوں کی احادیث کہنہ کو عیاں کر دینے والے ان کہے رازوں کی طغیانیوں اور زیست و بدترین تہمتوں سے دوچار کر دینے والے مرگ کے رقص کرتے بگولوں کی طرح حملہ کر دیا تھا۔

اس موقع پر ہلاکو نے سوچا کہ جو لشکر اس کے سامنے تھا وہ تو پسپائی اختیار کر کے اس کے سامنے سے بھاگ ہی چکا ہے سو وہ لشکر جو پشت کی جانب سے حملہ آور ہوا ہے اس سے نمٹا جائے۔ لہٰذا وہ پلٹا اور مصری اور یردن کے لشکر پر وہ برفانی ریچھ کی طرح ٹوٹ پڑا۔

یہیں سے ہلاکو کی بدبختی کی ابتدا ہو گئی تھی۔ جس وقت پلٹ کر اُس نے تعاقب کرنے والے مسلمانوں کے لشکر پر حملہ آور ہونا شروع کیا، اُسی وقت آندھی اور طوفان کی طرح خریم بن مقرودم اور نوگائی، عمیر بن نصر، تورائی خان، کشلی خان اپنے لشکر کو لے کر پلٹے اور ہلاکو کی پشت پر سینوں میں پیوست ہو جانے والے خونی خنجروں، سنسان راتوں میں اذیت بھرے عذابوں، کھولتی بھیانک آندھیوں، اندھیرے کی ریشمی طیلسان کے اندر بھڑکتی انتقامی آگ اور زیست کے فلسفے تک کو بدل دینے والے فوزمندی کے تدبر کی علامت کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

اب صورت حال یہ تھی کہ سامنے کی طرف سے مصری اور یردن کے مجاہد نہ ہٹنے والی چٹانوں کی طرح ہلاکو اور اس کے لشکریوں کے سامنے جم گئے تھے جبکہ پشت کی طرف سے خریم بن مقرودم، نوگائی، عمیر، کشلی خان اور تورائی نے ہلاکو اور اس کے لشکر پر ناقابل برداشت ضربیں لگانا شروع کر دی تھیں جس کے نتیجے میں دریائے تیرک کے کنارے ہلاکو کو بدترین شکست ہوئی۔ اب وہ نہ پشت کی جانب جا سکتا تھا جس طرف خریم بن مقرودم اور نوگائی نے اس کے ساتھیوں کا قتل عام شروع کر دیا تھا نہ سامنے کی طرف بھاگنے کے لئے مصری اور یردن کے مجاہد اُسے راستہ دے رہے تھے۔ بلکہ اُس کے لشکر کی تعداد بڑی تیزی سے کم کر رہے تھے۔

ناچار ہلاکو اپنے لشکر کے ساتھ دریائے تیرک کی طرف بڑھا۔

... وقت سرما چونکہ اپنے عروج پر تھا لہٰذا دریائے تیرک پورا جما ہوا تھا۔ شکست خوردہ ہلاکو ... کر ساتھ دریائے تیرک کی برف پر بھاگ کھڑا ہوا۔ اس طرح لشکر کے بھاگنے سے ... ہوا۔ جگہ جگہ سے برف ٹوٹ گئی۔ ہلاکو کے لشکر کا کافی نقصان ہوا۔ بچے

کھچے لشکر کو لے کر ہلاکو بڑی مشکل سے دریائے تیرک کے دوسرے کنارے جانے میں کامیاب ہوا تھا۔

مسلمان مجاہدین کے ہاتھوں ہلاکو کی یہ بدترین شکست تھی۔ ہلاکو نے بھی اپنی اس شکست کا انتقام لینے کا ارادہ کر لیا۔ بڑی تیزی سے وہ حرکت میں آیا، انطاکیہ کے صلیبیوں کو دعوت دی، ارمنی نصرانیوں کو اپنے لشکر میں شامل کیا۔ اس طرح بے شمار صلیبی جنگجو اُس کے لشکر میں شامل ہو گئے اور اُس نے اپنے لشکر کی حالت پھر پہلے جیسی سنوار لی۔ ایک بار پھر وہ اپنی شکست کا انتقام لینے کے لئے کوہستانِ قفقار کی طرف بڑھا۔

لیکن کوہستانِ قفقار کے دامن میں ہلاکو کو ایک بار پھر ذلت آمیز شکست اٹھانا پڑی اور وہ شکست اُٹھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ اسی جنگ کے دوران ہلاکو زخمی ہوا اور ان زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے وہ اس دارِ فانی سے کوچ کر گیا۔

خریم بن مقرودم اور نوگائی نے کوہستانِ قفقار میں ہی اپنے پڑاؤ کے اندر قیام کر رکھا تھا۔ ایک روز خریم اپنے خیمے میں داخل ہوا۔ اس وقت خیمے میں بشار اکیلی تھی۔ بشار کی حالت اُس روز عجیب سی ہو رہی تھی۔ خریم بڑے غور سے اُسے دیکھنے لگا۔ اُس کی آنکھوں میں سازوں کے آہنگ کی مستیاں اس سے اُس کے سرخ ہونٹوں پر شفق داستانیں، گلابی رخساروں پر خوشیوں کے حروف و معانی کا انوکھا رقص۔ جسم میں نشاط بھرے جوانی کے خطوط کا طوفان اور اُس کی حالت ستاروں کی چمکتی رُوح نگہت و نور کی تجلی آمیز مسرتوں جیسی ہو رہی تھی۔

خریم بن مقرودم اُسے دیکھتا رہ گیا، منہ سے کچھ نہ بولا تھا۔ بشار بھی مسکراتے ہوئے قریب آئی اور کہنے لگی۔

''آج آپ میری طرف اس قدر غور اور انہماک سے کیوں دیکھ رہے ہیں؟''

اس پر مسکراتے ہوئے خریم کہنے لگا۔ ''میں نے اس سے پہلے آج تک تمہارے لعل بدخشاں ہونٹوں پر محبتوں کے حسین نگر کے رنگوں کی خوشبو کی ایسی پچکاریاں نہ دیکھی تھیں۔ اس سے پہلے کبھی چاند تاروں سے روشن تمہارے چہرے پر میں نے مست رنگ دھنک کے پھولوں اور گلابی رُتوں کے آنگنوں جیسی کیفیت نہ دیکھی تھی۔ میں سمجھتا ہوں آج کوئی غیر معمولی واقعہ ہے۔''

اس پر مسکراتے ہوئے بشار کہنے لگی۔ ''غیر معمولی واقعہ تو ہے..... ابھی تھوڑی دیر پہلے ہمارے ہرکارے یہ خبر لے کر آئے ہیں کہ ہلاکو مر گیا ہے۔ آپ اور نوگائی نے دو بار اُسے

www.pdfbooksfree.pk

بدترین شکست دی اور دونوں جنگوں میں اُس کی حالت بغیر خوابوں کی شب، اندھیرے میں کھڑی کانپتی پرچھائیوں، بھیگے پروں کے بے بس پرندوں اور بے حس پیڑوں سے لپٹ کر روتی شام سے بھی بدتر کر دی۔ ہلاکو زخمی ہوا اور شکست کی تاب نہ لا سکا اور مر گیا۔ اس سے بڑھ کر میرے لئے کیا خوشی ہو سکتی ہے کہ میرے شوہر نے نوگائی کے ساتھ مل کر منگولوں کے ایک ایسے طوفان کا راستہ روک دیا ہے اور اُسے ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا ہے جو عالم اسلام کے لئے ایک ناسور بنا ہوا تھا۔ اس سلسلے میں مصر سے آنے والے لشکری اور یردن کے مجاہد بھی قابل تعریف ہیں جنہوں نے اپنی جان کے نذرانے پیش کرتے ہوئے ہلاکو پر حملے کئے اور اُسے بری طرح زخمی کیا۔''

پھر بشارا آگے بڑھی، بڑے پیارے انداز میں اپنا سر اُس نے خریم بن مقروم کے شانے پر رکھا اور گردن پر ایک طویل بوسہ دینے کے بعد کہنے لگی۔

''میں جب تک زندہ ہوں آپ جیسے شوہر پر میں اپنی زندگی کی آخری سانسوں تک فخر کرتی رہوں گی۔ میرے لئے اس سے بڑھ کر کوئی اور سعادت ہو ہی نہیں سکتی کہ میں آپ جیسے مجاہد کی بیوی ہوں۔''

پھر اچانک کہتے کہتے بشارا رُک گئی اور پیچھے ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔ اس لئے کہ باہر کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی تھی۔ پھر تھوڑی دیر بعد خیمے کے دروازے پر نوگائی، عمیر بن نصر، کشلی خان، کوچمان اور گوچلوک نمودار ہوئے اور انہوں نے خریم بن مقروم کو اطلاع دی کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے برقائی خان کی طرف سے کچھ ہرکارے آئے ہیں جنہوں نے یہ پیغام دیا ہے کہ نوگائی ان علاقوں کے حاکم کی حیثیت سے یہیں قیام کرے گا جبکہ باقی لشکر کو برقائی نے واپس سرائے برقائی میں طلب کر لیا ہے۔

اس پر سب خوشی کا اظہار کرنے لگے تھے۔ پھر دو دن تک تیاری ہوتی رہی۔ اس کے بعد نوگائی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ وہیں قیام کر گیا۔ مصر اور یردن کی طرف سے آنے والے مجاہد اپنے اپنے ٹھکانوں کو لوٹ گئے۔ جبکہ خریم بن مقروم، عمیر بن نصر، تورائی خان، کشلی خان، کوچمان اور گوچلوک دریائے تیرک کے کنارے کنارے فتح مندی کے گیت گاتے ہوئے شمال کی طرف کوچ کر گئے تھے۔ اُن کا رُخ سرائے برقائی کی طرف تھا......!!

(ختم شد)

www.pdfbooksfree.pk